موضوعات کبیر

مترجم اردو

مصنف

ملا علی قاری حنفیؒ

محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتب
قرآن محل اردو بازار کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

موضوعاتِ کبیر

مترجم اردو

مصنف :- ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم :- مولانا حبیب الرحمٰن صدیقی کاندھلوی

باہتمام :- محمد سعید اینڈ سنز

(ناشر)

قرآن محل، اردو بازار، کراچی

عرض ناشر!

ملا علی قاری کی شخصیت علمی حلقوں میں محتاج تعارف نہیں احادیث کے پرکھنے اور جرح وتعدیل میں ان کے کارنامے سند کی حیثیت رکھتے ہیں علم حدیث کی تاریخ سے جو لوگ واقف ہیں ان سے یہ امر پوشیدہ نہیں کہ بدخواہاں ملت نے وضع احادیث کا فتنہ کھڑا کر دیا۔ یعنی بہت سے اقوال وافعال کا انتساب نبی کریم ﷺ کی طرف کر دیا کہ آپ نے یہ کیا یا یہ فرمایا۔ اس طریقہ کار کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ حضور کریم ﷺ کی سیرت طیبہ جو دراصل قرآن پاک کی عملی تفسیر ہے بالکلیہ مسخ ہو کر رہ جاتی اگر اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء وجود میں نہ آتے چونکہ اللہ تعالیٰ کو اس ناسخِ ادیان دین کو قیامت تک باقی رکھنا تھا اس لئے ہم دیکھتے ہیں کہ اس فتنہ کا مقابلہ کرنے والے علماء بھی موجود رہے ہیں جنہوں نے کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا۔ موضوع غیر موضوع، اصلی اور نقلی کا فرق ظاہر کر دیا۔

امت مسلمہ کی گردنیں ان کے احسان کے بوجھ سے گرانبار ہیں۔ اگر یہ حضرات میدان میں نہ آتے تو احادیث کی حیثیت اساطیر الاولین سے زیادہ نہ ہوتی۔ اور یہ ان ہی بزرگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے کہ کھوٹے سکے اس بازار میں رائج نہ ہو سکے۔

ان خدمات کی داستان بہت لمبی ہے۔ اور اس کا سلسلہ نہایت طویل ہے۔

ملا علی قاری کی پیش نظر کتاب موضوعات کبیر مترجم اس سلسلہ کی آخری کڑی ہے۔
اس کی اہمیت کا تقاضہ تھا کہ اردو دان اصحاب بھی اس سے مستفید ہوں چنانچہ اسی
غرض کے پیش نظر اصل کتاب مع ترجمہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔
امید ہے کہ قارئین میری اس کوشش کو بنظر استحسان دیکھیں گے۔

طالب دعا

عبدالاحد سعید عفی عنہ

تقریظ مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلٰى رَسُوْلِهِ الْكَرِيْم

امابعد! ائمہ محدثین حنفیہ میں ملاعلی قاری رحمہ اللہ کی شخصیت محتاج تعارف نہیں۔ حدیث اور شروح حدیث میں شیخ موصوف کا گراں قدر زخیرہ اہل علم کا بہترین سرمایہ ہے۔

پیش نظر کتاب ''موضوعات کبیر ملاعلی قاریؒ''، اپنی موضوع میں نہایت ہی عظیم المرتبت کتاب ہے۔ کہ جس میں احادیث موضوعہ کو جمع کر کے امت کو ان کے فتنہ اور ضرررساں اثرات سے محفوظ و مامون کردیا۔

اس کتاب کا اردو ترجمہ امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے چونکہ عامۃ المسلمین اصل کتاب سے مستفیض نہیں ہوسکتے۔ اوران کو احادیث صحیحہ وغیر صحیحہ کا امتیاز مشکل ہے۔ اس لئے اس ترجمہ کا مطالعہ امید ہے کہ ان میں اس امتیاز کی صلاحیت پیدا کرسکے گا۔

الحمدللہ کہ برادرم محترم مولانا حبیب الرحمٰن صاحب کاندھلوی نے اپنے ترجمہ سے اس ضرورت کو پورا فرمادیا۔ ناچیز نے متعدد مقامات سے ترجمہ کا مطالعہ کیا۔ ترجمہ مستند نہایت سلیس ہے۔ اور اس کے ساتھ مختلف موقعوں پر

مترجم موصوف نے فوائد کے اضافے سے کتاب کی افادیت کو بڑھانے کے ساتھ ان اشارات کو بھی واضح کردیا جو اصل کتاب میں صرف رمز کے درجہ میں تھے۔ اور بعض ان احادیث کی وجوہ صحت و اعتبار کو بھی مستند حوالوں کے ساتھ جمع کردیا۔ کہ جن کو مصنفؒ نے بے اصل قرار دیا تھا۔

حق تعالے ترجمہ ہذا مقبول و نافع بنائے۔ آمین یارب العالمین

بندہ ناچیز

مولانا محمد مالک غفرلہ کاندھلوی

خادم حدیث دارالعلوم الاسلامیہ اشرفیہ (لاہور)

تقریظ مولانا لطافت الرحمٰن صاحب

نحمده وبه التكلان ۔ وهو خير من اعان ۔ ونصلّى على افصح فصحاء عدنان ۔ وابلغ بلغاء قحطان ۔ سيدنا محمد خاتم الانبياء ۔ التارك فينا القمر الملته البيضاء التى ليلها ونهارها سواء ۔

امابعد! یہ درست ہے کہ ملت مسلمہ میں نظریاتی اور تخیلاتی انتشار وتفریق کا سلسلہ چل رہا ہے مگر اس اختلاف وتحزب کے ہوتے ہوئے اس بات پر پوری امت کا اتفاق ہے کہ قرآن وحدیث دین اسلام کے اصل الاصول ہیں۔

(اِلَّا مَنْ شَذَّ شُذَّ فِی النَّار) اب ظاہر ہے۔ کہ قرآن کی حفاظت کا وعدہ تو خود خدا نے فرمایا ہے۔ چنانچہ فرمایا گیا۔ (نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون)

البتہ احادیث رسول میں دجل وتلبیس کا سلسلہ کافی حدتک چل سکتا ہے۔ اور مخالفین اسلام نے اس قبیح سلسلہ کو چلایا ہے۔ مختلف متنوع حالات میں لوگوں کے اقوال کو احادیث ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے احادیث صحیحہ کے ذخیرے کا تحفظ ضروری ٹھہرا ہے۔

موضوع اور غلط احادیث کے سلسلہ میں علمار امت میں سے علامہ ابن جوزی امام احمد ابن حنبل۔ امام نودی، علامہ ابن حجر عسقلانی وغیرہ محدثین نے سب سے زیادہ خدمت کی ہے۔ اور انہیں حضرات میں سے ایک ملا علی قاریؒ ہیں جنھوں

نے اس موضوع میں "الموضوعات الکبیر" کتاب لکھی ہے ملا علی قاریؒ موضوعات کی یہ کتاب ایک درگراں مایہ ہے حالات کا تقاضا تھا۔ کہ اس کتاب کا ترجمہ اردو میں کیا جائے جزائے خیر دے اللہ برادرم محترم مولانا حافظ حبیب الرحمٰن صاحب کاندھلوی کو کہ انہوں نے اس کتاب کا ترجمہ صاف اور سلیس اردو میں کیا۔ ترجمہ کا مسودہ اور اصل کتاب میرے سامنے ہیں جی چاہتا ہے۔ کہ بار بار دیکھوں اور غور سے دیکھوں مگر سے

ماکل مایتمنی المرء یدرکہ تجری الریاح بمالاتشتہی السفن

چنانچہ دروس و اُسباق کے ہجوم اور کثرت مشاغل کی وجہ سے یہ تمنا تو پوری نہ ہوئی لیکن چند مختلف مواضع کو دیکھا۔ اور بعض مقامات میں اصل کتاب اور ترجمہ کا مقابلہ بھی کیا ماشاء اللہ بہت خوب اور موزوں ہے۔

اس احقر کی حقیر دعائیں مولانا صاحب موصوف کے ہمراہ ہیں حق تعالے ان کو مزید ہمت وقوت دے تا کہ ان کے علم وقلم سے علمی دنیا کو زیادہ تر فائدہ ہو۔

وصلی اللہ تعالے علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

المذنب الخاطی الحیر ان

محمد لطافت الرحمٰن اسوادی کان اللہ لہ

استاذ دار العلوم الاسلامیہ ٹنڈوالہ یار

فہرست مضامین

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ
الْقُرْاٰنَ الْعَظِیْمَ الْقَدِیْمَ
وَبَیَّنَہٗ بِالْاَحَادِیْثِ الثَّابِتَۃِ
عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ۔ بِنَقْلِ
الصَّحَابَۃِ وَالتَّابِعِیْنَ وَ
اَتْبَاعِھِمْ مِنْ اَئِمَّۃِ الدِّیْنِ
الْمُجْتَھِدِیْنَ فِی الطَّرِیْقِ
الْقَوِیْمِ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ وَسَلَّمَ
عَلَیْہِ وَشَرَّفَ وَکَرَّمَ لَدَیْہِ
وَعَظَّمَ مَنِ انْتَسَبَ اِلَیْہِ۔
اَمَّا بَعْدُ! فَیَقُوْلُ
خَادِمُ الْکَلَامِ الْقَدِیْمِ وَ
لَازِمُ الْحَدِیْثِ الْقَوِیْمِ
عَلِیُّ بْنُ سُلْطَانَ مُحَمَّدِ
نِ الْقَارِیُّ الرَّاجِیْ عَفْوَ رَبِّہِ
الْبَارِیْ اَنَّ کَلَامَ اللّٰہِ مَحْفُوْظٌ
بِفَضْلِہٖ وَکَرَمِہٖ عَنِ الْخَطَاءِ

تمام تعریفیں اس اللہ تعالیٰ کیلئے خاص ہیں جس نے قرآن عظیم کو جو قدیم ہے نازل فرمایا اور احادیث کے ذریعے اسے نبی کریم ﷺ پر واضح فرمایا جو صحابہ تابعین اور تبع تابعین میں سے آئمہ مجتہدین کے ذریعہ صحیح طور پر نقل ہوئیں اور اللہ تعالیٰ نبی کریم ﷺ پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے جو اللہ کے نزدیک صاحب شرف وکرم اور آپ کی نسبت اس ذات کبریار کی جانب بہت عظیم ہے۔

امابعد! یہ خادم کلام قدیم اور حدیث صحیح کو اختیار کرنے والا علیؒ بن سلطان محمد القاری جو اللہ تعالیٰ سے اس کے عفو کا امید دار ہے کہتا ہے کہ کلام اللہ اس کے فضل وکرم سے ہر خطاء سے محفوظ ہے چاہے وہ ایک نقطہ میں ہو یا رسم الخط میں۔

اور یہ حفاظت اس کے فرمان کے ذریعہ ثابت ہے "انا

فِیْ نُقَطِہٖ وَشَکْلِہٖ فِیْ رَسْمِہٖ	نحن نزلنا الذکر وانالہ لحافظون،، ہم نے
وَذٰلِكَ لِقَوْلِہٖ سُبْحَانَہٗ اِنَّا	ہی ذکر اتارا ہے۔ اور ہم اس کی حفاظت
نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا	کرنے والے ہیں)، اور ایک جماعت اس
لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ وَقَدْ اُقِيْمَ	کی حفاظت کے لئے قائم کر دی گئی اگرچہ
بِحِفْظِہٖ جَمْعٌ مُّحَافِظُوْنَ	نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک
مَعَ بُعْدِ الْعَہْدِ عَنْ زَمَانِہٖ	مدت مدید گذر گئی۔ لیکن یہ جماعت
عَلَيْہِ السَّلَامُ اِلٰى يَوْمِنَا وَ	آج تک قائم ہے۔ اگرچہ حضور صلی
ھٰذَا لَمُتَجَاوِزٌ عَنِ الْاَلْفِ	اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدینہ کی جانب
مِنَ الْھِجْرَةِ اِلَى مَدِيْنَةِ	ہجرت کو ایک ہزار سال سے زائد
الْاِسْلَامِ لٰكِنَّ الْاَحَادِيْثَ	گذر چکے۔ لیکن احادیث رسول جو
الْمُبَيِّنَةَ لِلْاَحْكَامِ صَارَتْ	احکام کو ظاہر کرنے والی ہیں۔ بعد
ظَنِّيَّةً عِنْدَ الْاِمَامِ لِاَجْلِ	زمانہ کے باعث ظنی ہو گئی ہیں۔ اور اسی
بُعْدِ الْاَيَّامِ فَاِذَا وَقَعَتْ	باعث عوام میں موضوع احادیث عام
اَحَادِيْثُ مَوْضُوْعَةٌ بَيْنَ	ہو گئیں۔ لیکن علماء حقہ، حق کو قائم
الْعَوَامِ لٰكِنِ الْعُلَمَاءُ الْاَعْلَامُ	کرنے کے لئے کھڑے ہوئے
قَامُوْا بِحَقِّ الْقِيَامِ وَمَيَّزُوْا	اور انہوں نے صحیح۔ سقیم۔ حسن
بَيْنَ الصَّحِيْحِ وَالسَّقِيْمِ وَالْحَسَنِ	ضعیف۔ مرفوع۔ موقوف
وَالضَّعِيْفِ وَالْمَرْفُوْعِ وَالْمَوْقُوْفِ	مقطوع اور موضوع کو جدا جدا
وَالْمَقْطُوْعِ وَالْمَوْضُوْعِ ◆	بیان کیا۔

فقد روى الحافظ
أبو نعيم في الحلية عن
أبي هريرة مرفوعا أن لله
عند كل بدعة تكيد بها
الإسلام وليا من أوليائه
يذب عن دينه ينفع
ما وضع بعض أعدائه
ثم مما تواتر عنه عليه
السلام معنى وكاد أن
يتواتر مبنى مما أخرجه
الشيخان والحاكم عن أبي
هريرة رضي الله عنه من
كذب علي متعمدا فليتبوأ
مقعده من النار وفي
رواية لهما وللترمذي و
النسائي وابن ماجة والدارقطني
عن أنس أنه قال إنه
ليمنعني أن أحدثكم
حديثا كثيرا أن النبي صلى

حافظ ابو نعیمؒ نے اپنی حلیہ میں ابو
ہریرہؓ سے ایک روایت مرفوعاً نقل
کی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر اس بدعت
کے اظہار کے وقت جس کے ذریعہ اسلام
میں مکر کیا جاتا ہو۔ اپنے اولیاء میں سے
ایک ولی متعین کرتا ہے۔ جو اس کے دین
کی مدافعت کرتا ہے۔ اور ان چیزوں کو
وہ رد کرتا ہے۔ جو بعض دشمنان خدا نے وضع
کی ہیں۔ اور اسی معنی کی روایتیں حضورؐ
سے مرفوعاً مروی ہیں۔ اور وہ حدیث بھی
متواتراً مروی ہے۔ کہ جو شیخین بخاریؒ
و مسلمؒ اور حاکم نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے روایت کی ہے۔ جو شخص مجھ پر
جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ
دوزخ میں تلاش کرے۔ نیز بخاریؒ
و مسلمؒ۔ ترمذیؒ و نسائیؒ اور ابن ماجہ و
دار قطنیؒ کی روایت میں حضرت انسؓ
سے یہ مروی ہے۔ کہ مجھے جو شے کثرت
سے حدیثیں بیان کرنے سے روکتی ہے

اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ تَعَمَّدَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مُقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَلَهُمْ اَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَاِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ وَلِلشَّيْخَيْنِ وَالتِّرْمِذِيِّ عَنِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكَذِبٍ عَلٰى اَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مُقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

وہ حضورؐ کا یہ فرمان ہے کہ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرے۔ اور ان تمام محدثین نے حضرت علیؓ سے بھی یہ روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ کیونکہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا۔ وہ دوزخ میں داخل ہوگا شیخینؒ اور ترمذیؒ نے مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں میں نے حضورؐ سے سنا کہ آپ نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں تلاش کرنا چاہیئے۔

وَلِلْبُخَارِيِّ وَاَبِيْ دَاوٗدَ وَالنَّسَائِيِّ وَابْنِ مَاجَةَ وَالدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ قُلْتُ لِلزُّبَيْرِ اِنِّيْ لَا اَسْمَعُكَ

بخاریؒ۔ ابوداؤدؒ۔ نسائیؒ۔ ابن ماجہؒ اور دارقطنیؒ نے عبداللہؒ بن زبیرؒ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے عرض کیا۔ کہ کیا

نُحَدِّثُ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَمَا
يُحَدِّثُ فُلَانٌ وَفُلَانٌ
قَالَ اَمَا اِنِّيْ لَمْ اُفَارِقْهُ مُنْذُ
اَسْلَمْتُ وَلٰكِنِّيْ سَمِعْتُهٗ
يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ زَادَ
الدَّارَقُطْنِيُّ وَاللّٰهِ مَا قَالَ
مُتَعَمِّدًا وَاَنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ
مُتَعَمِّدًا ۔

وجہ ہے۔ جو میں آپ کو حضورؐ سے روایات
کرتے نہیں سنتا۔ جیسے فلاں فلاں لوگ روایت
کرتے ہیں حضرت زبیرؓ نے فرمایا جب سے
میں اسلام لایا کبھی آپ سے جدا نہیں ہوا لیکن
میں نے آپ کو فرماتے سنا ہے۔ کہ جو شخص مجھ
پر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے
دارقطنیؒ میں راوی کے اتنے الفاظ اور زیادہ ہیں
کہ حضورؐ نے متعمداً نہیں فرمایا اور تم متعمداً
کی شرط لگاتے ہو۔

وَلِلْبُخَارِيِّ وَالدَّارَقُطْنِيِّ
عَنْ سَلَمَةَ بْنِ الْاَكْوَعِ قَالَ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ يَّقُلْ عَلَيَّ
مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ
مِنَ النَّارِ وَلِلْبُخَارِيِّ وَالتِّرْمِذِيِّ
وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي
الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عَمْرٍو
قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِّثُوْا
عَنِّيْ وَلَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَمَنْ
كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ

بخاریؒ اور دارقطنیؒ میں سلمۃ بن الاکوعؓ سے
روایت ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرمایا جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو
میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ
میں بنالے۔ بخاریؒ، ترمذیؒ، دارقطنیؒ
اور حاکم نے اپنے مدخل میں عبداللہ بن
عمروؓ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مجھ سے حدیث
بیان کرو۔ لیکن مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص
مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ

مِنَ النَّارِ ۔	میں بنانا چاہیے ۔
وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِیِّ وَالتِّرْمِذِیِّ وَصَحَّحَہٗ وَابْنِ مَاجَۃَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ	احمدؒ ۔ دارمیؒ ۔ ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے (ترمذیؒ نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے)
وَلِاَحْمَدَ وَالدَّارِمِیِّ وَابْنِ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ قَتَادَۃَ رض قَالَ سَمِعْتُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ عَلٰی ھٰذَا الْمِنْبَرِ اِیَّاکُمْ وَکَثْرَۃَ الْحَدِیْثِ عَنِّیْ فَمَنْ قَالَ عَلَیَّ فَلَا یَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا وَصِدْقًا وَمَنْ قَالَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ۔	احمدؒ ۔ دارمیؒ ۔ ابن ماجہؒ نے ابو قتادہ سے روایت کیا ہے ۔ کہ میں نے حضورؐ کو اس منبر پر فرماتے سنا ہے ۔ مجھ سے زیادہ حدیثیں روایتیں کرنے سے احتراز کرو ۔ جو شخص میری جانب کسی بات کی نسبت کرے اسے حق اور سچ کے علاوہ کچھ نہ کہنا چاہیے ۔ اور جو شخص مجھ سے ایسی بات منسوب کرے جو میں نے نہیں کہی ۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے ۔
وَلِابْنِ مَاجَۃَ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ الْخُدْرِیِّ مَرْفُوْعًا مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ۔	ابن ماجہؒ میں ابو سعید رضؓ خدری سے مرفوعاً مروی ہے ۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اُسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے ۔

وَلِمُسْلِمٍ وَالتِّرْمِذِيِّ وَالنَّسَائِيِّ عَنْ اَبِيْ سَعِيْدٍ مَرْفُوْعًا لَا تَكْتُبُوْا عَنِّيْ شَيْئًا سِوَى الْقُرْاٰنِ فَمَنْ كَتَبَ عَنِّيْ شَيْئًا غَيْرَ الْقُرْاٰنِ فَلْيَمْحُهُ وَحَدِّثُوْا عَنْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ وَلَا حَرَجَ وَحَدِّثُوْا عَنِّيْ وَلَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

مسلم، ترمذی اور نسائی نے ابو سعید سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ مجھ سے سوائے قرآن کے کچھ نہ لکھو۔ اور جس نے سوائے قرآن کے کوئی شے لکھ رکھی ہے اسے چاہیے کہ اس تحریر کو مٹا دے۔ بنو اسرائیل سے روایتیں بیان کرو اس میں کوئی حرج نہیں۔ مجھ سے بھی حدیثیں روایت کرو۔ لیکن مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِاَبِيْ يَعْلٰى وَالْعُقَيْلِيِّ وَالطَّبْرَانِيِّ فِي الْاَوْسَطِ عَنْ اَبِيْ بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا اَوْ رَدَّ شَيْئًا اَمَرْتُ بِهٖ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِيْ جَهَنَّمَ۔

ابو یعلی رح، عقیلی رح، اور طبرانی رح نے اوسط میں ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے، یا جس شے کا میں نے حکم کیا ہے اس کا رد کرے۔ اسے اپنا گھر جہنم میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِاَحْمَدَ وَاَبِيْ يَعْلٰى عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ

احمد رح اور ابو یعلے رح نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت

مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَهُوَ فِي النَّارِ.

کیا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے وہ دوزخ میں ہے۔

وَلِاَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَاَبِي يَعْلٰى وَالدَّارَقُطْنِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ مَا يَمْنَعُنِيْ اَنْ اُحَدِّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَا اَكُوْنَ اَوْعٰى اَصْحَابِهِ عَنْهُ وَلٰكِنِّيْ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُهُ يَقُوْلُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ.

احمد رح۔ بزار رح۔ ابو یعلی رح۔ دار قطنی رح اور حاکم رح نے مدخل میں حضرت عثمان رض رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے مجھے حضور ص سے حدیثیں بیان کرنے سے کوئی شے نہیں روکتی۔ سوائے اس کے کہ میں آپ کے صحابہ میں آپ سے روایت کرنے میں زیادہ محفوظ رکھنے والا نہ ہوں میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِاَبِي يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللهِ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

ابو یعلی رح اور طبرانی نے طلحہ رض بن عبید اللہ رض سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِلْبَزَّارِ وَاَبِي يَعْلٰى

بزار رح۔ ابو یعلی رح۔ دار قطنی اور حاکم

وَالدَّارَقُطْنِي وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اِنَّ كِذْبًا عَلَيَّ لَيْسَ كَكِذْبٍ عَلٰى اَحَدٍ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

دار قطنی اور حاکم نے مدخل میں سعید رضؓ بن زید بن عمرو بن نفیل سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ پر جھوٹ بولنا اور دوں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ؛

وَلِاَحْمَدَ وَهَنَّادِ بْنِ السَّرِيِّ فِي الزُّهْدِ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبَرَانِيِّ وَالْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ يُبْنٰى لَهُ بَيْتٌ فِي النَّارِ ۔

احمد رحؒ اور ہناد رحؒ بن السری نے اپنی کتاب الزہد میں۔ بزار رحؒ طبرانی اور حاکم رحؒ نے اپنی مدخل میں عبداللہ رضؓ بن عمر رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولتا ہے اس کے لئے دوزخ میں ایک گھر بنایا جائے گا ؛

وَلِاَحْمَدَ وَالْحَارِثِ بْنِ اَبِي اُسَامَةَ فِي مُسْنَدِهٖ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ سُفْيَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔

احمد رحؒ۔ حارث رحؒ بن ابی اسامہ نے اپنی مسند میں اور طبرانی رحؒ نے معاویہ رضؓ بن ابی سفیان رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ؛

وَلِاَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَ
اَبِیْ یَعْلٰی وَالطَّبْرَانِیْ عَنْ خَالِدِ
بْنِ عُرْفُطَۃَ مَرْفُوْعًا مَنْ کَذَبَ
عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا وَلَفْظُ الدَّارَقُطْنِیِّ
مَنْ قَالَ عَلَیَّ مَالَمْ اَقُلْ
فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ

احمدؒ۔ بزارؒ۔ ابو یعلیٰؒ اور طبرانیؒ نے خالدؓ بن عرفطہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اور دار قطنی کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِاَحْمَدَ وَالْحَارِثِ
بْنِ اَبِیْ اُسَامَۃَ وَالْبَزَّارِ وَ
الطَّبْرَانِیْ وَالْحَاکِمِ فِی الْمَدْخَلِ
عَنْ یَحْیَی بْنِ مَیْمُوْنِ الْحَضْرَمِیِّ
اَنَّ اَبَا مُوْسَی الْغَافِقِیَّ سَمِعَ
عُقْبَۃَ بْنَ عَامِرِ الْجُھَنِیَّ
یُحَدِّثُ عَلَی الْمِنْبَرِ عَنْ رَسُوْلِ
اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
اَحَادِیْثَ فَقَالَ اَبُوْ مُوْسٰی
اِنَّ صَاحِبَکُمْ ھٰذَا لَحَافِظٌ
اَوْ ھَالِکٌ اِنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ
کَانَ اٰخِرُ مَا عَھِدَ اِلَیْنَا اَنْ
قَالَ عَلَیْکُمْ بِکِتَابِ اللّٰہِ

احمدؒ۔ حارث بن ابی اسامہ، بزارؒ طبرانیؒ اور حاکمؒ نے اپنے مدخل میں یحییؒ بن میمون الحضرمی سے روایت کی ہے۔ کہ ابو موسیٰؒ غافقی نے عقبہؓ بن عامر الجہنی کو منبر پر حضورؐ کی چند احادیث بیان کرتے سنا۔ ابو موسیٰؓ نے کہا یہ تمہارے ساتھی یا تو حافظ ہیں یا ہلاک کرنے والے ہیں۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو آخری عہد ہم سے لیا تھا۔ وہ یہ تھا۔ اللہ کی کتاب کو لازم پکڑ لو۔ اور تم ایسی قوم کی طرف لوٹائے جاؤ گے۔ جو مجھ سے حدیث کو زیادہ محبوب رکھے گی

وَسَيَرْجِعُونَ إِلَى قَوْمٍ يُحِبُّونَ الْحَدِيثَ عَنِّي فَمَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَمَنْ حَفِظَ شَيْئًا فَلْيُحَدِّثْ بِهِ۔

تو جو شخص مجھ پر وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے اور جس نے کسی شئے کو یاد رکھا اسے بیان کر دینا چاہیے۔

وَلِأَحْمَدَ وَأَبِي يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمد رح۔ ابو یعلی رح اور طبرانی رح نے عقبہ رح بن عامر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔

وَلِأَحْمَدَ وَالْبَزَّارِ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

احمد رح بزار رح اور طبرانی رح نے زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی مرفوعاً یہی الفاظ روایت کئے ہیں۔

وَلِأَحْمَدَ عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَضْجَعًا مِنَ النَّارِ أَوْ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ۔

احمد رح نے قیس رح بن عبادہ الانصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنی آرام گاہ یا اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِلْبَزَّارِ وَالْعُقَيْلِيِّ فِي الضُّعَفَاءِ عَنْ عِمْرَانَ بْنِ حُصَيْنٍ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ۔	بزار رح اور عقیلی رح نے کتاب الضعفاء میں عمران رض بن حصین سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کی حکایت

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَجُلًا لَبِسَ حُلَّةً مِثْلَ حُلَّةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ أَتَى أَهْلَ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِينَةِ فَقَالَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَنِي أَيَّ أَهْلِ بَيْتٍ مِنَ الْمَدِينَةِ شِئْتُ اسْتَطْلَعْتُ فَأَعَدُّوا لَهُ بَيْتًا وَأَرْسَلُوا رَسُولًا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرُوهُ فَقَالَ	طبرانی رح نے اوسط میں عبداللہ رض بن عمرو بن العاص سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم جیسا حلہ پہنا۔ پھر مدینہ میں اہل بیت کے پاس گیا۔ اور ان سے کہنے لگا حضور م نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اہل بیت میں سے جسے چاہے اس بات سے مطلع کردوں کہ وہ آپ کے لئے ایک مکان تیار کریں اہل بیت نے حضور کے پاس قاصد بھیجا اور آپ کو اس بات کی اطلاع دی۔ آپ نے ابو بکر رض و عمر رض سے فرمایا جاؤ۔ اگر تم اسے زندہ پاؤ۔ تو قتل کردو

لابي بكر و عمر رضي الله
عنهما انطلقا اليه فان
وجدتماه حيا فاقتلاه
ثم حرقاه بالنار وان
وجدتماه قد كفيتماه ولا
اراكما الا وقد كفيتماه فحرقاه
فاتياه فوجداه قد خرج
من الليل يبول فلدغته
حية افعى فمات فحرقاه
بالنار ثم رجعا اليه صلى
الله عليه وسلم فاخبراه
الخبر فقال عليه السلام
من كذب علي متعمدا
فليتبوأ مقعده من النار ◦

اور آگ میں جلا دو۔ اگر تم اسے اس
حالت میں پاؤ۔ کہ اسے موت کفایت
کر چکی ہو۔ اور میرا خیال ہے۔ کہ اسے
موت ضرور کفایت کر چکی ہو گی۔
تو اسے آگ میں جلا دو۔ ابو بکرؓ
و عمر رضی اللہ عنہما اس کے پاس آئے
تو اسے اس حالت میں پایا۔ کہ وہ رات
کو پیشاب کے لئے نکلا ہے اسے
سانپ نے ڈس لیا۔ جس سے وہ مر
گیا۔ ابو بکرؓ و عمرؓ نے اسے آگ میں
جلا دیا۔ اور آکر حضورؐ سے واقعہ بیان
کیا۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص مجھ پر جان کر
جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں
بنا لینا چاہیئے ◦

ولابن عدي في
الكامل عن بريدة قال
كان حي من بني ليث على
ميلين من المدينة وكان
رجل قد خطب منهم في

ابن عدیؒ نے کامل میں بریدہؓ سے
روایت کیا ہے۔ کہ قبیلہ بنو لیث جو مدینہ
سے دو میل پر واقع تھا۔ ان میں سے
ایک شخص نے زمانہ جاہلیت میں نکاح
کا پیغام دیا تھا۔ لیکن لڑکی والوں نے

الْجَاهِلِيَّةِ فَلَمْ يُزَوِّجُوهُ فَأَتَاهُمْ وَعَلَيْهِ حُلَّةٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَسَانِي هٰذَا وَأَمَرَنِي أَنْ أَحْكُمَ فِي أَمْوَالِكُمْ وَدِمَائِكُمْ ثُمَّ انْطَلَقَ فَنَزَلَ عَلَى تِلْكَ الْمَرْأَةِ الَّتِي كَانَ خَطَبَهَا فَأَرْسَلَ الْقَوْمُ إِلَى رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ كَذَبَ عَدُوُّ اللّٰهِ ثُمَّ أَرْسَلَ رَجُلًا فَقَالَ إِنْ وَجَدْتَهُ حَيًّا فَاضْرِبْ عُنُقَهُ وَإِنْ وَجَدْتَهُ مَيِّتًا فَأَحْرِقْهُ فَوَجَدَهُ قَدْ لَدَغَتْهُ أَفْعَى فَمَاتَ فَحَرَّقَهُ بِالنَّارِ فَذٰلِكَ قَوْلُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

وَلِلطَّبْرَانِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ

اس سے نکاح نہ کیا۔ وہ ان کے پاس ایک حلہ پہن کر آیا اور کہنے لگا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ حلہ پہنایا ہے۔ اور تمہارے خون اور تمہارے مالوں کا مجھے فیصلہ کرنے کا حکم دیا ہے پھر وہ اس عورت کے پاس گیا جسے اس نے پیغام دیا تھا۔ لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آدمی بھیجا آپ نے فرمایا اس اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا۔ پھر آپ نے ایک شخص کو روانہ کیا اور فرمایا اگر اسے زندہ پاؤ تو قتل کردو اور اگر اسے مردہ پاؤ۔ تو آگ میں جلا دو۔ وہ شخص جب اس کے پاس پہنچا۔ تو اسے سانپ نے ڈس لیا تھا۔ اور وہ اس کے زہر سے مر چکا تھا۔ اس شخص نے اسے آگ میں جلا دیا۔ تو یہ تفسیر ہوئی حضور کے اس فرمان کی جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

طبرانی نے عبداللہ بن محمد بن حنفیہ

ابنِ محمدِ بنِ الحنفیۃِ قال
انطلقتُ مع ابی الی صہرٍ لنا
من اسلم من اصحاب النبی
صلی اللہ علیہ وسلم فسمعتہ
یقول سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم یقول
ارحنا بہا یا بلال یعنی
الصلوۃ قلت اسمعت
ھذا من رسول اللہ فغضب
واقبل یحدثہم انہ علیہ
السلام بعث رجلا الی
حی من احیاء العرب فلما
اتاھم قال امرنی علیہ
السلام ان احکم فی
نسائکم بما شئت فقالوا
سمعا وطاعۃ لامر رسول
اللہ وبعثوا رجلا الیہ السلام
فقال ان فلانا جاءنا
فقال ان رسول اللہ امرنی

سے روایت کیا ہے۔ کہ میں اپنے والد کے ساتھ
بنو اسلم کی جانب گیا جو ہمارے داماد اور حضورؐ
کے صحابہ ہوتے تھے میں نے انہیں یہ فرماتے
سنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا
اے بلال ہمیں نماز کے ذریعہ آرام پہنچا دیں
نے عرض کیا کیا آپ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سے سنا ہے اس پر وہ غضب ناک
ہو گئے۔ اور یہ حدیث بیان فرمائی کہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو عرب
کے ایک قبیلہ کی جانب بھیجا جب وہ ان کے
پاس پہنچا۔ تو اس نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا۔ کہ میں تمہاری عورتوں
کے بارے میں جو چاہے فیصلہ کر سکتا ہوں۔
انہوں نے جواب دیا ہم نے حضورؐ کے
حکم کو سنا اور اطاعت کی۔ اور ایک شخص
کو حضور صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ اس نے
آکر عرض کیا۔ کہ فلاں شخص ہمارے پاس
آیا اور اس نے یہ کہا کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے مجھے تمہاری عورتوں کے درمیان

أَنْ أَحْكُمَ فِي نِسَائِكُمْ فَإِنْ كَانَ عَنْ أَمْرِكَ فَسَمْعًا وَطَاعَةً وَإِنْ كَانَ عَنْ غَيْرِ ذٰلِكَ فَأَحْبَبْنَا أَنْ نُعْلِمَكَ فَغَضِبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَبَعَثَ رَجُلًا مِّنَ الْأَنْصَارِ وَقَالَ اذْهَبْ فَاقْتُلْهُ وَأَحْرِقْهُ بِالنَّارِ فَانْتَهٰى إِلَيْهِ وَقَدْ مَاتَ وَقُبِرَ فَأَمَرَ بِهِ فَنُبِشَ ثُمَّ أَحْرَقَهُ بِالنَّارِ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ فَقَالَ أَتَرَانِي كَذَبْتُ عَلَى رَسُولِ اللّٰهِ بَعْدَ هٰذَا ۔

فیصلہ کرنے کا اختیار دیا ہے۔ اگر یہ آپ کا حکم ہے تو ہم اسے سنتے ہیں اور اطاعت کرتے ہیں اور اس کے علاوہ اگر کچھ اور ہے، تو ہم آپ سے معلوم کرنا پسند کرتے ہیں۔ نبی کریم صلعم یہ سن کر سخت غصہ ہوئے اور ایک انصاری کو حکم دیا کہ جاؤ اسے جاکر قتل کردو۔ اور آگ میں جلا دو جب وہ انصاری اس کے پاس پہنچا تو وہ مر چکا تھا اور دفنایا جا چکا تھا۔ آپ نے اس کی قبر اکھاڑنے اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ صحابی کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے بعد ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے۔ تو کیا اس واقعہ کے بعد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول سکتا ہوں ۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ زَيْدِ بْنِ أَرْقَمَ وَالْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَفَعَاهُ مَنْ

طبرانی رح نے اوسط میں زید رض بن ارقم اور براء رض بن عازب سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان

كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

کر جھوٹ بولے۔ وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ أَبِي مُوسَى الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

نیز طبرانی رح نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنالے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.

اور طبرانی رح نے اوسط میں معاذؓ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ الْجُهَنِيِّ هٰذَا اللَّفْظُ وَكَذَا لِلطَّبَرَانِيِّ فِي الصَّغِيرِ عَنْ نُبَيْطِ بْنِ شُرَيْطٍ وَكَذَا لِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمَّارِ بْنِ يَاسِرٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ عَنْبَسَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ حُرَيْثٍ

طبرانی رح نے انہی الفاظ کے ساتھ عمروؓ بن مرہ الجہنی، نبیطؓ بن شریط، عمارؓ بن یاسر، عمروؓ بن عبسہ اور عمرو بن حریث سے بھی روایت کی ہے۔ اسی طرح طبرانی رح اور دارمی رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور عتبہؓ بن غزوان سے بھی روایت کی ہے

وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِيِّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ عُتْبَةَ بْنِ غَزْوَانَ وَكَذَا لَهُ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ عَمْرَةَ وَكَذَا لَهُ وَلِلدَّارِمِيِّ عَنْ يَعْلَى بْنِ مُرَّةَ وَكَذَا لَهُ وَلِلْبَزَّارِ عَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْجَعِيِّ عَنْ أَبِيهِ وَاسْمُهُ طَارِقُ بْنُ أَشْيَمَ۔

اسی طرح طبرانی رح اور ابن عدی رح نے حارث بن عمرہ اور اسی طرح طبرانی رح اور دارمی رح نے یعلیٰ بن مرہ اور اسی طرح طبرانی رح اور بزار رح نے ابو مالک رح الاشجعی کے واسطے سے ان کے والد سے روایت کی ہے۔ اور ان کے والد کا نام طارق رضی اللہ عنہ بن اشیم ہے۔

وَلَهُ وَلِأَبِي نُعَيْمٍ وَالْإِسْمَاعِيلِيِّ فِي مُعْجَمِهِ عَنْ سَلْمَانَ بْنِ خَالِدٍ الْخُزَاعِيِّ مَرْفُوعًا بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِي النَّارِ۔

طبرانی رح، ابو نعیم رح اور اسمٰعیلی رح نے اپنی معجم میں سلمان رض بن خالد الخزاعی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے چاہیے کہ اپنا گھر دوزخ میں بنائے۔

وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِينَارٍ أَنَّ بَنِي صُهَيْبٍ قَالُوا لِصُهَيْبٍ يَا أَبَانَا أَصْحَابُ النَّبِيِّ يُحَدِّثُونَ عَنْ آبَائِهِمْ فَقَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى

طبرانی رح نے عمرو رض بن دینار رح سے روایت کیا ہے، کہ بنو صہیب نے حضرت صہیب رض سے عرض کیا کہ اصحاب رسول اللہ اپنے آبا رسا احادیث رسول بیان کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا میں نے

اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَلِلطَّبَرَانِيِّ بِهٰذَا اللَّفْظِ عَنْ سَائِبِ بْنِ يَزِيْدَ +

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔ انہی الفاظ کے ساتھ طبرانی ؒ نے سائب بن زیدؓ سے بھی روایت کیا ہے ؛

وَلَهُ عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ الْبَاهِلِيِّ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ +

نیز طبرانی ؒ نے ابو امامۃؓ الباہلی سے یہی حدیث ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیئے ؛

وَلَهُ عَنْ أَبِيْ قِرْصَافَةَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ حَدِّثُوْا عَنِّيْ بِمَا تَسْمَعُوْنَ وَلَا يَحِلُّ لِرَجُلٍ أَنْ يَكْذِبَ عَلَيَّ فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ أَوْ قَالَ عَلَيَّ غَيْرَ مَا قُلْتُ بُنِيَ لَهُ بَيْتٌ فِيْ جَهَنَّمَ يُوْقَعُ فِيْهِ +

طبرانی ؒ نے ابو قرصافہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھ سے جو تم سنتے ہو وہ بیان کیا کرو لیکن کسی کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ مجھ پر جھوٹ بولے جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا ۔ یا وہ بات کہے گا جو میں نے نہیں کہی اس کے لئے جہنم میں گھر بنایا جائے گا جس میں اسے ڈالا جائے گا ؛

وَلَهُ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ مَرْفُوْعًا لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ فَإِنَّهُ لَيْسَ كَذِبٌ عَلَيَّ

طبرانی ؒ ہی میں رافع بن خدیجؓ سے مرفوعاً مروی ہے ۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا اور دل پر جھوٹ بولنے

كَذَّابٍ عَلَى أَحَدٍ ۔

کی طرح نہیں ہے ۔

وَلَهُ عَنْ أَوْسِ بْنِ أَوْسٍ الثَّقَفِيِّ مَرْفُوْعًا مَنْ كَذَبَ عَلَى نَبِيِّهِ أَوْ عَلَى عَيْنَيْهِ أَوْ عَلَى وَالِدَيْهِ لَمْ يَرِحْ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ ۔

طبرانی رح نے اوس رض بن اوس الثقفی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص اپنے نبی پر جھوٹ بولے یا نبی کے سامنے جھوٹ بولے یا نبی کے والدین پر وہ جنت کی خوشبو نہ پائے گا۔

وَلَهُ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ لَا تَكْذِبُوْا عَلَيَّ إِنَّ الَّذِي يَكْذِبُ عَلَيَّ لَجَرِيْءٌ ۔

نیز طبرانی رح نے اوسط میں حذیفہ رض بن الیمان سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ مجھ پر جھوٹ نہ بولو۔ جو مجھ پر جھوٹ بولتا ہے وہ بہت جری ہے۔

وَلَهُ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ أَبِي خَلْدَةَ قَالَ سَمِعْتُ مَيْمُوْنَ الْكُرْدِيَّ وَهُوَ عِنْدَ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ وَقَالَ لَهُ مَالِكُ بْنُ دِيْنَارٍ مَا لِلشَّيْخِ لَا يُحَدِّثُ عَنْ أَبِيْهِ فَإِنَّ أَبَاكَ قَدْ أَدْرَكَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَسَمِعَ مِنْهُ فَقَالَ كَانَ أَبِي لَا يُحَدِّثُ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ

نیز طبرانی رح نے اوسط میں ابو خلدہ رض سے روایت کیا ہے۔ کہ میمون رح الکردی مالک رح بن دینار کے پاس بیٹھے تھے۔ مالک رح نے عرض کیا شیخ کو کیا ہوا۔ کہ وہ اپنے والد سے حدیثیں روایت نہیں کرتے۔ حالانکہ آپ کے والد نے حضور کا زمانہ بھی پایا اور آپ سے احادیث بھی سنی۔ میمون رح نے فرمایا میرے والد حضور سے حدیث اس خوف کے باعث بیان نہیں کیا کرتے تھے۔ کہ

مَخَافَۃَ اَنْ یَزِیْدَ اَوْ یَنْقُصَ فِی الْکَلَامِ وَقَالَ سَمِعْتُہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَقُوْلُ مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ۔

کہیں کلام میں کمی یا زیادتی نہ ہو جائے اور وہ فرماتے ہیں نے حضورؐ سے سنا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلَہٗ عَنْ سَعْدِ بْنِ الْمِدْخَاشِ عَنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَنْ عَلِمَ شَیْئًا فَلَا یَکْتُمْہُ وَمَنْ کَذَبَ عَلَیَّ فَلْیَتَبَوَّأْ بَیْتًا فِیْ جَہَنَّمَ۔

طبرانیؒ نے سعد بن مدخاش سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص کسی بات کو جانتا ہو اسے نہ چھپائے اور جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا گھر جہنم میں بنا لینا چاہیئے۔

وَلِاَبِیْ مُحَمَّدِ الرَّامَہُرْمُزِیِّ فِیْ کِتَابِ الْمُحَدِّثِ الْفَاضِلِ عَنْ مَالِکِ بْنِ عَتَاہِیَۃَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَہِدَ اِلَیْنَا فِیْ حَجَّۃِ الْوَدَاعِ فَقَالَ عَلَیْکُمْ بِالْقُرْاٰنِ وَسَتَرْجِعُوْنَ اِلٰی اَقْوَامٍ یُحَدِّثُوْنَ عَنِّیْ فَمَنْ عَقَلَ شَیْئًا فَلْیُحَدِّثْ بِہٖ وَمَنْ قَالَ عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ

ابو محمدؒ الرامہرمزی کتاب المحدث الفاضل میں مالکؓ بن عتاہیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضور صلعم نے ہم سے حجۃ الوداع میں یہ عہد لیا تھا۔ کہ تم قرآن کو لازم پکڑ لو۔ اور عنقریب تم ایسی قوم کے پاس لوٹ لئے جاؤ گے۔ جو مجھ سے حدیثیں روایت کرے گی۔ جو کسی بات کو یاد رکھا اسے چاہیئے کہ وہ اسے بیان کر دے اور جو مجھ پر ایسی بات کہے گا جو میں نے نہیں کہی

فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْتًا فِيْ جَهَنَّمَ ۔	تو اسے اپنا گھر دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔
وَلِلطَّبَرَانِيِّ وَالْإِمَامِ مَرْوَزِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيْجٍ قَالَ مَرَّ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا وَنَحْنُ نَتَحَدَّثُ فَقَالَ مَا تَحَدَّثُوْنَ فَقُلْنَا مَا سَمِعْنَا مِنْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ تَحَدَّثُوْا وَلْيَتَبَوَّأْ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا مَقْعَدَهٗ مِنْ جَهَنَّمَ ۔	طبرانیؒ اور امام مروزیؒ نے رافع بن خدیجؓ سے روایت کیا ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک روز ہمارے پاس سے گذرے اور ہم باہم گفتگو کر رہے تھے آپ نے دریافت فرمایا کیا باتیں کر رہے ہو ۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ جو ہم نے آپ سے سنی ہیں ۔ آپ نے فرمایا حدیثیں بیان کیا کرو اور جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے ۔
وَلِابْنِ سَعْدٍ وَالطَّبَرَانِيِّ عَنِ الْمُقَنَّعِ التَّمِيْمِيِّ قَالَ اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِصَدَقَةِ اِبِلِنَا فَاَمَرَ بِهَا فَقُبِضَتْ فَقُلْتُ اَنَّ فِيْهَا نَاقَتَيْنِ هَدِيَّةٌ لَكَ فَاَمَرَ بِعَزْلِ الْهَدِيَّةِ مِنَ الصَّدَقَةِ فَمَكَثْتُ اَيَّامًا	ابن سعدؒ اور طبرانیؒ نے مقنع التمیمیؓ سے روایت کی ہے ۔ کہ میں اپنے اونٹوں کا صدقہ لے کر حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ نے ان پر قبضہ کرنے کا حکم دیا ۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ اس میں دو اونٹنیاں آپ کے لئے ہدیہ ہیں ۔ آپ نے ہدیہ کو صدقہ سے جدا کرنے کا حکم دیا ۔ میں چند روز مدینہ ٹھہرا ۔ لوگوں نے یہ باتیں شروع

وَخَاضَ النَّاسُ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَعَثَ خَالِدَ بْنَ الْوَلِيدِ إِلَى رَقِيقِ مُضَرَ لِصَدَقَتِهِمْ فَقُلْتُ وَاللهِ مَا عِنْدَ أَهْلِنَا مِنْ مَالٍ فَأَتَيْتُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ أَنَّ النَّاسَ خَاضُوا فِي كَذَا فَرَفَعَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَدَيْهِ حَتّٰى نَظَرْتُ إِلَى بَيَاضِ إِبْطَيْهِ وَقَالَ اللّٰهُمَّ لَا أُحِلُّ لَهُمْ أَنْ يَكْذِبُوا عَلَيَّ قَالَ الْمُقَنَّعُ فَلَمْ أُحَدِّثْ بِحَدِيثٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِلَّا حَدِيثٌ نَطَقَ بِهِ كِتَابٌ أَوْ جَرَتْ بِهِ سُنَّةٌ يُكْذَبُ عَلَيْهِ فِي حَيَاتِهِ فَكَيْفَ بَعْدَ مَمَاتِهِ ۔

کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خالد بن ولید کو مضر کی جانب صدقہ وصول کرنے کے لئے بھیجا ہے۔ میں نے لوگوں سے کہا خدا کی قسم ہم لوگوں کے پاس کوئی مال نہیں۔ میں حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ سے یہ بات بیان کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ اوپر اٹھائے حتی کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سپیدی دیکھی اور فرمایا اے اللہ میں ان لوگوں کے لئے اپنے اوپر جھوٹ بولنا حلال نہیں کرتا۔ مقنع رضؓ کہتے ہیں۔ میں نے پھر حضورؐ سے کوئی حدیث بیان نہیں کی سوائے دو قسم کی احادیث کے یا تو وہ حدیث جس کی مطابقت میں کتاب اللہ ہو یا وہ سنت جاریہ ہو۔ کیونکہ جب اس معاملہ میں آپ کی حیات میں جھوٹ نہیں بولا جا سکتا۔ تو آپ کی موت کے بعد کیسے جھوٹ بولا جا سکتا ہے؟

وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ عَنْ رَافِعِ بْنِ خَدِيجٍ قَالَ كُنَّا عِنْدَ

دار قطنیؒ نے رافعؓ بن خدیج سے روایت کیا ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے

رسول الله صلى الله عليه و سلم فجاء رجل فقال يا رسول الله ان الناس يحدثون عنك كذا وكذا فقال ما قلته ما اقول الا ما ينزل من السماء ويحكم لا تكذبوا على فانه ليس كذب على كذب على غيري ۔

پاس موجود تھے۔ ایک شخص آپ کی خدمت میں آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ لوگ آپ سے فلاں فلاں بات روایت کرتے ہیں، آپنے فرمایا میں سوائے اس کے کچھ نہیں کہتا جو خدا نے آسمان سے نازل فرمایا ہے۔ اور جس کا وہ حکم دیتا ہے مجھ پر جھوٹ نہ بولو کیونکہ مجھ پر جھوٹ بولنا اوروں کی طرح پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے

وللبزار عن ابن عمر مرفوعا من اقوى الفرى ما لم ترو من اقوى الفرى من قال على ما لم اقل ۔

بزار نے ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ وہ شخص تہمت لگانے میں کتنا قوی ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی ۔

وللعقيلي في كتاب الضعفاء عن ابي كبشة الانماري بلفظ من كذب على متعمدا فليتبوا مقعده من النار وللعقيلي عن غزوان بهذا اللفظ ۔

عقیلی نے کتاب الضعفاء میں ابو کبشہ الانماری سے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے نیز عقیلی نے انہی الفاظ کے ساتھ اسے غزوان سے بھی روایت کیا ہے ۔

وله وللطبراني في

عقیلی اور طبرانی نے افراد میں ابو رافع

الافراد عن ابی رافع من كذب علی متعمدا فليتبوأ مقعده من جهنم۔

سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

ولابن عساکر فی تاریخه عن واثلة بن الاسقع سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان من الکبائر ان یقول الرجل علیّ ما لم اقل ولابن عدی والحاکم فی المدخل من طریق اخر عن واثلة بن الاسقع مرفوعا ان من افری الفری من تقوّل علیّ ما لم اقله او من اری عینیه فی المنام ما لم تر۔

ابن عساکرؒ نے اپنی تاریخ میں واثلہؓ بن الاسقع سے روایت کیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبیرہ گناہوں میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ انسان وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ ابن عدیؒ اور حاکمؒ نے مدخل میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً اس روایت کو دوسرے طریقہ سے روایت کیا ہے۔ سب سے بڑی تہمت میرے قول میں وہ ہے۔ کہ انسان وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ یا یہ کہے۔ کہ اس نے خواب میں مجھے دیکھا ہے۔ حالانکہ اس نے نہ دیکھا ہو۔

وللخطیب فی تاریخه عن النعمان بن بشیر ولفظه من كذب علیّ متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار۔

خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں نعمانؓ بن بشیر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ٭

طبرانیؒ نے اسامہؓ بن زید سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیے ٭

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ اشْتَدَّ غَضَبُ اللهِ عَلَى مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا ٭

حاکم رحؒ نے مدخل میں جابرؓ بن عبداللہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ کا غضب اس شخص پر سخت ہو، جو مجھ پر جان کر جھوٹ بولے ٭

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ بَهْزِ بْنِ حَكِيمٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ مَرْفُوعًا مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ ٭

حاکم رحؒ نے مدخل میں بہزؒ بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اس پر اللہ، فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اس سے کسی قسم کا بدلہ نہ قبول کیا جائے گا ٭

وَالْحَاكِمُ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ حُذَيْفَةَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ ٭

حاکم رحؒ نے مدخل میں حذیفہؓ بن الیمان سے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے ٭

وَلِلْحَاكِمِ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ بِلَفْظِ مَنْ حَدَّثَ عَنِّي كَذِبًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ۔	حاکم رحنے مدخل میں عبد اللہؓ بن زبیرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ سے جھوٹ بیان کرے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے ۔
وَلِلْبَزَّارِ وَابْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَوْقُوفًا ثَلٰثَةٌ لَا يَرِيحُوْنَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ رَجُلٌ ادَّعٰى إِلٰى غَيْرِ أَبِيْهِ وَرَجُلٌ كَذَبَ عَلٰى نَبِيِّهٖ وَرَجُلٌ كَذَبَ عَلٰى عَيْنَيْهِ ۔	بزار اور ابن عدیؒ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے تین آدمی جنت کی خوشبو نہ پائیں گے ایک وہ شخص جو اپنے آپ کو باپ کے علاوہ دوسرے کی طرف منسوب کرے، دوسرا وہ شخص جو اپنے نبی پر جھوٹ بولے تیسرا وہ شخص جو اپنے سامنے کے آدمی پر جھوٹ بولے
وَلِأَحْمَدَ وَهَنَّادٍ وَالْحَاكِمِ فِي مُسْتَدْرَكِهٖ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ مَنْ يَقُوْلُ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ وَفِي لَفْظِهٖ بَيْتًا فِي جَهَنَّمَ ۔	احمدرح ہنادرح اور حاکم نے اپنی مستدرک میں ابوہریرہ رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔ اور ایک روایت میں گھر کا لفظ ہے ۔
وَلِابْنِ صَاعِدٍ فِي جَمْعِهٖ لِطُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ وَ	ابن صاعد رحنے اپنی جمع میں اس حدیث کو مختلف اسناد کے ذریعہ سعد بن ابی وقاصؓ سے انہی الفاظ سے روایت کیا ہے۔ جو مجھ

لَفْظُهُ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی، اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیے۔

وَلِلْخَطِيبِ فِي التَّارِيخِ عَنْ أَبِي عُبَيْدَةَ بْنِ الْجَرَّاحِ بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابو عبیدہؓ بن الجراح سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے۔

وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ صُهَيْبٍ وَلَفْظُهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ كُلِّفَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَنْ يَعْقِدَ بَيْنَ شَعِيرَتَيْنِ فَذَلِكَ الَّذِي يَمْنَعُنِي مِنَ الْحَدِيثِ۔

ابن عدیؒ نے صہیبؓ سے ان الفاظ سے روایت کیا ہے، جو شخص مجھ پر جھوٹ بولے گا اسے قیامت کے روز دو جَو کے درمیان گرہ لگانے کا عذاب دیا جائے گا۔ صہیبؓ کہتے ہیں یہی وجہ ہے جو مجھے حدیث بیان کرنے سے روکتی ہے

وَكَذَا الدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْأَفْرَادِ وَالْخَطِيبُ فِي التَّارِيخِ عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ۔

دارقطنیؒ نے افراد میں اور خطیبؒ نے سلمانؓ فارسی سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

وَكَذَا ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَالْحَافِظُ يُوسُفُ بْنُ خَلِيلٍ الدِّمَشْقِيُّ فِي جَمْعِهِ لِطُرُقِ هَذَا الْحَدِيثِ عَنْ أَبِي ذَرٍّ

اسی طرح ابن جوزیؒ اور حافظ یوسفؒ بن خلیل الدمشقی نے جمعہ میں مختلف طریقوں سے اسے ابوذرؓ سے روایت کیا ہے۔ اسی طرح

وَكَذَا الِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهِ عَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ أَسِيْدٍ ۔	ابن صاعدؒ وغیرہ نے حذیفہ رضؓ بن اسید سے ۔
وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ مَنْ أَحْدَثَ حَدِيْثًا أَوْ آوٰى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ وَعَلٰى مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا ۔	ابن عدیؒ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جو نئی بات (دین میں) پیدا کرے۔ تو اس پر اللہ فرشتے اور تمام لوگوں کی لعنت ہے اسی طرح اس شخص پر بھی جو جان بوجھ کر مجھ پر جھوٹ بولے ۔
وَلِابْنِ قَانِعٍ فِيْ مُعْجَمِهِ عَنْ أُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِكَ لِأَنَّهُ بَعَثَ رَجُلًا فِيْ حَاجَةٍ فَكَذَبَ عَلَيْهِ فَدَعَا عَلَيْهِ فَوُجِدَ مَيِّتًا قَدِ انْشَقَّ بَطْنُهُ وَلَمْ تَقْبَلْهُ الْأَرْضُ ۔	ابن قانعؒ نے اپنی معجم میں اسامہؓ بن زیدؓ سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور اس کی تفسیر اس طرح ہے کہ حضور نے ایک شخص کو کسی کام کے لئے بھیجا اس نے آپ پر جھوٹ بولا۔ آپ نے اس کے لئے بددعا فرمائی تو وہ مردہ پایا گیا اور اس کا پیٹ پھٹ گیا تھا۔ اور اسے زمین قبول نہ کرتی تھی ۔
وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ ابْنِ الزُّبَيْرِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا	دار قطنیؒ اور ابن جوزیؒ نے عبد اللہؓ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ

فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ.
وَلِابْنِ الْجَوْزِيِّ مِنْ وَجْهٍ
آخَرَ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ
أَنَّهُ قَالَ يَوْمًا لِأَصْحَابِهِ
أَتَدْرُونَ مَا تَأْوِيلُ هٰذَا
الْحَدِيثِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ
مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ
مِنَ النَّارِ رَجُلٌ عَشِقَ امْرَأَةً
فَأَتَى إِلَى أَهْلِهَا مَسَاءً فَقَالَ
إِنِّي رَسُولُ رَسُولِ اللهِ بَعَثَنِي
إِلَيْكُمْ أَنْ أَتَضَيَّفَ فِي أَيِّ
بُيُوتِكُمْ شِئْتُ وَكَانَ يَنْتَظِرُ
بُيُوتَهُ الْمَسَاءَ فَأَتَى رَجُلٌ
مِنْهُمُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ إِنَّ فُلَانًا أَتَانَا يَزْعَمُ
إِنَّكَ أَمَرْتَهُ أَنْ يَبِيتَ فِي
أَيِّ بُيُوتِنَا شَاءَ فَقَالَ كَذَبَ
يَا فُلَانُ انْطَلِقْ مَعَهُ فَإِنْ
أَمْكَنَكَ اللهُ مِنْهُ فَاضْرِبْ

میں بنالے۔

نیز ابن جوزیؒ نے عبداللہ بن زبیرؓ سے روایت کیا ہے انہوں نے ایک روز اپنے ساتھیوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ اس حدیث کا، جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے،، کیا مطلب ہے۔ ایک شخص کو ایک عورت سے عشق ہو گیا۔ وہ ایک روز شام کے وقت اس عورت کے گھر والوں کے پاس گیا اور کہنے لگا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قاصد ہوں آپ نے مجھے تمہارے پاس اس لئے بھیجا ہے، کہ میں تمہارے گھروں میں سے جس میں چاہے قیام کروں، اور وہ شام کا انتظار کرتا رہا۔ ان میں سے ایک شخص حضورؐ کی خدمت میں آیا اور عرض کیا فلاں شخص ہمارے پاس آیا اور یہ کہتا ہے، کہ آپ نے اسے حکم دیا ہے، کہ وہ ہمارے گھروں میں سے جس میں چاہے رات گزارے آپ نے فرمایا اس نے جھوٹ بولا۔ اے فلانے اس شخص کے ساتھ جاؤ۔ اگر اللہ تعالےٰ تجھے اس پر قدرت دے تو اسے قتل کر دینا اور آگ میں جلا دینا

عُنُقَهٗ وَاَحْرَقَهٗ بِالنَّارِ وَلَا اَرَاكَ اِلَّا قَدْ كَفَيْتَهٗ فَجَاءَتِ السَّمَاءُ فَصَبَّتْ فَخَرَجَ لِيَتَوَضَّأَ فَلَسَعَتْهُ اَفْعٰى فَلَمَّا بَلَغَ ذٰلِكَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ هُوَ فِي النَّارِ ۔	مگر میرا خیال ہے کہ اسے موت نے کفایت کی ہو گی۔ آسمان سے بارش شروع ہوئی وہ وضو کرنے کے لئے باہر نکلا۔ تو اسے سانپ نے ڈس لیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں ہے ۔
وَلِابْنِ قَانِعٍ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِي اَوْفٰى بِلَفْظِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ ۔	ابن قانع رح نے معجم الصحابہ میں اور ابن جوزی رح نے عبد اللہ رض بن ابی اوفیٰ رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا لے ۔
وَكَذَا لَهُمَا عَنْ يَزِيْدَ بْنِ اَسَدٍ وَكَذَا الْحَاكِمِ عَنْ عَفَّانَ بْنِ حَبِيْبٍ وَلِلْجَوْزَقَانِيِّ وَابْنِ الْجَوْزِيِّ عَنْ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ مَنْ تَقَوَّلَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ بَيْنَ عَيْنَيْ جَهَنَّمَ مَقْعَدًا ۔	اسی طرح ان دونوں اصحاب نے یزید رض بن اسد سے اور حاکم رح نے عفان رض بن حبیب سے بھی اسے روایت کیا ہے۔ جوزقانی رح اور ابن جوزی کے حضور ص کے ایک صحابی سے روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ کے سامنے بنانا چاہیے ۔
وَلِابْنِ صَاعِدٍ وَغَيْرِهٖ	ابن صاعد رح وغیرہ نے حضرت عائشہ

عَنْ عَائِشَۃَ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ	سے روایت کیا ہے جو مجھ پر وہ بات کہے
عَلَیَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ	جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانا دوزخ
مِنَ النَّارِ ۔	سے بنانا چاہیئے ۔
وَلِلدَّارَقُطْنِیِّ وَابْنِ	دار قطنی رحمۃ اور ابن الجوزی رحمۃ نے ام ایمن
الْجَوْزِیِّ عَنْ اُمِّ اَیْمَنَ وَلَفْظُھَا	سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے
مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ مُتَعَمِّدًا	جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا
فَلْیَتَبَوَّأْ مَقْعَدَہٗ مِنَ النَّارِ ۔	ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیئے ۔
وَلِابْنِ الْجَوْزِیِّ عَنْ عَلِیٍّ	ابن الجوزی رحمۃ نے حضرت علی رضی سے موقوفاً
وَلَفْظُہٗ مَنْ کَذَبَ عَلٰی رَسُوْلِ	روایت کیا ہے جو شخص رسول اللہ صلی اللہ
اللّٰہِ فَاِنَّمَا یَبُثُّ مَجْلِسَہٗ	علیہ وسلم پر جھوٹ بولے وہ اپنے بیٹھنے کی
مِنَ النَّارِ ۔	جگہ آگ سے بناتا ہے ۔
وَلِابْنِ الْجَوْزِیِّ عَنِ	ابن جوزی رحمۃ نے ابن عباس رضی سے روایت کیا
ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا	ہے حضرت عباس رضی نے عرض کیا یا رسول اللہ
قَالَ الْعَبَّاسُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	اگر ہم آپ کے لئے ایک چوبارہ بنادیں جس پر
لَوِ اتَّخَذْنَا لَکَ عَرِیْشًا تُکَلِّمُ	بیٹھ کر آپ لوگوں سے کلام فرمائیں اور لوگ
النَّاسَ فَوْقَہٗ وَیَسْمَعُوْنَ	آپ کی بات سنیں ۔ آپ نے فرمایا میں ہمیشہ
فَقَالَ لَا اَزَالُ ھٰکَذَا	ایسے ہی رہنا چاہتا ہوں کہ ان کا غبار مجھے
تُصِیْبُنِیْ غُبَارُھُمْ وَیَطَاُوْنَ	پہنچتا رہے ۔ اور وہ میرے پیچھے چلتے
عَقِبِیْ حَتّٰی یُرِیْحَنِیَ اللّٰہُ مِنْھُمْ	رہیں (میری اتباع کرتے رہیں) حتیٰ کہ اللہ

فَمَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَمَقْعَدُهُ النَّارُ۔

تعالیٰ مجھے ان سے آرام پہنچائے۔ جو مجھ پر جھوٹ بولے اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

وَلِابْنِ عَدِيٍّ عَنْ شُعْبَةَ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ابن عدیؒ نے شعبہؒ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو شخص مجھ پر جان کر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنا لینا چاہیئے۔

وَكَذَا لِابْنِ خَلِيلٍ عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ وَكَذَا لَهُ عَنْ كَعْبِ بْنِ قُطْبَةَ وَكَذَا لَهُ عَنْ وَالِدِ أَبِي الشُّعَرَاءِ۔

اسی طرح ابن خلیل رح نے زیدؓ بن ثابت، کعب رضؓ بن قطبہ اور ابو الشعراء رضؓ کے والد سے بھی روایت کیا ہے۔

وَكَذَا لَهُ هٰذَا وَلِأَبِي نُعَيْمٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زُغْبٍ وَلِأَبِي نُعَيْمٍ عَنْ جَابِرِ بْنِ حَابِسٍ بِلَفْظِ مَنْ قَالَ عَلَيَّ مَا لَمْ أَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ۔

ابن خلیلؒ اور ابو نعیمؒ نے عبداللہؓ بن زغب سے اور ابو نعیمؒ نے جابرؓ بن حابس سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مجھ پر وہ بات کہے جو میں نے نہیں کہی۔ اسے اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنانا چاہیئے۔

تنبیہ

قَالَ الْحَافِظُ السُّيُوطِيُّ رُوِيَ هٰذَا الْحَدِيثُ أَكْثَرُ

حافظ جلالؒ الدین سیوطی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو سو سے زیادہ

مِنْ مِائَۃٍ مِنَ الصَّحَابَۃِ	صحابہ نے روایت کیا ہے۔ اور ان
وَجَمَعَ طُرُقَہٗ اِلَیْھِمْ جَمْعٌ	سے روایت کرنے والے سب کے سب
مِنْ اَھْلِ النَّجَابَۃِ ٭	اہل نجابت ہیں ٭
وَقَدْ نَقَلَ ابْنُ الْجَوْزِیِّ	اور ابن جوزی رح نے ابو بکر رح
عَنْ اَبِیْ بَکْرٍ مُحَمَّدِ بْنِ اَحْمَدَ	بن احمد بن عبد الوہاب الاسفرائینی
بْنِ عَبْدِ الْوَھَّابِ الْاَسْفَرَائِیْنِیِّ	سے نقل کیا ہے۔ کہ دنیا میں کوئی ایسی
اَنَّہٗ لَیْسَ فِی الدُّنْیَا حَدِیْثٌ	حدیث نہیں کہ جسے تمام عشرہ مبشرہ
اِجْتَمَعَ عَلَیْہِ الْعَشَرَۃُ الْمَشْھُوْدُ	نے نقل کیا ہو۔ سوائے حدیث
لَھُمْ بِالْجَنَّۃِ غَیْرَ حَدِیْثِ	من کذب علی الی آخرہ
مَنْ کَذَبَ عَلَیَّ اِلٰی اٰخِرِہٖ ٭	کے ٭
قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیِّ مَا	ابن جوزی رح فرماتے ہیں میں آج
وَقَعَتْ لِیْ رِوَایَۃُ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	تک عبد الرحمان رض بن عوف کی روایت
بْنِ عَوْفٍ اِلَی الْاٰنَ اِنْتَھٰی ٭	سے واقف نہ ہو سکا ٭
وَمِنْ لَطِیْفِ مَا یُذْکَرُ	اس حدیث میں ایک اور نکتہ بھی
فِیْ ذٰلِکَ مَا رَوَاہُ الْعَلَّامَۃُ	ہے، جو علامہ ابو القاسم محمد عبد الرحمان بن
اَبُو الْقَاسِمِ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ	محمد بن الغورانی صاحب التصانیف
مُحَمَّدِ نِ الْغُوْرَانِیُّ صَاحِبُ	نے بیان کیا ہے۔ کہ ہم سے ابو بکر رح احمد
التَّصَانِیْفِ قَالَ حَدَّثَنَا	بن محمد بن علی بن المؤدب نے بیان
اَبُوْ بَکْرٍ اَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ	کیا ہے، اور انہوں نے ابو المظفر رح محمد بن

عَلِيّ بْنِ الْمُؤَدِّبِ حَدَّثَنَا اَبُو الْمُظَفَّرِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحُسَامِ السَّمَرْقَنْدِيّ قَالَ سَمِعْتُ الْخَضِرَ وَاِلْيَاسَ يَقُوْلَانِ سَمِعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مَا لَمْ اَقُلْ فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

عبداللہ بن الحسام السمرقندی سے سنا وہ فرماتے تھے میں نے خضرؑ اور الیاسؑ علیہما السلام سے سنا ہے اور وہ فرماتے ہیں۔ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ نے فرمایا تھا۔ جو شخص مجھ پر جھوٹ وہ بات کہے۔ جو میں نے نہیں کہی اسے اپنا ٹھکانہ آگ سے بنانا چاہیئے۔

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذَا الْحَدِيْثَ اَمْلَاهُ اَبُوْ عَمْرِو بْنُ الصَّلَاحِ وَقَالَ هٰذَا وَقَعَ لَنَا فِيْ نُسْخَةِ الْخَضِرِ وَ الْاِلْيَاسِ۔

امام ذہبی رح فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوعمرو رح بن الصلاح نے بیان کیا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں۔ یہ نسخہ خضرؑ والیاسؑ میں موجود ہے۔

قَالَ الذَّهَبِيُّ هٰذِهٖ نُسْخَةٌ مَا اَدْرِيْ مَنْ وَضَعَهَا۔

امام ذہبی فرماتے ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ اس نسخہ کا وضع کرنے والا کون ہے۔

فَائِدَةٌ

قَالَ شَيْخُ مَشَائِخِنَا

شیخ المشائخ حافظ جلال الدینؒ

الحافظ جلال الدین السیوطی لا اعلم شیئا من الکبائر قال احد من اھل السنۃ بتکفیر مرتکبہ الا الکذب علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔	السیوطی فرماتے ہیں ۔ میں کسی ایسے کبیرہ گناہ سے واقف نہیں ہوں جس کے مرتکب کو اہل سنت میں سے کسی نے کافر قرار دیا ہو ۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے کے۔
فان الشیخ ابا محمد الجوینی من اصحاب الشافعی وھو والد امام الحرمین قال ان من تعمد الکذب علیہ السلام یکفر کفرا یخرجہ عن الملۃ وتبعہ علی ذلک طائفۃ منھم الامام ناصر الدین بن المنیر من ائمۃ المالکیۃ۔	شیخ ابو محمدؒ الجوینی جو امام الحرمین کے والد ہیں اور شوافع میں سے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولا۔ اسے کافر اور ملت سے خارج قرار دیا جائے گا۔ اور اس فتویٰ میں ان کا ایک جماعت نے ساتھ دیا ہے۔ جس میں مالکیہ میں سے امام ناصر الدینؒ بن المنیر بھی ہیں۔
قلت ویؤیدھما قولہ علیہ السلام لیس الکذب علی ککذب علی غیری وکذا امرہ بقتل	ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ان دونوں حضرات کی تائید میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان ہے مجھ پر جھوٹ بولنا اور دوں پر جھوٹ بولنے کی طرح نہیں ہے اسی طرح آپ نے اپنی ذات

مَنْ کَذَبَ عَلَیْہِ وَاِحْرَاقِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ وَذٰلِکَ اِنَّ الْاِفْتِرَاءَ عَلَیْہِ اِفْتِرَاءٌ عَلَی اللّٰہِ فَاِنَّہٗ مَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی وَیُقَوِّیْہِ قَوْلُہٗ فِیْ مَا تَقَدَّمَ مَا اَقُوْلُ اِلَّا مَا نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ فَاِذَا کَانَ کَذٰلِکَ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا وَاِنَّمَا یَفْتَرِی الْکَذِبَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاٰیٰتِ اللّٰہِ اٰتٰے الْکَذِبُ عَلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ فَاِنَّ الْکَذِبَ عَلٰی غَیْرِھِمَا لَا یُخْرِجُہٗ عَنِ الْاِیْمَانِ بِاِجْمَاعِ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَالْجَمَاعَۃِ ۔

پر جھوٹ بولنے والے کو قتل کرنے اور آگ میں جلانے کا حکم دیا۔ اور چونکہ آپ پر افتراء اللہ پر افترا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "آپ اپنی جانب سے کچھ نہیں فرماتے۔ آپ تو وہی فرماتے ہیں جو آپ پر وحی کی جاتی ہے" اور اس کی تائید میں وہ قول بھی ہے۔ جو اوپر گذرا ہے "کہ میں تو وہی کہتا ہوں جو آسمان سے نازل کیا جاتا ہے" اسی طرح اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے "اس سے زیادہ ظالم کون شخص ہو سکتا ہے۔ جو اللہ پر افترار کرے۔ اور اللہ پر جھوٹ وہی بولتے ہیں جو اللہ کی آیتوں پر ایمان نہیں رکھتے" یعنی اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا۔ کیونکہ اللہ اور رسول کے علاوہ اوروں پر جھوٹ بولنا اسے ایمان سے خارج نہ کرے گا۔

فصل

اَخْرَجَہٗ مُسْلِمٌ وَالتِّرْمِذِیُّ وَصَحَّحَہٗ وَابْنُ مَاجَۃَ عَنِ الْمُغِیْرَۃِ

مسلمؒ، ترمذیؒ اور ابن ماجہؒ نے مغیرہؓ بن شعبہ سے روایت کیا ہے۔ نبی کریم

بن شعبة عن النبي صلى الله عليه وسلم انه قال من حدث عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين يروى بصيغة الجمع والتثنية۔

وكذا اخرج مسلم وابن ماجة عن سمرة بن جندب مرفوعا ولابن ماجة عن علي بلفظ من روى عني حديثا وهو يرى انه كذب فهو احد الكاذبين۔

وللبزار وابن عدي عن انس رضي الله عنه ولفظه من كذب علي في رواية حديث فليتبوأ مقعده من النار۔

ولابن شاهين عن انس رضي الله عنه بلفظ من

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص مجھ سے حدیث بیان کرے اور اس کا یہ خیال ہو۔ کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے۔ تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ اس حدیث کو ترمذی نے صحیح قرار دیا ہے۔

اسی طرح مسلمؒ اور ابن ماجہؒ نے سمرۃ بن جندب اور ابن ماجہؒ نے علیؓ سے مرفوعاً اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو شخص مجھ سے حدیث روایت کرے اور اس کا خیال یہ ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔

بزارؒ اور ابن عدیؒ نے انس رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو روایت حدیث میں مجھ پر جھوٹ بولے اسے اپنا ٹھکانا آگ سے بنانا چاہیے۔

ابن شاہینؒ نے انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مجھ پر حدیث میں جھوٹ

كَذَبَ عَلَيَّ فِي حَدِيْثٍ جَاءَ	بولے گا، وہ قیامت کے روز خاسرین کے
يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الْخَاسِرِيْنَ	ساتھ آئے گا۔
وَلِلدَّارَقُطْنِيِّ فِي الْأَفْرَادِ	دارقطنی رح نے افراد میں انس رض سے مرفوعاً
عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ	ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے
مَرْفُوْعًا وَالَّذِيْ نَفْسُ أَبِي	قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ
الْقَاسِمِ بِيَدِهٖ لَا يَرْوِيْ عَنِّيْ	میں ابوالقاسم کی جان ہے جو شخص مجھ سے وہ
أَحَدٌ مَا لَمْ أَقُلْهُ إِلَّا تَبَوَّأَ	بات روایت کرتا ہے جو میں نے نہیں کہی
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔	وہ اپنا ٹھکانا آگ سے بناتا ہے۔
وَلِأَحْمَدَ وَابْنِ عَدِيٍّ	احمد رح اور ابن عدی رح نے ابن عباس رض
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ	سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے
عَنْهُمَا بِلَفْظِ اتَّقُوا الْحَدِيْثَ	مجھ سے حدیث بیان کرنے سے پرہیز کرو
عَنِّيْ إِلَّا مَا عَلِمْتُمْ فَإِنَّهٗ مَنْ	سوائے اس کے جسے تم جانتے ہو۔ کیونکہ جو مجھ
كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ	پر جان کر جھوٹ بولے گا۔ اسے چاہیئے کہ اپنا
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔	ٹھکانا آگ سے بنالے۔
وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ أَبِيْ	طبرانی رح نے ابوامامہ رض سے ان الفاظ کے
أُمَامَةَ وَلَفْظُهٗ مَنْ حَدَّثَ	ساتھ روایت کیا ہے جو مجھ سے جان کر
عَنِّيْ حَدِيْثًا كَاذِبًا مُتَعَمِّدًا	ایک حدیث بھی جھوٹ بیان کرے اسے
فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔	اپنا ٹھکانا آگ سے بنالینا چاہیئے۔
قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ	امام نووی رح شرح صحیح مسلم میں فرماتے ہیں موضوع

مُسْلِمٍ بِحُرْمَةِ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ عَلَى مَنْ عَرَفَ كَوْنَهُ مَوْضُوعًا أَوْ غَلَبَ عَلَى ظَنِّهِ وَضْعُهُ فَمَنْ رَوَى حَدِيثًا عَلِمَ وَضْعَهُ أَوْ ظَنَّ وَضْعَهُ فَهُوَ مُنْدَرِجٌ فِي الْوَعِيدِ قَالَ وَلَا فَرْقَ فِي تَحْرِيمِ الْكَذِبِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ مَا كَانَ فِي الْأَحْكَامِ وَمَا لَا حُكْمَ فِيهِ كَالتَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيبِ وَالْوَعْظِ وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ أَنْوَاعِ الْكَلَامِ فَكُلُّهُ حَرَامٌ مِنْ أَكْبَرِ الْكَبَائِرِ وَأَقْبَحِ الْقَبَائِحِ بِإِجْمَاعِ الْمُسْلِمِينَ الَّذِينَ يُعْتَدُّ بِهِمْ فِي الْإِجْمَاعِ إِلَى أَنْ قَالَ وَقَدْ أَجْمَعَ أَهْلُ الْحَلِّ وَالْعَقْدِ عَلَى تَحْرِيمِ الْكَذِبِ عَلَى آحَادِ النَّاسِ فَكَيْفَ مَنْ قَوْلُهُ

حدیث کا اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ موضوع ہے یا اس کے موضوع ہونے کا گمان غالب ہو)۔ روایت کرنا حرام ہے۔ تو جو شخص اس بات کو جانتا ہو کہ یہ حدیث موضوع ہے۔ یا اس کے موضوع ہونے کا خیال ہو۔ وہ اس وعید میں داخل شمار ہوگا۔ اور اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنا چاہے وہ احکام میں ہو یا ترغیب و ترہیب میں۔ یا وعظ ونصیحت میں یا دیگر اور قسم کے کلام میں سب حرام ہیں۔ اور یہ اجماع مسلمین کے ساتھ سب سے بڑا گناہ اور سب سے بڑی برائی ہے۔ حالانکہ اہل حل وعقد اس امر پر متفق ہیں۔ کہ عام لوگوں پر بھی جھوٹ بولنا حرام ہے تو اس ذات پر جھوٹ بولنا جس کا قول شرع اور کلام وحی ہو کیونکر جائز ہو سکتا ہے۔ اور آپ پر جھوٹ

شرع وكلامه وحي والكذب عليه كذب عليه تعالى قال عزّ وعلا وما ينطق عن الهوى إن هو إلا وحي يوحى.

بولنا اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولنے کے مترادف ہے۔ کیونکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے ""وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَى إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى"۔

قال الحافظ جلال الدين السيوطي اتفق علماء الحديث على انه لا يحل روايته الموضوع في اي معنى كان الا مقرونا ببيان وضعه بخلاف الضعيف فانه يجوز روايته في غير الاحكام والعقائد قال وممن جزم بذلك النووي وابن جماعة والطيبي والبلقيني والعراقي.

حافظ جلال الدینؒ سیوطی فرماتے ہیں۔ علماء حدیث اس امر پر متفق ہیں۔ کہ موضوع حدیث روایت کرنا حلال نہیں ہے۔ چاہے وہ کسی معنی کی ہو۔ ہاں اگر اس کا موضوع ہونا بیان کرنا مقصود ہو۔ لیکن ضعیف حدیث کی روایت احکام اور عقائد کے علاوہ جائز ہے یہی بات یقینی طور پر۔ نووی۔ ابن جماعہ۔ طیبی۔ بلقینی۔ اور عراقی نے تحریر کی ہے۔

فائدہ ۔ ضعیف روایت کے بارے میں علماء حدیث کا اختلاف ہے۔ اس امر پر تو سب متفق ہیں۔ کہ احکام اور عقائد میں نہ تو ضعیف روایات قبول کی جائے گی۔ اور نہ اسے بیان کیا جائے گا۔ اور نہ اس

پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ اگرچہ فقہاء متاخرین نے اس اصول کو پس پشت ڈال دیا ہے۔ لیکن فضائل اور ترغیب و ترہیب میں علماء کا اختلاف ہے۔ مذکورہ جماعت حدیث ضعیف کی روایت کی اجازت دیتی ہے۔ اور اکثر احناف کا بھی یہی مذہب ہے۔ لیکن کبار محدثین اسے جائز تصور نہیں کرتے۔ خود ائمہ میں امام ابو حنیفہؒ اور امام مالک رح روایت حدیث میں بہت شدید تھے۔ ان کے علاوہ بخاری رح، مسلم رح، ترمذی رح، نسائی رح روایت ضعیف کو قبول نہیں کرتے۔ امام ابن تیمیہ رح یہاں تک فرماتے ہیں۔ لا یقبل احادیث الفضائل الا ماروا البخاری رح و مسلم رح والترمذی رح۔ فضائل کی کوئی روایت قبول نہ کی جائے سوائے اس کے جو بخاری رح، مسلم رح و ترمذی رح نے روایت کی ہو۔ ایک اور مقام پر فرماتے ہیں۔ احادیث الفضائل کلہا موضوعۃ او ضعیفۃ الا ماروا البخاری رح و مسلم رح والترمذی رح۔ بخاری رح مسلم رح اور ترمذی کے علاوہ تمام فضائل کی احادیث یا موضوع ہیں یا ضعیف۔ اور علی الخصوص موجودہ دور میں اہل بدع انہی ضعیف روایات کے ذریعہ لوگوں کو گمراہ کرتے اور انہی روایات کے ذریعہ منکرین احادیث اور دہریہ قسم کے لوگ دین پر معترض ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں علماء کا فرض ہے۔ کہ وہ ضعیف روایات بیان کرنے سے احتیاط کریں۔ اور ضعیف بہر صورت ضعیف ہے چاہے وہ احکام میں ہو یا فضائل میں۔ عقائد میں ہو یا ترغیب و ترہیب میں۔ اور پھر اس پر مسائل کی بنیاد

رکھنا۔ گویا کہ بالفاظ دیگر اسے صحیح تسلیم کر لینے کے مترادف ہے تو یہ کیونکر جائز ہوگا۔

قُلْتُ وَقَدْ صَرَّحَ بِهِ حَافِظُ عَصْرِهِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي شَرْحِ نُخْبَةٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ تَوَعَّدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالنَّارِ مَنْ كَذَبَ عَلَيْهِ بَعْدَ أَمْرِهِ بِالتَّبْلِيغِ عَنْهُ فَفِي ذٰلِكَ دَلِيلٌ عَلَى أَنَّهُ إِنَّمَا أَمَرَ أَنْ يُبَلَّغَ عَنْهُ الصَّحِيحُ دُونَ السَّقِيمِ وَالْحَقُّ دُونَ الْبَاطِلِ لَا أَنْ يُبَلَّغَ عَنْهُ جَمِيعُ مَا رُوِيَ عَنْهُ لِأَنَّهُ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَفَى بِالْمَرْءِ إِثْمًا أَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ أَخْرَجَهُ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ثُمَّ مَنْ رَوَى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَدِيثًا وَهُوَ شَاكٌّ فِيهِ أَصَحِيحٌ أَوْ غَيْرُ صَحِيحٍ

ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں حافظ ابن حجرؒ العسقلانی نے شرح نخبۃ میں اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور فرمایا ہے کہ امام دار قطنی رح فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر جھوٹ بولنے والے کو آگ سے ڈراتے تھے باوجود اس بات کے کہ آپ نے تبلیغ کا حکم دیا۔ اس سے یہ دلیل ثابت ہوئی کہ آپ نے اپنے بارے میں جو دوسروں تک پہنچانے کا حکم دیا ہے وہ صحیح اور حق کے پہنچانے کا حکم دیا ہے۔ نہ کہ ضعیف اور باطل۔ یہ حکم نہیں دیا گیا۔ کہ آپ سے ہمہ اقسام کی روایت پہنچا دی جائیں (چاہے وہ کسی حیثیت کی ہوں) کیونکہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے آدمی کے گناہ کے لئے یہی کافی ہے۔ کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بیان کر دے۔ جیساکہ مسلمؒ نے اسے

يَكُونُ كَاحَدِ الْكَاذِبِيْنَ لِقَوْلِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ حَدَّثَ عَنِّيْ
حَدِيْثًا وَهُوَ يَرٰى اَنَّهُ كِذْبٌ
حَيْثُ لَمْ يَقُلْ وَهُوَ يَسْتَيْقِنُ
اَنَّهُ كِذْبٌ وَلِلتَّحَرُّزِ عَنْ مِثْلِ
ذٰلِكَ كَانَ الْخُلَفَاءُ الرَّاشِدُوْنَ
وَالصَّحَابَةُ الْمُنْتَجَبُوْنَ يَتَّقُوْنَ
كَثْرَةَ الْحَدِيْثِ عَنْهُ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ
يُطَالِبَانِ مَنْ رَوٰى لَهُمَا
حَدِيْثًا عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَمْ يَسْمَعَاهُ عَنْهُ بِاِقَامَةِ
الْبَيِّنَةِ عَلَيْهِ وَيَتَوَعَّدَانِهٖ
فِيْ ذٰلِكَ وَكَانَ عَلِيٌّ يَسْتَحْلِفُهٗ
عَلَيْهِ وَكَانَ بَعْضُ الْمُحْتَاطِيْنَ
مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ مِنَ الصَّحَابَةِ
وَالتَّابِعِيْنَ كَانَ يَقُوْلُ
قَرِيْبًا مِنْ هٰذَا اَوْ نَحْوَ هٰذَا
اَوْ شِبْهَ هٰذَا كُلُّ ذٰلِكَ خَوْفًا

ابوہریرہ رض کے واسطے سے اسے روایت کیا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر کوئی حدیث روایت کرے اور اس کے صحیح یا غیر صحیح ہونے میں اسے شک ہو تو وہ بھی جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہے۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مجھ سے کوئی حدیث بیان کرے۔ اور وہ خیال کرتا ہو کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے اور آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسے جھوٹ کا یقین ہو اور اسی باعث خلفاء راشدین اور صحابہ منتجبین حضور سے حدیث روایت کرنے میں پرہیز کرتے تھے۔ اور ابوبکر رض و عمر رض سے جب کوئی حدیث بیان کی جاتی۔ تو جب تک اس کے لئے کوئی گواہ نہ ہوتا اس حدیث کو نہ سنتے۔ اور اس معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرتے تھے۔ اور علی رض حدیث کی روایت پر قسم لیتے۔ محتاط صحابہ اور تابعین بھی اس قسم کی رائے رکھتے

مِنَ الزِّيَادَةِ وَالنُّقْصَانِ اَوِ السَّهْوِ وَالنِّسْيَانِ وَكَانَ مِنْ جُمْلَةِ الْمُحْتَاطِيْنَ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ وَالشَّانِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ النُّعْمَانُ ۔

تھے۔ یا اس کے قریب قریب اس خوف کے باعث کہ کہیں حدیث میں کمی یا زیادتی اور بھول نہ ہو جائے ۔ اور اس روایت حدیث کے معاملہ میں محتاط لوگوں میں سے ابو حنیفہ النعمان بھی ہیں ۔

وَقَدْ اَخْبَرَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِمَا يَقَعُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ فِيْ اُمَّتِهٖ مِنَ الرِّوَايَاتِ الْكَاذِبَةِ وَالْاَحَادِيْثِ الْبَاطِلَةِ فَحَذَّرَهُمْ عَنْ ذٰلِكَ خَوْفًا اَنْ يَّقَعَ هَالِكٌ هُنَالِكَ فَقَالَ سَيَكُوْنُ فِيْ اٰخِرِ الزَّمَانِ اُنَاسٌ مِنْ اُمَّتِيْ يُحَدِّثُوْنَكُمْ بِمَا لَمْ تَسْمَعُوْا اَنْتُمْ وَلَا اٰبَاؤُكُمْ فَاِيَّاكُمْ وَاِيَّاهُمْ اَخْرَجَهٗ مُسْلِمٌ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمِنْ هٰذَا قِيْلَ الْاِسْنَادُ مِنَ الدِّيْنِ لِاَنَّهٗ عَلَيْهِ مَدَارُ الْمُجْتَهِدِيْنَ ۔

اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کی گئی ہے۔ کہ اخیر زمانہ میں آپ کی امت میں روایات کاذبہ اور احادیث باطلہ عام ہو جائیں گی۔ تو ان سے احتراز کرو کہیں تم بھی اس ہلاکت میں واقع نہ ہو جاؤ۔ فرمایا آخر زمانہ میں میری امت میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے۔ جو تم سے ایسی حدیثیں بیان کریں گے۔ جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباؤ اجداد نے۔ تم ان سے احتراز کرو۔ یہ روایت مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ اسی باعث کہا گیا کہ اسناد بھی دین میں داخل ہیں کیونکہ ان پر مجتہدین کا دارومدار ہے

فصل

قَالَ الْحَافِظُ زَيْنُ الدِّيْنِ الْعِرَاقِيُّ فِي كِتَابِهِ الْمُسَمّٰى بِالْبَاعِثِ عَلَى الْخَلَاصِ مِنْ حَوَادِثِ الْقُصَّاصِ ثُمَّ إِنَّهُمْ يَعْنِي الْقُصَّاصَ يَنْقُلُوْنَ حَدِيْثَهُ عَلَيْهِ التَّسْلِيْمُ مِنْ غَيْرِ مَعْرِفَةٍ بِالصَّحِيْحِ وَالسَّقِيْمِ قَالَ وَإِنِ اتَّفَقَ أَنَّهُ نَقَلَ حَدِيْثًا صَحِيْحًا كَانَ آثِمًا فِي ذٰلِكَ لِأَنَّهُ يَنْقُلُ مَا لَا عِلْمَ لَهُ بِهِ وَإِنْ صَادَفَ الْوَاقِعَ كَانَ آثِمًا بِإِقْدَامِهِ عَلَى مَا لَا يَعْلَمُ ۔

حافظ زین الدین العراقی اپنی کتاب الباعث علی الخلاص من حوادث القصاص میں فرماتے ہیں پھر یہ لوگ یعنی قصہ گو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو نقل کرتے ہیں حالانکہ انہیں صحیح اور سقیم کی پہچان بھی نہیں ہوتی۔ فرماتے ہیں اگر وہ کسی صحیح حدیث کو اتفاقاً نقل بھی کریں تب بھی وہ اس میں گناہ گار رہوں گے۔ کیونکہ وہ تو وہ نقل کر رہے ہیں۔ جس کا انہیں علم نہیں۔ اگر وہ واقعہ کے مطابق ہو۔ تب بھی وہ گناہ گار رہوں گے۔ کیونکہ وہ تو ایک ایسے فعل کا اقدام کر رہے ہیں۔ جسے وہ جانتے بھی نہیں ۔

قَالَ وَأَيْضًا فَلَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ مِمَّنْ هُوَ بِهٰذَا الْوَصْفِ أَنْ يَنْقُلَ حَدِيْثًا مِنَ الْكُتُبِ بَلْ وَلَوْ مِنَ الصَّحِيْحَيْنِ مَا

آگے چل کر فرماتے ہیں۔ جو لوگ اس وصف کے ساتھ موصوف ہوں ان کے لئے یہ بھی حلال نہیں کہ وہ کتابوں میں سے بھی کسی حدیث کو نقل کریں چاہے وہ بخاری

لَمْ يَقْرَأْهُ عَلٰى مَنْ يَعْلَمُ ذٰلِكَ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيْثِ ۔ وَقَدْ حَكَى الْحَافِظُ أَبُوْ بَكْرِ بْنِ خَيْرٍ اِتَّفَقَ الْعُلَمَاءُ عَلٰى أَنَّهُ لَا يَصِحُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَقُوْلَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَذَا حَتّٰى يَكُوْنَ عِنْدَهُ ذٰلِكَ الْقَوْلُ مَرْوِيًّا وَلَوْ عَلٰى أَقَلِّ وُجُوْهِ الرِّوَايَاتِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ وَفِيْ بَعْضِ الرِّوَايَاتِ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُطْلَقًا مِنْ غَيْرِ تَقْيِيْدٍ

و مسلم کی حدیث کیوں نہ ہو جب تک کسی محدث سے اس کی تعلیم حاصل نہ کریں ۔ حافظ ابو بکر بن الخیر فرماتے ہیں علماء کا اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ کسی مسلم کے لئے یہ کہنا جائز نہیں کہ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تک یہ قول اس تک مروی نہ ہو چاہے اسناد کے لحاظ سے وہ کم درجہ کی روایت کیوں نہ ہو کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے مجھ پر جان کر جھوٹ بولا وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے اور بعض روایات میں ہے من کذب علی اور ان میں متعمداً کا لفظ نہیں (یعنی اس میں یہ شرط نہیں کہ جان کر ہو یا بغیر جانے وہ ہر دو شکل کو عام ہے)

فَصْلٌ

قَالَ الْجَوْزَقَانِيُّ بِسَنَدِهِ إِلٰى أَبِي الْعَبَّاسِ السَّرَّاجِ يَقُوْلُ شَهِدْتُ مُحَمَّدَ بْنَ

جوزقانی ابو العباس السراج سے سنداً روایت کرتے ہیں۔ کہ میں امام محمد بن اسمٰعیل البخاری کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ان کے

اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیِّ وَدُفِعَ اِلَیْهِ	سامنے ابن کرام کا خط پیش کیا گیا جس میں
کِتَابٌ مِنْ ابْنِ کَرَامٍ یَسْئَلُهٗ	انہوں نے چند احادیث کے بارے میں
عَنْ اَحَادِیْثَ مِنْهَا حَدِیْثُ	سوال کیا تھا۔ ان احادیث میں سے ایک
الزُّهْرِیِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ اَبِیْهِ	حدیث زہری کی تھی۔ جو عن سالم عن ابیہ
مَرْفُوْعًا اَلْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَ	کے واسطے سے مرفوعاً روایت کی گئی تھی۔ کہ
لَا یَنْقُصُ فَکَتَبَ مُحَمَّدُ بْنُ	ایمان نہ زیادہ ہوتا ہے نہ کم،، امام
اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیِّ عَلٰی ظَهْرِ	بخاری رح نے اس خط کی پشت پر یہ جواب لکھا
کِتَابِهٖ مَنْ حَدَّثَ بِهٰذَا	جس نے یہ حدیث بیان کی ہے وہ سخت
اِسْتَوْجَبَ لَهُ الضَّرْبُ	سزا اور لمبی قید کا مستحق ہے۔ اس واقعہ کو امام
الشَّدِیْدُ وَالْحَبْسُ الطَّوِیْلُ۔	ذہبی رح نے اپنی میزان الاعتدال میں نقل کیا ہے
اَوْرَدَهُ الذَّهَبِیُّ فِی	نیز حافظ ذہبی رح اپنی میزان میں امام
الْمِیْزَانِ اَیْضًا قَالَ اَبُوْدَاؤُدَ	ابوداؤد کا قول نقل فرماتے ہیں۔ کہ
سَمِعْتُ یَحْیٰی بْنَ مَعِیْنٍ	میں نے یحییٰ رح بن معین سے سوید الانباری
یَقُوْلُ فِیْ سُوَیْدٍ الْاَنْبَارِیِّ	کے بارے میں سنا۔ کہ اس کا خون بھی
هُوَ حَلَالُ الدَّمِ۔	حلال ہے۔
وَقَالَ الْحَاکِمُ اَنْکَرَ عَلٰی	حاکم رح کہتے ہیں کہ انہوں نے سوید کی
سُوَیْدٍ حَدِیْثَ مَنْ عَشِقَ	روایت کا من عشق دعف وکتم مات شہیداً،،
وَعَفَّ وَکَتَمَ وَقَالَ یَحْیٰی	کی بنا پر انکار فرمایا۔ یحییٰ رح بن معین کے
بْنُ مَعِیْنٍ لَمَّا ذُکِرَ لَهٗ هٰذَا	سامنے جب اس حدیث کا ذکر کیا گیا تو انہوں

الحق بينهُ لو كان لي فرس و رمح غزوت سويدًا و في الميزان أيضًا قيل لابن عتيبة روى معلى بن هلال عن ابن ابي نجيح عن مجاهد عن عبد الله قال التقنع من اخلاق الانبياء فقال ابن عتيبة ان كان المعلى يحدث بهذا الحديث عن ابي نجيح ما اخرجه ان يضرب عنقه.

نے فرمایا کاش میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو میں سوید سے جہاد کرتا نیز میزان میں ہے کہ ابن عتیبہ سے وہ روایت نقل کی گئی جو معلی بن ہلال نے ابو نجیح عن مجاہد کے واسطے سے عبداللہ رض سے روایت کی ہے۔ "بکلف قناعت انبیاء کے اخلاق میں سے ہے" ابن عتیبہ نے فرمایا اگر معلی اسے ابو نجیح سے روایت کرتا ہے۔ حالانکہ ابو نجیح نے اسے روایت نہیں کیا تو اس کی گردن ماردی جائے۔

واخرج العقيلي عن عائشة قالت كان رسول الله عليه السلام اذا اطلع على احد من اهل بيته كذب كذبة لم يزل معرضا عنه حتى يحدث الله توبة.

عقیلی رح نے حضرت عائشہ رض سے ایک روایت نقل کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے گھر والوں میں سے کسی کے جھوٹ پر مطلع ہوتے تو آپ اس سے اعراض فرماتے حتی کہ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ بیان فرما دیتا۔

واخرج ايضا انه عليه السلام ابطل شهادة رجل

نیز عقیلی رح نے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی

فِي كَذِبِهِ قَالَ مَعْمَرٌ لَا أَدْرِي مَا ثَبَتَ الْكَذِبُ بِهِ أَكَذِبٌ عَلَى اللهِ أَمْ كَذِبٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

کی شہادت کو جھوٹ کے باعث اہل قرار دیا۔ معمرؒ کہتے ہیں: میں نہیں جانتا کہ یہ اللہ پر جھوٹ تھا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر؟

فَصْلٌ

قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ فَإِنْ تَوَهَّمَ مُتَوَهِّمٌ أَنَّ الْمُتَكَلِّمَ فِي مَنْ رَوَى حَدِيثًا مَرْدُودًا غِيبَةٌ لَهُ يُقَالُ لَهُ لَيْسَ هٰذَا كَمَا تَوَهَّمْتَ وَذٰلِكَ أَنَّ إِجْمَاعَ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى أَنَّ هٰذَا وَاجِبٌ دِيَانَةً لِلدِّينِ وَنَصِيحَةً لِلْمُسْلِمِينَ وَقَدْ حَدَّثَنَا الْقَاضِي أَحْمَدُ بْنُ كَامِلٍ حَدَّثَنَا أَبُو سَعِيدٍ الْهَرَوِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ قُلْتُ لِيَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ الْقَطَّانِ أَمَا تَخْشَى

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس راوی کے بارے میں جس نے حدیث مردود روایت کی ہے یہ شبہ کرے یہ تو غیبت ہے تو اسے یہ جواب دیا جائے گا۔ کہ ایسا نہیں ہے جیسا کہ تم نے خیال کیا ہے بلکہ اہل علم کا اس امر پر اجماع ہے۔ کہ دین میں دیانت اور مسلمانوں کے لئے نصیحت واجب ہے اور ہم سے قاضی احمد بن کامل نے ابو سعید الہروی کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ ابوبکر بن الخلاد نے یحییٰؒ بن سعید القطان سے دریافت کیا کیا آپ کو یہ خوف نہیں معلوم ہوتا کہ جن لوگوں کی روایات کو آپ نے ترک کیا ہے وہ اللہ کے سامنے تمہارے دشمن ہوں۔ یحییٰؒ

أَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ الَّذِيْنَ تَرَكْتَ حَدِيْثَهُمْ خُصَمَاءَ لَكَ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى فَقَالَ لَأَنْ يَكُوْنَ هٰؤُلَاءِ خُصَمَائِيْ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ يَكُوْنَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ خَصْمِيْ يَقُوْلُ لِمَ لَمْ تَذُبَّ الْكَذِبَ عَنْ حَدِيْثِيْ قَالَ وَإِذَا كَانَ الشَّاهِدُ بِالزُّوْرِ فِيْ حَقٍّ يَسِيْرٍ فَإِنَّهٗ حَقِيْرٌ يَجِبُ كَشْفُ حَالِهٖ فَالْكَاذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ أَحَقُّ وَأَوْلٰى لِأَنَّ الشَّاهِدَ إِذَا كَذَبَ فِيْ شَهَادَتِهٖ لَمْ يَعُدْ كِذْبُهٗ الْمَشْهُوْدَ عَلَيْهِ وَالْكَاذِبُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ يُحِلُّ الْحَرَامَ وَيُحَرِّمُ الْحَلَالَ وَيَتَبَوَّأُ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ فَكَيْفَ لَا يَجُوْزُ الْوَقِيْعَةُ فِيْمَنْ قَدْ تَبَوَّأَ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ بِكِذْبِهٖ عَلَى النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ۔

نے فرمایا یہ دشمن مجھے زیادہ محبوب ہیں۔ بہ نسبت اس بات کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میرے دشمن ہوں اور آپ یہ فرمائیں کہ کیوں نہ تونے میری حدیث سے جھوٹ کو دور کیا جب کہ جھوٹی گواہی دینے والے کا حال ظاہر کرنا واجب ہے چاہے وہ معمولی سا جھوٹ کیوں نہ ہوں۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والے کا حال ظاہر کرنا زیادہ اولیٰ اور زیادہ ضروری ہے۔ کیونکہ جب شاہد شہادت میں جھوٹ بولتا ہے تو اس کے کذب کو مشہود علیہ (جس پر گواہی دے رہا ہے) پر نہیں عائد کیا جا سکتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے والا حرام کو حلال اور حلال کو حرام بناتا ہے۔ اور اپنا ٹھکانا آگ سے تیار کرتا ہے۔ تو جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بول کر اپنا ٹھکانا آگ سے تیار کر رہا ہو۔ اس کے جھوٹ کو ظاہر کرنا کیونکر جائز نہ ہوگا۔

ثُمَّ رَوٰى عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ أَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فُلَانٌ ضَعِيْفٌ وَفُلَانٌ قَوِيٌّ وَفُلَانٌ خُذُوْا عَنْهُ وَفُلَانٌ لَا تَأْخُذُوْا عَنْهُ وَكَانَ لَا يَرٰى ذٰلِكَ غِيْبَةً۔

امام سفیان ثوریؒ سے روایت کیا گیا ہے کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں قوی ہے فلاں سے روایات نقل کر لیا کرو اور فلاں کی روایات ترک کر دو۔ اور اس بات کے باوجود امام سفیان ثوری اسے غیبت شمار نہ فرماتے تھے۔

قَالَ وَسُئِلَ مَالِكٌ وَسَعْدٌ وَابْنُ عُيَيْنَةَ عَنِ الرَّجُلِ لَا يَكُوْنُ ثَبْتًا فِي الْحَدِيْثِ فَقَالُوْا جَمِيْعًا بَيِّنْ أَمْرَهُ۔

امام مالکؒ۔ سعدؒ اور امام سفیانؒ ابن عیینہ سے دریافت کیا گیا کہ اگر کسی کو حدیث میں ملکہ نہ ہو انہوں نے فرمایا اس کا حال لوگوں سے بیان کر دو۔

فائدہ۔ غالباً کتابت میں غلطی کے باعث سعدؒ تحریر میں آگیا ہے۔ ورنہ یہ لیثؒ بن سعد معلوم ہوتے ہیں۔ جو امام مالکؒ اور سفیانؒ بن عیینہ کے ہم عصر ہیں۔

قَالَ وَقِيْلَ لِشُعْبَةَ هٰذَا الَّذِيْ تَكَلَّمَ فِي النَّاسِ أَلَيْسَ هُوَ غِيْبَةٌ فَقَالَ يَا أَحْمَقُ هٰذَا دِيْنٌ وَتَرْكُهُ مُحَابَاةٌ۔

امام دارقطنیؒ فرماتے ہیں۔ امام شعبہؒ بن الحجاج سے دریافت کیا گیا وہ شخص جو لوگوں پر اعتراض کرتا ہو۔ کیا وہ غیبت نہیں ہے۔ امام شعبہؒ نے فرمایا اے احمق یہ تو دین میں داخل ہے اور اس کا چھوڑنا خلاف انصاف ہے۔

قَالَ وَقَدْ قَالَ مُحَمَّدٌ

نیز دارقطنیؒ فرماتے ہیں محمدؒ بن بندار نے

بْنُ مُبَارَكِ الْجُرْجَانِيُّ لِاَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ اَنَّهُ يَشْتَدُّ عَلَيَّ اَنْ اَقُوْلَ فُلَانٌ ضَعِيْفٌ وَّ فُلَانٌ كَذَّابٌ فَقَالَ اَحْمَدُ اِذَا سَكَتَّ اَنْتَ فَمَتٰى يَعْرِفُ الْجَاهِلُ الصَّحِيْحَ مِنَ السَّقِيْمِ ○	احمد بن حنبلؒ سے دریافت کیا کہ مجھے یہ بہت سخت معلوم ہوتا ہے۔ کہ میں یہ کہوں کہ فلاں ضعیف ہے۔ اور فلاں کذاب ہے۔ امام احمدؒ نے فرمایا۔ اگر تو خاموش ہو جائے گا۔ تو ایک جاہل صحیح اور سقیم کو کیسے پہچانے گا ○
وَرُوِيَ اَنَّ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ مَرَّ بِرَجُلٍ فَقَالَ كَذَّابٌ وَاللّٰهِ لَوْلَا اَنَّهُ لَا يَحِلُّ لِيْ اَنْ اَسْكُتَ لَسَكَتُّ ○	سفیان ثوریؒ کے بارے میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ ایک شخص کے پاس سے گذرے اور فرمایا یہ جھوٹا ہے اور فرمایا میرے لئے خاموش رہنا حلال ہوتا تو میں خاموش ہو جاتا ○
وَعَنِ الشَّافِعِيِّ اِذَا عَلِمَ الرَّجُلُ مِنْ مُحَدِّثٍ الْكِذْبَ لَمْ يَسَعْهُ السُّكُوْتُ عَلَيْهِ وَلَا يَكُوْنُ ذٰلِكَ غِيْبَةً فَاِنَّ مَثَلَ الْعُلَمَاءِ كَالنُّقَّادِ فَلَا يَسَعُ النَّاقِدَ فِيْ دِيْنِهٖ اَنْ لَا يُبَيِّنَ الزُّيُوْفَ مِنْ غَيْرِهٖ ○	امام شافعیؒ سے مروی ہے کہ جب آدمی کسی محدث کے بارے میں جھوٹ کو جان لے۔ تو اس کے لئے خاموشی جائز نہیں۔ اور یہ غیبت شمار نہ ہو گی۔ کیونکہ علماء نقاد کی طرح ہوتے ہیں۔ اور ناقد کے لئے دین میں یہ جائز نہیں کہ وہ کھرے کو کھوٹے سے علیحدہ بیان نہ کردے ○
وَكَانَ شُعْبَةُ بْنُ الْحَجَّاجِ يَقُوْلُ تَعَالَوْا نَغْتَابُ فِيْ	شعبہ رحمۃ بن الحجاج فرمایا کرتے تھے آؤ ہم اللہ کے دین میں غیبت

دِیْنِ اللّٰہِ وَلٰکِنْ اُرِدِیْ عَنِ ابْنِ عُیَیْنَۃَ •

وَفِی الْمِیْزَانِ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ سَمِعْتُ جَعْفَرَ بْنَ اَبَانَ الْمِصْرِیَّ یَمْلِیْ بِمَکَّۃَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ رُمْحٍ حَدَّثَنَا اللَّیْثُ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا مَنْ سَرَّ الْمُؤْمِنَ فَقَدْ سَرَّنِیْ وَمَنْ سَرَّنِیْ فَقَدْ سَرَّ اللّٰہَ اَلْحَدِیْثَ وَبِہٖ یُنَادِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَیْنَ بُغَضَاءُ اللّٰہِ فَیَقُوْمُ سُؤَّالُ الْمَسَاجِدِ فَقُلْتُ یَا شَیْخُ اِتَّقِ اللّٰہَ وَلَا تَکْذِبْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ فَقَالَ لَسْتَ مِنِّیْ فِیْ حِلٍّ اَنْتُمْ تَحْسُدُ وْنَنِیْ لِاِسْنَادِیْ فَلَمْ اَزَلْ لَہٗ حَتّٰی حَلَفَ اَنْ لَّا یُحَدِّثَ بِمَکَّۃَ بَعْدَ اَنْ خَوَّفْتُہٗ بِالسُّلْطَانِ مَعَ جَمَاعَۃٍ •

کریں ۔ ابن عیینہ رح سے بھی اسی طرح مروی ہے ؛

امام ذہبیؒ نے میزان میں ابن حبانؒ کا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے مکہ میں جعفر بن ابان المصری کو یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ ہم سے محمد بن رمحؒ نے لیثؒ عن نافعؒ عن ابن عمرؓ کے واسطے سے یہ روایت مرفوعاً بیان کی ہے جس نے مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا، اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا الحدیث اور اس کو قیامت کے روز آواز دی جائے گی اللہ کے دشمن کہاں ہیں تو مساجد میں سوال کرنے والے کھڑے ہوں گے میں نے کہا اے شیخ اللہ سے ڈرو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بولو۔ اس نے جواب دیا اب تم مجھ سے اچھی جگہ میں نہیں ہو اس لئے کہ تم مجھ سے حسد کرتے ہو۔ میں اس کی بات کا جواب دیتا رہا حتی کہ اس نے قسم کھائی کہ وہ مکہ میں حدیث بیان نہ کرے گا جب میں نے سلطان اور اس کی جماعت کا خوف دلایا۔

فَصْلٌ

رُوِيَ اَنَّہٗ صَلّٰی اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَّیَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ فِیْ مَسْجِدِ الرَّصَافَۃِ فَقَامَ بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ قَاصٌّ فَقَالَ حَدَّثَنَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَ یَحْیَی بْنُ مُعِیْنٍ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ قَتَادَۃَ عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ خَلَقَ اللّٰہُ تَعَالٰی مِنْ کُلِّ کَلِمَۃٍ مِنْہَا طَیْرًا مِنْقَارُہٗ مِنْ ذَہَبٍ وَرِیْشُہٗ مِنْ مَرْجَانَ وَاَخَذَ فِی الْقِصَّۃِ نَحْوًا مِنْ عِشْرِیْنَ وَرَقَۃً فَجَعَلَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ یَنْظُرُ اِلٰی یَحْیَی وَیَحْیَی یَنْظُرُ اِلٰی اَحْمَدَ فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ

امام احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین نے مسجد رصافہ میں نماز پڑھی۔ ایک قصہ گو ان کے سامنے کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ ہم سے احمدؒ بن حنبل اور یحییٰؒ بن معین نے عبدالرزاقؒ عن معمر عن قتادہؒ کے واسطے سے انس رضؓ سے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے۔ جو شخص لا الہ الا اللہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ہر کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے جس کی چونچ سونے کی اور پر مرجان کے ہوتے ہیں۔ پھر اس نے ایک لمبا قصہ بیس ورق کے قریب بیان کیا۔ احمدؒ بن حنبل یحییٰؒ بن معین کی طرف دیکھنے لگے۔ اور احمدؒ یحییٰؒ کی جانب یحییٰؒ بن معین نے امام احمدؒ سے دریافت کیا کیا تم نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ امام احمدؒ نے جواب دیا۔ خدا کی قسم میں نے تو یہ حدیث سنی بھی اسی وقت

حَدَّثَتُہٗ بِھٰذَا فَقَالَ وَاللّٰہِ مَا	ہے۔ جب وہ قصہ سے فارغ ہو چکا۔ اور
سَمِعْتُ بِھٰذَا اِلَّا السَّاعَۃَ	اپنے انعامات لے چکا۔ پھر باقی کا انتظار
فَلَمَّا فَرَغَ مِنْ قِصَّتِہٖ اَخَذَ	کرنے کے لئے بیٹھ گیا۔ یحییٰ رح بن معین
الْقِطْعِیَاتِ ثُمَّ قَعَدَ یَنْتَظِرُ	نے اسے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ ادھر آؤ۔
بَقِیَّتَھَا قَالَ لَہٗ یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ	وہ انعام کی لالچ میں ان کے پاس آیا
بِیَدِہٖ تَعَالَ فَجَاءَ مُتَوَھِّمًا	اس سے یحییٰ رح نے دریافت کیا یہ حدیث
لِنَوَالٍ فَقَالَ لَہٗ یَحْیٰی مَنْ	تم سے کس نے بیان کی۔ اس نے جواب دیا
حَدَّثَکَ بِھٰذَا الْحَدِیْثِ فَقَالَ	احمد رح بن حنبل اور یحییٰ رح بن معین نے۔ یحییٰ رح
اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَیَحْیَی بْنُ	نے فرمایا میں یہ یحییٰ بن معین ہوں۔ اور
مَعِیْنٍ فَقَالَ اَنَا یَحْیَی بْنُ	یہ احمد رح بن حنبل ہیں۔ ہم نے رسول
مَعِیْنٍ وَھٰذَا اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ	اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث میں کہیں
مَا سَمِعْنَا بِھٰذَا قَطُّ فِیْ حَدِیْثِ	یہ حدیث نہیں سنی۔ اگر تو نے جھوٹ بولنا
رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ	تھا تو ہمارے علاوہ کسی اور پر جھوٹ
سَلَّمَ فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ وَالْکِذْبَ	بول لیا ہوتا۔ اس نے کہا کیا تم یحییٰ رح بن
فَعَلٰی غَیْرِنَا فَقَالَ لَہٗ اَنْتَ	معین ہو۔ یحییٰ رح نے جواب دیا ہاں۔ وہ
یَحْیَی بْنُ مَعِیْنٍ قَالَ نَعَمْ	بولا کہ میں ہمیشہ سے سنتا آیا تھا۔ کہ یحییٰ رح
قَالَ لَمْ اَزَلْ اَسْمَعُ اَنَّ یَحْیَی	بن معین احمق ہے۔ اور اس وقت اس کی
بْنَ مَعِیْنٍ اَحْمَقُ مَا تَحَقَّقْتُہٗ	تصدیق ہو گئی۔ یحییٰ رح نے فرمایا۔ تو
اِلَّا السَّاعَۃَ فَقَالَ لَہٗ یَحْیٰی	نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ میں احمق ہوں۔ اس

كَيْفَ عَلِمْتَ اِنِّي اَحْمَقُ قَالَ كَاَنَّهُ لَيْسَ فِي الدُّنْيَا يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَاَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ غَيْرُكُمَا قَدْ كَتَبْتُ عَنْ سَبْعَةَ عَشَرَ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ وَيَحْيَى بْنَ مَعِيْنٍ فَوَضَعَ اَحْمَدُ كُمَّهُ عَلَى وَجْهِهِ وَقَالَ دَعْهُ يَقُوْمُ فَقَامَ كَالْمُسْتَهْزِئِ بِهِمَا ۔

نے جواب دیا۔ گویا کہ دنیا میں تمہارے علاوہ کوئی اور یحیی رح بن معین اور احمد بن حنبل ہی نہیں۔ میں نے تو سترہ احمدؒ بن حنبل اور یحیی رح بن معین سے روایت لکھی ہے۔ امام احمدؒ نے (ہنسی کے مارے) اپنی آستین اپنے منہ پر رکھ لی اور اور امام یحیی رح بن معین سے فرمایا۔ اسے چھوڑ دو وہ کھڑا ان دونوں کا مذاق اڑاتا رہا۔

وَعَنِ الطَّرْطُوْشِيِّ لَمَّا دَخَلَ سُلَيْمَانُ بْنُ مَهْرَانَ الْاَعْمَشُ الْبَصْرَةَ نَظَرَ اِلَى قَاصٍّ يَقُصُّ فِي الْمَسْجِدِ فَقَالَ حَدَّثَنَا الْاَعْمَشُ عَنْ اَبِي اِسْحٰقَ عَنْ اَبِي وَائِلٍ فَتَوَسَّطَ الْاَعْمَشُ الْحَلْقَةَ وَجَعَلَ يَنْتِفُ شَعْرَ اِبْطِهِ فَقَالَ لَهُ الْقَاصُّ يَا شَيْخُ اَلَا تَسْتَحْيِي نَحْنُ فِي عِلْمٍ

طرطوشیؒ نے روایت کیا ہے، کہ جب امام سلیمانؒ بن مہران الاعمش بصرہ تشریف لے گئے۔ تو مسجد میں ایک قصہ گو کو قصہ بیان کرتے دیکھا وہ کہہ رہا تھا۔ ہم سے اعمش نے حدیث بیان کی۔ اعمش رح نے ابواسحقؒ سے اور ابواسحق رح نے ابووائل رح سے روایت کی ہے۔ امام اعمش رح حلقہ کے درمیان بیٹھ گئے۔ اور اپنی بغلوں کے بال اکھاڑنے لگے۔ اس قصہ گو نے کہا اے شیخ

وَاَنْتَ تَفْعَلُ مِثْلَ هٰذَا فَقَالَ الْاَعْمَشُ اَلَّذِیْ اَنَا فِیْهِ خَیْرٌ مِنَ الَّذِیْ اَنْتَ فِیْهِ قَالَ کَیْفَ قَالَ لِاَنِّیْ فِیْ سُنَّةٍ وَاَنْتَ فِیْ کِذْبٍ اَنَا الْاَعْمَشُ وَمَا حَدَّثْتُکَ مِمَّا تَقُوْلُ شَیْئًا۔

تجھے شرم نہیں آتی کہ ہم علم کی باتیں کر رہے ہیں اور تو اس قسم کی حرکت کر رہا ہے۔ امام اعمش رح نے جواب دیا میں تجھ سے بہتر مقام میں ہوں اس نے سوال کیا کیسے امام اعمش نے جواب دیا میں سنت ادا کر رہا ہوں۔ اور تو جھوٹ بول رہا ہے۔ میں اعمش ہوں اور جو تو بیان کر رہا ہے۔ وہ میں نے حدیث بیان نہیں کی۔

وَقَالَ الذَّهَبِیُّ فِیْ الْمِیْزَانِ قَالَ جَعْفَرُ بْنُ الْحَجَّاجِ الْمَوْصِلِیُّ قَدِمَ عَلَیْنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ السَّمَرْقَنْدِیُّ بِمَوْصِلَ وَحَدَّثَ بِاَحَادِیْثِ مَنَاکِیْرَ فَاجْتَمَعَ جَمَاعَةٌ مِنَ الشُّیُوْخِ وَصِرْنَا اِلَیْهِ لِنُنْکِرَ عَلَیْهِ فَاِذَا هُوَ فِیْ خَلْقٍ مِنَ الْعَامَّةِ فَلَمَّا اَبْصَرَنَا مِنْ بَعِیْدٍ عَلِمَ اَنَّا جِئْنَا لِنُنْکِرَ عَلَیْهِ فَقَالَ حَدَّثَنَا قُتَیْبَةُ عَنِ ابْنِ لَهِیْعَةَ عَنْ اَبِی الزُّبَیْرِ

امام ذہبی رح میزان میں فرماتے ہیں جعفر رح بن الحجاج الموصلی فرمایا کرتے تھے ہمارے پاس موصل میں محمد بن عبداللہ سمرقندی آیا۔ اور بہت سی منکر حدیثیں بیان کیں تو شیوخ کی ایک جماعت جمع ہو کر اس کے پاس گئی۔ تا کہ اس کی ان روایات منکرہ کا انکار کیا جاتے۔ وہ بہت سے عام لوگوں میں بیٹھا ہوا تھا۔ جب اس نے دور سے ہمیں آتے دیکھا تو وہ سمجھ گیا۔ کہ ہم اس پر اعتراض کرنے کے لئے آئے ہیں۔ تو فوراً بولا ہم سے قتیبہ رح نے ابن لہیعہ رح، ابوالزبیر رح اور جابر

عَنْ جَابِرٍ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ اَلْقُرْاٰنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ فَلَمْ نَجْسِرْ اَنْ نَقْدِمَ عَلَيْهِ خَوْفًا مِنَ الْعَامَّةِ وَ رَجَعْنَا۔

حضرت جابرؓ کے واسطے سے ہم سے مرفوعاً یہ روایت بیان کی ہے. کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے۔ ہم عام آدمیوں کے خوف کی بنا پر اس کے پاس نہ جا سکے اور واپس لوٹ آئے۔

وَعَنِ الشَّعْبِيِّ دَخَلْتُ فِيْ مَسْجِدٍ اُصَلِّيْ فَاِذَا اِلٰى جَنْبِيْ شَيْخٌ عَظِيْمُ اللِّحْيَةِ قَدْ طَافَ بِهٖ قَوْمٌ نُحَدِّثُهُمْ فَقَالَ حَدَّثَنِيْ فُلَانٌ عَنْ فُلَانٍ يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ صُوْرَيْنِ لَهٗ فِيْ كُلِّ صُوْرٍ نَفْخَتَانِ نَفْخَةُ الصَّعْقِ وَنَفْخَةُ الْقِيٰمَةِ قَالَ الشَّعْبِيُّ فَلَمْ اَضْبِطْ نَفْسِيْ اَنْ خَفَّفْتُ صَلٰوتِيْ ثُمَّ انْصَرَفْتُ فَقُلْتُ يَا شَيْخُ اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تُحَدِّثْ بِالْخَطَاءِ اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَخْلُقْ اِلَّا صُوْرًا

امام شعبیؒ فرماتے ہیں میں مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا میرے ایک جانب ایک بڑی داڑھی والا شیخ بیٹھا ہوا تھا جسے لوگوں نے گھیر رکھا تھا اس نے لوگوں سے حدیث بیان کی اور کہنے لگا مجھ سے فلاں نے فلاں کے واسطے سے یہ روایت بیان کی ہے حتی کہ اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچایا کہ اللہ تعالیٰ نے دو صور پیدا فرمائے ہیں۔ اور ہر صور کو دو دفعہ پھونکا جائے گا۔ ایک صور تو کڑک کا ہو گا۔ اور دوسرا قیامت کا ہو گا۔ امام شعبی فرماتے ہیں مجھ سے ضبط نہ ہو سکا۔ میں نے نماز ہلکی کی اور سلام پھیرنے کے بعد اس سے کہا اے شیخ اللہ سے ڈر اور غلط حدیث بیان نہ کر اللہ تعالیٰ نے ایک ہی صور پیدا فرمایا ہے اور اسے دو دفعہ پھونکا

وَاحِدًا وَاِنَّمَا هِيَ نَفْخَتَانِ نَفْخَةُ الصَّعِقِ وَنَفْخَةُ الْقِيَامَةِ فَقَالَ لِي يَا فَاجِرُ اِنَّمَا يُحَدِّثُنِي فُلَانٌ وَتَرُدُّ عَلَيَّ ثُمَّ رَفَعَ نَعْلَهُ فَضَرَبَنِي بِهَا وَتَتَابَعَ الْقَوْمُ عَلَيَّ ضَرْبًا مَعَهُ فَوَاللّٰهِ مَا اَقْلَعُوا عَنِّي حَتّٰى حَلَفْتُ لَهُمْ اَنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ ثَلٰثِيْنَ صُوْرًا لَهُ فِي كُلِّ صُوْرٍ نَفْخَةٌ فَاَقْلَعُوا عَنِّي ۔

جائے گا۔ ایک دفعہ تو چیخ کی پھونک ہوگی اور دوبارہ قیامت کی اس نے مجھ سے کہا۔ اے فاجر مجھ سے فلاں نے حدیث بیان کی ہے۔ اور تو مجھ پر اعتراض کرتا ہے پھر اس نے اپنا جوتا نکال کر میرے مارا اور لوگ بھی مجھے مارنے لگے۔ خدا کی قسم انہوں نے مجھے اس وقت تک نہ چھوڑا جب تک میں نے قسم کھا کر یہ نہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیس صور پیدا کئے ہیں اور ہر صور میں ایک دفعہ پھونکا جائے گا تب انہوں نے مجھے چھوڑا۔

وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُوْبَكْرِ ﹻالْخَطِيْبُ الْبَغْدَادِيُّ بِاِسْنَادِهٖ اِلٰى مُحَمَّدِ بْنِ يُوْنُسَ الْكُدَيْمِيِّ قَالَ كُنْتُ بِالْاَهْوَازِ فَسَمِعْتُ شَيْخًا يَقُصُّ فَقَالَ لَمَّا زَوَّجَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلِيًّا فَاطِمَةَ اَمَرَ اللّٰهُ شَجَرَةَ طُوْبٰى اَنْ تَنْثُرَ اللُّؤْلُؤَ وَالرُّطَبَ يَتَهَادَاهُ اَهْلُ الْجَنَّةِ

حافظ ابوبکر الخطیب رح البغدادی نے باسند محمد بن یونس الکدیمی سے روایت کیا ہے۔ کہ میں اہواز میں مقیم تھا۔ میں نے ایک شیخ کو قصہ بیان کرتے سنا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے علیؓ سے فاطمہؓ کا نکاح کیا۔ اللہ تعالیٰ نے طوبیٰ درخت کو حکم دیا کہ وہ تازہ موتی نچھاور کرے۔ تاکہ اہل جنت طباقوں میں بھر بھر کر ایک دوسرے کو ہدیہ میں

بَيْنَهُمْ فِي الْأَطْبَاقِ فَقُلْتُ لَهُ يَا شَيْخُ هٰذَا كِذْبٌ عَلَى رَسُولِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَقَالَ وَيْحَكَ أُسْكُتْ حَدِيثُ النَّاسِ۔

وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَقَدْ صَنَّفَ بَعْضُ قُصَّاصِ زَمَانِنَا كِتَابًا فَذَكَرَ فِيهِ أَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ دَخَلَا عَلَى عُمَرَ وَهُوَ مَشْغُولٌ ثُمَّ انْتَبَهَ لَهُمَا فَقَامَ وَقَبَّلَهُمَا وَوَهَبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا أَلْفًا فَرَجَعَا فَأَخْبَرَا أَبَاهُمَا فَقَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُولُ عُمَرُ نُورُ الْإِسْلَامِ فِي الدُّنْيَا وَسِرَاجُ أَهْلِ الْجَنَّةِ فِي الْعُقْبَى فَرَجَعَا إِلَى عُمَرَ فَحَدَّثَاهُ فَاسْتَدْعَى دَوَاةً وَقِرْطَاسًا وَكَتَبَ

دیں۔ میں نے اس سے کہا اے شیخ یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اس نے کہا تجھ پر افسوس ہے تو خاموش کیوں نہیں رہتا یہ تو لوگوں کے قصے ہیں:

ابن الجوزیؒ فرماتے ہیں ہمارے زمانے کے بعض قصہ گوؤں نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں یہ ذکر ہے کہ حضرت حسنؓ اور حسینؓ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور وہ مشغول تھے جب وہ دونوں کی جانب متوجہ ہوئے تو اٹھ کر دونوں کو پیار کیا اور ہر ایک کو ایک ایک ہزار درہم دیئے تو انہوں نے لوٹ کر اپنے والد کو بتایا حضرت علیؓ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ عمرؓ دنیا میں اسلام کا نور ہیں، اور عقبیٰ میں اہل جنت کے چراغ ہوں گے، وہ دونوں حضرت عمرؓ کے پاس لوٹ کر آئے اور عمرؓ سے یہ حدیث بیان کی حضرت عمرؓ نے دوات اور کاغذ منگا کر یہ حدیث لکھی کہ مجھ

حَدَّثَنِیْ سَیِّدُ شُبَّانِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ عَنْ اَبِیْھِمَا عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَنَّہٗ قَالَ کَذَا وَکَذَا فَاَوْصٰی اَنْ یُّجْعَلَ فِیْ کَفَنِہٖ فَفَعَلَ ذٰلِکَ فَاَصْبَحُوْا وَاِذَا الْقِرْطَاسُ عَلَی الْقَبْرِ وَفِیْہِ صَدَقَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ وَصَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ وَالْعَجَبُ مِنْ ھٰذَا الَّذِیْ بَلَغَتْ بِہِ الْوَقَاحَۃُ اِلٰی اَنْ یُّصَنِّفَ ھٰذَا وَمَا کَفَاہُ حَتّٰی عَرَضَہٗ عَلٰی کُتَّابِ الْفُقَھَاءِ فَکَتَبُوْا عَلَیْہِ تَصْوِیْبَ ھٰذَا التَّصْنِیْفِ ۔

سے جنتی جوانوں کے سرداروں نے اپنے والد کے واسطے سے حضور سے یہ حدیث روایت کی ہے۔ کہ حضور ؐ نے ایسا ایسا فرمایا۔ پھر وصیت کی کہ اسے میرے کفن میں رکھا جائے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ جب دفن ہونے کے بعد صبح آئی۔ تو قبر پر ایک کاغذ رکھا ہوا تھا جس میں تحریر تھا حسن رض و حسین رض نے بھی سچ کہا اور رسول اللہ صلعم نے بھی سچ فرمایا ما ابن جوزی رح فرماتے ہیں۔ تعجب تو اس شخص پر جو اتنی بے حیائی کے درجہ کو پہنچ چکا ہو کہ اس قسم کی کتاب لکھے۔ اور اس سے زیادہ بے حیائی کیا ہو گی۔ کہ جب اسے فقہ کی کتابیں لکھنے والوں کے سامنے اس نے پیش کیا۔ تو انہوں نے اسے صحیح قرار دیا۔

وَقَالَ ابْنُ عُقَیْلٍ اَخَذَ بَعْضُ الْوُعَّاظِ یَقُوْلُ اللّٰہُ یَا مُوْسٰی مَنْ تُرِیْدُ قَالَ اَخِیْ ھَارُوْنَ یَا مُحَمَّدُ

ابن عقیل رض کہتے ہیں۔ بعض واعظوں نے یہ وطیرہ اختیار کیا۔ کہ اللہ تعالے فرمائیں گے اے موسیٰ ؑ تو کس کا طالب ہے وہ جواب دیں گے اپنے بھائی ہارون کا۔ اے محمد ؐ تم کس

مَنْ تُرِيْدُ قَالَ عَمِّيْ وَ اُمِّيْ يَا نُوْحُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ ابْنِيْ يَا يَعْقُوْبُ مَنْ تُرِيْدُ قَالَ يُوْسُفَ قَالَ كُلُّكُمْ تُرِيْدُ مِنِّيْ اَيْنَ مَنْ يُرِيْدُنِيْ ثُمَّ اهْتَزَّ وَصَكَّ الْكُرْسِيَّ صَكَّةً وَقَالَ يَا قَارِئُ اقْرَأْ تُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ فَقَرَأَ الْقَارِئُ وَضَجَّ الْمَجْلِسُ وَصَعِقَ قَوْمٌ وَ خَرَقَتْ ثِيَابُ قَوْمٍ بِشَعْبَذَةِ ذٰلِكَ فَاعْتَقَدَ قَوْمٌ اَنَّ مَا ذَكَرَهُ لُبَابُ الْحَقِّ وَعَيْنُ الْعِلْمِ۔

کے طالب ہو جواب دیں گے اپنے چچا اور اپنی ماں کا۔ اے نوح تو کس کا طالب ہے۔ جواب دیں گے اپنے بیٹے کا۔ اے یعقوبؑ تو کس کا طالب ہے جواب دیں گے یوسفؑ کا خدا تعالیٰ فرمائیں گے۔ تم میں ہر ایک مجھ سے کسی نہ کسی شئے کا طالب ہے تم میں سے کوئی ایسا نہیں جو میرا طالب ہو۔ پھر وہ واعظ غضبناک ہوا اور کرسی ہلنے لگی اور بولا اے قاری کھڑا ہو اور قرآن پڑھ تم اس کے طالب ہو۔ قاری نے قرآن پڑھا مجلس گھبرا گئی۔ لوگ چیخیں مارنے لگے اور اس کے شعبدہ کی بنا پر لوگوں نے کپڑے پھاڑ لئے اور لوگوں کو یہ یقین ہو گیا کہ جو کچھ اس نے ذکر کیا ہے وہ حق اور عین علم ہے۔

وَفِيْ بَعْضِ الْمَجَامِعِ اَنَّ قَاصًّا جَلَسَ بِبَغْدَادَ فَرَوٰى فِيْ تَفْسِيْرِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا اِنَّهٗ يُجْلِسُهٗ مَعَهٗ عَلٰى عَرْشِهٖ فَبَلَغَ ذٰلِكَ

بعض مجامع میں ہے کہ ایک قصہ گو نے بغداد میں قرآن کی اس آیت عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا کی یہ تفسیر بیان کی۔ کہ خداوند تعالیٰ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا یہ تفسیر امام محمد بن جریر الطبری کو معلوم

الْاِمَامُ مُحَمَّدُ بْنُ جَرِیْرِ الطَّبَرِیْ فَاحْتَدَّ مِنْ ذٰلِکَ وَبَالَغَ فِیْ اِنْکَارِہٖ وَکَتَبَ عَلٰی بَابِ دَارِہٖ سُبْحَانَ مَنْ لَیْسَ لَہٗ اَنِیْسٌ وَلَا لَہٗ فِیْ عَرْشِہٖ جَلِیْسٌ فَثَارَتْ عَلَیْہِ عَوَامُ بَغْدَادَ وَرَجَمُوْا بَیْتَہٗ بِالْحِجَارَۃِ حَتّٰی اسْتَدَّ بَابُہُ الْحِجَارَۃُ وَعَلَتْ عَلَیْہِ ۔

ہوئی۔ انہیں سخت ناگوار گذری۔ اور انہوں نے سخت انکار کیا اور اپنے دروازے پر لکھ کر لگا دیا۔ پاک ہے وہ ذات جس کا نہ کوئی ساتھی ہے۔ اور نہ کوئی ساتھ میں عرش پر بیٹھنے والا۔ لبغداد کے عوام ان پر چڑھ آئے۔ ان کے گھر پر پتھر برسانے شروع کئے۔ حتیٰ کہ دروازہ پتھروں سے بند ہو گیا۔ اور آپ زخمی ہو گئے ۔

فَصْلٌ

قَالَ الْعُقَیْلِیُّ بِسَنَدِہٖ اِلٰی حَمَّادِ بْنِ زَیْدٍ یَقُوْلُ وَضَعَتِ الزَّنَادِقَۃُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِثْنَیْ عَشَرَ اَلْفَ حَدِیْثٍ وَ قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ بِاِسْنَادِہٖ اِلٰی جَعْفَرِ بْنِ سُلَیْمَانَ قَالَ سَمِعْتُ الْمَھْدِیَّ یَقُوْلُ اَقَرَّ

عقیلی رحمہ اللہ نے بالسند حماد بن زید سے روایت کیا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ کہ زنادقہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر بارہ ہزار حدیثیں وضع کیں۔ ابن عدی رحمہ اللہ تعالےٰ نے جعفر بن سلیمان سے روایت کیا ہے۔ کہ مہدی کہا کرتا تھا۔ کہ میرے سامنے ایک زندیق

عِنْدِی رَجُلٌ مِنَ الزَّنَادِقَۃِ أَنَّہٗ وَضَعَ أَرْبَعَمِائَۃِ حَدِیْثٍ فَھِیَ تَجُوْلُ فِیْ اَیْدِی النَّاسِ

نے اقرار کیا ہے۔ اس نے چار سو حدثیں وضع کی ہیں۔ جو لوگوں میں رائج ہیں ؎

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنِ الرَّشِیْدِ اَنَّہٗ جِیَٔ اِلَیْہِ بِزِنْدِیْقٍ فَاَمَرَ بِقَتْلِہٖ فَقَالَ یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَیْنَ اَنْتَ عَنْ اَرْبَعَۃِ اٰلَافِ حَدِیْثٍ وَضَعْتُھَا فِیْکُمْ اُحَرِّمُ فِیْھَا الْحَلَالَ وَاُحِلُّ فِیْھَا الْحَرَامَ مَا قَالَ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْھَا حَرْفًا فَقَالَ لَہُ الرَّشِیْدُ اَیْنَ اَنْتَ یَا زِنْدِیْقُ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْمُبَارَکِ وَابْنِ اِسْحٰقَ الْفَزَارِیْ یَنْخُلَانِہٖ فَیُخْرِجَانِہٖ حَرْفًا حَرْفًا

ابن عساکر نے روایت کیا ہے کہ ہارون الرشید کے سامنے ایک زندیق لایا گیا۔ اس نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین آپ ان چار ہزار حدیث کا کیا کریں گے جو میں نے وضع کی ہیں اور جس میں حرام کو حلال اور حلال کو حرام کیا ہے، حالانکہ اس میں سے حضورؐ کا ایک حرف بھی نہیں۔ رشید نے جواب دیا اے زندیق کیا تو عبداللہ بن المبارک اور ابن اسحق الفزاری کو بھول گیا وہ اس کا ایک ایک حرف نکال کر باہر پھینکیں گے ؎

وَفِیْ کِتَابِ الْعُقَیْلِیِّ عَنْ یَعْلَی بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ الْوَاسِطِیِّ اَنَّہٗ قَالَ عِنْدَ مَوْتِہٖ

کتاب العقیلی ؒ میں یعلی ؒ بن عبدالرحمٰن الواسطی سے مروی ہے کہ اس نے اپنی موت کے وقت اس

وَضَعْتُ فِيْ فَضْلِ عَلِيٍّ رض سَبْعِيْنَ حَدِيْثًا۔

بات کا اقرار کیا کہ اس نے ستر حدیثیں حضرت علی کی فضیلت میں وضع کی ہیں۔

وَاَخْرَجَ الْخَطِيْبُ عَنِ الرَّبِيْعِ بْنِ خُثَيْمٍ اَنَّ مِنَ الْحَدِيْثِ حَدِيْثًا لَهٗ ضَوْءٌ كَضَوْءِ النَّهَارِ تَعْرِفُهٗ وَاِنَّ مِنَ الْحَدِيْثِ حَدِيْثًا لَهٗ ظُلْمَةٌ كَظُلْمَةِ اللَّيْلِ تُنْكِرُهٗ۔

خطیب نے ربیع رح بن خیثم سے روایت کیا۔ کہ بعض احادیث روز روشن کی طرح روشن ہوتی ہیں۔ کہ تو خود انہیں پہچان لے گا۔ اور بعض احادیث رات کی طرح اندھیری ہوتی ہیں جن کا تو خود انکار کردے گا۔

فَصْلٌ

وَلَمَّا كَانَ اَكْثَرُ الْقُصَّاصِ وَالْوُعَّاظِ جَاهِلِيْنَ بِالتَّفْسِيْرِ وَرِوَايَتِهٖ وَبِالْحَدِيْثِ وَمَرَاتِبِهٖ وَرَدَ لَا يَقُصُّ عَلَى النَّاسِ اِلَّا اَمِيْرٌ اَوْ مَامُوْرٌ اَوْ مُرَاءٍ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ جَدِّهٖ وَلِاَبِيْ دَاوٗدَ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَوْفِ بْنِ

چونکہ اکثر قصہ گو اور واعظ لوگ تفسیر اور اس کی روایت سے ناواقف اور ایسے ہی حدیث اور اس کے مراتب سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ اسی واسطے حدیث میں وارد ہے کہ لوگوں کے سامنے تین آدمی قصے بیان کرتے ہیں۔ امیر یا جسے حکم دیا جائے۔ اور ریاکار۔ ابن ماجہ رح نے سند صحیح کے ساتھ عمرو رض بن شعیب عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے اسے روایت کیا ہے اور ابوداؤد نے عمدہ سند کے ساتھ عوف بن مالک رض سے روایت کیا ہے

مَالِكٍ بِلَفْظِ مُخْتَالٍ بَدَلَ مُرَاءٍ وَلِلطَّبَرَانِيِّ عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ بِلَفْظِ مُتَكَلِّفٍ

اور اس میں ریاکار کی بجائے مغرور کا ذکر ہے۔ اور طبرانی میں یہ روایت عبادہ بن الصامت سے مروی ہے اور اس میں متکلف یعنی تکلف کرنے والے کا ذکر ہے

وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ عَنْ خَبَّابِ بْنِ الْأَرَتِّ مَرْفُوعًا اِنَّ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ هَلَكُوْا لَمَّا قَصُّوْا ۔

طبرانی رحمہ نے خباب رضؓ بن الارت سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ بنو اسرائیل قصہ گوئی کی وجہ سے ہلاک ہوئے۔

قَالَ الزَّيْنُ الْعِرَاقِيُّ وَمِنْ آفَاتِ الْقُصَّاصِ اَنْ يُحَدِّثُوْا كَثِيْرًا مِنَ الْعَوَامِّ مَالَا يَبْلُغُهُ الْعُقُوْلُ وَالْاَفْهَامُ فَيَبْلُغُوْا فِي الْاِعْتِقَادِ السَّيِّئَةِ هٰذَا لَوْ كَانَ صَحِيْحًا فَكَيْفَ اِذَا كَانَ بَاطِلًا ۔

زین الدین رحؒ العراقی فرماتے ہیں اور قصہ گو کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ عوام سے اکثر ایسی احادیث بیان کرتے ہیں جہاں تک نہ تو عقل پہنچ سکتی ہے اور نہ فہم اس کا ادراک کر سکتا ہے۔ تو عوام برے عقائد میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ یہ اگر معاملات صحیح ہوتیں تو لوگ اعتقادات باطل میں کیوں مبتلا ہوتے؟

وَقَدْ قَالَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ مَا اَنْتَ مُحَدِّثٌ قَوْمًا حَدِيْثًا لَا تَبْلُغُهُ عُقُوْلُهُمْ اِلَّا كَانَ لِبَعْضِهِمْ فِتْنَةً رَوَاهُ مُسْلِمٌ فِيْ مُقَدِّمَةِ صَحِيْحِهٖ ۔

ابن مسعودؓ فرمایا کرتے تھے۔ اگر تو لوگوں سے ایسی حدیثیں بیان کرے۔ جن تک عقلیں نہ پہنچ سکیں تو وہ بعضوں کے لئے فتنہ ثابت ہوں گی۔ اس حدیث کو امام مسلم نے اپنے مقدمہ میں روایت کیا ہے۔

قُلْتُ وَمِنْ اٰفَاتِهِمْ اَنْ يَدْخُلَ عَلَيْهِمُ الْعُجْبُ وَالْغُرُوْرُ فِيْ سَائِرِ الْاُمُوْرِ ۔	ملا علی قاری فرماتے ہیں اور ان لوگوں کی آفتوں میں سے ایک آفت یہ بھی ہے کہ وہ لوگوں میں ہر کام میں بڑائی اور غرور پیدا کر دیتے ہیں
فَرَوَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنِ الْحَارِثِ بْنِ مُعَاوِيَةَ اَنَّهٗ رَكِبَ اِلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَسَاَلَهٗ عَنِ الْقَصَصِ قَالَ مَا شِئْتَ قَالَ اَنَا اَرَدْتُ اَنْ اَنْتَهِيَ اِلٰى قَوْلِكَ قَالَ اَخْشٰى عَلَيْكَ اَنْ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ فِيْ نَفْسِكَ ثُمَّ تَقُصَّ فَتَرْتَفِعَ فِيْ نَفْسِكَ حَتّٰى تَخَيَّلَ لَكَ اَنَّكَ فَوْقَهُمْ بِمَنْزِلَةِ الثُّرَيَّا فَيَضَعَكَ اللّٰهُ تَحْتَ اَقْدَامِهِمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِقَدْرِ ذٰلِكَ ۔	امام احمدؒ نے سند صحیح کے ساتھ حارثؒ بن معاویہ سے روایت کیا ہے۔ کہ وہ حضرت عمرؓ کے پاس گئے اور ان سے قصوں کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا تو کیا چاہتا ہے۔ حارث نے جواب دیا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کے قول کو اختیار کروں۔ انہوں نے فرمایا مجھے یہ خطرہ ہے کہ جب تو قصہ بیان کرے گا تو تیرے دل میں بلندی کا خیال پیدا ہوگا۔ پھر جب تو دوبارہ قصہ بیان کرے گا۔ تو تیرے دل میں اور بلندی پیدا ہوگی حتی کہ تو یہ خیال کرے گا کہ تو لوگوں سے ثریا کے برابر بلند ہے۔ تو اللہ تعالے تجھے اس غرور کے باعث قیامت کے روز ان کے قدموں میں ڈالے گا۔
وَرَوَى الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ دِيْنَارٍ اَنَّ تَمِيْمًا الدَّارِيَّ اِسْتَاْذَنَ	طبرانیؒ نے عمدہ سند کے ساتھ عمروؒ بن دینار سے روایت کیا ہے۔ کہ تمیمؓ داری نے حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کی اجازت

عُمَرَ فِي الْقَصَصِ فَأَبَى أَنْ يَأْذَنَ لَهُ ثُمَّ اسْتَأْذَنَهُ فَقَالَ إِنْ شِئْتَ وَأَشَارَ بِيَدِهِ الذَّبْحَ.

قَالَ الْعِرَاقِيُّ فَانْظُرْ تَوَقُّفَ عُمَرَ فِي إِذْنِهِ فِي حَقِّ رَجُلٍ مِنَ الصَّحَابَةِ الَّذِينَ كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمْ عَدْلٌ مُؤْتَمَنٌ وَأَيْنَ مِثْلُ تَمِيمٍ فِي التَّابِعِينَ وَمَنْ بَعْدَهُمْ.

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ بُكَيْرٍ أَنَّ تَمِيمًا الدَّارِيَّ اسْتَأْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ فَقَالَ لَهُ عُمَرُ أَتَدْرِي إِنَّكَ تُرِيدُ الذَّبْحَ مَا يُؤْمِنُكَ أَنْ تَرْفَعَ نَفْسَكَ حَتَّى تَبْلُغَ السَّمَاءَ ثُمَّ يَضَعَكَ اللّٰهُ.

وَأَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ

طلب کی۔ انہوں نے اس سے انکار فرما دیا۔ انہوں نے دوبارہ اجازت طلب کی۔ تو حضرت عمرؓ نے فرمایا اچھا اگر تم خود کو ذبح کرنا چاہو۔

امام عراقی رحؒ فرماتے ہیں غور کرو کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک صحابی کو اجازت دینے میں تامل فرمایا۔ حالانکہ ہر صحابی عادل اور امین ہے۔ اور تمیم جیسا تابعین اور ان کے بعد کے دور میں کون ہو سکتا ہے۔

ابن عساکرؒ نے بکیرؒ سے روایت کیا ہے کہ تمیمؒ داری نے قصہ گوئی کے معاملہ میں حضرت عمرؓ سے اجازت طلب کی انہوں نے فرمایا کیا تو یہ چاہتا ہے۔ کہ اپنے آپ کو ذبح کرے۔ کہ تیرا نفس بلند ہو کر آسمان تک پہنچ جائے پھر اللہ تعالیٰ تجھے گرا دے۔

نیز ابن عساکر نے حمیدؒ بن عبدالرحمان

عَنْ حُمَيْدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ
اَنَّ تَمِيْمَا الدَّارِيَّ اِسْتَأْذَنَ
عُمَرَ فِي الْقَصَصِ سِنِيْنَ فَاَبٰى
اَنْ يَّأْذَنَ لَهٗ فَاسْتَأْذَنَهٗ
فِيْ يَوْمٍ وَاحِدٍ فَلَمَّا اَكْثَرَ
عَلَيْهِ قَالَ لَهٗ مَا تَقُوْلُ قَالَ
اَقْرَأُ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنَ وَاٰمُرُهُمْ
بِالْخَيْرِ وَاَنْهَاهُمْ عَنِ الشَّرِّ
قَالَ عُمَرُ ذٰلِكَ الذَّبْحُ ثُمَّ
قَالَ عِظْ قَبْلَ اَنْ اَخْرُجَ
فِي الْجُمُعَةِ فَكَانَ يَفْعَلُ
ذٰلِكَ يَوْمًا وَاحِدًا فِي الْجُمُعَةِ۔
وَاَخْرَجَ ابْنُ عَسَاكِرَ
عَنْ اَبِيْ سَهْلِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ
اَبِيْهِ عَنْ تَمِيْمِ الدَّارِيِّ اَنَّهٗ
اِسْتَأْذَنَ عُمَرَ فِي الْقَصَصِ
فَاَذِنَ لَهٗ ثُمَّ مَرَّ عَلَيْهِ بَعْدُ
فَضَرَبَهٗ بِالدِّرَّةِ۔
قُلْتُ وَلَعَلَّهٗ زَادَ عَلٰى

بن عوف سے روایت کی ہے کہ تمیم داری حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کے بارے میں کئی سال تک اجازت طلب کرتے رہے۔ وہ اجازت دینے سے انکار کرتے رہے مجبور ہو کر ایک روز انہیں اجازت دیدی۔ جب ان کی قصہ گوئی میں لوگوں کی کثرت ہونے لگی حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ تم ان سے کیا بیان کرتے ہو تمیم نے جواب دیا ان کے سامنے قرآن پڑھتا ہوں انہیں بھلائی کا حکم دیتا ہوں۔ برائی سے روکتا ہوں حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ بھی ذبح ہے۔ پھر فرمایا اچھا جمعہ کے روز میرے آنے سے قبل وعظ کر لیا کرو۔ وہ پورے ہفتہ میں ایک دن یعنی جمعہ کے روز وعظ کرتے۔

ابن عساکرؒ نے ابو سہل بن مالک عن ابیہ کے واسطے سے تمیم داری سے یہ روایت کی ہے کہ انہوں نے حضرت عمرؓ سے قصہ گوئی کی اجازت طلب کی حضرت عمرؓ نے انہیں اجازت دے دی پھر ایک دن ان کے پاس حضرت عمرؓ گذرے تو انہیں کوڑے سے مارا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ انہیں ہفتہ میں

جُلُوسِ الْمَرَّةِ .
وَرَوَى ابْنُ مَاجَةَ بِسَنَدٍ
حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ لَمْ
يَكُنِ الْقَصَصُ فِي زَمَنِ رَسُولِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
لَا زَمَنَ اَبِيْ بَكْرٍ وَلَا زَمَنَ عُمَرَ
وَكَذَا رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالطَّبَرَانِيُّ
عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ .
وَرَوَى الطَّبَرَانِيُّ مِنْ
طَرِيْقِ مُجَاهِدٍ يَرْوِيْ هٰذَا
عَنِ الْعَبَادِلَةِ اَيْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عُمَرَ وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسٍ
وَعَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ عَمْرٍو قَالُوْا قَالَ رَسُوْلُ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
اَلْقَاصُّ يَنْتَظِرُ الْمَقْتَ فَهٰذَا
اِخْبَارٌ عَنِ الْغَيْبِ فَيُعَدُّ مِنَ
الْمُعْجِزَاتِ وَخَرْقِ الْعَادَاتِ .
وَاَخْرَجَ اَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ

ایک دفعہ کی اجازت دی گئی تھی اور انہوں ۲
ابن ماجہ رح نے سند حسن کے
ساتھ عبداللہ بن عمر رض سے روایت کیا
ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے
زمانہ میں قصہ گوئی نہ تھی۔ ایسے ہی امام
احمد رح اور طبرانی رح نے سائب رح بن یزید
سے بھی یہی روایت کی ہے۔
طبرانی رح نے مجاہد رح کے واسطے سے
عبادلہ یعنی عبداللہ رض بن عمر رض، عبداللہ رح
بن عباس رض۔ عبداللہ رض بن الزبیر رض
اور عبداللہ رض بن عمرو رض بن العاص سے
روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ قصہ گو
بغض اور غضب کا انتظار کرتا ہے
یہ غیب کی خبر ہے۔ جو حضور صلی اللہ
علیہ وسلم کے معجزات اور خرق
عادت میں شمار کی جائے گی۔
امام احمد رح بن حنبل نے اپنی زہد میں

۲؎ صرف ایک بار اور انہوں نے دعا کر دی تھی

عَنْ اَبِی الْمَلِیْحِ قَالَ ذُکِرَ مَیْمُوْنُ الْقُصَّاصُ فَقَالَ لَا یُخْطِئُ الْقَاصُّ ثَلٰثًا اَمَّا اَنْ یُّسْمِنَ قَوْلَهٗ بِمَا یُهْزِلُ دِیْنَهٗ وَاَمَّا اَنْ یُّعْجَبَ بِنَفْسِهٖ وَاَمَّا اَنْ یَّاْمُرَ بِمَا لَا یَفْعَلُ فَلِهٰذَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ اَلْقَاصُّ یَنْتَظِرُ الْمَقْتَ۔

ابو الملیح رح سے روایت کیا ہے کہ میمون رح کے سامنے قصہ گوؤں کا ذکر کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا قصہ گو تین باتوں سے خالی نہیں ہوگا۔ یا تو اپنی باتوں سے دین کا مذاق اڑا اڑا کر موٹا ہو جائے گا۔ یا اس کا نفس غرور میں مبتلا ہوگا یا ان باتوں کا حکم دے گا۔ جو خود نہ کرے گا۔ اسی واسطے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا ہے قصہ گو غضب کا انتظار کرتا ہے۔

ثُمَّ مِنْ جُمْلَةِ الْاٰفَاتِ فِیْ مَجْلِسِ الْقَاصِّ مَا اَخْرَجَ الْمَرْوَزِیُّ فِیْ کِتَابِ الْعِلْمِ وَاَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَةِ عَنْ اَبِیْ قِلَابَةَ قَالَ مَا اَمَاتَ الْعِلْمَ اِلَّا الْقُصَّاصُ یُجَالِسُ الرَّجُلُ الْقَاصَّ سَنَةً فَلَا یَتَعَلَّقُ مِنْهُ بِشَیْءٍ۔

سب سے بڑی آفت قصہ گو کی مجلس میں یہ ہے۔ جو مروزی رح نے کتاب العلم میں اور ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو قلابہ رح سے روایت کی ہے۔ کہ قصہ گو علم کو فنا کر دیتا ہے اگر کوئی شخص کسی قصہ گو کے ساتھ ایک سال بیٹھ جائے۔ تو پھر وہ کسی کام کا نہیں رہتا۔

وَاَخْرَجَ اَبُوْ نُعَیْمٍ عَنْ سَعِیْدِ بْنِ عَاصِمٍ قَالَ کَانَ قَاصٌّ یَجْلِسُ قَرِیْبًا مِّنْ مَسْجِدِ

ابو نعیم رح نے سعید رح بن عاصم سے روایت کیا ہے۔ ایک قصہ گو محمد رح بن الواسع کی مسجد کے قریب بیٹھا کرتا تھا۔ ایک روز وہ اپنے

مُحَمَّدِ بْنِ الْوَاسِعِ فَقَالَ يَوْمًا وَهُوَ يُوَبِّخُ جُلَسَائَهُ مَالِيَ أَرَى الْقُلُوْبَ لَا تَخْشَعُ وَمَا لِيَ أَرَى الْعُيُوْنَ لَا تَدْمَعُ وَمَالِيَ أَرَى الْجُلُوْدَ لَا تَقْشَعِرُّ فَقَالَ مُحَمَّدُ بْنُ وَاسِعٍ يَا عَبْدَ اللهِ مَا أَرَى الْقَوْمَ أُتُوْا إِلَّا مِنْ قِبَلِكَ أَيْ اَلذِّكْرُ إِذَا خَرَجَ مِنَ الْقَلْبِ وَقَعَ عَلَى الْقَلْبِ ۔

ساتھیوں کو تنبیہ کر رہا تھا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں دلوں کو اس حال میں دیکھ رہا ہوں کہ ان پر خشوع طاری نہیں ہوتا۔ مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں آنکھوں سے کوئی آنسو بہتے نہیں دیکھتا اور کھالوں پر لرزہ طاری نہیں ہوتا محمد رحمہ اللہ تعالےٰ بن واسع نے کہا میں تجھ سے پہلے لوگوں کے ذکر کو دیکھتا ہوں کہ جب وہ دل سے نکلتی تو دل پر اثر بھی کرتی ۔

وَأَخْرَجَ الْمَرْوَزِيُّ فِيْ كِتَابِ الْعِلْمِ وَأَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ الْأَعْمَشِ قَالَ سَمِعْتُ إِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيَّ يَقُوْلُ مَا أَحَدٌ يَنْبَغِيْ بِقَصَصِهِ وَجْهَ اللهِ غَيْرَ إِبْرَاهِيْمَ وَلَوَدِدْتُ أَنَّهُ انْفَلَتَ مِنْهُ كَفَافًا لَا عَلَيْهِ وَلَا لَهُ ۔

مروزیؒ (کتاب العلم میں) اور ابو نعیمؒ نے اعمشؒ سے روایت کیا ہے وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابراہیمؒ نخعی سے سنا کہ کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے قصوں کے ذریعے اللہ کی رضامندی کا متلاشی ہو۔ سوائے حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ اور میں تو یہ پسند کرتا ہوں۔ کہ اس سے اتنا فائدہ حاصل کر لوں کہ نہ تو گناہ ہو اور نہ ثواب ہو ۔

وَأَخْرَجَ أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ

ابو نعیمؒ نے ابراہیم نخعی سے روایت

اِبْرَاهِيْمَ النَّخَعِيِّ قَالَ مَنْ جَلَسَ لِيُجْلَسَ اِلَيْهِ فَلَا تَجْلِسُوْا اِلَيْهِ ۔	کیا ہے۔ کہ جو اس غرض سے بیٹھے۔ کہ لوگ اس کے پاس آکر بیٹھا کریں۔ تو اس کے پاس نہ بیٹھا کرو ۔
وَاَخْرَجَ اَبُوْنُعَيْمٍ فِی الْحِلْيَةِ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ اِذَا طَالَ الْمَجْلِسُ كَانَ لِلشَّيْطٰنِ فِيْهِ نَصِيْبٌ ۔	ابو نعیمؒ نے حلیہ میں زہریؒ سے روایت کیا ہے۔ جب مجلس طویل ہو جاتی ہے۔ تو اس میں شیطان کا حصہ بھی داخل ہو جاتا ہے ۔
وَاَخْرَجَ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عُقْبَةَ بْنِ الْمُسْلِمِ قَالَ اَلْحَدِيْثُ مَعَ الرَّجُلِ وَالرَّجُلَيْنِ وَالثَّلَاثَةِ وَالْاَرْبَعَةِ وَاِذَا عَظُمَتِ الْحَلْقَةُ فَانْصِتْ اَوِ انْتَشِرْ ۔	ابن المبارکؒ نے عقبہؒ بن مسلم کا قول نقل کیا ہے۔ کہ باہمی گفتگو ایک آدمی یا دو یا تین یا چار کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور جب حلقہ وسیع ہو جائے۔ تو تم خاموش رہو یا اٹھ جاؤ ۔
وَاَخْرَجَ الْمَرْوَزِيُّ عَنْ سَالِمٍ اَنَّ ابْنَ عُمَرَ كَانَ يَلْغِيْ خَارِجًا مِنَ الْمَسْجِدِ فَيَقُوْلُ مَا اَخْرَجَنِيْ اِلَّا صَوْتُ قَاصِّكُمْ هٰذَا ۔	نیز مروزیؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ جب مسجد سے باہر کوئی شور سنتے تو فرماتے مجھے تمہارے اس قصہ گو کی آواز نے باہر نکالا ہے ۔
وَاَخْرَجَ اَيْضًا عَنْ مُجَاهِدٍ	نیز مروزیؒ نے مجاہدؒ سے روایت کیا ہے

جَاءَ رَجُلٌ قَاصٌّ فَجَلَسَ قَرِيبًا مِنَ ابْنِ عُمَرَ فَقَالَ لَهُ قُمْ فَأَبَى أَنْ يَقُومَ فَأَرْسَلَ إِلَى صَاحِبِ الشُّرَطِ وَأَرْسَلَ إِلَيْهِ شُرْطِيًّا فَأَقَامَهُ ؏

کہ ایک قصہ گو آکر ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قریب بیٹھ گیا۔ ابن عمرؓ نے فرمایا یہاں سے اٹھو۔ اس نے انکار کیا۔ ابن عمرؓ نے پولیس آفیسر کے پاس آدمی بھیجا اور پولیس کے ذریعہ اسے اٹھوا دیا ؏

وَرُوِيَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ الْقَصَصَ بِدْعَةٌ وَأَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَأَنَّ مَدَّ الْأَيْدِي بِالدُّعَاءِ بِدْعَةٌ وَأَنَّ اجْتِمَاعَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ بِدْعَةٌ ؏

حسن رح سے روایت ہے۔ کہ قصہ گوئی بھی بدعت ہے۔ بلند آواز سے دعا مانگنا بھی بدعت ہے۔ دعا میں ہاتھ پھیلانا بھی بدعت ہے اور عورتوں اور مردوں کا ایک جگہ اکٹھا ہونا بھی بدعت ہے ؏

فائدہ ۔ بلند آواز سے دعا مانگنے کا جہاں تک تعلق ہے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہت سے اوقات میں بلند آواز سے دعا مانگنا بھی ثابت ہے۔ تو جن مقامات پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بلند آواز سے دعا مانگی۔ وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا مسنون اور جہاں آہستہ دعا مانگی تو وہاں بلند آواز سے دعا مانگنا ناجائز ہے۔ فرضوں کے بعد بلند آواز سے دعا مانگنے کو اگرچہ اکثر علماء نے ناجائز اور بدعت لکھا ہے۔ لیکن بہت سی روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ نے بلند آواز سے بھی دعا مانگی۔ ورنہ وہ حضور کی وہ دعائیں۔ جو آپ نے فرضوں کے بعد مانگی ہیں ہم تک کیسے پہنچتیں ؏

رہا ہاتھ پھیلا کر دعا مانگنا۔ اتنا تو عبداللہ رضؓ بن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت سے ثابت ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ دعا کے وقت چہرے کے سامنے اور بازو بغلوں سے علیحدہ رہتے۔ تو شاید حسن بصری کا مقصود اس میں افراط ہے ؛

وَمِنَ اللَّطَائِفِ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ مَسْجِدِ الْكُوْفَةِ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ زُرْعَةُ فَارَادَتْ اُمُّ اَبِيْ حَنِيْفَةَ اَنْ تَسْتَفْتِيَ فِيْ شَيْءٍ فَاَفْتَاهَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَلَمْ تَقْبَلْ وَقَالَتْ مَا اَقْبَلُ اِلَّا مَا يَقُوْلُ زُرْعَةُ الْقَاصُّ فَجَاءَ بِهَا اَبُوْ حَنِيْفَةَ اِلٰى زُرْعَةَ فَقَالَ هٰذِهٖ اُمِّيْ تَسْتَفْتِيْكَ فِيْ كَذَا وَكَذَا فَقَالَ اَنْتَ اَعْلَمُ مِنِّيْ وَاَفْقَهُ فَاَفْتِهَا اَنْتَ فَقَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ قَدْ اَفْتَيْتُهَا بِكَذَا وَكَذَا فَقَالَ زُرْعَةُ الْقَوْلُ كَمَا قَالَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ فَرَضِيَتْ وَانْصَرَفَتْ ۔

لطائف میں سے ایک لطیفہ یہ بھی ہے کہ کوفہ کی مسجد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام زرعہ تھا۔ امام ابوحنیفہؒ کی والدہ نے اس سے کوئی مسئلہ معلوم کرانا چاہا۔ امام صاحب نے خود فتویٰ دیا۔ لیکن ان کی والدہ نے اسے قبول نہ کیا اور فرمایا میں سوائے زرعہ کے کسی کا فتویٰ قبول نہ کروں گی۔ امام ابوحنیفہ اپنی والدہ کو لے کر زرعہ کے پاس گئے۔ اور فرمایا یہ میری والدہ ہیں جو تجھ سے فلاں فلاں مسئلہ میں فتویٰ لینے آئی ہیں اسنے جواب دیا۔ اس نے کہا آپ مجھ سے زیادہ عالم اور زیادہ فقیہہ ہیں۔ آپ انہیں خود فتویٰ دیجیے۔ امام صاحب نے فرمایا۔ میں نے فلاں فلاں فتویٰ دیا ہے زرعہؒ بولا۔ فتویٰ ویسے ہی ہے۔ جیسے ابوحنیفہؒ نے فرمایا۔ امام صاحب کی والدہ اس پر راضی ہو گئیں اور واپس لوٹ آئیں ۔

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِيٍّ عَنِ
الْحُسَيْنِ الْكَرَابِيسِيِّ قَالَ كَانَ
بِبَغْدَادَ قَاصٌّ يُقَالُ لَهٗ
اَبُوْ مَرْحُوْمِ نِ الْقَاصُّ يَجْتَمِعُ
النَّاسُ اِلَيْهِ فَقَالَ يَوْمًا سَلُوْنِيْ
عَنِ التَّفْسِيْرِ وَتَفْسِيْرِ التَّفْسِيْرِ
فَقَامَ رَجُلٌ وَرَاءَ دَارِ الزَّيْنِ
فَقَالَ يَا اَبَا مَرْحُوْمٍ اَصْلَحَكَ
اللّٰهُ فَقَالَ اَطْعَنَهٗ بِابْنِ الْفَاعِلَةِ
فَقَالَ لَهٗ رَجُلٌ دَعَا لَكَ ثُمَّ
تَقُوْلُ لَهٗ مِثْلَ هٰذِهِ الْمَقَالَةِ
فَقَالَ نَعَمْ اَلَمْ تَسْمَعْ قَوْلَ
اللّٰهِ تَعَالٰى اِنَّ الَّذِيْنَ
يُنَادُوْنَكَ مِنْ وَّرَاءِ الْحُجُرَاتِ
اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ فَقَالَ
مَاذَا تَقُوْلُ فِي الْمُزَابَنَةِ
وَالْمُحَاقَلَةِ قَالَ الْمُحَاقَلَةُ
حَلْقُ الثِّيَابِ عِنْدَ التِّمْسَادِ
وَالْمُزَابَنَةُ اَنْ تُسَمِّيَ اَخَاكَ

ابن عدی نے حسین الکرابسی سے روایت کی
ہے۔ کہ بغداد میں ایک قصہ گو تھا جس کا نام ابو
مرحوم تھا۔ لوگ اس کے پاس آکر جمع ہوتے۔
ایک روز کہنے لگا تم مجھ سے قرآن کی تفسیر بھی پوچھ
سکتے ہو! اور تفسیر کی تفسیر بھی۔ دارالزین کے
پیچھے سے ایک آدمی نے کھڑے ہو کر کہا اے
ابو مرحوم اللہ تیری اصلاح کرے اس ابو مرحوم
نے معترض جان کر تہمت لگائی اور بولا اے زانیہ
کے بیٹے۔ ایک شخص نے اس سے کہا وہ تو تجھے دعا دے
رہا ہے اور تو اسے اس قسم کی باتیں کہہ رہا ہے۔ اس نے
جواب دیا ہاں لیکن کیا تم نے اللہ کا قول نہیں سنا
وہ لوگ جو یا رسول اللہ آپ کو پردوں کے پیچھے
سے آواز دیتے ہیں وہ اکثر بے عقل ہیں اس شخص نے
دریافت کیا مزابنہ اور محاقلہ کا کیا مطلب ہے۔ تو
ابو مرحوم نے جواب دیا محاقلہ تو یہ ہے کہ تجارت
کے وقت کپڑا پھاڑنا کرنا اور مزابنہ اپنے مسلم
بھائی کا برا نام رکھنا (محاقلہ کہا جاتا ہے پھل
کو درخت پر لگے لگے پکنے سے قبل بیچنا۔ اور مزابنہ
کسی شے کو جس کی مقدار معلوم نہ ہو مقدار معینہ

الْمُسْلِمَ زُبُوْنًا ، کے بدلے میں بیچنا اور یہ دونوں حرام ہیں ۔

فَصْلٌ

وَلَمَّا رَأَيْتُ جَمَاعَةً مِنَ الْحُفَّاظِ لِلسُّنَّةِ جَمَعُوا الْأَحَادِيْثَ الْمُشْتَهِرَةَ عَلَى الْأَلْسِنَةِ بَيَّنُوا الصَّحِيْحَ وَالْحَسَنَ وَالضَّعِيْفَ وَمَيَّزُوا الْمَوْقُوْفَ وَالْمَرْفُوْعَ وَالْمَوْضُوْعَ بِالْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ سَنَحَ بِالْبَالِ اِقْتِفَاءُ اخْتِصَارِ تِلْكَ الدَّفَاتِرِ بِالْاِقْتِصَارِ عَلَى مَا قِيْلَ فِيْهِ اَنَّهُ لَا اَصْلَ لَهُ اَوْ مَوْضُوْعٌ بِاَصْلِهِ لِيَكُوْنَ مُتَهَيِّئًا لِلضَّبْطِ عَلَى اَحْسَنِ مَضْبُوْطٍ فِيْ فَصْلِهِ فَاِنَّ الْاَحَادِيْثَ الثَّابِتَةَ لَا تُعَدُّ وَلَا تُحْصٰى وَلَا يُمْكِنُ اَنْ جَمِيْعَ مَا يُسْتَقْصٰى ثُمَّ مَا اخْتَلَفُوْا فِيْ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جب میں نے حفاظ حدیث کو دیکھا کہ انہوں نے ان احادیث کو جو لوگوں میں مشہور ہیں جمع کیا۔ اور ان میں سے صحیح حسن اور ضعیف کو صاف صاف بیان کیا۔ اور اعلیٰ مقاصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے۔ موقوف، مرفوع۔ اور موضوع کو جدا جدا بیان کر دیا تو دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ ان دفاتر کو مختصر طور پر بیان کر دیا جائے اور ان روایات کو جمع کیا جائے جن کی کوئی اصل نہ ہو یا موضوع ہو۔ تاکہ یہ عمدہ طریقہ پر ان احادیث کو ضبط کر لینے کا ذریعہ بن سکے۔ کیونکہ احادیث صحیحہ کی نہ تو کوئی حد ہے۔ اور نہ ان کا شمار کیا جا سکتا ہے۔ اور سب کا استقصا

تَرَكْتُ ذِكْرَهٗ لِلْحَذَرِ مِنَ الْخَطَرِ لِاحْتِمَالِ اَنْ يَّكُوْنَ مَوْضُوْعًا مِنْ طَرِيْقٍ وَصَحِيْحًا مِنْ وَجْهٍ اٰخَرَ فَاِنَّ هٰذَا كُلَّهٗ بِحَسْبِ مَا يَظْهَرُ لِلْمُحَدِّثِيْنَ مِنْ حَيْثُ نَظْرِهِمْ اِلَى الْاِسْنَادِ وَ اِلَّا فَلَا مَطْمَعَ لِلْقَطْعِ فِيْ مَقَامِ الْاِسْنَادِ لِتَجْوِيْزِ الْعَقْلِ اَنْ يَّكُوْنَ الصَّحِيْحُ فِيْ نَفْسِ الْاَمْرِ ضَعِيْفًا اَوْ مَوْضُوْعًا وَالْمَوْضُوْعُ صَحِيْحًا مَرْفُوْعًا اِلَّا الْحَدِيْثَ الْمُتَوَاتِرَ فَاِنَّهٗ فِيْ اِفَادَةِ الْعِلْمِ الْيَقِيْنِيِّ يَكُوْنُ مَقْطُوْعًا ۔	ممکن نہیں۔ پھر میں نے اس امر میں جو روایات ایک سند سے موضوع اور ایک سند سے صحیح تھیں۔ انہیں بھی اس خطرہ کی بنا پر چھوڑ دیا۔ کہ وہ موضوع نہ ہوں۔ اور یہ تمام امور محدثین کے سامنے سندوں پر غور کرنے سے ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ورنہ مقام اسناد میں باعتبار عقل یہ خیال باقی رہتا ہے کہ جو روایت صحیح ہے وہ نفس الامر میں ضعیف ہو یا موضوع ہو اور ایسے ہی موضوع صحیح اور مرفوع ہو۔ سوائے حدیث متواتر کے۔ کیونکہ اس سے تو علم یقینی حاصل ہوتا ہے چاہے وہ مقطوع کیوں نہ ہو۔
وَلِذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ بَيْنَ قَوْلِنَا لَمْ يَصِحَّ وَقَوْلِنَا مَوْضُوْعٌ بَوْنٌ بَيِّنٌ فَاِنَّ الْوَضْعَ اِثْبَاتُ الْكِذْبِ وَقَوْلَنَا لَمْ يَصِحَّ اِنَّمَا هُوَ اِخْبَارٌ عَنْ عَدَمِ الثُّبُوْتِ وَلَا يَلْزَمُ مِنْهُ	زرکشی رح فرماتے ہیں ہمارے اس قول کہ "یہ روایت صحیح نہیں" اور ہمارے اس قول کہ "یہ روایت موضوع ہے" میں بہت زبردست فرق ہے۔ کیونکہ وضع کذب کے اثبات سے ہوتا ہے۔ اور ہمارا یہ کہنا کہ یہ صحیح نہیں یہ عدم ثبوت کو ظاہر کرتا ہے۔ اس سے کسی شئے کا

إِثْبَاتُ الْعَدَمِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ ۔ عدم وجود لازم نہیں آتا ۔ واللہ سبحان تعالیٰ اعلم ۔

ثُمَّ اعْلَمْ أَنَّهُ قَدْ يَكُونُ الْحَدِيثُ مَوْضُوعًا بِحَسَبِ الْمَبْنٰى وَإِنْ كَانَ صَحِيحًا مُطَابِقًا لِلْكِتَابِ أَوِ السُّنَّةِ بِحَسَبِ الْمَعْنٰى وَأَسْأَلُ اللّٰهَ التَّوْفِيقَ عَلٰى كَمَالِ التَّحْقِيقِ وَهُوَ الْهَادِي إِلٰى سَوَاءِ الطَّرِيقِ ۔ پھر یہ بھی جان لینا چاہیئے کہ حدیث موضوع کا اطلاق مبنی (جس مقصد کے لئے وضع کی گئی ہے) کے اعتبار سے ہوتا ہے چاہے وہ باعتبار معنی قرآن و سنت کے مطابق کیوں نہ ہو ۔ میں اللہ سے اس تحقیق میں توفیق کا سوال کرتا ہوں ۔ کیونکہ وہی سیدھی راہ دکھانے والا ہے ۔ میں

وَهَا أَنَا أَذْكُرُ الْأَحَادِيثَ عَلٰى تَرْتِيبِ حُرُوفِ الْهِجَاءِ مِنَ الْأَفْعَالِ وَالْحُرُوفِ وَالْأَسْمَاءِ ۔ اب ان احادیث کا ذکر حروف تہجی کے لحاظ سے کروں گا ۔ چاہے وہ افعال ہوں یا اسماء یا حروف ۔

حَرْفُ الْهَمْزَةِ!

۱۔ حَدِيثُ آخِرُ الطِّبِّ الْكَيُّ كَلَامٌ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ قَالَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ الْيَمَانِيُّ تِلْمِيذُ السَّخَاوِيِّ فِي مُخْتَصَرِ مَقَاصِدِهِ وَالْمَشْهُورُ كَمَا ۔ آخری علاج (طب میں) داغ لگانا ہے یہ حدیث نہیں بلکہ اہل عرب کا قول ہے جیسا کہ ابن الدیبع الیمانی امام سخاوی کے شاگرد نے اپنی مختصر المقاصد میں بیان کیا ہے اور مشہور وہ ہے جو امام عسقلانی نے امثلۃ العرب

قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِی اَمْثِلَۃِ الْعَرَبِ اٰخِرُ الدَّوَاءِ الْکَیُّ ۔

میں بیان کیا ہے۔ آخری دوا داغ لگانا ہے۔

۲۔ حَدِیْثُ اٰیَۃٌ مِنْ کِتَابِ اللّٰہِ خَیْرٌ مِنْ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ ۔

کتاب اللہ کی ایک آیت (کا درجہ) محمد رسول اللہ اور ان کی اولاد سے بہتر ہے۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ میں اس حدیث سے واقف نہیں۔

۳۔ حَدِیْثُ الْاَنْبِیَاءُ قَادَۃٌ وَالْفُقَهَاءُ سَادَۃٌ وَمَجَالِسُهُمْ زِیَادَۃٌ مَوْضُوْعٌ عَلٰی مَا فِی الْخُلَاصَۃِ ۔

انبیاء کرام رہبر ہیں فقہاء سردار ہیں۔ اور ان کی مجلسیں اس کے علاوہ ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ خلاصہ میں مروی ہے۔

۴۔ حَدِیْثُ اَبُوْ حَنِیْفَۃَ رح سِرَاجُ اُمَّتِیْ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْمُحَدِّثِیْنَ ۔

ابو حنیفہ رح میری امت کے چراغ ہیں۔ یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے۔

۵۔ حَدِیْثُ اَبَی اللّٰہُ اِلَّا اَنْ یَصِحَّ کِتَابَہٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ ۔

اللہ نے انکار کیا ہے بجز اس کے کہ اپنی کتاب صحیح کرے۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔

۶۔ حَدِیْثُ الْاَبْدَالُ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ لَہٗ طُرُقٌ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِاَلْفَاظٍ مُخْتَلِفَۃٍ کُلُّهَا

ابدال اولیاء سے ہوں گے۔ یہ مختلف سندات اور مختلف الفاظ کے ساتھ حضرت انس رض سے مرفوعاً مروی ہے اور سب سندیں

ضَعِيفٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ
وَعَنِ ابْنِ الصَّلَاحِ أَقْوَى مَا
رُوِّيْنَا فِي الْأَبْدَالِ قَوْلُ عَلِيٍّ
أَنَّهُ بِالشَّامِ يَكُونُ الْأَبْدَالُ
وَأَمَّا الْأُدَبَاءُ وَالنُّجَبَاءُ وَالنُّقَبَاءُ
فَقَدْ ذَكَرَ بَعْضُ مَشَائِخِ
الطَّرِيقَةِ وَلَا يَثْبُتُ ذَلِكَ
قُلْتُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي مُسْنَدِ
أَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ عُبَادَةَ
بْنِ الصَّامِتِ مَرْفُوعًا الْأَبْدَالُ
فِي هَذِهِ الْأُمَّةِ ثَلَاثُونَ مِثْلُ
إِبْرَاهِيمَ خَلِيلِ الرَّحْمٰنِ كُلَّمَا
مَاتَ رَجُلٌ أَبْدَلَ اللّٰهُ مَكَانَهُ
رَجُلًا وَهُوَ حَسَنٌ وَلَهُ شَاهِدٌ
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ فِي
الْحِلْيَةِ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَلَهُ
شَوَاهِدُ كَثِيرَةٌ بَيَّنْتُهَا
فِي التَّعَقُّبَاتِ عَلَى الْمَوْضُوعَاتِ
ثُمَّ أَفْرَدْتُهَا بِتَأْلِيفٍ مُسْتَقِلٍّ

ضعیف ہیں جیسا کہ ابن الدیبع نے ذکر کیا
ہے۔ ابن الصلاحؒ فرماتے ہیں ابدال کے
بارے میں جو کچھ روایت کیا جاتا ہے اس میں
سب سے قوی روایت حضرت علیؓ کا قول ہے
انہوں نے فرمایا کہ شام میں ابدال ہوں گے
لیکن ندبا، نجبا اور نقباء کے متعلق بعض اہل
طریقت نے اسے ذکر کیا ہے۔ مگر یہ ثابت نہیں ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ زرکشی کا قول ہے
کہ مسند احمدؒ میں یہ حدیث عبادۃ بن الصامت
سے مرفوعاً مروی ہے کہ اس امت میں تیس ابدال
ہوں گے جو ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے
ہوں گے۔ جب ان میں سے ایک مر جائیگا
تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا کھڑا کر دے گا
یہ روایت حسنؓ ہے۔ اور حلیہ میں بھی عبداللہ
بن مسعود کی حدیث بطور شاہد موجود
ہے۔ امام سیوطیؒ فرماتے ہیں اس کے بہت
سے شاہد ہیں جو میں نے التعقبات علی
الموضوعات میں بیان کئے ہیں۔ پھر میں نے
علیحدہ ایک اس کے لئے مستقل تالیف لکھی ہے

فائدہ ۔ میرے نزدیک عبادہؓ بن صامت کی روایت میں کہ وہ ابراہیمؑ خلیل اللہ جیسے ہوں گے یہ صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ اور اس کی تائید وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جو حضرت علیؓ سے مرفوعًا مروی ہے۔ جو صاحب مشکوٰۃ نے اپنی کتاب میں مسند احمدؒ کے حوالے سے نقل کی ہے۔ روایت کے الفاظ یہ ہیں عن شریح بن عبید قال ذکر اہل الشام عند علی رضی اللہ عنہ وقیل العنہم یا امیر المومنین قال لا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الابدال یکونون بالشام وہم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدال اللہ مکانہ رجلاً یسقی بہم الغیث وینتصر بہم علی الاعداء ویصرف عن اہل الشام بہم العذاب۔ حضرت علیؓ کے سامنے اہل شام کا ذکر کیا اور ان سے کہا گیا کہ آپ ان پر لعنت بھیجئے انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے شام میں ابدال ہوں گے جن کی تعداد چالیس ہو گی۔ جب ان میں سے ایک مر جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ دوسرا بھیج دے گا۔ ان کی برکت سے بارش نازل ہو گی۔ انہی کی برکت سے دشمنوں پر غلبہ حاصل کیا جائے گا۔ اور انہی کی برکت سے اہل شام سے عذاب دور کیا جائے گا۔

۷۔ حَدِیْثُ اِتَّخِذُوْا عِنْدَ الْفُقَرَاءِ اَیَادِیَ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً یَوْمَ الْقِیٰمَةِ فَاِذَا کَانَ یَوْمُ الْقِیٰمَةِ نَادٰی مُنَادٍ سِیْرُوْا اِلَی الْفُقَرَاءِ فَیَعْتَذِرُ

فقراء کے پاس سے نعمتیں حاصل کیا کرو۔ کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہو گی جب قیامت کا دن ہو گا۔ تو ایک منادی آواز دے گا۔ کہ فقراء کے پاس جاؤ۔ اور ان سے معذرت کرو جیسے تم دنیا میں اپنے

اکبرهم کما یعتذر احدکم الی بر
اخیه فی الدنیا قال العسقلانی
لا اصل له وقال السخاوی
بعد ایراد احادیث بمعناه
وکل هذا باطل وسبق
الحکم بذلك للذهبی وابن
تیمیة وغیرهما ذکره ابن
الدبیع قلت قال شیخ
مشائخنا الحافظ جلال الدین
السیوطی روی ابو نعیم فی
الحلیة عن ابی موسی صدر
الحدیث وهو اتخذوا عند
الفقراء ایادی فان لهم
دولة یوم القیمة ۔

۸- حدیث اتقوا البرد
فانه قتل اخاکم ابا الدرداء
قال السخاوی لا اصل له
فان کان واردا فیحتاج
الی التاویل فان ابا الدرداء

بھائی سے معذرت کیا کرتے تھے۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام سخاوی اس معنی کی حدیثیں لانے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ سب کی سب باطل ہیں۔ امام ذہبی اور امام ابن تیمیہ بھی اسی قسم کا حکم لگا چکے ہیں۔ جیسا کہ ابن الدبیع رح نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہمارے شیخ المشائخ حافظ جلال الدین سیوطی رح فرماتے ہیں۔ ابو نعیم رح نے حلیہ میں ابو موسیٰ اشعری سے اس حدیث کا شروع حصہ روایت کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ فقراء سے نعمت حاصل کیا کرو کیونکہ قیامت کے روز ان کے پاس دولت ہو گی۔

سردی سے بچو۔ کیونکہ اس نے تمہارے بھائی ابو الدرداء کو قتل کیا ہے۔ امام سخاوی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اگر یہ حدیث بھی ہوتی تب بھی تاویل کی محتاج ہوتی۔ کیونکہ ابو الدرداء حضور کے بعد کافی عرصہ تک

عَاشَ بَعْدَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَهْرًا قَالَ الْمَنُوفِيُّ وَيُمْكِنُ تَأْوِيْلُهُ فَإِنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَبَّرَ عَنِ الْمُضَارِعِ بِالْمَاضِيْ لِتَحَقُّقِ وُقُوْعِهِ بِأَخْبَارِ الصَّادِقِ ۔

حیات رہے۔ منوفی کہتے ہیں۔ اس کی تاویل ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مضارع کو ماضی سے تعبیر کیا ہو۔ واقعہ کی صداقت اور تحقق کو ملحوظ رکھتے ہوئے (لیکن یہ تاویل بھی غلط ہے اس لئے کہ ایسا وقوع میں نہیں آیا)۔

۹۔ حَدِيْثُ اِتَّقُوا الْعَاهَاتِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

مصیبتوں سے بچو۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں۔

۱۰۔ حَدِيْثُ اِتَّقُوْا مَوَاضِعَ التُّهَمِ هُوَ مَعْنٰى قَوْلِ عُمَرَ مَنْ سَلَكَ مَسَالِكَ التُّهَمِ اُتُّهِمَ رَوَاهُ الْخَرَائِطِيُّ فِيْ مَكَارِمِ الْأَخْلَاقِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا بِلَفْظِ مَنْ أَقَامَ نَفْسَهُ مَقَامَ التُّهَمِ فَلَا يَلُوْمَنَّ مَنْ أَسَاءَ الظَّنَّ بِهِ ۔

تہمتوں کی جگہوں سے بچو اس معنی میں حضرت عمرؓ کا یہ قول ہے۔ جو تہمتوں کی راہ پر چلا اسے تہمت لگائی گئی۔ خرائطی نے مکارم الاخلاق میں اسے حضرت عمرؓ سے موقوفاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جس نے اپنے آپ کو تہمتوں کے مقام پر کھڑا کیا تو اگر کوئی اس کے بارے میں برا خیال کرے تو اسے ملامت نہ کرے۔

۱۱۔ حَدِيْثُ اِتَّقِ شَرَّ مَنْ أَحْسَنْتَ إِلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ

اس شخص کی شرارت سے بچ جس پر تو نے احسان کیا ہے۔ امام سخاویؒ

لَا اَعْرِفُہٗ وَیُشْبِہُ اَنْ یَّکُوْنَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَ فِی الْمُجَالِسَۃِ الدِّیْنَوْرِیْ عَنْ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ مَوْقُوْفًا اَلْکَرِیْمُ یَلِیْنُ اِذَا اسْتُعْطِفَ وَاللَّئِیْمُ یَقْسُوْا اِذَا اُلْطِفَ ٭

فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں پہچانتا۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ یہ بعض سلف کا کلام ہو مجالستہ الدینوری میں حضرت علیؓ سے موقوفاً مروی ہے۔ شریف وہ ہے جب اس سے کوئی مہربانی کا طالب ہو تو وہ نرمی کرے اور بدبخت وہ ہے۔ کہ جب مہربانی کرے تو سختی کرے ٭

۱۲۔ حَدِیْثُ اِحْذَرُوْا صُفْرَ الْوُجُوْہِ فَاِنَّہٗ اِنْ لَّمْ یَکُنْ مِّنْ عِلَّۃٍ اَوْ سَہَرٍ فَاِنَّہٗ مِنْ غِلٍّ فِیْ قُلُوْبِھِمْ لِلْمُسْلِمِیْنَ اَوْرَدَہُ الدَّیْلَمِیُّ فِیْ مُسْنَدِہٖ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَمْ اَقِفْ لَہٗ عَلٰی اَصْلٍ وَاِنْ ذَکَرَہُ ابْنُ الْقَیِّمِ فِی الطِّبِّ النَّبَوِیِّ لٰکِنْ ذٰلِکَ بِغَیْرِ سَنَدٍ ٭

زرد چہرے والوں سے بچو۔ کیونکہ وہ کسی بیماری یا بدخوابی کی بنا پر نہیں بلکہ ایسا شخص اپنے دل میں مسلمانوں سے کینہ رکھتا ہے۔ دیلمی رح نے اسے اپنی مسند میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے عسقلانی کہتے ہیں میں اس کی اصل پر واقف نہیں امام ابن القیم الجوزی نے اسے طب النبوی میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے ٭

۱۳۔ حَدِیْثُ اِجْتِمَاعِ الْخَضِرِ وَاِلْیَاسَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فِیْ

خضر اور الیاس علیہما السلام ہر سال کے موسم میں جمع ہوتے

الْمَوْسِمِ كُلَّ عَامٍ قَالَ الْحَافِظُ
الْعَسْقَلَانِيُّ لَا يَثْبُتُ فِيهِ شَيْءٌ
أَقُولُ لَعَلَّهُ أَرَادَ بِهِ عَدَمَ
الصِّحَّةِ وَإِلَّا فَقَدْ أَخْرَجَ
الْعُقَيْلِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي
الْأَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَالَ يَلْتَقِي الْخَضِرُ وَإِلْيَاسُ
كُلَّ عَامٍ فِي الْمَوْسِمِ فَيَحْلِقُ
كُلُّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا رَأْسَ
صَاحِبِهِ وَيَتَفَرَّقَانِ عَنْ
هٰؤُلَاءِ الْكَلِمَاتِ بِسْمِ اللهِ مَا
شَاءَ اللهُ لَا يَسُوقُ الْخَيْرَ إِلَّا
اللهُ مَا شَاءَ اللهُ لَا يَصْرِفُ
السُّوءَ إِلَّا اللهُ مَا شَاءَ اللهُ
مَا كَانَ مِنْ نِعْمَةٍ فَمِنَ اللهِ
مَا شَاءَ اللهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ
إِلَّا بِاللهِ الْحَدِيثُ ذَكَرَهُ
السُّيُوطِيُّ .

ہیں۔ حافظ عسقلانی رح فرماتے ہیں اس بارے میں کوئی شے ثابت نہیں میرے نزدیک حافظ صاحب کی مراد یہ ہے کہ صحیح طور پر ثابت نہیں ورنہ عقیلی۔ دار قطنی (افراد) اور ابن عساکر رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ خضرؑ اور الیاسؑ ہر سال ایک موسم میں ملتے ہیں۔ اور ہر ایک ایک دوسرے کا سر مونڈتا ہے۔ اور پھر یہ کلمات پڑھ کر جدا ہو جاتے ہیں۔ بسم اللہ ما شاء اللہ لا یسوق الخیر الا اللہ ما شاء اللہ لا یصرف السوء الا اللہ ما شاء اللہ ما کان من نعمۃ فمن اللہ۔ ما شاء اللہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ الحدیث اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے ملا علی قاری نے نہ تو اس کی اسناد بیان کی ہیں اور نہ سند پر کچھ اظہار فرمایا واللہ اعلم۔

۱۴۔ حَدِیْثُ اِجْتَمِعُوْا وَ ارْفَعُوْا اَیْدِیَکُمْ فَاجْتَمَعْنَا وَ رَفَعْنَا اَیْدِیَنَا ثُمَّ قَالَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ ثَلٰثًا کَیْلَا یَذْھَبَ الْقُرْاٰنُ وَاَعِزَّ الْعُلَمَاءَ کَیْلَا یَذْھَبَ الدِّیْنُ مَوْضُوْعٌ وَکَذَا اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِلْمُسْلِمِیْنَ وَاَطِلْ اَعْمَارَھُمْ وَبَارِکْ لَھُمْ فِیْ کَسْبِھِمْ مَوْضُوْعٌ کَذَا فِی اللَّاٰلِیْ ۔

جمع ہو جاؤ اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاؤ ہم جمع ہوئے اور اپنے ہاتھ اٹھائے۔ پھر آپ نے فرمایا اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما یہ تین بار فرمایا کہیں قرآن نہ جاتا رہے اور عمل کو عزت بخش کہیں دین نہ جاتا رہے یہ حدیث موضوع ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث اے اللہ مسلمانوں کی مغفرت فرما۔ ان کی عمریں لمبی فرما۔ اور ان کی کمائی میں برکت عطا فرما۔ یہ بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔

۱۵۔ حَدِیْثُ اِحْیَاءِ اَبَوَیْہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ مَوْضُوْعٌ کَمَا قَالَ ابْنُ دِحْیَۃَ وَقَدْ وَضَعْتُ فِیْ ھٰذِہِ الْمَسْئَلَۃِ رِسَالَۃً مُّسْتَقِلَّۃً ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کا زندہ ہونا۔ یہ حدیث بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن دحیہ کا قول ہے اور میں نے اس مسئلہ پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔

۱۶۔ حَدِیْثُ اِخْتِلَافُ اُمَّتِیْ رَحْمَۃٌ زَعَمَ کَثِیْرٌ مِّنَ الْاَئِمَّۃِ اَنَّہٗ لَا اَصْلَ لَہٗ لٰکِنْ ذَکَرَہُ الْقُرْطُبِیُّ فِیْ غَرِیْبِ

میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے اکثر ائمہ کا خیال ہے اس حدیث کی کوئی اصلیت نہیں لیکن امام قرطبیؒ نے اسے غریب الحدیث میں ذکر کیا ہے جس سے یہ

الحَدِيثِ مُسْتَطِرٌ دَاوَاشْعَرَ بِاَنَّ لَهٗ اَصْلًا عِنْدَهٗ وَقَالَ السَّيُوطِيُّ اَخْرَجَهٗ نَصْرُ الْمَقْدِسِيُّ فِي الْحُجَّةِ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الرِّسَالَةِ الْاَشْعَرِيَّةِ بِغَيْرِ سَنَدٍ وَاَوْرَدَهُ الْحَلِيْمِيُّ وَالْقَاضِيْ حُسَيْنٌ وَ اِمَامُ الْحَرَمَيْنِ وَغَيْرُهُمْ وَ لَعَلَّهٗ خَرَجَ فِي بَعْضِ كُتُبِ الْحُفَّاظِ الَّتِيْ لَمْ يَصِلْ اِلَيْنَا وَاللّٰهُ اَعْلَمُ اِنْتَهٰى وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ اَخْرَجَهٗ نَصْرُ الْمَقْدِسِيُّ فِي كِتَابِ الْحُجَّةِ مَرْفُوعًا وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ قَوْلَهٗ وَعَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ قَالَ قَالَ مَا سَرَّنِيْ لَوْاَنَّ اَصْحَابَ مُحَمَّدٍ لَمْ يَخْتَلِفُوْا لِاَنَّهُمْ لَوْ لَمْ يَخْتَلِفُوْا لَمْ يَكُنْ رُخْصَةٌ قَالَ السَّيُوطِيُّ وَهٰذَا يَدُلُّ

خیال کیا جاتا ہے۔ کہ ان کے نزدیک ان کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔ جلال الدین سیوطی رح فرماتے ہیں۔ نصر المقدسی نے حجت میں اور بیہقی نے رسالہ اشعریہ میں بغیر سند کے اسے روایت کیا ہے۔ نیز حلیمی رح قاضی حسین رح اور امام الحرمین وغیرہ نے بھی اسے روایت کیا ہے اور شاید یہ روایت بعض ان حفاظ کی کتابوں میں تھی جو ہم تک نہ پہنچ سکیں۔ اللہ بہتر جانتا ہے زرکشی رح کہتے ہیں۔ اسے نصر المقدسی رح نے کتاب الحجت میں مرفوعاً اور بیہقی رح نے مدخل میں قاسم بن محمد بن ابی بکر کا قول نقل کیا ہے، عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے۔ وہ فرماتے تھے مجھے کوئی خوشی حاصل نہ ہوتی۔ اگر اصحاب محمد اختلاف نہ کرتے۔ کیونکہ اگر وہ اختلاف نہ کرتے رخصت ثابت نہ ہوتی سیوطی رح کہتے ہیں اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ ان کی مراد اختلاف سے اختلاف فی الاحکام

على ان المراد اختلافهم في
الاحكام وقيل المراد اختلافهم
في الحروف والصنائع ذكره
جماعة فسبحان من اقام
العباد فيما اراد وفي مسند
الفردوس من طريق جويبر
عن الضحاك عن ابن عباس
مرفوعا اختلاف اصحابي
لكم رحمة وذكر ابن سعد
في طبقاته عن القاسم بن
محمد قال كان اختلاف
اصحاب محمد صلى الله
عليه وسلم رحمة للناس
قلت ومفهومه ان اختلاف
غير هذه الامة زحمة و
نقمة ومما يؤيده معنى و
ان اختلف معنى حديث
لا يجتمع امتي على ضلالة
رواه ابن ابي عاصم في السنة

تھی۔ اور ہو سکتا ہے۔ اختلاف سے
مراد اختلاف فی الحروف اور اختلاف
فی الصنائع ہو۔ جیسا کہ ایک جماعت
نے اس کا ذکر کیا ہے۔ پس پاک ہے
وہ ذات جس نے بندوں کو اپنے
ارادے کے مطابق قائم فرمایا۔ مسند
فردوس میں جویبر عن الضحاک کے
ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً مروی ہے۔ کہ میرے صحابہ
کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے۔ ابن
سعید رح نے طبقات میں قاسم بن محمد
سے روایت کیا ہے۔ کہ حضور ؐ کے صحابہ
کا اختلاف تمہارے لئے رحمت ہے
میری رائے یہ ہے۔ کہ اس امت کے
علاوہ دوسروں کا اختلاف زحمت اور
مصیبت تھی۔ اور اس کی تائید بلحاظ معنی
یہ حدیث کرتی ہے۔ کہ میری امت گمراہی
پر کبھی جمع نہ ہو گی۔ اسے ابن ابی عاصم نے
السنۃ میں انس سے روایت کیا ہے۔

مِنْ حَدِیْثِ أَنَسٍ رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ لَا یَجْمَعُ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ عَلٰی ضَلَالَةٍ أَبَدًا وَفِیْ مُسْتَدْرَكِ الْحَاکِمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ لَا یَجْمَعُ اللهُ هٰذِهِ الْأُمَّةَ عَلٰی ضَلَالَةٍ وَیَدُ اللهِ مَعَ الْجَمَاعَةِ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِیْ مُسْنَدِهٖ وَالطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ عَنْ أَبِیْ نَضْرَةَ الْغِفَارِیِّ مَرْفُوْعًا فِیْ حَدِیْثٍ فِیْهِ سَأَلْتُ رَبِّیْ أَنْ لَا یَجْمَعَ أُمَّتِیْ عَلٰی ضَلَالَةٍ فَأَعْطَانِیْهَا۔

ترمذی رح نے ابن عمرؓ سے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ اس امت کو کبھی گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ اور مستدرک للحاکم میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے اللہ تعالیٰ اس امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمائے گا۔ اور اللہ تعالےٰ کا ہاتھ جماعت کے ساتھ ہے۔ امام احمدؒ نے اپنی مسند میں اور طبرانیؒ نے کبیر میں ابو نضرہؓ الغفاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں نے خدا تعالیٰ سے سوال کیا کہ میری امت کو گمراہی پر جمع نہ فرمانا۔ خدا تعالیٰ نے یہ سوال مجھے عطا فرمایا۔

فائدہ: ملا علی قاری کا مقصد ہر دو قسم کی روایات جمع کرنے سے مقصد یہ ہے کہ اگر میری امت کا اختلاف رحمت نہ ہوتا تو خدشہ تھا کہ سب کے سب گمراہی پر جمع ہو جاتے جیسا کہ سابقہ امتوں میں ہوا۔ اس لحاظ سے آپ کی امت کا اختلاف رحمت ہوا۔ اور اس معنیٰ کے لحاظ سے بھی رحمت ہے کہ اگر صحابہ اختلاف نہ کرتے اور ایک امر پر متفق ہو جاتے تو جو وسعت ہمیں خدا نے اس اختلاف کی بنا پر عطا فرمائی وہ حاصل نہ ہوتی۔ کیونکہ بایہم اقتدیتم اہتدیتم جس صحابی کی بھی تم اقتدا کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

۱۷ - حَدِیْثُ اَخِّرُوْهُنَّ مِنْ حَیْثُ اَخَّرَهُنَّ اللّٰهُ یَعْنِی النِّسَاءَ فَفِی الْهِدَایَةِ حَدِیْثٌ مَشْهُوْرٌ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ لَا یَثْبُتُ رَفْعُهُ فَضْلًا عَنْ شُهْرَتِهٖ وَالصَّحِیْحُ اَنَّهٗ مَوْقُوْفٌ عَلَی ابْنِ مَسْعُوْدٍ ؁

انہیں موخر رکھو جنہیں اللہ نے موخر کیا ہے۔ ہدایہ میں ہے۔ کہ یہ حدیث مشہور ہے۔ ابن الہمام رح کہتے ہیں۔ باوجود شہرت کے یہ مرفوعاً ثابت نہیں اور صحیح ہے کہ یہ عبد اللہ بن مسعود رض کا قول ہے ؁

۱۸ - حَدِیْثُ اَخْفُوا الْخِتَانَ وَاَعْلِنُوا النِّکَاحَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لِلْاَوَّلِ وَقَدْ وَرَدَتْ اَحَادِیْثُ کَثِیْرَةٌ لِلْاِعْلَانِ بِالْخِتَانِ ؁

ختنوں کو چھپایا کرو اور نکاح کا اعلان کیا کرو۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس کا پہلا جزو ثابت نہیں۔ اور میں نے ختنوں کے اعلان کی احادیث ایک جگہ بیان کی ہیں ؁

۱۹ - حَدِیْثُ اِذَا اَرَدْتُ اَنْ اُخَرِّبَ الدُّنْیَا بَدَأْتُ بِبَیْتِیْ فَخَرَّبْتُهٗ ثُمَّ اُخَرِّبُ الدُّنْیَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ الْاَحْیَاءِ لَا اَصْلَ لَهٗ ؁

جب میں دنیا کے خراب کرنے کا ارادہ کرتا ہوں۔ تو پہلے اپنے گھر سے ابتدا کرتا ہوں۔ جب گھر کو خراب کر لیتا ہوں تو پھر دنیا کو خراب کرتا ہوں۔ عراقی رح اپنی تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ؁

۲۰ - حَدِیْثُ اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّنْزِلَ اِلَی السَّمَاءِ الدُّنْیَا نَزَلَ عَنْ عَرْشِهٖ بِذَاتِهٖ

جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا کی طرف نزول کا ارادہ فرماتے ہیں تو عرش سے خود بذاتہ نزول فرماتے ہیں۔ اس کا بیان کرنے

مُحَدِّثُہٗ دَجَّالٌ ۔

والا کوئی دجال ہے ۔

۲۱۔ حَدِیْثُ اِذَا اَکَلْتُمْ فَاَفْضِلُوْا تَرْجَمَ لَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ الدَّیْبَعِ وَمَا فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ مِنْ شُرْبِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ الْفَضْلَۃَ مِنَ اللَّبَنِ وَکَذَا سَلْتُ الْقَصْعَۃِ فِی الصَّحِیْحِ یَرُدُّہٗ قُلْتُ لٰکِنْ یُّوَافِقُہٗ حَدِیْثُ لَا خَیْرَ فِیْ طَعَامٍ وَّلَا شَرَابٍ لَیْسَ لَہٗ سُؤْرٌ وَحَدِیْثُ اِذَا شَرِبْتُمْ فَاَسْئِرُوْا ذَکَرَھَا عِیَاضٌ وَابْنُ الْاَثِیْرِ الثَّانِیَ فَالْجَمْعُ بِاَنَّہٗ یَجُوْزُ اِنْتِقَاؤُہٗ وَالْاَفْضَلُ اِبْقَاؤُہٗ بِقَدْرِ مَا یَنْتَفِعُ بِہٖ غَیْرُہٗ وَاِلَّا فَالْاَفْضَلُ اِنْقَاؤُہٗ کَمَا یُقَالُ بَقُّوْا اَوْ نَقُّوْا ۔

جب تم کھاؤ تو چھوڑ دیا کرو ۔ امام سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے ۔ لیکن کوئی کلام نہیں فرمایا ۔ اور صحیح بخاری میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پینے کے بارے میں ذکر ہے کہ بچا ہوا دودھ سے ۔ اور ایسے ہی صحیح بخاری میں پیالہ کا صاف کرنا بھی مروی ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جس کھانے یا پینے میں جھوٹا شامل نہ ہو اس میں کوئی بھلائی نہیں ۔ اور ایک حدیث میں ہے جب تم پیا کرو تو جھوٹا چھوڑ دیا کرو اس حدیث کا قاضی عیاض اور ابن الاثیر نے ذکر کیا ہے ۔ ان دونوں میں جمع یا یں صورت ممکن ہے ۔ کہ صاف کرنا جائز ہے ۔ اور اتنی مقدار کا چھوڑ دینا جس سے دوسرا فائدہ حاصل کر سکے یہ افضل ہے ۔ ورنہ صاف کرنا افضل ہے جیسا کہ بولا جاتا ہے باقی چھوڑ دو یا صاف کر لو ۔

۲۲۔ حَدِیْثُ اِذَا جِئْتَ یَا

اے معاذ جب تو ارض الحبیب

مُعَاذُ اَرْضَ الْخَصِيْبِ يَعْنِيْ مِنَ الْيَمَنِ ثُمَّ قَالَ فَاِنَّ فِيْهَا الْحُوْرَ الْعِيْنَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ بَلِ الْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ ظَاهِرٌ ۔

یعنی یمن پہنچے ۔ تو تیز دوڑو ۔ کیونکہ اس میں حور العین ہے ۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں ۔ میں اسے نہیں پہچانتا ۔ منوفی کہتے ہیں ۔ اس پر وضع کا حکم ظاہر ہے ۔

٢٣ - حَدِيْثُ اِذَا جَلَسَ الْمُتَعَلِّمُ بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِمِ فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَبْعِيْنَ بَابًا مِنَ الرَّحْمَةِ وَلَا يَقُوْمُ مِنْ عِنْدِهٖ اِلَّا كَيَوْمِ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ وَاَعْطَاهُ اللّٰهُ بِكُلِّ حَرْفٍ ثَوَابَ سِتِّيْنَ شَهِيْدًا وَكَتَبَ اللّٰهُ بِكُلِّ حَدِيْثٍ عِبَادَةَ سَنَةٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔

جب متعلم معلم کے سامنے بیٹھتا ہے ۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کے ستر دروازے کھول دیتا ہے ۔ اور جب وہ اس کے پاس سے کھڑا ہوتا ہے تو وہ ایسا پاک و صاف ہوتا ہے جیسا کہ اس کی ماں نے اسے آج ہی جنا ہو اللہ تعالیٰ اسے ہر حرف کے بدلے ساٹھ شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ ہر حدیث کے بدلے ایک سال کا ثواب لکھتا ہے ۔ یہ حدیث موضوع ہے جیسا کہ ذیل میں اسکا ذکر ہے ۔

٢٤ - حَدِيْثُ اِذَا حَضَرَ الْعِشَاءُ وَالْعَشَاءُ فَابْدَءُوْا بِالْعَشَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ فِيْ كُتُبِ الْحَدِيْثِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَاَصْلُ الْحَدِيْثِ فِيْ

جب نماز اور کھانا دونوں حاضر ہوں تو پہلے کھانا شروع کرو ۔ عراقی رح کہتے ہیں ۔ کتب حدیث میں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں ۔ اور اصل حدیث بخاری رح و مسلم رح میں ان الفاظ کے ساتھ مروی

اَلْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ بِلَفْظِ اِذَا وُضِعَ	ہے۔ جب کھانا چن دیا جائے اور نماز
الْعَشَاءُ وَاُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ	کی تکبیر شروع ہو جائے تو کھانے سے ابتدا
فَابْدَاُوْا بِالْعَشَاءِ وَ قَالَ	کیا کرو۔ سیوطی فرماتے ہیں۔ ان لوگوں کو
السُّيُوْطِيُّ وَوَهِمَ مَنْ عَزَاهُ اِلٰى	وہم ہوا ہے۔ جنہوں نے اس روایت کو مصنف
مُصَنَّفِ ابْنِ اَبِيْ شَيْبَةَ وَ	ابن ابی شیبہؒ کی جانب منسوب کیا حافظ
سَبَقَ بِهِ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ فَتْحِ	ابن حجر العسقلانیؒ نے فتح الباری میں تحریر
الْبَارِيْ حَيْثُ قَالَ لَفْظُ ابْنِ	فرمایا ہے۔ کہ ابن ابی شیبہؒ کے الفاظ یہ
اَبِيْ شَيْبَةَ وَحَضَرَتِ الصَّلٰوةُ	ہیں اور نماز حاضر ہو گئی ہو۔ لیکن یہ روایت
كَمَا اَخْرَجَهُ فِيْ مُسْنَدِهٖ لَا	ابن ابی شیبہ نے ان الفاظ کے ساتھ مسند
اَنَّهُ فِي الْمُصَنَّفِ بِلَفْظِ حَضَرَ	میں بیان کی ہے نہ کہ مصنف میں جیسا
الْعَشَاءُ كَمَا تَوَهَّمَ۔	کہ لوگوں کو وہم ہوا ہے۔
۲۵۔ حَدِيْثُ اِذَا ذُكِرَ	جب صلحاء کا ذکر کیا جائے تو عمر میں
الصَّالِحُوْنَ كُنْتُهَا لَا بِعُمَرَ ذَكَرَهُ	برکت ہوتی ہے۔ قاضی عیاض نے اکمال
عِيَاضٌ فِي الْاِكْمَالِ مِنْ قَوْلِ	میں اسے ابن مسعودؓ کا قول نقل کیا ہے
ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَكَذَا الْقُرْطُبِيُّ	اسی طرح قرطبیؒ اور ابن اثیرؒ نے بھی عراقیؒ کے
وَابْنُ الْاَثِيْرِ وَظَاهِرُ كَلَامِ	ظاہر کلام سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث ہے
الْعِرَاقِيِّ فِي التَّذْكِرَةِ فِيْ بَابِ	جیسا کہ انہوں نے کتاب التذکرہ باب الاذان
الْاَذَانِ اَنَّهُ حَدِيْثٌ وَلَعَلَّهُ	میں تحریر فرمایا ہے تو ہو سکتا ہے کہ ان کی
اَرَادَ بِهِ حَدِيْثًا مَوْقُوْفًا۔	مراد حدیث موقوف سے ہو۔

۲۰۔ حدیث إذا رأیت القارئ یلوذ بالسلطان فاعلم أنہ لص وإذا رأیتہ یلوذ بالأغنیاء فاعلم أنہ مرائی وإیاک أن تخدع ویقال یرد مظلمۃ ویدفع عن مظلوم فإن ہذہ خدعۃ إبلیس اتخذہا القراء سلما من قول الثوری ولکن أقولہ إنی لألقی الرجل أبغضہ فیقول لی کیف أصبحت فیلین لہ قلبی فکیف بمن أکل ثریدہم ووطئ بساطہم ومن ثم ورد اللہم لا تجعل للفاجر عندی نعمۃ یرعاہ قلبی وقیل ما أقبح أن یطلب العالم فیقال ہو بباب الأمیر وقد قیل بئس الفقیر علی باب الأمیر ونعم الأمیر علی

جب تم قاری کو دیکھو کہ وہ بادشاہ کی چاپلوسی کرتا ہے۔ تو یہ سمجھ لو کہ وہ چور ہے۔ اور جب تم یہ دیکھو کہ قاری امراء کی چاپلوسی کرتا پھرتا ہے تو سمجھ لو کہ وہ دہوکہ باز ہے اور تجھے اس کے دہوکہ سے بچنا چاہیے۔ اور اس کے بارے میں یہ بھی کہا جائے گا کہ یہ ظلم کو دور کرتا اور مظلوم سے مصائب رفع کرتا ہے۔ تو یہ ایک شیطان کا دہوکہ ہے جسے قراء نے اپنی حفاظت کے لئے اختیار کر لیا ہے یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ایسے ہی سفیان کا یہ بھی قول ہے۔ کہ اگر میں کسی شخص کو غصہ دلاؤں اور وہ مجھ سے یہ کہے کہ تو نے صبح کیسے کی ہے۔ اور میرا دل اس کے لئے نرم ہو جائے۔ تو وہ شخص کیسا ہوگا کہ جس نے امراء کا کھانا کھایا اور ان کے بستروں پر لیٹا۔ ایسے ہی ان کا یہ بھی قول ہے کہ اے اللہ میرے پاس کسی فاجر کے لئے نعمت نہ بنا کہ میں اس سے اپنے دل میں خطرہ محسوس کروں۔ آپ سے پوچھا گیا کہ سب سے بدترین شئے کونسی ہے جسے عالم تلاش کرتا ہے۔ فرمایا جو عالم امیر کے دروازے پہ ہو اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ فقیر امیر کے دروازے پر برا ہے اور امیر

باب الفقیر۔ فقیر کے دروازے پہ کیا اچھا ہے۔

۲۷۔ حدیث اذا صحت المحبۃ سقطت شروط الادب قال ابن الدیبع لیس بحدیث بل ھو من کلام الجنید کما فی الرسالۃ القشیریۃ بلفظ سقطت شروط الادب ویقال سقط الادب۔

جب محبت سچی ہو جائے تو شرائط ادب ختم ہو جاتی ہیں۔ ابن الدیبع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ جنیدؒ کا قول ہے جیسا کہ رسالہ القشیریہ میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شرط ادب ختم ہو گئیں۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے اب ادب ختم ہو چکا۔

۲۸۔ حدیث اذا صلیتم علی فعموا ای ادخلوا الانبیاء معی آلی واصحابی قال السخاوی لم اقف علیہ بھذا اللفظ۔

جب تم درود پڑھو تو اسے عام کر دو یعنی میرے ساتھ اس میں انبیاء آل اور اصحاب کو بھی داخل کر دو۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث سے واقف نہیں ہوں۔

۲۹۔ حدیث اذا کان الفیئ ذراعا ونصفا الی ذراعین فصلوا الظھر باطل۔

جب سایہ ڈیڑھ ذراع سے لے کر دو ذراع تک ہو تو ظہر کی نماز پڑھو۔ یہ حدیث باطل ہے۔

۳۰۔ حدیث اذا کبر ولدک فآخہ لم یرد بھذا اللفظ وھو معنی حدیث اوردہ

جب تیرا لڑکا بڑا ہو جائے تو اسے بھائی بنا لے۔ یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی نہیں ہاں اس معنے میں وہ حدیث ہے

الطبرانی فی الاوسط وابو نعیم والدارقطنی مرفوعا الولد سبع سنین سید وامیر وسبع سنین عبد واسیر وسبع سنین اخ ووزیر فان رضیت مکانتہ والا فاضرب علی جنبہ فقد اعذرت فیما بینک وبینہ وسندہ ضعیف ۔	جو طبرانی نے اوسط میں ابو نعیم اور دارقطنی نے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ لڑکا سات سال تک سردار بھی ہوتا ہے۔ اور امیر بھی سات سال تک غلام اور قیدی ہوتا ہے۔ اور سات سال تک بھائی اور وزیر ہوتا ہے۔ اگر تو اس کے مقام سے راضی ہو۔ تو خیر ورنہ اس کے پہلو پر مار۔ میں تیرے اور اس کے درمیان عذر کروں گا اس کی سند ضعیف ہے۔
۳۱۔ حدیث اذا کتب احدکم فلا یکتب علیہ بلغ فانہ اسم شیطان ولکن یکتب علیہ اللہ موضوع کما فی اللآلی ۔	جب کوئی کچھ لکھے۔ تو بلغ کا لفظ نہ لکھے۔ کیوں کہ یہ شیطان کا نام ہے۔ بلکہ اس پر اللہ تعالیٰ لکھے یہ حدیث بھی موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے۔
۳۲۔ حدیث اذا کنت علی الماء فلا تبخل بالماء قال السخاوی لم اقف علیہ ۔	جب تو پانی پر بیٹھا ہو۔ تو پانی میں بخل نہ کر۔ امام سخاوی رح فرماتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں۔
۳۳۔ حدیث اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فامقلوہ	جب مکھی برتن میں گر جائے۔ تو اسے ڈبو دو۔ یہ تو صحیح ہے۔ لیکن یہ

مَعْنَحٌ وَاَمَّا فَامْقُلُوْهُ ثُمَّ انْقُلُوْهُ مَصْنُوْعٌ وَمَوْضُوْعٌ عَلٰى مَا فِي الْمَغْرِبِ ۔

روایت کہ اسے ڈبو کر پلٹ دو یہ مصنوع ہے۔ اور موضوع ہے۔

۴۴۔ حَدِيْثُ اَرْبَعٌ لَا يَشْبَعْنَ مِنْ اَرْبَعٍ اَرْضٌ مِنْ مَطَرٍ وَاُنْثٰى مِنْ ذَكَرٍ وَعَيْنٌ مِنْ نَظَرٍ وَعَالِمٌ مِنْ عِلْمٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا ذَكَرَهُ اِبْنُ الْجَوْزِيِّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَذَكَرَهُ الْحَاكِمُ فِيْ تَارِيْخِ نَيْسَابُوْرَ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ سُلَيْمَانَ التَّيْمِيِّ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْفَضْلِ بْنِ عَطِيَّةَ اُتُّهِمَ بِالْوَضْعِ وَالْكِذْبِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ مِنْ حَدِيْثِ عَائِشَةَ وَقَالَ مُنْكَرٌ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ الْاَشْبَهُ مَا فِي الْمَشْهُوْرِ اَنَّهُ كَلَامُ الْحُكَمَاءِ ۔

چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا۔ زمین کا بارش سے عورت کا مرد سے۔ آنکھ کا دیکھنے سے اور عالم کا علم سے۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن جوزیؒ نے ذکر کیا ہے۔ امام سخاویؒ فرماتے ہیں۔ اس روایت کو حاکم نے تاریخ نیشاپور میں اور ابو نعیمؒ نے حلیہ میں سلیمان التیمیؒ کے واسطے سے محمد بن الفضل بن عطیہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس پر وضع حدیث اور کذب کا اتہام ہے۔ ابن عدی نے اسے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے اور وہ اسے منکر فرماتے ہیں۔ منوفیؒ کہتے ہیں کہ مشہور یہ حکماء کا قول ہے اور یہی بہتر ہے۔

۴۵۔ حَدِيْثُ اَلْاَرُزُّ لَيْسَ

چاول والی حدیث صحیح نہیں ہے

بِثَابِتٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ
قُلْتُ قَدْ اَخْرَجَ اَبُوْ نُعَيْمٍ
فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ عَنْ عَلِيٍّ
مَرْفُوْعًا سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا
اللَّحْمُ ثُمَّ الْاُرْزُ وَكَذَا رَوَاهُ
الدَّيْلَمِيُّ۔

جیسا کہ ابن الدبیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ ابونعیمؒ نے اسے طب نبوی میں اسے حضرت علیؓ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت ہے۔ پھر چاول ہے اسی طرح اسے دیلمیؒ نے بھی روایت کیا۔

۳۶۔ حَدِيْثُ الْاَرْضُ فِي
الْبَحْرِ كَالْاِصْطَبْلِ فِي الْبَرِّ
لَمْ يُوْجَدْ لَهٗ اَصْلٌ۔

زمین سمندر میں ایسی ہی ہے جیسے کہ خشکی میں اصطبل۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔

۳۷۔ حَدِيْثُ الْاَرْضُوْنَ
سَبْعٌ فِيْ كُلِّ اَرْضٍ نَبِيٌّ
كَنَبِيِّكُمْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ
عَبَّاسٍ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ بَعْدَ
عَزْوِهٖ لِابْنِ جَرِيْرٍ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ
اِنْ صَحَّ نَقْلُهٗ اَيْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّهٗ اَخَذَهٗ
مِنَ الْاِسْرَائِيْلِيَّاتِ وَذٰلِكَ
وَاَمْثَالُهٗ اِذَا لَمْ يَصِحَّ سَنَدُهٗ
اِلَى مَعْصُوْمٍ فَهُوَ مَرْدُوْدٌ

زمینیں سات ہیں اور ہر زمین میں نبی کی طرح نبی ہیں۔ ابن کثیرؒ نے اسے ابن جریرؒ کی جانب منسوب کر کے لکھا ہے کہ اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کی نقل صحت کے ساتھ ثابت بھی ہو جائے، تب بھی یہ چیز انہوں نے اسرائیلیات سے لی ہے اس کی اور اس جیسے امور کی حضور صلعم کی جانب نسبت صحیح نہیں۔ وہ اس کے کہنے والے پر

عَلٰی قَائِلِہٖ ۔ لوٹائی جائے گی ۔

۳۸۔ حَدِیْثُ اَلْاَرْضُ الْمُقَدَّسَۃُ لَا تُقَدِّسُ اَحَدًا اِنَّمَا یُقَدِّسُ الْاِنْسَانَ عَمَلُہٗ اَوْرَدَہٗ مَالِکٌ فِی الْمُوَطَّا عَنْ یَحْیَی بْنِ سَعِیْدٍ اَنَّ اَبَا الدَّرْدَاءِ کَتَبَ اِلٰی سَلْمَانَ اَنْ ھَلُمَّ اِلَی الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَۃِ فَکَتَبَ اِلَیْہِ سَلْمَانُ اَنَّ الْاَرْضَ الخ وَذَکَرَہٗ وَھُوَ مَعَ کَوْنِہٖ مَوْقُوْفًا مُنْقَطِعٌ وَقَدْ ذَکَرَ ابْنُ الْمَلَکِ فِیْ شَرْحِ خُطْبَۃِ الْمَشَارِقِ کَانَ وَالِدِیْ یَقُوْلُ حَاکِیًا عَنْ مَشَائِخِہٖ اَنَّ مَنْ دُفِنَ بِمَکَّۃَ وَلَمْ یَکُنْ لَا یِقًا بِھَا یَنْقُلُہُ الْمَلٰئِکَۃُ وَلٰکِنِّیْ لَمْ اَجِدْ فِیْہِ رِوَایَۃً ۔

پاک زمین کسی کو پاک نہیں کر سکتی انسان کا عمل اسے پاک کرتا ہے۔ امام مالکؒ نے موطا میں یحییٰ بن سعید سے روایت کیا ہے کہ ابوالدرداءؓ نے سلمانؓ کو خط لکھا۔ کہ تم ارض مقدس آ جاؤ۔ تو سلمانؓ نے اس کے جواب میں یہ بات لکھی۔ امام مالکؒ نے اس روایت کا ذکر کیا ہے۔ باوجودیکہ یہ روایت موقوف بھی ہے منقطع بھی ہے۔ ابن الملکؒ نے شرح خطبۃ المشارق میں بیان کیا ہے۔ کہ میرے والد بعض مشائخ کا قول نقل کیا کرتے تھے۔ کہ جو شخص مکہ میں دفن کیا جائے۔ اور وہ مکہ کے قابل نہ ہو۔ تو فرشتے اسے تبدیل کر دیتے ہیں لیکن میں نے اس بارے میں کوئی روایت نہیں پائی ۔

۳۹۔ حَدِیْثُ اِسْتَفْتِحُوْا بِالصَّدَقَاتِ اَوْ بِقَضَاءِ الدَّیْنِ

صدقوں یا ادائیگی قرض کے ذریعہ فتح حاصل کیا کرو۔ کیونکہ یہ باتیں لوگوں کی زبان پر جاری

يَدُورُ عَلَى الْأَلْسِنَةِ وَلَمْ أَرَهُ	رہتی ہیں میں نے یہ الفاظ کہیں نہیں پائے
بِهٰذَا اللَّفْظِ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔	جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے ۔
۴۰۔ حَدِيْثُ اُسْجُدْ لِلْقِرْدِ	اپنے زمانہ کے سردار کو سجدہ کیا کرو ۔
فِي زَمَانِهِ رَوَاهُ اَبُوْنُعَيْمٍ فِي	ابو نعیم رح نے حلیہ میں اسے طاؤس
الْحِلْيَةِ عَنْ طَاؤُسٍ قَالَ	سے نقل کیا ہے ۔ کہ عرب یہ کہا
كَانَ يُقَالُ فَذَكَرَهُ اِنْتَهٰى	کرتے تھے ۔ سیوطی رح نے اسے
اَوْرَدَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔	نقل کیا ہے ۔
۴۱۔ حَدِيْثُ اِسْمَعِيْ يَا	اے پڑوسی سن ۔ یہ حجاج کا قول ہے
جَارَةُ قَالَهُ الْحَجَّاجُ لِاَنَسٍ حِيْنَ	جو اس نے حضرت انس رض سے شکایت کے طور
شَكَا مِنْهُ اِنَّمَا مَثَلِيْ وَمَثَلُكَ	پر کہا تھا ۔ کہ میری اور تیری مثال اس شخص کی
كَمَثَلِ الَّذِيْ قَالَ اِيَّاكِ اَعْنِيْ	طرح ہے جو کہا کرتا تھا ۔ تو میری خاص طور پر
وَاسْمَعِيْ يَا جَارَةُ ۔	مدد کر اور اے پڑوسی میری بات سن ۔
۴۲۔ حَدِيْثُ اَشْهَدُ اَنِّيْ	حدیث اشہد انی رسول اللہ ۔ رافعی
رَسُوْلُ اللهِ قَالَ الرَّافِعِيُّ	فرماتے ہیں منقول یہ ہے ۔ کہ آپ
الْمَنْقُوْلُ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ فِيْ	اپنی التحیات میں پڑھا کرتے تھے
تَشَهُّدِهِ اَشْهَدُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ	امام عسقلانی رح اپنی تلخیص التخریج میں
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ تَلْخِيْصِ	فرماتے ہیں ۔ اس کی کوئی اصل نہیں
تَخْرِيْجِهِ لَا اَصْلَ لِذٰلِكَ بَلْ	بلکہ الفاظ تشہد آپ سے متواترا
اَلْفَاظُ التَّشَهُّدِ مُتَوَاتِرَةٌ عَنْهُ	مروی ہیں ۔ اور آپ یہ فرمایا کرتے

فَإِنَّهُ يَقُولُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
رَسُولُ اللهِ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ
وَرَسُولُهُ وَاَمَّا فِي غَيْرِ التَّشَهُّدِ
فَقَدْ وَرَدَ فِي حَدِيثِ سَلَمَةَ
بْنِ الْاَكْوَعِ لَمَّا خِفْتُ اَزْوَادَ
الْقَوْمِ فَذَكَرَ الْحَدِيثَ ثُمَّ
قَالَ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللهُ
وَاَنِّي رَسُولُ اللهِ وَكَذَا حِينَ
بَشَّرَهُ جَابِرٌ بِوَفَاءِ دَيْنِ اَبِيهِ
وَبِالْفَضْلِ لِبَرَكَةِ دُعَائِهِ
قَالَ اَشْهَدُ اِنِّي رَسُولُ اللهِ •

تھے۔ اشہد ان محمدا رسول اللہ وان محمداً
عبدہ ورسولہ۔ اور التحیات کے علاوہ سلمۃ رضی
بن الاکوع کی روایت میں ہے۔ جب مجھے
قوم کے کھانوں کے ختم ہونے کا خوف
ہوا۔ پھر انہوں نے آگے حدیث
نقل کی ہے اور آخیر حدیث میں ہے حضورؐ
نے ارشاد فرمایا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و
انی رسول اللہ۔ اسی طرح جب جابرؓ
نے اپنے والد کا قرض ادا ہونے اور آپ
کی دعا کی برکت کا حال سنایا تب آپ نے
فرمایا گواہ رہو انی رسول اللہ۔

۲۴۔ حَدِيثُ اِكْرَامُ الْمَيِّتِ
دَفْنُهُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ
عَلَيْهِ مَرْفُوعًا وَاِنَّمَا اَخْرَجَهُ
اِبْنُ اَبِي الدُّنْيَا مِنْ جِهَةِ
اَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ قَالَ كَانَ
يُقَالُ مِنْ كَرَامَةِ الْمَيِّتِ
عَلَى اَهْلِهِ تَعْجِيلُهُ اِلَى حُفْرَتِهِ
وَيَشْهَدُ لَهُ حَدِيثُ اَسْرِعُوا

مردے کی عزت اس کا دفنانا ہے سخاوی
کہتے ہیں میں اس حدیث کے رفع سے
واقف نہیں۔ ابن ابی الدنیا نے اسے
ایوب سختیانی سے نقل کیا ہے
وہ کہا کرتے تھے۔ یہ کہا جاتا تھا مردے
کی عزت اس کے گھر والوں پر یہ ہے۔ کہ
اسے اس کے گڑھے تک جلد پہنچا دیں
اور اس قول کی شہادت یہ حدیث

بِالْجَنَازَةِ قَالَ وَقَدْ عَقَدَ الْبَيْهَقِيُّ بَابًا لِاسْتِحْبَابِ تَعْجِيْلِ تَجْهِيْزِ الْمَيِّتِ اِذَا بَانَ مَوْتُهُ وَاَوْرَدَ فِيْهِ مَا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدِهٖ مَرْفُوْعًا لَا يَنْبَغِيْ لِجِيْفَةِ مُسْلِمٍ اَنْ تُحْبَسَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْ اَهْلِهٖ اَلْحَدِيْثُ وَلِلطَّبْرَانِيِّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا اِذَا مَاتَ اَحَدُكُمْ فَلَا تَحْبِسُوْا وَاَسْرِعُوْا بِهٖ اِلٰى قَبْرِهٖ وَفِيْ لَفْظٍ مَنْ مَاتَ فِيْ بُكْرَةٍ فَلَا يَقِيْلَنَّ اِلَّا فِيْ قَبْرِهٖ وَمَنْ مَاتَ عَشِيَّةً فَلَا يَبِيْتَنَّ اِلَّا فِيْ قَبْرِهٖ ثُمَّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَاَهْلُ مَكَّةَ فِيْ غَفْلَةٍ عَنْ هٰذَا فَاِنَّهُمْ غَالِبًا يَجِيْئُوْنَ بِمَيِّتِهِمْ بَعْدَ الظُّهْرِ اَوْ وَقْتَ التَّسْبِيْحِ فِي السَّحَرِ وَقَدْ يَكُوْنُ مَاتَ قَبْلَ الْوَقْتَيْنِ بِكَثِيْرٍ فَيَضَعُوْنَهُ

دیتی ہے کہ جنازوں کو جلدی لے جایا کرو امام بیہقی نے ایک باب باندھا ہے۔ کہ جب آدمی کی موت ظاہر ہو چکی ہو۔ تو جنازے کا جلد تیار کرنا مستحب ہے اور اس میں وہ روایت نقل کی جو طبرانیؒ نے سند مرفوع کے ساتھ روایت کی ہے کہ مسلم کے جنازے کے لئے یہ بات پسندیدہ نہیں کہ وہ لوگوں کے درمیان رکھا رہے الحدیث اور طبرانیؒ میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے جب تم میں سے کوئی مرجائے۔ تو اسے بند کے نہ رکھو۔ اور اسے قبر تک جلدی لے جاؤ اور ایک روایت میں ہے۔ کہ جو صبح کے وقت مرے اس کی دوپہر قبر میں ہونی چاہیئے اور جو شام کو مرے اس کی رات قبر میں گذرنی چاہیئے۔ سخاویؒ کہتے ہیں اہل مکہ اس سے غفلت برتتے ہیں۔ کیونکہ وہ اکثر مردے کو ظہر کے بعد یا صبح کو لے کر جاتے ہیں۔ چاہے وہ دو وقت پہلے مر چکا ہو۔ اسے کعبہ کے قریب لا کر رکھ دیتے ہیں

عِنْدَ الْكَعْبَةِ حَتّٰى يُصَلِّيَ الْفَجْرَ أَوِ الْعَصْرَ ثُمَّ يُصَلِّي عَلَيْهِ قَالَ الْخَطَّابِيُّ وَنَقَدْ قَدَى رَحِمَهُ اللّٰهُ فِي إِنْكَارِ ذٰلِكَ وَقَدْ كَانَ يُنْكِرُ ذٰلِكَ عَلَيْهِمْ شَيْخُنَا الْعَارِفُ بِاللّٰهِ مُحَمَّدُ بْنُ عِرَاقٍ قُلْتُ وَقَدْ يُعْتَذَرُ لِأَهْلِ مَكَّةَ فِي تَأْخِيرِهِمْ لِأَجْلِ اجْتِمَاعِ الْمُسْلِمِينَ فِي الصَّلٰوةِ وَتَشْيِيعِ الْجَنَازَةِ لَا سِيَّمَا فِي الْأَزْمِنَةِ الْحَارَّةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ وَالْبِدَعِ الْمُسْتَحْسَنَةِ وَقَدْ صَحَّ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَرْفُوعًا مَوْقُوفًا مَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ ۔

جب صبح کی نماز یا نماز عصر پڑھ لی جاتی ہے۔ تب نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے خطابی رح کہتے ہیں امام سرخسی نے اس طرز عمل کا شدید انکار فرمایا۔ ہمارے شیخ عارف باللہ محمد بن عراق بھی اس کا انکار کیا کرتے تھے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اہل مکہ کے لئے اس تاخیر کا باعث یہ ہے۔ کہ یہ اوقات نماز میں جمع ہونے اور جنازے کی متابعت کے لئے بہتر ہیں۔ اور خصوصاً گرمی کے زمانے میں یہ بہت ضروری ہوتا ہے۔ اور چونکہ ان کا مقصد نیک اور یہ بدعت مستحسنہ ہے اور عبد اللہ بن مسعود رض سے موقوفاً اور مرفوعاً یہ صحیح طور پر مروی ہے جیسے مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک اچھی شے ہے۔

فائدہ :- یہ ملا علی قاری کا ایک قیاس ہے۔ اور ان کے قیاس کی بنا پر احادیث صحیحہ کو ترک نہیں کیا جا سکتا۔ رہا عبد اللہ بن مسعود رض کی روایت تو وہ مرفوعاً ہرگز مروی نہیں۔ صرف موقوفاً مروی ہے۔ اور اس روایت کے صحیح

الفاظ سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یہاں عامۃ المسلمین مراد نہیں بلکہ صحابہ کرام مراد ہیں۔ اور صحابہ کی سنت بھی دین میں داخل ہے۔ جیسا کہ مسند احمد میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ قال احمد نا ابوبکر نا عاصم عن زر بن حبیش عن عبداللہ بن مسعود قال ان اللہ عز وجل نظر فی قلوب العباد بعد قلب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوجد قلوب اصحابہ خیر قلوب العباد فجعلھم وزراء نبیہ یقاتلون علی دینہ فما راہ المسلمون حسنا فھو عند اللہ حسن وما راٰہ سیئا فھو عند اللہ سیئی۔ عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں اللہ تعالےٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بندوں کے دلوں پر نظر ڈالی۔ تو آپ کے صحابہ کے دلوں کو بندوں میں سب سے بہتر پایا تو اپنے نبی کا وزیر بنایا۔ کہ جو اس کے دین کے لئے لڑتے ہیں۔ تو جس شے کو یہ مسلمان اچھا سمجھیں۔ وہ اللہ کے نزدیک اچھی ہے۔ اور جسے یہ برا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بری ہے۔

۴۴۔ حَدِیْثُ اَکْرِمُوا الْخُبْزَ لَہٗ طُرُقٌ کُلُّھَا ضَعِیْفَۃٌ مُضْطَرِبَۃٌ وَبَعْضُھَا اَشَدُّ فِی الضُّعْفِ مِنْ بَعْضٍ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَلَا یَتَھَیَّأُ عَلَیْہِ الْحُکْمُ بِالْوَضْعِ لَاسِیَّمَا وَفِی الْمُسْتَدْرِکِ لِلْحَاکِمِ عَنْ عَائِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَ

روٹی کی عزت کرو۔ یہ بہت سے طریقوں سے مروی ہے۔ اور سب کے سب ضعیف اور مضطرب ہیں۔ اور ایک دوسرے سے زیادہ ضعیف ہیں۔ امام سخاوی فرماتے ہیں۔ اس پر وضع کا قطعی حکم نہیں لگایا جا سکتا۔ المستدرک للحاکم میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے حضور صلعم نے ارشاد فرمایا روٹی کی عزت

السَّلَامُ أَكْرِمُوا الْخُبْزَ وَقَالَ
الْعَسْقَلَانِيُّ فَرَمَنَ اشَاهِدٌ
مَلِيحٌ قُلْتُ وَقَدْ أَخْرَجَهُ
الْبَغَوِيُّ فِي مُعْجَمِ الصَّحَابَةِ
بِزِيَادَةٍ فَإِنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَهُ مِنْ
بَرَكَاتِ السَّمَاءِ ۔

کرو۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ ایک عمدہ شاہد ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں بغوی نے معجم الصحابہ میں اس حدیث کو کچھ زیادتی کے ساتھ روایت کیا ہے۔ روٹی کی عزت کرو۔ کیونکہ اللہ نے اسے آسمان کی برکتوں سے نازل فرمایا ہے۔

۵۴۔ حَدِيثُ أَكْرِمُوا الشُّهُودَ فَإِنَّ اللّٰهَ يَسْتَخْرِجُ بِهِمُ الْحُقُوقَ وَيَدْفَعُ بِهِمُ الظُّلْمَ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ أَنَّهُ غَيْرُ مَحْفُوظٍ بَلْ صَرَّحَ الصَّغَانِيُّ بِأَنَّهُ مَوْضُوعٌ وَلَمْ يَسْتَدْرِكْ ذٰلِكَ الْعِرَاقِيُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قُلْتُ وَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ ذَكَرَهُ عَنْهُ الْعِرَاقِيُّ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ الْإِحْيَاءِ وَالسُّيُوطِيُّ فِي الْأَحَادِيثِ الَّتِي رَدَّ عَلَى ابْنِ الْجَوْزِيِّ فِي

گواہوں کی عزت کرو۔ کیونکہ اللہ ان کے ذریعہ حق نکلواتا اور ظلم دور کرتا ہے عقیلی رح کہتے ہیں۔ یہ غیر محفوظ ہے بلکہ صغانی نے اس کے موضوع ہونے کی تصریح کی ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اسے حاکم نے صحیح الاسناد قرار دیا ہے۔ حاکم رح کا یہ قول عراقی رح نے تخریج الاحادیث الاحیاء میں نقل کیا ہے۔ اور سیوطی رح نے ابن جوزی رح کی موضوعات کے رد میں جو احادیث روایت کی ہے

الموضوعات قال وسكت عنه الذهبي أي لم يتعقبه على الحاكم.

اسے اس میں لیا ہے۔ ذہبی رح نے اس حدیث پر سکوت کیا ہے اور حاکم پر کوئی اعتراض نہیں کیا۔

٤٦ - حديث أكل الطين حرام على كل مسلم قال البيهقي روی في تخريجه أحاديث لا يصح منها شيء وتبعه غيره في ذلك وهو كذلك ذكره السخاوي وقال الزركشي حديث أكل الطين وتحريمه صنف فيه جزء وأحاديثه لا تصح قلت لا يلزم من عدم صحته نفي وجود حسنه وضعفه فقد ذكره السيوطي في الموضوعات في جامع الصغير من رواية الطبراني عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا من أكل الطين فإنما أعان على

مٹی کھانا ہر مسلمان پر حرام ہے۔ بیہقی رح نے اپنی تخریج میں بہت سی احادیث اسی موضوع کی روایت کی ہیں۔ لیکن ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔ اور دوسروں نے اس معاملہ میں بیہقی کی متابعت کی ہے۔ سخاوی رح نے اس کا ایسے ہی ذکر کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں مٹی کھانے کی حرمت کے بارے میں ایک جزو تصنیف کیا گیا ہے۔ اور اس کی احادیث صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ حسن بھی نہ ہو اور ضعیف بھی نہ ہو۔ سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں طبرانی کے حوالے سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جس نے مٹی کھائی گویا اس نے خودکشی

قَتْلِ نَفْسِہٖ۔

۷۴۔ حَدِیْثُ اَکْلِ الْھَرِیْسَۃِ فِی الْمُخْتَصَرِ شَکَوْتُ اِلٰی جِبْرِیْلَ ضُعْفِیْ مِنَ الْوِقَاعِ فَدَلَّنِیْ عَلَی الْھَرِیْسَۃِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فَاَمَرَنِیْ بِاَکْلِ الْھَرِیْسَۃِ طُرُقُہٗ مَوْضُوْعَۃٌ وَقِیْلَ ضَعِیْفَۃٌ وَاَمَّا قَوْلُ مُعَاذٍ ھَلْ اُتِیْتَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ بِطَعَامٍ مِنَ الْجَنَّۃِ قَالَ نَعَمْ اُتِیْتُ بِھَرِیْسَۃٍ فَاَکَلْتُھَا فَزَادَتْ فِیْ قُوَّتِیْ قُوَّۃَ اَرْبَعِیْنَ وَفِیْ نِکَاحِیْ نِکَاحَ اَرْبَعِیْنَ وَکَانَ مُعَاذٌ لَا یَعْمَلُ طَعَامًا اِلَّا بَدَأَ بِالْھَرِیْسَۃِ فَقَدْ وَضَعَہٗ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَجَّاجِ النَّخَعِیُّ وَکَانَ صَاحِبَ ھَرِیْسَۃٍ وَغَالِبُ طُرُقِ الْحَدِیْثِ یَدُوْرُ عَلَیْہِ وَسَرَقَہٗ مِنْہُ کَذَّابُوْنَ قِیْلَ

کی کوشش کی۔

ہریسہ کھانے کی حدیث مختصر میں اس طرح مروی ہے میں نے جبرئیل سے اپنی کمزوری کی جو زخموں سے واقع ہو گئی تھی شکایت کی۔ انہوں نے مجھے ہریسہ کھانے کو بتایا اور ایک روایت میں ہے ہریسہ کھانے کا حکم دیا۔ اس کے سب طریقے موضوع ہیں یا ضعیف ہیں اور معاذ کا یہ قول کہ یا رسول اللہ کیا آپ کے پاس جنت کا کھانا بھی آیا ہے آپ نے فرمایا ہاں میرے پاس ہریسہ لایا گیا۔ میں نے اسے کھایا اس سے میری قوت میں چالیس گنا اضافہ ہوا۔ اور میری قوت باہ میں چالیس آدمیوں کا اضافہ ہوا۔ اور معاذ جب بھی کھانا کھاتے تو ہریسہ سے شروع کرتے اس حدیث کو محمد بن الحجام اللخمی نے وضع کیا تھا کیونکہ وہ ہریسہ بیچا کرتا تھا۔ اور اس حدیث کی اکثر اسناد اسی پر ختم ہوتی ہیں۔ اور جھوٹوں نے اس سے اس حدیث کو چرا لیا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس کی ایک اور بھی سند ہے جس میں محمد بن الحجام

لَہٗ طُرُقٌ اُخَرُ فِیْہِ اِبْرَاھِیْمُ قَالَ الْاَزْدِیُّ ھُوَسَاقِطٌ عَنْہُ وَفِیْ شَرْحِ ابْنِ حَجَرِالْمَکِّیِّ لِشَمَائِلِ التِّرْمِذِیِّ اَنَّ الطَّبْرَانِیَّ رَوٰی فِی الْاَوْسَطِ اَنَّ جِبْرَائِیْلَ اَطْعَمَنِی الْھَرِیْسَۃَ یَشُدُّ بِھَا ظَھْرِیْ لِقِیَامِ اللَّیْلِ وَرُدَّ بِاَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ۔	کی بجائے ابراہیم ہے۔ وہ اس سے بھی ساقط الاعتبار ہے۔ ابن حجر المکی نے شمائل الترمذی کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ طبرانی نے اوسط میں یہ روایت نقل کی ہے کہ جبرئیلؑ نے مجھے ہریسہ کھلایا جس سے میری کمر رات کے قیام کے لئے مضبوط ہو گئی۔ ابن حجرؒ المکی فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے ۔
۴۸۔ حَدِیْثُ اَصْفِ النِّیَّۃَ وَنَمْ فِی الْبَرِّیَّۃِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا ذَکَرَہُ الدَّیْبَعُ۔	نیت کو صاف کر اور مخلوق میں آرام سے سو جا۔ یہ حدیث نہیں ہے جیسا کہ دیبعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ۔
۴۹۔ حَدِیْثُ اَصْلُ کُلِّ دَاءٍ اَلرِّضَاءُ عَنِ النَّفْسِ مِنْ کَلَامِ السَّلَفِ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا قَالَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ۔	ہر بیماری کی جڑ نفس سے راضی ہو جانا ہے۔ یہ سلف کا کلام ہے۔ حدیث نہیں ہے جیسا کہ ابن الدیبعؒ کا قول ہے ۔
۵۰۔ حَدِیْثُ اَعِیْنُوا الشَّارِیَ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَلٰکِنْ قَوْلُہٗ اَلْمُشْتَرِیْ مُعَانٌ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ۔	بیچنے والے کی مدد کرو۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور ایسے ہی یہ قول کہ مشتری کی مدد کی جائے ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے ۔

۵۱۔ حَدِیْثُ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ عَامَّۃٍ صَمَّاءَ کَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا قَالَہُ السُّیُوْطِیُّ ۔

میں اللہ سے عام بہروں سے پناہ مانگتا ہوں ۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں ۔ جیسا کہ سیوطیؒ کا قول ہے ۔

۵۲۔ حَدِیْثُ اِنْتَصِحُوْا وَاصْطَلِحُوْا ھُوَ مِنَ الْاَمْثَالِ السَّائِرَۃِ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ ۔

نصیحت پکڑو اور اصلاح حاصل کرو ۔ یہ محاورات میں سے ہے حدیث نہیں ۔ جیسا کہ ابن الدیبع رحؒ کا قول ہے ۔

۵۳۔ حَدِیْثُ اَلْاِعَادَۃُ سَعَادَۃٌ کَمَا ذَکَرَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ قُلْتُ وَالْمَشْھُوْرُ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ اِنَّ الْاِفَادَۃَ خَیْرٌ مِنَ الْاِعَادَۃِ لٰکِنْ فِی الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِیِّ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ یُعِیْدُ الْکَلَامَ ثَلٰثًا لِمَزِیْدِ الْاِسْتِفَادَۃِ ۔

اعادہ کرنا نیک بختی ہے ۔ ابن الدیبعؒ کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت کہیں نہیں سنی ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں لوگوں کی زبان پر یہ بات کہ فائدہ پہنچانا بات کے بار بار لوٹانے سے بہتر ہے لیکن شمائل ترمذی میں یہ حدیث موجود ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کلام کو تین بار لوٹاتے ۔ تاکہ لوگ اچھی طرح فائدہ حاصل کرسکیں ۔

۵۴۔ حَدِیْثُ اَفْضَلُ الْعِبَادَاتِ اَحْمَزُھَا وَاَتْعَبُھَا وَاَصْعَبُھَا قَالَ الزَّرْکَشِیُّ کَا

عبادات میں سب سے زیادہ افضل جس میں زیادہ تعب اور تکلیف ہو ۔ زرکشی کہتے ہیں ۔ یہ حدیث معلوم نہیں سیوطیؒ نے اس حدیث سے

يُعْرَفُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ السُّيُوطِيُّ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي شَرْحِ الْمَنَازِلِ لَا أَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ الْأَجْرُ عَلَى قَدْرِ التَّعَبِ وَهُوَ فِي النِّهَايَةِ لِابْنِ الْأَثِيرِ مَنْسُوبٌ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَهُوَ بِالْمُهْمَلَةِ وَالنَّأْيِ

سکوت اختیار کیا ہے۔ ابن القیم جوزی شرح المنازل میں فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس معنی کی ایک حدیث صحیحین میں حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ اجر تکلیف کے اعتبار سے ہوتا ہے۔ اور یہ حدیث ابن الاثیر رحؒ کی نہایہ میں ابن عباس رضؓ کی جانب منسوب ہے۔ اور وہ مہلت اور بعد کے ساتھ ہے۔

٥٥ - حَدِيثُ الْأَقْرَبُونَ أَوْلَى بِالْمَعْرُوفِ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ بِهَذَا اللَّفْظِ وَلَكِنْ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَرَّةً فِي طَلْحَةَ أَرَى أَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْأَقْرَبِينَ أَخْرَجَهُ الشَّيْخَانِ.

قریبی بھلائی کے زیادہ حق دار ہیں۔ سخاوی فرماتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو نہیں جانتا۔ لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوطلحہ رضؓ سے فرمایا تھا میرا خیال ہے کہ تو اسے (باغ کو) اقربا میں تقسیم کر دے اسے شیخین رضؓ نے روایت کیا ہے۔

٥٦ - حَدِيثُ أَقْضَاكُمْ عَلِيٌّ قَالَ السَّخَاوِيُّ مَا عَلِمْتُهُ بِهَذَا اللَّفْظِ مَرْفُوعًا بَلْ صَحَّحَهُ فِي مُسْتَدْرَكِ الْحَاكِمِ وَصَحَّحَهُ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

تم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ حاکم نے اپنی مستدرک میں عبداللہ بن مسعود کا قول نقل کیا ہے اور اسے صحیح قرار دیا ہے کہ ہم یہ کہا کرتے تھے کہ اہل

قَالَ کُنَّا نَتَحَدَّثُ اَنَّ اَقْضٰی اَھْلِ الْمَدِیْنَۃِ عَلِیٌّ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَمِثْلُ ھٰذِہِ الصِّفَۃِ حُکْمُھَا الْمَرْفُوْعُ عَلَی الصَّحِیْحِ قُلْتُ وَ فِیْہِ نَظَرٌ صَرِیْحٌ وَفِیْ شَرْحِ الْمَشَارِقِ لِابْنِ الْفِرِشْتَہْ رُوِیَ اَنَّ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کَانَ یَقُوْلُ اَقْرَأُنَا اُبَیٌّ وَاَقْضَانَا عَلِیٌّ قُلْتُ وَاَصْرَحُ مِنْہُ مَا رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ اَرْحَمُ اُمَّتِیْ بِاُمَّتِیْ اَبُوْبَکْرٍ وَاَشَدُّھُمْ فِیْ اَمْرِ اللّٰہِ عُمَرُ وَاَصْدَقُھُمْ حَیَاءً عُثْمَانُ وَاَقْضَاھُمْ عَلِیٌّ کَمَا اَخْرَجَہُ السُّیُوْطِیُّ ۔	مدینہ میں اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں سخاوی فرماتے ہیں اس قسم کی روایات صحیح طور پر مرفوع کے حکم میں ہوتی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اس پر اعتراض ہے۔ اس لئے کہ ابن الفرشتہ نے شرح المشارق میں حضرت عمرؓ کا یہ قول نقل کیا ہے ہم میں سب سے زیادہ قاری ابیؓ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ نیز اس سے زیادہ صاف روایت وہ ہے جو ترمذی نے روایت کی ہے اور جس کا حوالہ سیوطی نے دیا ہے میری امت میں سب سے زیادہ رحم دل ابوبکرؓ اللہ کے کام میں سب سے سخت عمر سب سے زیادہ باحیا عثمانؓ۔ اور سب سے اچھا فیصلہ کرنے والے علی ہیں ؛

فائدہ یہ حدیث مشکوۃ میں بھی موجود ہے۔ جو انہوں نے مسند احمد اور ترمذی کے حوالہ سے نقل کی ہے۔ حدیث کے الفاظ اس طرح ہیں ارحم امتی بامتی ابوبکر رضؓ واشدہم فی امر اللہ عمر رضؓ واصدقہم حیاء عثمان رضؓ وافرضہم زید بن ثابت رضؓ واقراہم ابی بن کعب رضؓ واعلمہم بالحلال والحرام معاذ رضؓ بن جبل رضؓ ولکل امۃ امین وامین ہذہ الامۃ ابوعبیدہ رضؓ بن

الجراح۔ رواہ احمد رح والترمذی رح وقال ہذا حدیث حسن صحیح وروی عن معمر عن قتادہ مرسلاً وفیہ واقضاہم علی رض۔ مسند امام احمد بن حنبل رح تو میری نظر سے نہیں گزرا لیکن جامع الترمذی میں یہ الفاظ موجود نہیں اور امام ترمذی رح نے اس حدیث کو غریب قرار دیا ہے۔ ان کے الفاظ ہیں ہذا حدیث غریب لا نعرفہ من حدیث قتادۃ الامن ہذا الوجہ وقد رواہ ابو قلابہ عن انس عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم نحوہ۔ ہاں ابن ماجہ میں ابو قلابہ کی روایت میں ہے واقضاہم علی رض کے الفاظ ضرور موجود ہیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ یہ الفاظ تو ثابت ہیں اور صحیح ہیں۔ لیکن ان الفاظ کی ترمذی کی جانب نسبت صحیح نہیں۔

وَمِنَا الْغَرَائِبِ قَالَ الْحَافِظُ السَّخَاوِيُّ فِي فَتَاوَاهُ سُئِلْتُ عَنِ الْمَوْطِنِ الَّذِي اسْتَحْيَتْهُ مِنْهُ مَلَائِكَةُ الرَّحْمٰنِ مِنْ سَيِّدِنَا عُثْمَانَ فَاسْتَحْيَيْتُ لِمَا وَقَفْتُ عَلَيْهِ فِي حَدِيثٍ مُعْتَمَدٍ لٰكِنْ أَفَادَ شَيْخُنَا الْبَدْرُ النَّسَّابَةُ فِي بَعْضِ مَجَامِعِهِ عَنِ الْجَمَالِ الْكَازَرُونِيِّ أَنَّهُ لَمَّا آخَى عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ الْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنْصَارِ

اور اس حدیث میں جو فوائد ہیں ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو سخاوی رح نے اپنے فتاوی میں تحریر کیا ہے مجھ سے اس مقام کے بارے میں سوال کیا گیا جس سے فرشتے بھی شرماتے ہوں میں اس کا جواب دیتے ہوئے اس لئے شرمایا کہ میں کسی قابل اعتماد حدیث سے اس مضمون پر واقف نہ تھا لیکن ہمارے شیخ بدر النسابہ نے اپنے بعض مجامع میں جمال الکازرونی سے نقل کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مہاجرین اور انصار مدینہ کے مابین مواخات کرائی جو انس بن مالک کی غیب

فِي الْمَوْنِيَةِ فِي غَيْبَةِ أَنَسِ
بْنِ مَالِكٍ وَتَقَدَّمَ عُثْمَانُ
لِذَلِكَ كَانَ صَدْرُهُ مَكْشُوفًا
فَتَأَخَّرَتِ الْمَلَائِكَةُ حَيَاءً فَأَمَرَهُ
عَلَيْهِ السَّلَامُ بِتَغْطِيَةِ صَدْرِهِ
فَعَادُوا إِلَى مَكَانِهِمْ فَسَأَلَهُمْ
عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنْ سَبَبِ
تَأَخُّرِهِمْ فَقَالُوا حَيَاءً مِنْ عُثْمَانَ

میں واقع ہوئی تھی تو عثمانؓ حضورؐ کے پاس اس
حالت میں آئے کہ ان کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ تو
فرشتے حیا سے پیچھے ہٹ گئے نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے انہیں سینہ ڈھانکنے کا حکم دیا تو فرشتے
اپنے مقام پر لوٹ آئے۔ آپ نے ان سے
پیچھے ہٹنے کا سبب پوچھا۔ انہوں نے
کہا۔ عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی حیا سے ہم
پیچھے ہٹ گئے تھے۔

٥٧۔ حَدِيثُ أَكْثَرُ أَهْلِ
الْجَنَّةِ الْبُلْهُ رَوَاهُ الْبَزَّارُ
مُضَعِّفًا وَالْقُرْطُبِيُّ مُصَحِّحًا
كَذَا فِي الْمَقَاصِدِ وَرُوِيَ
بِزِيَادَةٍ وَعِلِّيُّونَ لِذَوِي الْأَلْبَابِ
وَهِيَ لَيْسَ لَهَا أَصْلٌ كَمَا قَالَهُ
الْعِرَاقِيُّ بَلْ هِيَ مُدْرَجَةٌ مِنْ
كَلَامِ أَحْمَدَ بْنِ أَبِي الْحَوَارِيِّ
قَالَ الْعِرَاقِيُّ أَخْرَجَهُ الْبَزَّارُ وَ
ضَعَّفَهُ وَصَحَّحَهُ الْقُرْطُبِيُّ فِي
التَّذْكِرَةِ وَلَيْسَ كَذَلِكَ فَقَدْ

جنت میں اکثر بے وقوف جائیں گے اسے
بزار نے ضعیف طریق پر روایت کیا ہے
قرطبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ جیسا کہ مقاصد
میں ہے۔ اور اسے کچھ زیادتی کے ساتھ
بھی روایت کیا جاتا ہے۔ کہ علیین عقل والے
ہوں گے۔ اور اس حدیث کی کوئی اصل
نہیں جیسا کہ عراقی کا خیال ہے بلکہ یہ
احمد بن ابی الحواری کا قول ہے جو حدیث
میں داخل ہو گیا۔ عراقی کہتے ہیں اس حدیث
کو بزار نے روایت کر کے اسے ضعیف
قرار دیا ہے۔ اور قرطبی رحمہ نے اسے

قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ أَنَّهُ مُنْكَرٌ ثُمَّ
قِيلَ الْمُرَادُ الْأَبْلَهُ فِي دُنْيَاهُ
وَالْفَقِيهُ فِي دِينِ مَوْلَاهُ عَكْسَ
أَرْبَابِ الدُّنْيَا يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا
مِنَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ
الْآخِرَةِ هُمْ غَافِلُونَ وَفَسَّرَ
سَهْلُ التُّسْتَرِيُّ بِأَنَّهُمُ
الَّذِينَ وَلِهَتْ قُلُوبُهُمْ وَ
شُغِلَتْ بِاللّٰهِ انْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى
أَنَّهُ لَا يُنَاسِبُ الْأَكْثَرِيَّةَ
وَالْأَظْهَرُ مَا قَالَ بَعْضُهُمْ مِنْ
أَنَّ الْبُلْهَ كَالْعَجَائِزِ وَالْبُلْهُ وَ
أَمْثَالُهُمْ مِمَّنْ سُلِبُوا فِي
دِينِهِمْ وَثَبَتُوا وَلَمْ يَتَزَلْزَلُوا
عَلٰى يَقِينِهِمْ وَقَالَ بَعْضُ
الْمُحَقِّقِينَ مِنَ الصُّوفِيَّةِ هُمُ
الَّذِينَ قَنَعُوا بِالْجَنَّةِ وَمَا فِيهَا
مِنَ الْحُورِ وَالْقُصُورِ وَأَنْوَاعِ
السُّرُورِ وَالْحُبُورِ عَنِ اللِّقَاءِ

تذکرہ میں صحیح قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ
صحیح نہیں۔ ابن عدی کہتے ہیں۔ یہ
روایت منکر ہے۔ اور ابلہ سے مراد وہ لوگ
ہیں۔ جو اپنے دنیاوی معاملات میں بیوقوف
ہوں۔ لیکن دین میں سمجھ دار ہوں۔ اہل دنیا
کے بالکل برعکس (یہ ظاہری حیات دنیا
کو تو خوب جانتے ہیں اور آخرت سے
غافل ہیں) سہل تستری نے اس کی یہ تفسیر
کی ہے۔ کہ جن لوگوں کے دل اللہ سے مشغول
رہتے ہوں۔ لیکن یہ تفسیر اکثریت کے مناسب
نہیں ہے۔ اور بعض لوگوں کا قول ہے کہ
بیوقوفوں سے مراد مجبور لوگ ہیں۔ جو کہ
اس کے دین کے پیچھے پھانسی بھی دیئے
گئے۔ لیکن ان کے یقین میں کسی قسم کی کمی
واقع نہ ہوئی۔ اور بعض محققین صوفیاء
کا خیال ہے۔ کہ بے وقوفوں سے مراد وہ
لوگ ہیں جو جنت پر اور جو اشیاء جنت میں
انہیں ملیں گی۔ مثلاً حوریں۔ محلات۔ مختلف
اقسام کی لذتیں اور جلوہ خداوندی ان کو

فِی مَقَامِ الْمُشَاهَدَةِ وَالْحُضُوْرِ	فاتح ہوں۔ نہایہ میں ہے کہ بلہ، ابلہ کی جمع
وَفِی النِّهَايَةِ اِنَّ الْبُلْهَ جَمْعُ	ہے اور وہ وہ شخص ہوتا ہے جو بھلائی
الْاَبْلَهِ وَهُوَ الْغَافِلُ عَنِ الشَّرِّ	کو ختم کرنے والی شرارت سے غافل ہو
الْمَطْبُوْعِ عَلَى الْخَيْرِ وَقِيْلَ هُمُ	اور ایک قول یہ ہے کہ اس سے مراد وہ
الَّذِيْنَ غَلَبَتْ عَلَيْهِمْ سَلَامَةُ	لوگ ہیں جن پر سلامتی قلب اور لوگوں
الصَّدْرِ وَحُسْنِ الظَّنِّ بِالنَّاسِ	کے ساتھ حسن ظن غالب آچکا ہو اس طرح
لِاَنَّهُمْ غَفَلُوْا اَمْرَ دُنْيَاهُمْ	وہ اپنے دنیا کے کاموں سے غافل ہو گئے
فَجَهِلُوْا حِذْقَ التَّصَرُّفِ فِيْهَا	اور دنیا میں مہارت پیدا کرنے سے جاہل
وَاَقْبَلُوْا عَلٰى اٰخِرَتِهِمْ فَشَغَلُوْا	اور اپنے نفسوں کو آخرت سے مشغول کر
اَنْفُسَهُمْ بِهَا فَاسْتَحَقُّوْا اَنْ	لیا۔ تو وہ اس بات کے مستحق قرار پائے
يَكُوْنُوْا اَكْثَرَ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَمَّا	کہ وہ اکثر جنت میں جائیں۔ ورنہ ابلہ اس
الْاَبْلَهُ وَهُوَ الَّذِيْ لَا عَقْلَ لَهٗ	شخص کو بولا جاتا ہے جس کے پاس عقل
فَغَيْرُ مُرَادٍ فِي الْحَدِيْثِ ۔	نہ ہو۔ تو یہ حدیث کی مراد کے خلاف نہیں۔
۵۸۔ حَدِيْثُ اَكْرِمُوْا طُهُوْرَكُمْ	اپنی پاکی کی عزت کرو۔ امام ابن تیمیہ فرماتے
قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مَوْضُوْعٌ وَفِي	ہیں یہ روایت موضوع ہے۔ اور ذیل میں
الذَّيْلِ هُوَ كَمَا قَالَ ۔	بھی اسی قسم کا قول ہے۔
۵۹۔ حَدِيْثُ اَلْسِنَةُ الْخَلْقِ	مخلوق کی زبانیں خلق کا قلم ہیں (زبان
اَقْلَامُ الْحَقِّ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا	خلق کو نقارہ خدا سمجھو) ابن الدیبع کہتے
ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔	ہیں اس کوئی اصل نہیں۔

۶۰۔ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَصْلِحِ الرَّاعِیَ وَالرَّعِیَّۃَ قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ ۔

اے اللہ راعی (حاکم) اور رعیت کی اصلاح فرما۔ بقول عراقی ؒ اس کی بھی کوئی اصل نہیں ۔

۶۱۔ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَدِ الْعُمَرَیْنِ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَالْعُمَرَانِ تَغْلِیْبُ عُمَرَ عَلٰی عَمْرِو بْنِ الْھِشَامِ الْمُلَقَّبِ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ بِاَبِی الْحَکَمِ فَغَیَّرَہُ النَّبِیُّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِاَبِیْ جَھْلٍ وَمَعْنَی الْحَدِیْثِ صَحِیْحٌ ثَابِتٌ فَقَدْ رَوَاہُ الْاِمَامُ اَحْمَدُ وَالتِّرْمِذِیُّ فِیْ جَامِعِہٖ وَغَیْرُھُمَا عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَوْقُوْفًا بِلَفْظِ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِاَحَبِّ ھٰذَیْنِ الرَّجُلَیْنِ اِلَیْکَ بِاَبِیْ جَھْلٍ اَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَفِیْ بَعْضِ الرِّوَایَاتِ اَللّٰھُمَّ اَعِزَّ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ وَفِیْ رِوَایَۃٍ

اے اللہ اسلام کی دو عمروں میں سے ایک عمرؓ کے ساتھ تائید فرما۔ ان الفاظ کے ساتھ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور عمران سے مراد عمرؓ بن الخطاب اور عمرو بن الہشام ہے جس کی کنیت زمانہ جہالت میں ابو الحکم تھی حضورؐ نے اس کنیت کو ابوجہل میں تبدیل فرما دیا تھا۔ حدیث کے معنی صحیح اور ثابت ہیں، کیونکہ امام احمد اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ اے اللہ ان دونوں میں سے جو تجھے زیادہ محبوب ہو اس کے ذریعے اسلام کی تائید فرما۔ ابوجہل یا عمرؓ بن الخطاب۔ اور بعض روایات کے یہ الفاظ ہیں اے اللہ اسلام کو عمرؓ کے ذریعہ عزت عطا فرما۔ تو اس روایت میں یہ دعا حضرت عمرؓ کے ساتھ خاص ہے ہو سکتا ہے کہ آپ نے اولاً دونوں کے لئے

زِيَادَةٌ خَاصَّةٌ تَجْمَعُ بَيْنَ اللَّفْظَيْنِ أَنَّهُ دَعَا بِالْأَوَّلِ أَوَّلًا فَلَمَّا أُوحِيَ اللّٰهُ أَنَّ أَبَا جَهْلٍ لَنْ يُسْلِمَ خَصَّ عُمَرَ بِدُعَائِهِ فَأُجِيبَ فِيهِ ۔

دعا فرمائی ہو جب اللہ تعالیٰ آپ کو بذریعہ وحی اس امر سے مطلع فرمایا کہ ابوجہل ایمان نہ لائے گا۔ تو آپ نے عمرؓ کو دعا کے لئے مخصوص فرمایا۔ اور یہ دعا عمرؓ کے حق میں قبول فرمائی۔

۶۲ - حَدِيثُ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيٍّ قَبْلَكَ يَقُولُهُ الْعَامَّةُ عِنْدَ تَقْبِيلِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ فَلَا أَصْلَ لَهُ وَلَا يُتَصَوَّرُ أَنْ يَكُونَ أَصْلٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَالْمَبْنٰى فَإِنَّهُ كُفْرٌ بِحَسَبِ الْمَعْنٰى وَقَدْ صَنَّفَ الْعَلَّامَةُ عَبْدُ النَّبِيِّ الْمَغْرِبِيُّ عَالِمُ الشَّامِ فِي زَمَانِهِ تَصْنِيفًا فِي ذٰلِكَ وَكَفَّرَ قَائِلَهُ قُلْتُ وَأَصْلُ هٰذَا الْخَطَاءِ نَبَأٌ نَشَأَ مِنَ الْعَوَامِ حَيْثُ أَنَّهُمْ سَمِعُوا مِنْ بَعْضِ الْأَعْلَامِ اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلَى نَبِيِّ قِبْلَةٍ وَهُوَ

اے اللہ اپنے قبل کے نبی پر رحمت نازل فرما۔ اسے عام لوگ حجر اسود چومتے وقت بولتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور ان الفاظ کے ساتھ اس کی اصلیت کو تصور میں بھی نہیں لایا جا سکتا۔ کیونکہ یہ باعتبار معنی کفر ہوگا۔ علامہ عبدالنبی المغربی جو اپنے زمانہ میں شام کے سب سے بڑے عالم تھے انہوں نے اس موضوع پر ایک کتاب لکھی اور اس کے قائل کو کافر قرار دیا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ عوام سے یہ خطا اس وقت پیدا ہوئی جب انہوں نے بعض بڑے لوگوں سے یہ سنا کہ اللہ نبی قبلہ پر رحمت نازل فرما اور یہ صحیح ہے اور بعضوں نے یہ کہا اللہ تعالیٰ نے

صَحِيْحٌ وَمِنْ بَعْضِهِمْ صَلَّى اللّٰهُ
عَلٰى نَبِيٍّ قَبْلَكَ وَهُوَ صَحِيْحٌ
اَيْضًا فَخَلَطُوا الْكَلِمَتَيْنِ وَ
جَمَعُوْا بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ فَحَصَلَ
مِنَ الثَّانِيْ اَخَلَّ هٰذَا الْفَسَادُ
وَاللّٰهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ وَيَنْبَغِيْ
اَنْ يُحْمَلَ عَلَى الْاِلْتِفَاتِ عِنْدَ
مَنْ قَالَ بِهٖ عَلٰى حُسْنِ الظَّنِّ
بِالْمُسْلِمِ حَيْثُ لَا يُرِيْدُ بِهٖ
مَا يَتَبَادَرُ اِلَى الْفَهْمِ فَاِنَّهٗ
كُفْرٌ صَرِيْحٌ فَنَجْعَلُ قَبْلَكَ
جُمْلَةً مُسْتَانِفَةً نَحْوَ قَوْلِهٖ
عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيْ خُطْبَةِ حَجَّةِ
الْوَدَاعِ هَلْ بَلَّغْتُ قَالُوْا نَعَمْ
قَالَ اَللّٰهُمَّ فَاشْهَدْ فَالْتَفَتَ
عَنْهُمْ فِيْ اَثْنَاءِ كَلَامِهٖ وَتَوَجَّهَ
اِلَى اللّٰهِ لِتَمَامِ مَرَامِهٖ وَلَا نَجْعَلُ
وَصْفَهٗ نَبِيٍّ لِمَا قِيْلَ مِنْ اَنَّ
شَرْطَ الْاِلْتِفَاتِ اَنْ يَكُوْنَ

تیرے قبلہ کے نبی پر رحمت نازل فرمائی یہ
بھی صحیح تھا۔ عوام نے دونوں کلموں کو مخلوط
کردیا۔ اور دونوں دعاؤں کو ایک جگہ جمع
کردیا جس سے یہ فساد واقع ہوا۔ اور
اللہ بندوں کے ساتھ مہربان ہے
اور یہ زیادہ مناسب ہے کہ کہنے والا
جب یہ الفاظ کہے۔ تو ہم ایک مسلم کے
ساتھ حسن ظن رکھتے ہوئے یہ کہیں
کہ وہ اصل مفہوم مراد نہیں لے رہا
ہے۔ ورنہ وہ کفر صریح ہوگا۔ اور
لفظ قبلک کو ہم جملہ مستانفہ قرار
دیں۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے خطبہ حجۃ الوداع میں فرمایا۔ کیا میں نے
پہنچا دیا۔ لوگوں نے جواب دیا۔ جی
ہاں۔ آپ نے فرمایا اے اللہ پس تو بھی
گواہ ہو جا۔ آپ نے اثناء کلام میں مخالفین
سے توجہ ہٹا کر اپنی تمام تر توجہ اللہ
کی طرف منعطف فرما دی۔ اور ایسے
ہی ہم قبلک کو نبی کی صفت قرار نہ

المحدث عنه واحدا فتأمل فإنه موضع زلل والأظهر في دفع الخلل أن يقدر مضاف فيقال قبل نبيك۔

دیکھے ہو سکتا ہے بولنے والا اپنی توجہ کسی اور کی جانب متوجہ کر رہا ہو سو بہتر یہ ہے کہ دفع خلل کے لیے ہم مضاف مقدر مانیں اور یہ کہا جائے کہ قبل نبیک۔

٦٣۔ حديث أمان العبد أمان قال ابن الهمام لا يعرف له أصل۔

غلام کی امان بھی امان ہے، اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی۔

٦٤۔ حديث أمرت أن أحكم بالظاهر والله يتولى السرائر اشتهر بين الأصوليين والفقهاء الأكابر بل وقع في شرح مسلم للنووي في قوله عليه السلام إني لم أومر أن أنقب عن قلوب الناس الحديث أي أفتش ولا وجود له في كتب الحديث المشهورة ولا الأجزاء المنثورة وجزم العراقي بأنه لا أصل له وكذا أنكره المزي وغيره

مجھے ظاہر کے مطابق فیصلہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے، اور اللہ بھیدوں کا خود ذمہ دار ہے یہ حدیث اصولیین اور فقہاء اکابر کے درمیان بہت مشہور ہے حتی کہ صحیح مسلم کی شرح نووی میں بھی یہ اس طرح پر موجود ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مجھے لوگوں کے دلوں پر نقب لگانے کا حکم نہیں دیا گیا الحدیث یعنی دلوں کی حالت معلوم کرنے کا اور اس حدیث کا حدیث کی مشہور کتابوں میں کہیں وجود نہیں، اور نہ اجزائے منتشرہ میں عراقی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ایسے ہی مزی نے بھی اس سے انکار کیا ہے۔ مترجم

وممن انکرہ الحافظ ابن الملقن	بیضاوی میں حافظ ابن ملقن بھی اس کے
فی تخریج البیضاوی وقال	منکر ہیں۔ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ ان الفاظ کے
الزرکشی لا یعرف بھذا اللفظ	ساتھ یہ حدیث پہچانی نہیں جاتی سیوطیؒ
وقال السیوطی ھذا من کلام	کہتے ہیں۔ یہ امام شافعیؒ کا قول ہے جو
الشافعی فی الرسالۃ وقال	رسالہ میں موجود ہے، حافظ عمادالدین
الحافظ عماد الدین بن کثیر	بن کثیر تخریج احادیث المختصر میں
فی تخریج احادیث المختصر	فرماتے ہیں۔ میں اس کی سند سے
لم اقف لہ علی سند۔	واقف نہیں۔
۶۵۔ حدیث امرنا بتصغیر	ہمیں کھانے میں چھوٹا لقمہ بنانے اور
اللقمۃ فی الاکل وتدقیق	اچھی طرح چبانے کا حکم دیا گیا ہے۔ امام
المضغ قال النووی لا یصح۔	نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔
۶۶۔ حدیث امیر النحل	شہد کی مکھیوں کے امیر علیؓ ہیں
علی لا اصل لہ ذکرہ ابن	اس کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن
الدیبع وفیہ ان الدیلمی	الدبیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور
رواہ عن الحسن بن علی قال	اس میں یہ بھی ہے۔ کہ دیلمیؒ نے اسے
علی رضی اللہ تعالی عنہ انا	حسنؓ بن علیؓ کے واسطے سے روایت کیا
یعسوب المؤمنین ورفعہ	ہے حضرت علیؓ نے فرمایا ہم مومنین کے
الی النبی علیہ الصلوۃ والسلام	یعسوب ہیں اور اسے مرفوعاً حضورؐ سے
انہ قال یا علی انک لسید	بھی روایت کیا ہے۔ آپ نے فرمایا اے

الْمُسْلِمِيْنَ وَيَعْسُوْبُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْيَعْسُوْبُ اَمِيْرُ النَّحْلِ عَلٰى مَا فِي الْقَامُوْسِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ ذَرٍّ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَرَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ مِنْ حَدِيْثِ سَلْمَانَ قَالَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔

علی رضی اللہ عنہ تو مسلمانوں کا سردار اور مومنین کا یعسوب ہے۔ قاموس میں ہے۔ کہ یعسوب مکھیوں کے سردار کو بولتے ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے ابو ذر رض سے بھی روایت کیا ہے۔ ابن عساکر رح نے اسے سلمان سے روایت کیا ہے۔

۶۷۔ حَدِيْثُ اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَلٰكِنْ لَا اَصْلَ لَهٗ فِيْ مَبْنَاهُ كَمَا قَالَهُ ابْنُ كَثِيْرٍ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِيُّ وَنَصُّهُ وَالْحَدِيْثُ الْمَشْهُوْرُ عَلَى الْاَلْسِنَةِ اَنَا اَفْصَحُ مَنْ نَطَقَ بِالضَّادِ لَا اَصْلَ لَهٗ وَلَا يَصِحُّ قُلْتُ وَالْعَجَبُ مِنَ الْجَلَالِ الْمُحَلِّيْ مَعَ جَلَالِ مَحَلِّهِ ذَكَرَهُ فِيْ شَرْحِ جَمْعِ الْجَوَامِعِ مِنْ غَيْرِ تَنْبِيْهٍ وَكَذَا ذَكَرَهُ الشَّيْخُ زَكَرِيَّا فِيْ شَرْحِ الْمُقَدِّمَةِ

میں ضاد بولنے والوں میں زیادہ فصیح ہوں معنی تو اس کے صحیح ہیں لیکن لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ابن کثیر رح کا قول ہے۔ ابن الجوزی رح کہتے ہیں وہ حدیث جو لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ کہ انا افصح من نطق۔ اس کی نہ کوئی اصل ہے۔ اور نہ یہ صحیح ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ تعجب تو جلال المحلی سے ہے کہ انہوں نے باوجود جلالت علمیت کے اس کا اپنی شرح جمع الجوامع میں بغیر تنبیہ کے ذکر کیا ہے ایسے ہی شیخ زکریا نے شرح مقدمۃ

الجزریۃ۔ — الجزریہ میں ذکر کیا ہے۔

۶۸۔ حدیث انا افصح العرب بید انی من قریش قال السیوطی اوردہ اصحاب الغرائب ولا یعلم من خرجہ ولا اسنادہ۔

میں عرب میں سب سے زیادہ فصیح ہوں باوجودیکہ قریش سے ہوں سیوطی رح کہتے ہیں اسے اصحاب الغرائب نے نقل کیا ہے۔ نہ تو ہم اس کے مخرج کو جانتے ہیں اور نہ اس کی سند سے واقف ہیں۔

۶۹۔ حدیث انا عند المنکسرۃ قلوبہم من اجلی قال السخاوی ذکرہ الغزالی فی البدایۃ ونحوہ ولا یخفی ان الکلام فی ھذا المقام لم یبلغ الی غایۃ قلت وتمامہ انا عند المندرسۃ قبورہم لاجلی ولا اصل لھما فی المرفوع۔

میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہوں جن کے دل میرے باعث ٹوٹے ہیں سخاوی رح کہتے ہیں غزالی نے اس کا بدایہ میں ذکر کیا ہے لیکن یہ بات مخفی نہیں۔ کہ کلام اپنے مقصد کو ظاہر نہیں کرتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا تتمہ یہ ہے۔ میں قبروں کے نشانوں کے قریب ہوتا ہوں جن کی قبریں میری وجہ سے ٹوٹی ہیں۔ اور ہر دو حدیث کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔

۷۰۔ حدیث انا مدینۃ العلم وعلی بابھا رواہ الترمذی فی جامعہ وقال انہ منکر وکذا قال السخاوی وقال انہ

میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں اسے ترمذی نے اپنی جامع میں نقل کر کے لکھا ہے یہ حدیث منکر ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ اس کی صحت کی کوئی وجہ موجود نہیں یحیی بن معین

لَيْسَ لَهُ وَجْهٌ صَحِيْحٌ وَقَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ اَنَّهُ كِذْبٌ لَا اَصْلَ لَهُ وَكَذَا قَالَ اَبُوْحَاتِمٍ وَيَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ وَاَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيُّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَاَوْقَفَهُ الذَّهَبِيُّ وَغَيْرُهُ عَلٰى ذٰلِكَ وَقَالَ ابْنُ دَقِيْقِ الْعِيْدِ هٰذَا الْحَدِيْثُ لَمْ يُثْبِتُوْهُ وَقِيْلَ اَنَّهُ بَاطِلٌ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ غَيْرُ ثَابِتٍ وَسُئِلَ عَنْهُ الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ فَاَجَابَ بِاَنَّهُ حَسَنٌ لَا صَحِيْحٌ كَمَا قَالَ الْحَاكِمُ وَلَا مَوْضُوْعٌ كَمَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيُّ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ وَقَالَ الْحَافِظُ اَبُوْسَعِيْدٍ الْعَلَائِيُّ اَلصَّوَابُ اَنَّهُ حَسَنٌ بِاِعْتِبَارِ طُرُقِهٖ لَا صَحِيْحٌ وَلَا ضَعِيْفٌ فَضْلًا عَنْ اَنْ يَّكُوْنَ مَوْضُوْعًا عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ ۔

فرماتے ہیں۔ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابوحاتم رح اور یحیی بن سعید القطان کی بھی یہی رائے ہے۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں نقل کیا ہے۔ ذہبی وغیرہ نے اسے موقوف قرار دیا ہے ابن دقیق العید کہتے ہیں۔ یہ حدیث ثابت نہیں اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ باطل ہے۔ سیوطی کہتے ہیں۔ حافظ ابن حجر سے اس بارے میں دریافت کیا گیا۔ تو انہوں نے فرمایا یہ حسن ہے۔ نہ تو صحیح ہے جیسا کہ حاکم کا خیال ہے۔ اور نہ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن الجوزی رح کا خیال ہے۔ حافظ ابوسعید رح العلائی کہتے ہیں۔ یہ باعتبار طرق حسن ہے نہ صحیح ہے اور نہ ضعیف کجا کہ موضوع ہو۔ جیسا کہ زرکشی رح کا خیال ہے۔

فائدہ ۔ ترمذی رح میں یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ مروی

نہیں۔ بلکہ اس روایت کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ میں حکمت کا گھر ہوں اور علی رضا اس کا دروازہ ہیں۔

۷۰۔ حَدِیْثُ اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ اِنَّہٗ کِذْبٌ مُخْتَلِفٌ فِیْہِ وَقَالَ الزَّرْکَشِیُّ لَا یُعْرَفُ وَقَالَ ابْنُ تَیْمِیَۃَ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ ھُوَ عِنْدَ الدَّیْلَمِیِّ بِلَا اِسْنَادٍ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ جَرَادٍ مَرْفُوْعًا اَنَا مِنَ اللّٰہِ وَالْمُؤْمِنُوْنَ مِنِّیْ فَمَنْ اٰذٰی مُؤْمِنًا فَقَدْ اٰذَانِیْ۔

میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے اور اس میں اختلاف ہے زرکشی رحمہ کہتے ہیں یہ حدیث معلوم نہیں امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے دیلمی نے بغیر سند کے عبداللہ بن جراد سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں جس نے مومن کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا دی۔

۷۱۔ حَدِیْثُ اِنْصِفْ بِالْحَقِّ مَنِ اعْتَرَفَ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ۔

جو شخص اعتراف کرے۔ اس کے ساتھ صحیح انصاف کرو۔ سخاوی فرماتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا۔

۷۲۔ حَدِیْثُ اَنْفِقْ مَا فِی الْجَیْبِ یَاْتِکَ مَا فِی الْغَیْبِ لَا اَصْلَ لِمَبْنَاہُ وَلٰکِنْ صَحَّ مَعْنَاہُ لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُہٗ وَلِلْحَدِیْثِ

جو کچھ تیری جیب میں ہو اسے خرچ کر غیب میں وہ تجھے دستیاب ہو جائے گی۔ ان الفاظ کے لحاظ سے اس روایت کی کوئی اصل نہیں اور بلحاظ معنی قرآن کہتا ہے جو کچھ بھی تم خرچ کرو گے وہ تمہارے پیچھے آئے گا۔ اور ایک متفق علیہ

اَلْمُتَّفَقِ عَلَيْهِ اَنْفِقْ اُنْفِقْ عَلَيْكَ وَاَمَّا قَوْلُهُمْ اَنْفَقَ اَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَا مَعَهُ حَتّٰى تَخَلَّلَ بِالْعَبَاءِ فَلَيْسَ فِي الْمَرْفُوْعِ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ۔

حدیث میں ہے خرچ کر تجھ پر بھی خرچ کیا جائیگا لیکن لوگوں کا یہ قول کہ ابوبکرؓ نے جو کچھ ان کے پاس تھا سب کچھ خرچ کردیا حتی کہ عبا سے بھی خالی رہ گئے تو یہ الفاظ مرفوع روایت میں نہیں ہیں لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔

۷۴۔ حَدِيْثُ اِنَّ الْاَرْضَ لَتَنْجُسُ مِنْ بَوْلِ الْاَبْعَرِ اَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فِيْهِ دَاوُدُ الْوَضَّاعُ ۔

اونٹوں کے پیشاب سے زمین چالیس روز تک ناپاک ہو جاتی ہے۔ اس میں داود وضاع موجود ہے۔

۷۵۔ حَدِيْثُ اَنَّ بِلَالًا كَانَ يُبَدِّلُ الشِّيْنَ فِي الْاَذَانِ سِيْنًا قَالَ الْمِزِّيُّ فِيْمَا نَقَلَهُ عَنْهُ الْبُرْهَانُ السَّفَاقِسِيُّ اَنَّهُ اشْتَهَرَ عَلٰى اَلْسِنَةِ الْعَوَامِّ وَلَمْ نَرَهُ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الْكُتُبِ ۔

بلالؓ اذان میں شین کو سین سے بدل دیا کرتے تھے۔ برہان السفاقسی نے مزی سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے لیکن کتب حدیث میں اس کا کہیں وجود نہیں۔

۷۶۔ حَدِيْثُ اِنَّ الشَّمْسَ رُدَّتْ عَلٰى عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَهُ وَادَّعٰى ابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ لٰكِنْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ ابْنُ مَنْدَهْ

علیؓ بن ابی طالب کے لئے سورج لوٹا دیا گیا۔ امام احمدؒ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن الجوزی نے اس کے موضوع ہونے کا دعوی کیا ہے لیکن سیوطی کہتے ہیں کہ ابن مندہ۔ ابن شاہینؒ ابن مردویہؒ نے اسے روایت کیا ہے

وابن شاهين وابن مردويه وصححه الطحاوي والقاضي عياض اقول ولعل المنفي ردها بامر علي والمثبت بدعاء النبي عليه السلام وتفصيله في السير۔

طحاویؒ اور قاضی عیاض نے اس کی تصحیح کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ہو سکتا ہے۔ کہ جن علماء نے انکار کیا ہے انہوں نے اس بنا پر کیا ہو کہ حضرت علیؓ کے حکم سے سورج لوٹا اور جنہوں نے صحیح قرار دیا انہوں نے حضورؐ کی دعا کو اس کا اثر سمجھا اور اس کی تفصیل کریں

٧٧۔ حديث ان الشيطان يجري من ابن آدم مجرى الدم فضيقوا مجاريه بالجوع يعني ذكره في الاحياء وقال العراقي متفق عليه من حديث صفية دون قوله فضيقوا مجاريه بالجوع يعني فانه مدرج من كلام بعض الصوفية۔

شیطان آدمی کے خون کے جاری ہونے کی جگہ پر چلتا ہے تو اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو امام غزالیؒ نے احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں یہ حدیث حضرت صفیہ سے مروی ہے اور متفق علیہ ہے۔ اخیر کے الفاظ کہ اس کے جاری ہونے کی جگہ کو بھوک سے تنگ کر دو۔ یہ بعض صوفیاء کا کلام ہے۔ جو حدیث میں داخل ہو گیا۔

٧٨۔ حديث ان شيطانا بين السماء والارض يقال له الولهان معه ثمانية امثال ولد آدم من الجنود وله خليفة يقال له حزب قال ابن الجوزي

زمین و آسمان کے مابین ایک شیطان ہے جسے ولہان کہا جاتا ہے۔ اس کے آٹھ ساتھی ہوتے ہیں۔ جو انسانوں جیسے ہوتے ہیں اور اس کا ایک خلیفہ ہے جسے حزب کہا جاتا ہے۔ ابن الجوزی کہتے ہیں۔ یہ موضوع

ہے ؛
مَوْضُوْعٌ •

۷۹۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَالِمَ وَالْمُتَعَلِّمَ اِذَا مَرَّا عَلٰی قَرْیَۃٍ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَرْفَعُ الْعَذَابَ عَنْ مَقْبَرَۃِ تِلْکَ الْقَرْیَۃِ اَرْبَعِیْنَ یَوْمًا فَقَالَ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ لَا اَصْلَ لَہٗ •

عالم اور متعلم جب کسی گاؤں پر سے گذرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس گاؤں کے قبرستان سے چالیس روز کا عذاب اٹھا لیتا ہے حافظ جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ؛

۸۰۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْعَبْدَ لَیُنْشَرُ لَہٗ مِنَ الثَّنَاءِ بَیْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَمَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْہُ ھٰکَذَا وَفِی الصَّحِیْحَیْنِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّہٗ لَیَاْتِی الرَّجُلُ الْعَظِیْمُ السَّمِیْنُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰہِ جَنَاحَ بَعُوْضَۃٍ •

بندے کی ثنا مشرق و مغرب کے مابین مشہور کردی جاتی ہے ۔ اور اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی اس کا گناہ نہ ہوگا ۔ یہ روایت احیاء العلوم میں ہے ۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس طرح اس حدیث کو کہیں نہیں پایا صحیحین میں ابوہریرہ رضؓ سے یہ روایت مروی ہے ۔ کہ قیامت کے روز ایک موٹا تازہ آدمی آئے گا ۔ جس کا اللہ کے ہاں ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن نہ ہوگا ؛

۸۱۔ حَدِیْثُ اِنَّ الْقَصِیْرَۃَ

چھوٹی عورت لمبی ہوتی ہے ۔ یعنی

قَدْ تَطِیْلُ اَیْ تَلِدُ وَلَدًا طَوِیْلًا	اولاد لمبی پیدا کرتی ہے۔ جوہری نے
ذَکَرَہُ الْجَوْہَرِیُّ فِیْ صِحَاحِہٖ وَ	اپنی صحاح میں اسے نقل کیا ہے صاحب
قَالَ صَاحِبُ الْقَامُوْسِ اَنَّہٗ	قاموس کہتے ہیں۔ یہ مثل ہے حدیث
مَثَلٌ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ کَمَا وَہِمَ	نہیں۔ جیسا کہ جوہری کو وہم
فِیْہِ الْجَوْہَرِیُّ ۔	پیدا ہوا ہے ۔
۸۲۔ حَدِیْثُ اِنَّ لِاِبْرَاہِیْمَ	ابراہیم علیہ السلام اور ابوبکر صدیق
الْخَلِیْلِ وَلِاَبِیْ بَکْرِنِ الصِّدِّیْقِ	کی جنت میں ڈاڑھی ہوگی۔ یہ صحیح نہیں
لِحْیَۃً فِی الْجَنَّۃِ لَمْ یَصِحَّ وَلَا اَعْرِفُ	ہے۔ میں نے حدیث کی کسی مشہور کتاب
ذٰلِکَ فِیْ شَیْءٍ مِّنْ کُتُبِ الْحَدِیْثِ	یا کسی رسالہ میں اس حدیث کو نہیں پایا۔
الْمَشْہُوْرَۃِ وَلَا الْاَجْزَاءِ الْمَنْثُوْرَۃِ	حافظ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں ہمارے
قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ قَالَ شَیْخُنَا	شیخ کہا کرتے تھے۔ کہ ایسے ہی طبرانی میں ایک
وَکَذَا مَا وَرَدَ فِی الطَّبَرَانِیِّ	حدیث ہے۔ کہ اہل جنت سب کے سب
مِنْ اَنَّ اَہْلَ الْجَنَّۃِ جُرْدٌ مُرْدٌ	امرد ہونگے سوائے موسیٰ علیہ السلام کے
اِلَّا مُوْسٰی عَلَیْہِ السَّلَامُ فَاِنَّ	ان کی داڑھی ہوگی۔ ایسے ہی قرطبی نے ذکر
لَہٗ لِحْیَۃً تَضْرِبُ اِلٰی سُرَّتِہٖ	کیا ہے کہ ایسی ہی حدیث موسیٰ کے
وَکَذَا مَا ذَکَرَہُ الْقُرْطُبِیُّ اَنَّ	بھائی ہارون کے بارے میں بھی وارد
ذٰلِکَ وَرَدَ فِیْ حَقِّ ہَارُوْنَ	ہے۔ اور میں نے بعض علماء کے خطوط میں
اَخِیْہِ وَرَاَیْتُ بِخَطِّ بَعْضِ اَہْلِ	دیکھا کہ حضرت آدم کے بارے میں بھی اسی
الْعِلْمِ اَنَّہٗ وَرَدَ فِیْ حَقِّ اٰدَمَ	قسم کی روایت ہے۔ لیکن میں ان میں سے

وَلَا اَعْلَمُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ ثَابِتًا ۔

کسی روایت کو بھی صحیح نہیں سمجھتا۔

۸۳۔ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ قَالَ لَهٗ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَهٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ فَقَالَ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَشْرَفَ مِنْكَ فَبِكَ آخُذُ وَبِكَ اُعْطِيْ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَتَبِعَهٗ غَيْرُهٗ اَنَّهٗ كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ بِالْاِتِّفَاقِ كَذَا فِي الْمَقَاصِدِ لٰكِنْ ذَكَرَهٗ فِي الْاِحْيَاءِ قَالَ الْعِرَاقِيُّ اَخْرَجَهٗ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ وَاَبُوْ نُعَيْمٍ بِاِسْنَادَيْنِ ضَعِيْفَيْنِ

اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ وہ آگے آئی۔ پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں نے کوئی مخلوق تجھ سے اشرف پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ابن تیمیہؒ اور دیگر ائمہ فرماتے ہیں۔ یہ بالاتفاق جھوٹ ہے اور موضوع ہے جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ لیکن غزالی نے احیاء میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں طبرانی نے اسے کبیر و اوسط میں اور ابو نعیم نے اسے دو ضعیف سندوں کے ساتھ روایت کیا ہے۔

۸۴۔ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَقْبَلُ دُعَاءً مَلْحُوْنًا اَثْبَتَ وَرَدَّهَا التَّقِيُّ السُّبْكِيُّ وَالْاَظْهَرُ اَنَّ الْمُرَادَ بِالْمَلْحُوْنِ الْخَطَاُ فِي الْاِعْرَابِ وَالْبِنَاءِ وَقِيْلَ الْمُرَادُ بِهِ الدُّعَاءُ بِغَيْرِ حَقٍّ ۔

اللہ تعالیٰ غلط دعا کو قبول نہیں فرماتا۔ تقی السبکی نے اس حدیث کو رد کیا ہے۔ اور غلط سے مراد ظاہراً اعراب اور بناء میں غلطی ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باطل دعا قبول نہیں فرماتا۔

۸۵۔ حدیث ان اللہ جعل لذۃ الاغنیاء فی طعام الفقراء حکم علیہ العسقلانی بالوضع وذکر جلال السیوطی فی اخر کتاب الموضوعات انہ سئل عن حدیث ان اللہ نقل لذۃ طعام الاغنیاء الی طعام الفقراء فاجاب بانہ موضوع۔

اللہ تعالٰی نے اغنیاء کی لذت فقراء کے کھانے میں رکھی ہے۔ حافظ العسقلانی نے اس کے موضوع ہونے کا حکم لگایا ہے جلال الدین سیوطی نے اپنی کتاب الموضوعات کے اخیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ ان سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ اللہ تعالٰی نے اغنیاء کے کھانے کی لذت فقراء کے کھانے میں منتقل کر دی۔ انہوں نے جواب دیا یہ موضوع ہے۔

۸۶۔ حدیث ان اللہ تعالٰی اخذ المیثاق علی کل مؤمن ان یبغض کل منافق وعلی کل منافق ان یبغض کل مؤمن لم یوجد۔

اللہ تعالٰی نے ہر مومن سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ منافق سے بغض رکھے گا۔ اور منافق سے یہ عہد لیا ہے۔ کہ وہ مومن سے بغض رکھے گا۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔

۸۷۔ حدیث ان اللہ تعالٰی وعد ھذا البیت ان یحجہ فی کل سنۃ ستمائۃ الف فان نقص اکملھم اللہ تعالٰی بالملائکۃ وان الکعبۃ تحشر

اللہ تعالٰی نے اس گھر یعنی بیت اللہ کے لئے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ اس کا ہر سال چھ لاکھ آدمی حج کریں گے اگر اس میں کمی ہو گی اللہ تعالٰی اس تعداد کو فرشتوں کے ذریعے پورا فرمائے گا کعبہ قیامت کے بعد سجی ہوئی دلہن کی طرح اٹھایا

كالعروس المزفوفة كل من
حجها يتعلق باستارها
يسعون حولها حتى تدخل
الجنة فيدخلوا معها كذا
في الاحياء وقال العراقي لم
اجد له اصلا۔

جائیگا، تمام اس کا حج کرنے والے اس کے پردوں سے
چمٹے ہوئے ہونگے۔ اس کے گرد دوڑتے ہیں گے
حتی کہ وہ جنت میں داخل ہوگا۔ تو یہ بھی اس کے
ساتھ جنت میں داخل ہوجائیں گے۔ غزالیؒ نے
احیاء العلوم میں اس کا ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے
ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔

۸۸۔ حديث ان الله يحب
الرجل الشعراني ويكره المرأة
الشعرانية قال عبد الغافر
الفارسي في مجمع الغرائب
في الحديث ان الله يحب
الرجل الازب ويبغض المرأة
الزباء والازب الكثير الشعر
ذكره السيوطي وسكت عليه۔

اللہ تعالیٰ بالوں والے مرد کو پسند کرتا اور
اور بالوں والی عورت کو ناپسند کرتا ہے۔
عبدالغافر الفارسی نے مجمع الغرائب میں
الحدیث میں روایت کیا ہے۔ کہ اللہ
تعالیٰ زیادہ بالوں والے مرد کو پسند کرتا
اور زیادہ بالوں والی عورت کو ناپسند
کرتا ہے۔ سیوطی نے ذکر کیا ہے۔ اور
خاموشی اختیار کی ہے۔

۸۹۔ حديث ان الله يكره
الرجل البطال قال الزركشي
لم اجده وقال السيوطي
فعند ابن عدي من حديث
ابن عمر بسند فيه متروك

اللہ تعالیٰ بیکار شخص کو ناپسند فرماتا
ہے۔ زرکشی کہتے ہیں میں نے اس حدیث
کو کہیں نہیں پایا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔
ابن عدی نے ابن عمر سے ایک روایت
ایسی سند کے ساتھ کی ہے جس میں متروک

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُؤْمِنَ الْمُحْتَرِفَ وَلِلدَّيْلَمِيِّ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يَرٰى عَبْدَهٗ تَعَبًا فِيْ طَلَبِ الْحَلَالِ اِنْتَهٰى وَلَا يَخْفٰى اَنَّ هٰذَا اَخَذَ مِنْ مَفْهُوْمِ الْمَعْنٰى لِصِحَّةِ الْمَبْنٰى وَلَا يُظَنُّ اَنَّ اَحَدًا يَقُوْلُ بِهٖ مِنَ الْمُحَدِّثِيْنَ اِلَّا اَنْ يُقَالَ مُرَادُ السُّيُوْطِيِّ اَنَّهٗ صَحِيْحٌ مَعْنَاهُ وَاَقْوٰى فِيْ صِحَّةِ مَبْنَاهُ مَا فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا اِنِّيْ لَاَكْرَهُ اَنْ اَرَى الرَّجُلَ فَارِغًا لَا فِيْ عَمَلِ الدُّنْيَا وَلَا فِي الْاٰخِرَةِ ۔

راوی بھی موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ کاری گر مومن کو پسند فرماتا ہے۔ دیلمی نے حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ یہ بات پسند فرماتا ہے۔ کہ بندے کو طلب حلال میں تکلیف اٹھاتے دیکھے اور یہ بات مخفی نہیں ہے۔ کہ یہ بات مفہوم اور معنی صحیح ہونے کی بنا پر اخذ کر لی گئی۔ ورنہ سیوطی کے علاوہ کسی محدث نے یہ بات نہیں کہی۔ ہو سکتا ہے کہ سیوطی کی مراد معنی کی صحت اور درستگی ہو جیسا کہ سنن سعیدؒ بن منصور میں ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے۔ میں آدمی کے فارغ ہونے کو برا سمجھتا ہوں کہ نہ وہ دنیا کے کام میں مشغول ہو نہ آخرت کے۔

۹۰ ۔ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ الرَّجُلَ الْمِطْلَاقَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ كَذٰلِكَ لٰكِنْ ثَبَتَ حَدِيْثُ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَى

اللہ تعالیٰ زیادہ طلاق دینے والے آدمی کو ناپسند فرماتا ہے سخاوی کہتے ہیں میں اسے اس طرح نہیں پہچانتا لیکن حدیث سے یہ ثابت ہے۔ کہ اللہ کو حلال چیزوں میں سب سے زیادہ

اللهِ الطَّلَاقُ وَحَدِيثُ لَا أُحِبُّ	مبغوض طلاق ہے اور دوسری حدیث ہے میں
الذَّوَّاقِينَ وَالذَّوَّاقَاتِ ۔	صاحب ذوق مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا
۹۱۔ حَدِيثُ اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ	اللہ تعالیٰ اس بندے کو ناپسند فرماتا ہے
الْعَبْدَ الْمُتَمَيِّزَ عَلَى اَخِيهِ قَالَ	جو اپنے بھائی کے مقابلہ پر ممتاز رہنا چاہتا ہے
اِبْنُ الدَّيْبَعِ لَا اَعْرِفُهُ قُلْتُ وَ	ابن الدیبع کہتے ہیں۔ میں اسے نہیں پہچانتا
فِي جُزْءِ تِمْثَالِ الْعَقْلِ الشَّرِيفِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوالیمن بن عساکر
لِاَبِي الْيُمْنِ بْنِ عَسَاكِرَ رُوِيَ	کی کتاب جزء تمثال العقل الشریف میں ہے
اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ	کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قصہ
وَذَكَرَ قِصَّةً اِنَّ اللّٰهَ يَكْرَهُ مِنْ	بیان کرکے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اس بندے کو
عَبْدِهِ اَنْ يَرَاهُ مُتَمَيِّزًا عَلَى	ناپسند فرماتا ہے۔ جو اس بات کا خواہاں ہو
اَصْحَابِهِ ۔	کہ اپنے ساتھیوں میں ممتاز بن کر رہے ۔
۹۲۔ حَدِيثُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَائِكَةً	اللہ تعالیٰ کے کچھ فرشتے مردوں کو
تَنْقُلُ بِالْاَمْوَاتِ قَالَ السَّخَاوِيُّ	بدلتے رہتے ہیں سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی
لَا اَصْلَ لَهُ وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنْ	اصل نہیں اور اس سے پہلے عبد الملک سے بھی ایک
عَبْدِ الْمَلِكِ مِثْلُهُ ۔	ایسی روایت گذر چکی ۔
۹۳۔ حَدِيثُ اِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا	اللہ کا ایک فرشتہ اس کی آنکھوں
مَا بَيْنَ شُفْرَيْ عَيْنَيْهِ مَسِيرَةُ	کے سامنے پانسو سال کی مسافت
خَمْسِمِائَةِ عَامٍ لَمْ يُوجَدْ	کی حد پر رہتا ہے ۔ اس کی کوئی اصل
لَهُ اَصْلٌ ۔	نہیں پائی جاتی ۔

٩٤۔ حدیث إنکم فی زمان ألهمتم فیه العمل وسیأتی قوم یلهمون الجدل ذکره فی الاحیاء وقال العراقی لم أجده۔

تم ایسے زمانے میں ہو کہ تمہیں عمل کا الہام کیا جاتا ہے اور ایک قوم ایسی آئے گی۔ جسے جنگ وجدل کا الہام ہوا کرے گا۔ غزالی نے اسے احیاء العلوم میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔

٩٥۔ حدیث إن من أقل ما أوتیتم الیقین وعزیمة الصبر ومن أعطی حظه منهما لم یبال ما فاته من قیام اللیل وصیام النهار کذا فی الاحیاء وقال العراقی لم أقف له علی أصل وروی عبد البر من حدیث معاذ ما أنزل الله شیئا أقل من الیقین قلت وهو مستفاد من قوله تعالی وما أوتیتم من العلم إلا قلیلا وأما عزیمة الصبر فی العمل فکذا قلیل کما قال الله تعالی إلا الذین

تم تھوڑا بہت جو کچھ دیئے گئے ہو۔ وہ یقین اور صبر ہے اور جسے ان چیزوں میں سے کچھ حصہ مل جائے۔ تو اس سے اگر رات کا قیام اور دن کے روزے فوت ہو جائیں۔ تو کچھ حرج نہیں۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں۔ میں اس کی اصلیت سے واقف نہیں۔ عبد البر نے معاذ سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یقین سے کم کوئی شے نازل نہیں فرمائی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک خدا تعالےٰ کے قول سے اخذ کیا گیا ہے اور تم بہت تھوڑا علم دیئے گئے ہو اور عمل میں صبر بھی کم ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات وقلیل ما ہم جو لوگ

اٰمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۔	ایمان لائے اور نیک کام کرتے اور ایسے لوگ کم ہیں ؛
۹۶۔ حَدِيْثٌ اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا يُكَفِّرُهَا اِلَّا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ ذَكَرَهُ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ اَسْنَدَهُ جَعْفَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا ۔	گناہوں میں بہت سے گناہ ایسے ہیں جنہیں کوئی نیکی نہیں مٹا سکتی سوائے عرفہ میں قیام کے غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں اسے جعفر بن محمد باقر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بالسند روایت کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ؛
۹۷۔ حَدِيْثٌ اِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ لَا يَقْدِرَ مِنْ كَلَامِ الصُّوْفِيَّةِ وَهِيَ مِنْ جُمْلَةِ مَا اَعْجَبَ الشَّافِعِيَّ مِنْ كَلِمَاتِهِمْ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ فِيْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ عَنْ عَوْفِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اَنَّهٗ كَانَ يَقُوْلُ اِنَّ مِنَ الْعِصْمَةِ اَنْ تَطْلُبَ الشَّيْءَ مِنَ الدُّنْيَا فَلَا تَجِدَهٗ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ ۔	عصمت میں سے یہ بھی ہے کہ قدرت نہ ہو۔ یہ صوفیاء کے ان کلمات میں سے ہے۔ کہ جن سے امام شافعیؒ نے تعجب کیا تھا۔ عبد اللہ بن محمد بن حنبل زوائد الزہد میں فرماتے ہیں۔ کہ عوف بن عبد اللہ کہا کرتے تھے۔ کہ عصمت میں سے یہ بھی ہے کہ تو دنیا طلب کرے۔ اور پھر اسے نہ پا سکے سیوطی نے اس کا ذکر کیا ہے ؛
۹۸۔ حَدِيْثٌ اِنَّ الْمُسَافِرَ وَمَالَهٗ عَلٰى قَلَتٍ بِفَتْحِ الْقَافِ	مسافر اور اس کا مال ہلاکت پر ہوتا ہے۔ امام نوویؒ تہذیب میں فرماتے

وَاللَّامِ وَبِالْمُثَنَّاةِ الْفَوْقِيَّةِ
أَيْ هِلَالُهُ قَالَ النَّوَوِيُّ فِي
تَهْذِيْبِهِ لَيْسَ هٰذَا خَبَرًا عَنْ
رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ
فَقِيْلَ أَنَّهُ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللهُ
وَجْهَهُ وَذَكَرَ ابْنُ السِّكِّيْتِ وَ
الْجَوْهَرِيُّ أَنَّهُ عَنْ بَعْضِ الْأَعْرَابِ
انْتَهٰى وَقَدْ وَرَدَ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ
رَحْمَةَ اللهِ بِالْمُسَافِرِ لَأَصْبَحَ
النَّاسُ وَهُمْ عَلٰى سَفَرٍ إِنَّ
الْمُسَافِرَ وَرَحْلَهُ عَلٰى قَلَتٍ إِلَّا
مَا وَقَى اللهُ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ
أَبِيْ هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَ
كَذَا ابْنُ الْأَثِيْرِ فِي النِّهَايَةِ
وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَالدَّيْلَمِيُّ بِسَنَدٍ
عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ يَرْفَعُهُ لَوْ عَلِمَ
النَّاسُ مَا لِلْمُسَافِرِ لَأَصْبَحُوْا
وَهُمْ عَلٰى ظُهُوْرِ سَفَرٍ إِنَّ اللهَ

ہیں۔ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی حدیث نہیں۔ بلکہ بعض سلف کا
قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ
حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کا
قول ہے۔ ابن السکیت اور جوہری کا
خیال ہے۔ کہ یہ بعض اعراب کا کلام
ہے۔ اور یہ بھی وارد ہے۔ کہ لوگ اگر اللہ
کی رحمت کو جو مسافروں پر نازل ہوتی ہے
جان لیں تو ہر ایک سفر میں ہو۔ حالانکہ
مسافر اور اس کی سواری ہلاکت پر ہوتی
ہے۔ ہاں جسے خدا چاہے بچالے۔ دیلمی رح نے
اسے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً بلا سند نقل
کیا ہے۔ اور اسی طرح ابن الاثیر رح نے
نہایہ میں حالانکہ یہ روایت ضعیف ہے
دیلمی رح نے ابو ہریرہ رض سے مرفوعاً سند کے
ساتھ یہ بھی روایت کیا ہے۔ اگر لوگ اس
بات کو جان لیں۔ کہ مسافر کے لئے کیا
اجر ہے تو سب کے سب سفر میں مبتلا ہو جائیں
اللہ تعالےٰ مسافر کے ساتھ بہت رحیم

بِالْمُسَافِرِ كَرِحِيْمٍ وَهُوَضَعِيْفٌ اَيْضًا وَفِى الْجُمْلَةِ ثَابِتٌ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ ٭	ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے فی الجملہ یہ بات ثابت ہے۔ کہ یہ روایت موضوع نہیں ٭
۹۹۔ حَدِيْثُ اِنَّ مِنْ تَمَامِ اِيْمَانِ الْعَبْدِ اَنْ يَّسْتَثْنِىَ فِىْ كُلِّ حَدِيْثِهِ مُنْكَرٌ ٭	بندے کے کامل مومن ہونے کی دلیل یہ ہے، کہ وہ ہر بات میں استثنار سے کام لے یہ حدیث منکر ہے ٭
۱۰۰۔ حَدِيْثُ اِنَّ الْمَيِّتَ يَرَى النَّاسَ فِىْ بَيْتِهِ سَبْعَةَ اَيَّامٍ قَالَ الْبَيْهَقِىُّ فِىْ مَنَاقِبِ اَحْمَدَ سُئِلَ عَنْهُ اَحْمَدُ فَقَالَ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهُ قَالَ السَّخَاوِىُّ وَيُنْظَرُ مَعْنَاهُ قَالَ النَّوَوِىُّ فِىْ مَتْنِهِ كَلَامٌ مُظْلِمٌ وَوَاضِعُهُ مُجْرِمٌ قَبَّحَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهُ وَلَا بَرَّدَ مَضْجَعَهُ ٭	مردہ اپنے گھر میں لوگوں کو سات دن تک دیکھتا ہے، امام بیہقیؒ مناقب احمد میں فرماتے ہیں، امام احمد سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں سخاوی کہتے ہیں۔ اس کے معنی کو دیکھ لیا جائے۔ نووی اپنے متن میں فرماتے ہیں۔ یہ ایک اندھیر کلام ہے۔ اس کا گھڑنے والا مجرم ہے جس نے اس کو وضع کیا ہے اللہ اس کی صورت بگاڑے۔ اور اس کی قبر میں ٹھنڈک نہ ہو ٭
۱۰۱۔ حَدِيْثُ اِنَّ نِسْبَةَ الْفَائِدَةِ اِلٰى مُفِيْدِهَا مِنَ الصِّدْقِ فِى الْعِلْمِ وَشُكْرِهِ وَاِنَّ السُّكُوْتَ عَنْ ذٰلِكَ مِنَ الْكِذْبِ فِى الْعِلْمِ	فائدہ کی فائدہ پہنچانے والے کی جانب نسبت یہ ہے کہ وہ علم میں سچ بولے اور اس کا شکر کرے۔ اور اس سے خاموش رہنا علم میں جھوٹ اور

وَكُفْرِهٖ مِنْ كَلَامِ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ جَمَاعَةَ مِنْ مَنْسِكِهِ الْكَبِيْرِ قُلْتُ وَمِنَ الْفَائِدَةِ فِي الْإِسْنَادِ إِلَى صَاحِبِ الْفَائِدَةِ مِنْ زِيَادَةِ الْعَائِدَةِ مَا قِيْلَ عِلْمَانِ خَيْرٌ مِنْ عِلْمٍ وَاحِدٍ مَعَ مَا فِي الْإِضَافَةِ بَرَاءَةٌ مِنَ الْمَخَافَةِ ؞

اس کی ناشکری ہے۔ ابن الجماعہ نے منسک الکبیر سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ سفیان ثوری کا قول ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فائدہ کی صاحب فائدہ کی نسبت ایسی ہی جیسے یہ کہا جاتا ہے۔ کہ دو علم ایک علم سے بہتر ہیں ؞

۱۰۲ - حَدِيْثُ إِنَّ الْوَرْدَ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ أَوْ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ قَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ مَوْضُوْعٌ وَسَبَقَهُ لِذٰلِكَ ابْنُ عَسَاكِرٍ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَهُ طُرُقٌ فِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَكِتَابِ التَّرْجُمَانِ لِابْنِ فَارِسٍ ؞

گلاب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا براق کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے۔ امام نووی فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ان سے پہلے اس حدیث پر وضع کا حکم ابن عساکر رحمہ نے لگایا ہے۔ جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں۔ کہ مسند اور ابن فارس کی کتاب الریحان میں کئی سندیں ہیں ؞

۱۰۳ - حَدِيْثُ إِنْ كَانَ الْكَلَامُ مِنْ فِضَّةٍ فَالصَّمْتُ مِنْ ذَهَبٍ هُوَ مِنْ قَوْلِ سُلَيْمَانَ أَوْ لُقْمَانَ

اگر بولنا چاندی ہے۔ تو خاموش رہنا سونا ہے۔ یہ سلیمان علیہ السلام کا قول ہے۔ یا لقمان کی اپنے بیٹے

لِاَنَّہٗ کَمَا ذَکَرَہٗ اِبْنُ الدَّیْبَعِ	کے لیے نصیحت ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبعؒ
قَالَ الْخَطَّابِیُّ وَھٰذَا مَحْمُوْلٌ	کا خیال ہے خطابی کہتے ہیں۔ یہ ان امور کے
عَلٰی مَا لَیْسَ فِیْہِ فَائِدَۃٌ شَرْعِیَّۃٌ	لئے ہے جن میں کوئی فائدہ شرعیہ نہ ہو۔
وَاِلَّا فَقَدْ یَکُوْنُ النُّطْقُ فِیْ	ورنہ بولنا واجب اور بعض مقامات پر
بَعْضِ الْمَوَاضِعِ وَاجِبًا وَفِیْ	مستحب ہوگا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں جو
بَعْضِھَا مَنْدُوْبًا اَقُوْلُ فَیُحْمَلُ	شخص خاموش رہا۔ اس نے نجات پائی" اسے
حَدِیْثُ مَنْ صَمَتَ نَجَا عَلَی	اول پر محمول کیا جائے گا۔ جیسا کہ اس کی
الْاَوَّلِ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ حَدِیْثُ	جانب دوسری حدیث "جو شخص اللہ اور
مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ	آخرت پر ایمان رکھتا ہو سو وہ نیک بات
الْاٰخِرِ فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ	کہے یا خاموش رہے" اشارہ کرتی ہے۔ اس
وَفِیْہِ تَنْبِیْہٌ نَبِیْہٌ عَلٰی اَنَّ	حدیث میں اس بات کی طرف تنبیہ ہے کہ اچھا
کَلَامَ الْخَیْرِ خَیْرٌ مِّنَ السُّکُوْتِ	کلام شر پر خاموش رہنے سے بہتر ہے کیونکہ
عَنِ الشَّرِّ فَاِنَّ نَفْعَ الْاَوَّلِ مُتَعَدٍّ	کلام کا نفع جاری رہنے والا ہے۔ اور
وَالثَّانِیْ قَاصِرٌ کَمَا فِی النَّھْیِ عَنِ	سکوت اس سے خالی ہے۔ جیسا
الْمُنْکَرِ۔	کہ نہی عن المنکر۔
۱۲۱۔ حَدِیْثُ اِنْ لَّمْ یَکُنِ	اگر علماء اللہ کے ولی نہیں تو پھر اللہ کا کوئی
الْعُلَمَاءُ اَوْلِیَاءَ اللّٰہِ فَلَیْسَ لِلّٰہِ	بھی ولی نہیں۔ یہ امام ابوحنیفہ رح اور امام
وَلِیٌّ قَالَہٗ اَبُوْحَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیُّ	شافعی رح کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے
وَقَدْ قِیْلَ مَنْ اَطْلَقَ لِسَانَہٗ	کہ جس نے اپنی زبان کو علماء کی عیب

فِی الْعُلَمَاءِ بِالثَّلْبِ اِبْتَلَاہُ اللّٰہُ بِمَوْتِ الْقَلْبِ وَالثَّلْبُ الْعَیْبُ وَقَالَ بَعْضُھُمْ غِیْبَۃُ الْعُلَمَاءِ کَبِیْرَۃٌ وَقِیْلَ لَحْمُ الْعُلَمَاءِ سَمٌّ قَاطِعٌ۔

جوئی میں لگایا۔ تو اللہ تعالےٰ اس کے دل کو مردہ کردیتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں علمار کی غیبت کبیرہ گناہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ علمار کا گوشت (یعنی غیبت) سم قاتل ہے۔

۱۰۵۔ حَدِیْثُ اِنِّیْ لَاَجِدُ نَفَسَ الرَّحْمٰنِ مِنْ قِبَلِ الْیَمَنِ اَوْمِنْ جَانِبِ الْیَمَنِ قَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْ لَہٗ اَصْلًا۔

میں رحمت یمن کی جانب سے پاتا ہوں۔ عراقی رحمہ اللہ تعالےٰ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۰۶۔ حَدِیْثُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ فِیْ اِنَّ اللّٰہَ لَمَّا خَلَقَ الْعَقْلَ الْحَدِیْثُ رَوَاہُ ابْنُ دَاؤدَ الْمُحَبَّرِ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَلَیْسَ ابْنُ الْمُحَبَّرِ کَذَّابًا وَقَدْ قَالَ شَیْخُنَا یَعْنِی الْعَسْقَلَانِیَّ وَالْوَارِدُ فِیْ اَوَّلِ مَا خَلَقَ اللّٰہُ حَدِیْثُ اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ الْقَلَمَ وَھُوَ اَثْبَتُ مِنْ حَدِیْثِ الْعَقْلِ۔

سب سے پہلے اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا یہ بات پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکی کہ اللہ تعالیٰ نے جب عقل کو پیدا فرمایا الخ اس حدیث کو ابن داؤد المحبر نے روایت کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں۔ ابن المحبر کذاب نہیں۔ ہمارے شیخ یعنی حافظ ابن حجر العسقلانی فرمایا کرتے تھے کہ اس موضوع پر کہ اللہ تعالیٰ نے اولاً کیا شئے پیدا فرمائی ایک حدیث ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا یہ حدیث عقل سے زیادہ ثابت ہے۔

۱۰۷۔ حَدِیْثُ اِیَّاکُمْ وَخَضْرَاءَ

کوڑے کی سبزی سے بچو۔ اسے دارقطنی رحمہ نے

الیمن أخرجه الدارقطنی فی
الافراد والعسکری من حدیث
الواقدی وقال الدارقطنی لا
یصح من وجه ذکره ابن الدیبع
وقال السیوطی رواه الدیلمی
عن ابی سعید قلت فلا یکون
موضوعا سواء یکون موقوفا
او مرفوعا ذکره صاحب
تحفة العروس عن ابن عمر
موقوفا ولفظه ایاکم وخضراء
الدمن فانها تلد مثل اصلها
وعلیکم بنات الاعراق فانها
تلد مثل ابیها وعمها واخیها
ثم الدمن بفتح وکسر جمع
دمنة بکسر الدال المهملة وهی
البعر شبهت المرأة الحسناء
الفاسدة بالنبات ینبت
علی البعر فی الموضع الخبیث
فان ظاهره حسن وباطنه

افراد میں اور ابن عساکر نے واقدی سے
روایت کیا ہے ۔ امام دارقطنی فرماتے
ہیں ۔ یہ کسی طریقہ سے صحیح نہیں ۔ جیساکہ
ابن الدبیع نے ذکر کیا ہے ۔ سیوطی کہتے
ہیں ۔ اسے دیلمی نے ابوسعید سے بھی
روایت کیا ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں میرے نزدیک یہ موضوع نہیں ۔
یہ دوسری بات ہے کہ یہ موقوف ہو یا مرفوع
صاحب تحفۃ العروس نے حضرت عمر رض سے
موقوفاً روایت کیا ہے کہ کوڑے کی سرسبزی
سے بچو ۔ کیونکہ وہ اپنی اصل کے مطابق بچے
دیتی ہے ۔ اور اچھے نسب والی لڑکیوں سے
نکاح کیا کرو ۔ کیونکہ وہ اپنے باپ ، چچا اور
بھائی جیسی اولاد جنتی ہے دمن دمنہ کی جمع ہے
اور دمنہ مینگنی کو بولتے ہیں ۔ حسین
عورت کو بیکار گھاس سے جو کوڑا
کرکٹ پر اگتا ہے ، تشبیہ دی گئی
ہے ۔ کیونکہ اس کا ظاہر عمدہ اور باطن
خراب ہے ۔ اعراق عرق کی

مَاسِدٌ وَالْاَعْرَاقُ جَمْعُ عِرْقٍ وَالْمُرَادُ بِہٖ الْاَصْلُ ۔	جمع ہے ۔ اس سے مراد اصل اور نسب ہے ۔
۱۰۸ ۔ حَدِیْثُ اِیَّاکَ وَالسَّجَعَ یَا ابْنَ رَوَاحَۃَ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْہُ ھٰکَذَا وَفِیْ کِتَابِ الرِّیَاضَۃِ لِابْنِ السُّنِّیِّ وَاَبِیْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ مِنْ حَدِیْثِ عَائِشَۃَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ اَنَّھَا قَالَتْ لِلسَّائِبِ اِیَّاکَ وَ السَّجْعَ فَاِنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَاَصْحَابَہٗ کَانُوْا لَا یَسْجَعُوْنَ وَ لِابْنِ حِبَّانَ وَاجْتَنِبِ السَّجَعَ وَفِی الْبُخَارِیِّ نَحْوُہٗ مِنْ قَوْلِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَالسَّجْعُ الْمَذْمُوْمُ ھُوَ الْمُتَکَلَّفُ الصَّادِرُ مِنْ نَحْوِ الْکُھَّانِ وَاَمَّا السَّجْعُ الْوَارِدُ مِنَ الْمَوْرُوْدِ الطَّبِیْعِ فَلَا مَنْعَ لَہٗ بَلْ وَرَدَ فِی الشَّرْعِ نَحْوُ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِکَ مِنْ عِلْمٍ لَا یَنْفَعُ وَ	اے ابن رواحہ قافیہ بندی سے بچ ۔ یہ حدیث احیاء العلوم میں ہے ۔ عراقیؒ کہتے ہیں ، میں نے اسے کہیں نہیں پایا ۔ ابن السنی نے کتاب الریاضہ اور ابن نعیم نے حلیہ میں حضرت عائشہ رضؓ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے ۔ کہ انہوں نے سائب سے فرمایا اے سائب قافیہ بندی سے احتراز کیا کرو ۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ قافیہ بندی نہیں کرتے تھے ۔ ابن حبان کی روایت میں یہ الفاظ ہیں قافیہ بندی سے بچ ۔ بخاریؒ میں ابن عباس رضؓ سے بھی اسی قسم کا قول مروی ہے اور وہ سجع بندی مذموم ہے ۔ جو تکلفاً صادر ہو ۔ جیسے کہانت اور وہ سجع بندی جو موزونی طبع کی بنا پر وارد ہو وہ منع نہیں ۔ بلکہ شریعت میں سجع بند عبارات موجود ہیں جیسے

قَلْبٍ لَا یَخْشَعُ وَنَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَدُعَاءٍ لَا یُسْمَعُ وَمِنْ هٰؤُلَاءِ الْاَرْبَعِ ۔

اللہم اعوذ بک من علم لاینفع ۔ وقلب لایخشع ۔ ولنفس لاتشبع ۔ ودعاء لایسمع اور اسی قسم کی دیگر روایات ۔

۱۰۹۔ حَدِیْثُ اَیُّ شَیْءٍ لَا یَخْفٰی قَالَ مَا یَکُوْنُ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَعْرِفُ لَہٗ اَصْلًا قَالَ وَنَحْوَہٗ ۔

ایسی کون سی شے ہے جو مخفی نہیں رہتی چاہے کچھ بھی ہو ۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں میں اس کی اصل کو نہیں جانتا ۔ اور اسی قسم کا حسب ذیل روایات بھی ہے ۔

۱۱۰۔ حَدِیْثُ مَنْ اَخْفٰی سَرِیْرَۃً صَالِحَۃً اَوْ سَیِّئَۃً اَلْبَسَہُ اللّٰہُ مِنْهَا رِدَاءً بَیْنَ النَّاسِ یُعْرَفُ بِہٖ وَلَوْ دَخَلَ الْمُؤْمِنُ کُوَّۃَ حَائِطٍ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا اَصْبَحَ النَّاسُ یَتَحَدَّثُوْنَ بِہٖ قُلْتُ وَیُقَوِّیْ مَعْنَاہُ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ وَقَدْ فُسِّرَ قَوْلُہٗ تَعَالٰی فَاِنَّہٗ یَعْلَمُ السِّرَّ وَاَخْفٰی اَیْ مَا فِی الْبَاطِنِ وَقِیْلَ مَا لَا یَکُوْنُ فَاِنَّہٗ عَالِمٌ بِالْمَوْجُوْدَاتِ وَالْمَعْدُوْمَاتِ

جس نے اپنا راز چھپایا وہ اچھا ہو یا برا اللہ تعالی اسے ایک چادر پہنا دیتا ہے جس سے وہ لوگوں میں پہچان لیا جاتا ہے اگرچہ مومن کسی کوٹھڑی میں داخل ہو کر نیک عمل کرے لیکن لوگ صبح کو اسی کی بات کرتے ہوں گے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید میں قرآن کی یہ آیت بھی ہے کہ جو کچھ تم چھپاتے ہو ۔ اللہ اسے ظاہر کرنے والا ہے اور اس کی تفسیر اللہ تعالی نے اپنے اس قول میں فرمائی ہے کہ وہ ظاہر اور مخفی باتوں کو جانتا ہے ۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ کوئی ایسی شے نہیں جو عالم میں موجود ہو یا معدوم ہو ۔ کوئی سی شے ہو ۔ جس کا وجود ہو یا نہ ہو ، چاہے وہ کسی طرح کیوں نہ ہو

وَاَنَّہٗ اَیُّ شَیْئٍ یَکُوْنُ وَاَیُّ شَیْئٍ	وہ اسے جانتا ہے جبھی تو اس نے اسے معدوم کو حکم
لَا یَکُوْنُ وَلَوْ کَانَ کَیْفَ یَکُوْنُ	دیا تھا۔ کہ ہو جا (یعنی وجود میں آجا) پس وہ ہو گئی
وَاَنَّہٗ اِذَا قَالَ لِلشَّیْئِ کُنْ فَیَکُوْنُ۔	(یعنی وجود میں آگئی)۔
۱۱۱۔ حَدِیْثُ اَلْاِیْمَانُ عَقْدٌ	ایمان قلب سے یقین۔ زبان سے
بِالْقَلْبِ وَاِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَعَمَلٌ	اقرار اور اعضاء سے عمل کرنے کا نام ہے
بِالْاَرْکَانِ قَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاہُ	سخاوی کہتے ہیں اسے ابن ماجہ نے عبدالسلام
ابْنُ مَاجَۃَ بِسَنَدِہٖ مِنْ طَرِیْقِ	بن صالح کے واسطے سے حضرت علیؓ سے
عَبْدِ السَّلَامِ بْنِ صَالِحٍ اِلٰی	مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن جوزیؒ نے
عَلِیٍّ رَفَعَہٗ بِھٰذَا وَحَکَمَ عَلَیْہِ	اس حدیث پر وضع کا حکم لگایا ہے سیوطی
ابْنُ الْجَوْزِیِّ بِالْوَضْعِ وَلٰکِنْ	کہتے ہیں اسے ابن الجوزی نے موضوعات
قَالَ السُّیُوْطِیُّ اَوْرَدَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ	میں نقل کیا ہے۔ لیکن یہ درست نہیں
فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَلَمْ یُصِبْ	ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فیروزآبادی
قُلْتُ قَالَ الْفَیْرُوْزَآبَادِیُّ فِیْ	نے اپنی کتاب صراط المستقیم میں تحریر
کِتَابِہِ الصِّرَاطِ الْمُسْتَقِیْمِ اَلْحَدِیْثُ	کیا ہے۔ کہ حدیث مشہور الایمان قول
الْمَشْھُوْرُ اَنَّ الْاِیْمَانَ قَوْلٌ وَ	وعمل کا نام ہے۔ کم اور زیادہ ہوتا رہتا
عَمَلٌ وَیَزِیْدُ وَیَنْقُصُ وَالْاِیْمَانُ	ہے۔ یا کم اور زیادہ نہیں ہوتا۔ اس قسم کی
لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ کُلُّہٗ غَیْرُ	کوئی روایت بھی صحیح نہیں۔ زرکشی نے اپنی ابتدا
صَحِیْحٍ وَذَکَرَ الزَّرْکَشِیُّ فِیْ اَوَّلِ	کتاب میں بخاریؒ سے نقل کیا ہے کہ ان سے
کِتَابِہٖ عَنِ الْبُخَارِیِّ اَنَّہٗ	اس حدیث کے بارے میں سوال کیا گیا۔

سُئِلَ عَنْ حَدِیْثِ الْاِیْمَانُ لَا یَزِیْدُ وَلَا یَنْقُصُ فَکَتَبَ مَنْ حَدَّثَ بِهٖ اِسْتَوْجَبَ الضَّرْبَ الشَّدِیْدِ وَالْحَبْسَ الطَّوِیْلِ ۔

کہ ایمان کم اور زیادہ ہوتا ہے۔ تو انہوں نے جواب میں تحریر فرمایا۔ کہ جو شخص اس حدیث کو بیان کرے وہ ضرب شدید اور لمبی قید کا مستحق ہے

فائدہ ۔ اس حدیث کا راوی عبد السلام بن صالح ابو صلت الہروی ہے جس کے بارے میں عقیلی فرماتے ہیں وہ کذاب ہے ابن الجوزی اپنی موضوعات میں فرماتے ہیں۔ ابو الصلت عبد السلام بن صالح متہم ہے۔ اس کی حدیث حجت نہیں ہو سکتی۔ ذہبی نے میزان میں دار قطنی سے نقل کیا ہے۔ کہ وہ رافضی ہے خبیث ہے اور حدیث بالا کی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ ایسے ہی حافظ ابن حجر نے تہذیب میں دار قطنی سے روایت کیا ہے۔ دمیری نے اپنے دیباچہ میں اور ابن رجب زبیری نے اپنی شرح ابن ماجہ میں اسے موضوع قرار دیا ہے۔ سندھی اپنی شرح میں لکھتے ہیں کہ اس کے ضعف پر تمام محدثین متفق ہیں۔ موضوعات ابن ماجہ میں سے یہ اول روایت ہے جس پر محدثین نے وضع کا حکم لگایا ہے ۔

حَرْفُ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ!

۱۱۲ - حَدِیْثُ الْبَاذِنْجَانُ لِمَا اُکِلَ لَهٗ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَمْ اَقِفْ

بینگن کھانے کے لئے ہے۔ یہ حدیث باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام عسقلانی فرماتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں بعض

عَلَيْهِ وَقَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ اِنَّهُ
مِنْ وَضْعِ الزَّنَادِقَةِ وَقَالَ
الزَّرْكَشِيُّ وَقَدْ لَهَجَ بِهِ الْعَوَامُ
حَتّٰى سَمِعْتُ قَائِلًا مِنْهُمْ يَقُوْلُ
هُوَ اَصَحُّ مِنْ حَدِيْثِ مَاءِ
زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ وَهٰذَا
خَطَأٌ قَبِيْحٌ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْهِ
بَاطِلٌ قَالَ السُّيُوْطِيُّ لَمْ اَقِفْ
لَهُ عَلٰى اِسْنَادٍ اِلَّا فِيْ تَارِيْخِ
بَلْخٍ وَهُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِي الْفَتَاوٰى
الْحَدِيْثِيَّةِ لِكَانَ هٰذَا الْقَائِلُ
مُخْطِئٌ اَشَدَّ الْخَطَأِ فَاِنَّ حَدِيْثَ
الْبَاذِنْجَانِ كَذِبٌ بَاطِلٌ
مَوْضُوْعٌ بِاِجْمَاعِ اَئِمَّةِ الْحَدِيْثِ
نَبَّهَ عَلٰى ذٰلِكَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي
الْمَوْضُوْعَاتِ وَالذَّهَبِيُّ فِي
الْمِيْزَانِ وَغَيْرُهُمَا وَحَدِيْثُ
مَاءِ زَمْزَمَ مُخْتَلِفٌ فِيْهِ فَقِيْلَ
صَحِيْحٌ وَقِيْلَ حَسَنٌ وَقِيْلَ ضَعِيْفٌ

حافظ کا قول ہے۔ کہ یہ زنادقہ کی وضع
کردہ ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں سارے عوام
بہت بیان کرتے ہیں۔ حتی کہ میں نے
ایک شخص کو کہتے سنا۔ کہ یہ حدیث ماء
زمزم کی حدیث سے زیادہ صحیح ہے۔ کہ زمزم
کا پانی پینے کے لئے ہے۔ یہ بہت بڑی
غلطی ہے۔ اور اس کے بارے میں جتنی
روایات ہیں سب باطل ہیں۔ سیوطی کہتے ہیں
مجھے اس روایت کی سند سوائے تاریخ بلخ
کے کہیں نظر نہیں۔ اور وہ سند موضوع ہے
فتاوی حدیثیہ میں ہے کہ اس کا بیان کرنے والا
بہت بڑا خطا کار ہے۔ کیونکہ حدیث۔ ذنجان
جھوٹ ہے باطل ہے۔ اور بالاتفاق محدثین
موضوع ہے۔ جیسا کہ ابن الجوزی نے
موضوعات اور امام ذہبی رحمہ اللہ
تعالیٰ نے میزان میں تحریر کیا ہے
اور زمزم والی روایت مختلف
فیہ ہے۔ بعض صحیح بعض حسن
اور بعض ضعیف کہتے ہیں اور کسی محدث

وَلَمْ يَقُلْ أَحَدٌ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ.

نے بھی اسے موضوع قرار نہیں دیا۔

۱۱۳۔ حَدِيثُ بَاعِدُوا بَيْنَ أَنْفَاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ غَيْرُ ثَابِتٍ وَإِنَّمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الْحَاجِّ فِي مَدْخَلٍ فِي صَلٰوةِ الْعِيدَيْنِ وَذَكَرَهُ ابْنُ جَمَاعَةَ فِي مَنْسَكِهِ فِي طَوَافِ النِّسَاءِ وَلَفْظُهُ وَيُرْوَى عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَاعِدُوا بَيْنَ أَنْفَاسِ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ.

عورتوں اور مردوں کے سانسوں میں دوری کردو۔ یہ روایت ثابت نہیں۔ ابن الحاج نے مدخل میں صلوٰۃ العیدین میں اور ابن جماعہ رح نے منسک میں طواف النساء میں اسے روایت کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ یہ ہیں، کہ حضور سے یہ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ لوگوں میں یعنی مردوں اور عورتوں میں دور رکھو۔

۱۱۴۔ حَدِيثُ الْبَاقِلَاءِ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّبِيعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ حَدِيثُ الْبَاقِلَاءِ وَالْعَدَسِ بَاطِلَةٌ.

باقلا والی روایت کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ ابن الدبیع نے ذکر کیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں باقلا اور مسور کی دال کی حدیثیں باطل ہیں۔

۱۱۵۔ حَدِيثُ بَاكِرُوا بِالصَّدَقَةِ فَإِنَّ الْبَلَاءَ لَا يَتَخَطَّاهَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ هُوَ مَوْضُوعٌ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَكِنْ لَا يَتَبَيَّنُ لِي أَنَّهُ كَذٰلِكَ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ

صدقہ میں جلدی کیا کرو۔ کیونکہ بلائیں اس پر نہیں چل سکتیں۔ ابن الجوزی رح کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس کی کیفیت ظاہر نہ ہو سکی۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے اوسط میں

حَدِيثُ عَلِيٍّ وَأَبُو الشَّيْخِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ ۔

حضرت علی رضؓ سے اور ابوالشیخ رحؒ نے انس سے روایت کیا ہے ۔

۱۱۶ - حَدِيثُ بُخَلَاءُ أُمَّتِي الْخَيَّاطُونَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ بَلْ لَا أَصْلَ لَهُ فَإِنَّ حَدِيثَ عَمَلِ الْأَبْرَارِ مِنَ الرِّجَالِ الْخِيَاطَةُ وَعَمَلُ الْأَبْرَارِ مِنَ النِّسَاءِ الْغَزْلُ الَّذِي رَوَاهُ تَمَّامٌ فِي فَوَائِدِهِ وَغَيْرُهُ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ يَرُدُّهُ حَدِيثُ الْبَخِيلُ عَدُوُّ اللهِ وَلَوْ كَانَ رَاهِبًا لَا أَصْلَ لَهُ وَلَكِنْ لَفْظُ الْبَخِيلُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَوْ كَانَ عَابِدًا وَالسَّخِيُّ لَا يَدْخُلُ النَّارَ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا ۔

میری امت کے بخیل درزی ہیں سخاوی کہتے ہیں۔ میں اس حدیث کا واقف نہیں ابن الدیبع کہتے ہیں بلکہ اس کی کوئی اصل نہیں۔ کیونکہ حدیث ہے۔ کہ نیک مردوں کا عمل سلائی اور نیک عورتوں کا عمل کاتنا ہے۔ اسے تمام نے فوائد میں سہل بن سعد سے روایت کیا ہے۔ یہ حدیث پہلی روایت کی تردید کرتی ہے۔ اور یہ حدیث کہ بخیل اللہ کا دشمن ہے چاہے راہب کیوں نہ ہو اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی یہ روایت کہ بخیل جنت میں داخل نہ ہوگا۔ چاہے عابد کیوں نہ ہو۔ اور سخی دوزخ میں داخل نہ ہوگا چاہے فاسق کیوں نہ ہو ۔

۱۱۷ حَدِيثُ الْبَرْدُ عَدُوُّ الدِّينِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ بَلْ هُوَ مِنْ كَلَامِ سَعِيدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيزِ

سردی دین کی دشمن ہے یہ حدیث نہیں بلکہ سعید بن عبد العزیز رحمہ اللہ تعالٰی الدمشقی امام الکبیر

الا منتقی الامام الکبیر۔

کا کلام ہے۔

۱۱۸۔ حدیث البرّ ابرّ باھلہ من کلام العامۃ و لعلہ ماخوذ من تقدیمہ علی البحر فی قولہ تعالیٰ ھو الذی یسیرکم فی البر والبحر ومن قولہ سبحانہ وتعالیٰ الم نجعل الارض کفاتا احیاءً وامواتا ای ضامۃ کضم الام اولادھا کما یشیر الیہا قولہ تعالیٰ منہا خلقناکم۔

خشکی اپنے رہنے والوں کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہے یہ عوام کا کلام ہے اور شاید اللہ تعالیٰ کے اس کلام سے ماخوذ ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے خشکی کو سمندر پر مقدم فرمایا ہے "وہ ذات ہے جو تمہیں خشکی اور دریا میں چلاتا ہے" اور اللہ تعالیٰ کا قول "کیا ہم نے زمین کو زندوں اور مردوں کے لئے گود کی طرح نہیں بنا دیا، جیسے ماں اپنی اولاد کو لپٹاتی ہے۔ اسی کی جانب اللہ تعالیٰ کا یہ قول بھی اشارہ کرتا ہے "ہم نے تمہیں اسی زمین سے پیدا کیا ہے"

۱۱۹۔ حدیث البرکۃ فی البنات قال السخاوی عن ابن عباس ان رجلا دعا علی بناتہ بالموت فقال علیہ السلام لا تدع فان البرکۃ فی البنات وفی سندہ من اتھم بالوضع وھو لا ینافی من ان موت البنات من

برکت لڑکیوں میں ہے سخاوی کہتے ہیں ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے اپنی لڑکیوں کے لئے بددعا کی۔ آپ نے فرمایا بددعا نہ کرو کیونکہ برکت لڑکیوں میں ہے اس کا راوی وضع کے ساتھ متہم ہے۔ اور یہ اس بات کے منافی نہیں ہے کہ لڑکیوں کی موت عزت میں سے ہے۔ کیونکہ حالات مقامات کے تفاوت سے مختلف ہوتے رہتے

الْمَكْرُمَاتِ فَإِنَّ الْحَالَاتِ تَخْتَلِفُ بِتَفَاوُتِ الْمَقَامَاتِ فَقَدْ رَوَى الطَّبَرَانِيُّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ وَغَيْرِهِمَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا عُزِّيَ بِابْنَتِهِ رُقَيَّةَ قَالَ الْحَمْدُ لِلّٰهِ دَفْنُ الْبَنَاتِ مِنَ الْمَكْرُمَاتِ وَفِي رِوَايَةِ الْبَزَّارِ مَوْتُ الْبَنَاتِ وَهُوَ غَرِيبٌ وَلِابْنِ أَبِي الدُّنْيَا عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ مَاتَتْ لَهُ ابْنَةٌ فَأَتَاهُ النَّاسُ يُعَزُّونَهُ فَقَالَ لَهُمْ عَوْرَةٌ سَتَرَهَا اللهُ وَمُؤْنَةٌ كَفَاهَا اللهُ وَأَجْرٌ سَاقَهُ اللهُ وَأَجْمَعَ الْمُتَأَخِّرُونَ أَنْ يَزِيدُوا فِيهَا حَرْفًا فَمَا قَدَرُوا كَذَا فِي الْمَقَاصِدِ وَأَقُولُ وَيُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ إِنَّ الرَّابِعَ أَمْرٌ قَضَاهُ

ہیں۔ کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنی بیٹی رقیہ کی تعزیت کی تو فرمایا سب تعریفیں اس خدا کے لیے ہیں جس نے لڑکیوں کو عزت سے دفن کر دیا۔ بزار کی روایت میں ہے۔ کہ لڑکیوں کی موت مکرمات میں سے ہے اور یہ غریب ہے۔ ابن ابی الدنیا نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ ان کی ایک صاحبزادی کا انتقال ہو گیا۔ لوگ ان کے پاس تعزیت کے لئے آئے تو انہوں نے فرمایا یہ ایک عورت تھی جس کا اللہ نے پردہ ڈھانپ لیا ایک مانت تھی جسے اللہ نے پورا کیا اور ایک اجر تھا جسے اللہ نے جاری رکھا۔ متاخرین نے اس میں کچھ زیادتی کرنی چاہی۔ لیکن اس پر قادر نہ ہو سکے۔ جیسا کہ مقاصد میں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ ممکن ہے کہ چوتھا کلمہ یہ کہا جائے ایک حکم تھا جسے اللہ نے پورا کیا۔ اور اللہ کے سوا

الله لاحول ولاقوة الا بالله ۔

کسی میں طاقت نہیں ۔

۱۲۰۔ حدیث البرکة فی صغر القرص وطول الرشاء وصغر الجدول والمراد بالجدول نهر الماء ذكره السخاوی فی المقاصد فی حدیث صغروا الخبز وقال انه باطل وكانه تبع النسائی فیما نقل عنه انه كذب قلت ولا فحدیث البركة قد ذكره السیوطی فی جامع الصغیر عن ابی الشیخ فی الثواب عن ابن عباس رضی الله عنه والسلفی فی الطیوریات عن ابن عمر واما حدیث صغروا كسیاتی علیه الكلام فی محله ۔

برکت چھوٹی روٹی ۔لمبی رسی اور چھوٹی گول میں ہے۔اور جدول سے مراد پانی کی نہر ہے۔سخاوی رح نے اس روایت کو مقاصد میں اس حدیث کے تحت تحریر کیا ہے۔کہ روٹی چھوٹی بنایا کرو۔سخاوی رح کہتے ہیں یہ باطل ہے۔اور انہوں نے اس معاملہ میں امام نسائی رح کی اتباع کی ہے۔کیونکہ وہ اس حدیث کو کذب قرار دیتے ہیں۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔اسے سیوطی رح نے جامع الصغیر میں ابو الشیخ کے ذریعہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور سلفی رح نے طیوریات میں ابن عمر رض سے اور حدیث صغروا اپنے موقع پر آئے گی ۔

۱۲۱۔ حدیث برعة الشرك لا تغور لیس بحدیث كما

شرکت کی مقدار جاری نہیں ہوتی یہ حدیث نہیں ہے۔جیسا کہ ابن الدبیع رح

قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ ۔ | کا خیال ہے ۔

۱۲۲ ۔ حَدِيْثُ اَلْبَشَاشَةُ خَيْرٌ مِّنَ الْقِرٰى اَىِ الضِّيَافَةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ ۔

خوشی مہمان داری سے بہتر ہے سخاوی رح فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ۔

۱۲۳ ۔ حَدِيْثُ بَشِّرِ الْقَاتِلَ بِالْقَتْلِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهُ ۔

قاتل کو قتل کی بشارت دے دو ۔ سخاوی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۱۲۴ ۔ حَدِيْثُ الْبِطِّيْخِ وَفَضَائِلِهٖ صَنَّفَ فِيْهِ اَبُوْ عُمَرَ النَّوْقَانِيُّ جُزْءًا وَاَحَادِيْثُهُ بَاطِلَةٌ ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قُلْتُ اَمَّا فَضَائِلُهُ فَكَذٰلِكَ وَاَمَّا مَا وَرَدَ فِيْهِ اَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَكَلَهُ فَثَابِتٌ لَا سِيَّمَا مَعَ الرُّطَبِ كَمَا فِيْ شَمَائِلِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ ۔

خربوزہ اور اس کے فضائل ۔ ابو عمر والنوقانی نے اس بارے میں ایک جزو تصنیف کیا ہے ابن الدیبع اور زرکشی کہتے ہیں اس کی سب حدیثیں باطل ہیں ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ۔ اس کے فضائل تو باطل ہیں ۔ اور جہاں تک اس امر کا تعلق ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خربوزہ کھایا ۔ اور وہ بھی کھجوروں کے ساتھ یہ ثابت ہے ۔ اور شمائل الترمذی رح میں موجود ہے ۔

۱۲۵ ۔ حَدِيْثُ اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ لَيْسَ لَهُ اَصْلٌ فِيْ مَبْنَاهُ وَهُوَ عَنْ عَمْرٍو

سخت سیری ذہانت کو دور کر دیتی ہے ۔ اس کی لفظاً کوئی اصل نہیں صحابہ میں عمرو بن العاص رح وغیرہ سے اور

بْنِ الْعَاصِ وَغَيْرِهِ مِنَ الصَّحَابَةِ	تابعین سے اس کے معنی مروی
فَمَنْ بَعْدَهُمْ بِمَعْنَاهُ ٭	ہیں ٭
۱۲۶۔ حَدِيثُ بُنِيَ الدِّينُ	دین صفائی پر بنایا گیا ہے۔ غزالیؒ نے
عَلَى النَّظَافَةِ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ	اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے اور لکھا ہے
وَقَالَ مَخْرَجُهُ لَمْ أَجِدْهُ ذَكَرَهُ	میں اس کا مخرج نہیں جانتا۔ ابن الدیبعؒ نے
ابْنُ الدَّيْبَعِ قُلْتُ لَفْظُهُ لَمْ	اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں ان
أَجِدْ هٰكَذَا وَفِي الضُّعَفَاءِ	الفاظ کے ساتھ میں نے اس حدیث کو کہیں
لِابْنِ حِبَّانَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ	نہیں پایا۔ ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں
تَنَظَّفُوا فَإِنَّ الْإِسْلَامَ نَظِيفٌ	حضرت عائشہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
وَلِلطَّبَرَانِي بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ	صفائی اختیار کرو، کیونکہ اسلام بھی پاکیزہ ہے
جِدًّا مِنْ حَدِيثِ ابْنِ مَسْعُودٍ	طبرانی میں عبداللہ بن مسعودؓ سے مرفوعاً انتہائی
النَّظَافَةُ تَدْعُوا إِلَى الْإِيمَانِ	کمزور سند کے ساتھ مروی ہے۔ پاکیزگی ایمان
انْتَهَى قَالَ السُّيُوطِيُّ وَأَقْرَبُ	کی جانب بلاتی ہے۔ سیوطی کہتے ہیں اس میں سب سے
مِنْهُ مَا أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ	عمدہ وہ روایت ہے جو ترمذی میں سعدؓ بن ابی
مِنْ حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ	وقاص سے مرفوعاً مروی ہے۔ اللہ تعالیٰ پاکیزہ ہے
مَرْفُوعًا إِنَّ اللّٰهَ نَظِيفٌ يُحِبُّ	پاکیزگی کو پسند کرتا ہے۔ تو تم اپنے مکانوں کو پاکیزہ
النَّظَافَةَ فَنَظِّفُوا أَفْنِيَتَكُمْ	رکھا کرو۔ نیز ترمذی نے سعد بن ابی وقاص سے
انْتَهَى وَرَوَى التِّرْمِذِيُّ مِنْ	روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ پاک ہے، پاکی کو پسند کرتا
حَدِيثِ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ	ہے صاف ہے صفائی کو پسند کرتا ہے، مہربان ہے

إِنَّ اللهَ طَيِّبٌ يُحِبُّ الطَّيِّبَ نَظِيفٌ يُحِبُّ النَّظَافَةَ كَرِيمٌ يُحِبُّ الْكَرَمَ جَوَادٌ يُحِبُّ الْجُودَ فَنَظِّفُوا قَالَ أُرَاهُ أَفْنِيَتَكُمْ وَفِي رِوَايَةٍ أَخْبِيَتَكُمْ وَلَا تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَذَكَرَ الْقُرْطُبِيُّ فِي شَرْحِ أَسْمَاءِ الْحُسْنَى أَنَّهُ رَوَاهُ الْبَزَّارُ فِي مُسْنَدِهِ وَأَخْرَجَ الرَّافِعِيُّ بِسَنَدِهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ تَنَظَّفُوا بِكُلِّ مَا اسْتَطَعْتُمْ فَإِنَّ اللهَ بَنَى الْإِسْلَامَ عَلَى النَّظَافَةِ وَلَنْ يَدْخُلَ الْجَنَّةَ إِلَّا نَظِيفٌ ۔

مہربانی کو پسند کرتا ہے۔ سخی ہے سخاوت کو پسند کرتا ہے تم بھی صاف رکھا کرو۔ سعدؒ کہتے ہیں میرا خیال ہے اپنے گھروں کو اور ایک روایت میں ہے اپنے خیموں کو صاف رکھا کرو۔ اور یہود کی مشابہت نہ کرو۔ قرطبی نے اپنی شرح اسمار الحسنیٰ میں لکھا ہے۔ اسے بزار نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے رافعیؒ نے سنداً ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہر شے میں جہاں تک تم میں طاقت ہو صفائی رکھو۔ کیونکہ اللہ تعالےٰ نے اسلام کو صفائی پر بنایا ہے۔ اور جنت میں بجز صاف آدمی کے کوئی داخل نہ ہوگا۔

١٢٧ - حَدِيثُ الْبَلَاءُ مُوَكَّلٌ بِالْقَوْلِ أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَابْنِ مَسْعُودٍ قَالَ الرَّبِيعُ وَهُوَ عِنْدَ الْخَطِيبِ فِي تَارِيخِهِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ بِلَفْظِ

بلاء قول کے ساتھ لگی ہوئی ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اس حدیث کو ابوالدرداءؓ اور ابنؓ مسعود سے روایت کرکے موضوعات میں شامل کیا ہے۔ ربیع کہتے ہیں اسے خطیبؒ نے اپنی تاریخ میں ابن مسعودؓ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بلاء بولنے کے

البلاء موکل بالمنطق فلو ان رجلا عیر رجلا برضاع کلبة لرضعها قال السخاوي وهو ضعیف قلت ولفظ الزرکشي بالنطق وقال رواه ابن لال في مکارم الاخلاق من حدیث ابن عباس والدیلمي من حدیث ابي الدرداء قال السیوطي و الدیلمي ایضا من حدیث ابن مسعود مرفوعا واحمد في الزهد عنه موقوفا وابن السمعاني في تاریخه من حدیث علي مرفوعا

ساتھ لگی ہوئی ہے۔ اگر کوئی شخص دوسرے کو یہ عیب لگائے کہ اس نے کتیا کا دودھ پیا ہے۔ تو وہ خود بھی اسے پئے گا۔ سخاویؒ کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ زرکشی کی روایت میں بولنے کا لفظ ہے۔ ابن لالؒ نے مکارم الاخلاق میں ابن عباسؓ سے اور دیلمی نے ابو الدرداؓ سے روایت کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں: اس روایت کو دیلمی نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً امام احمدؒ نے زہد میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے موقوفاً۔ اور ابن سمعانیؒ نے علی سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

١٢٨- حدیث بیت المقدس طست من ذهب مملوء عقارب لیس بحدیث بل هو مما ینسب الی التوراة۔

بیت المقدس سونے کا ایک طشت ہے جو بچھوؤں سے بھرا ہوا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے بلکہ ان امور میں سے ہے۔ جو تورات کی جانب منسوب ہیں۔

حرف التاء المثناة من فوق

١٢٩- حدیث تحیة البیت

گھر کا سلام طواف ہے۔ سخاویؒ

الطواف قال السخاوی لم اره	کہتے ہیں۔ میں نے اس حدیث کو ان الفاظ
بهذا اللفظ قلت المراد بالبیت	کے ساتھ نہیں پایا۔ ملا علی قاری فرماتے
هو الکعبة وهو البیت الحرام	ہیں۔ بیت سے کعبہ یعنی بیت الحرام
ومعناه صحیح کما فی الصحیح	ہے۔ اور مفہوم اس کا صحیح ہے۔ جیسا
عن عائشة اول شیء بدأ به	کہ صحیح بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ
النبی صلی الله علیه وسلم	عنہا سے مروی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
حین قدم مکة انه توضأ	وسلم نے مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے
ثم طاف الحدیث وذلك	پہلے وضو فرمایا۔ اور پھر طواف کیا۔
لان کل من یدخل المسجد	الحدیث۔ اور اسی باعث جو شخص بھی
الحرام یسن له ان یبدء	مسجد حرام میں داخل ہو۔ اس کے لئے
بالطواف فرضا او نفلا ولا	سنت یہ ہے کہ وہ پہلے طواف کرے
یاتی بصلوة تحیة المسجد	چاہے وہ فرض ہو یا نفل۔ اور وہاں
الا اذا لم یکن فی نیته ان	تحیۃ المسجد نہیں پڑھے گا۔ ہاں اگر کسی
یطوف لعذر او لغیره ولیس	عذر کی بنا پر اس کا ارادہ طواف کا نہ ہو
معناه ان تحیة المسجد ساقطة	اور یہ مقصد نہیں ہے۔ کہ تحیۃ المسجد اس
عن هذا المسجد کما توهم	سے ساقط ہو جائے گی۔ جیسا کہ بعض لوگوں
بعض الاغنیاء من مفهوم	نے خیال کیا ہے۔ فقہاء وغیرہ کی اس
هذه العبارة الصادرة عن	عبارت سے وہ غلط فہمی میں مبتلا
الفقهاء وغیرهم۔	ہو گئے۔

۱۳۰۔ حدیث تختموا بالزبرجد فإنه يسر لا عسر فيه قال العسقلاني موضوع وأما التختم بالياقوت ينفي الفقر يريد أنه إذا ذهب ماله باعه فوجد فيه غنى والأشبه إن صح الحديث أن يكون لخاصة فيه كما ذكره السيوطي في مختصر النهاية۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنا کرو۔ کیونکہ وہ آسانی پیدا کرتی ہے۔ اور اس میں کوئی تکلیف نہیں امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ روایت موضوع ہے۔ اور یہ حدیث کہ یاقوت فقر کو دور کرتا ہے مقصد اس سے یہ ہے کہ اگر اس کے پاس مال نہ رہے تو اسے بیچ کر غنی ہو سکتا ہے اور بہتر یہ ہے۔ کہ اگر یہ حدیث صحیح ہو۔ تو یہ یاقوت کی خاصیت ہو گی۔ جیسا کہ سیوطی نے مختصر النہایہ میں ذکر کیا ہے۔

۱۳۱۔ حدیث تختموا بالزبرجد فإنه ينفي الفقر أورده الديلمي عن ابن عباس رضي الله عنهما ولا يصح أيضا كما ذكره ابن الديبع۔

زبرجد کی انگوٹھی پہنو۔ کیونکہ وہ فقر کو دور کرتا ہے۔ دیلمی نے اسے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور یہ حدیث بھی صحیح نہیں۔ جیسا کہ ابن الدیبع کا قول ہے۔

۱۳۲۔ حدیث تختموا بالعقيق له طرق كلها واهية كما قال ابن الديبع لكن رواه الديلمي من حديث أنس وعمر وعلي وعائشة رضي الله عنهم

عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو۔ ابن الدیبع کہتے ہیں۔ اس کی تمام سندات واہیات ہیں۔ دیلمی رح نے اسے انس رض۔ عمر رض۔ علی رض اور اور عائشہ رض سے متعدد سندات کے ساتھ روایت کیا ہے جس سے معلوم ہوتا

بِأَسَانِيدَ مُتَعَدِّدَةٍ فَيَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْحَدِيثَ لَهُ أَصْلٌ وَفِي الْيَوَاقِيتِ لِلْمُطَرِّزِيِّ أَنَّ إِبْرَاهِيمَ الْحَرْبِيَّ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ صَحِيحٌ قَالَ وَيُرْوَى أَيْضًا بِالْيَاءِ التَّخَيُّمِ أَيْ اسْكُنُوا بِالْعَقِيقِ وَأَقِيمُوا بِهِ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ عِنْدَ ابْنِ عَدِيٍّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا تَخَتَّمُوا بِالْعَقِيقِ فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ۔

ہے کہ اس کی کچھ اصل نہیں یواقیت مطرزی میں ہے، کہ ابراہیم رح حربی سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا، انہوں نے فرمایا صحیح ہے، اور یہ حدیث یاء سے بھی روایت کی جاتی ہے، جس کا مقصد یہ ہے، کہ عقیق کے ساتھ سکون حاصل کرو، اور اسے قائم رکھو، سیوطی رح کہتے ہیں، ابن عدی رح نے حضرت عائشہ رض سے مرفوعاً سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے، عقیق کی انگوٹھی پہنا کرو، کیونکہ وہ مبارک ہے۔

۱۳۳۔ حَدِيثُ تَارِكُ الْوَرْدِ مَلْعُونٌ وَصَاحِبُ الْوِرْدِ مَلْعُونٌ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ

گلاب کو ترک کرنے والا اور گلاب والا دونوں ملعون ہیں اور اگر یہ واؤ کے کسرہ کے ساتھ ہے تو معنی یہ ہونگے کہ ورد کرنے والا اور ورد چھوڑنے والا دونوں ملعون ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں

۱۳۴۔ حَدِيثُ تَرْكُ الْعَادَةِ عَدَاوَةٌ لَا أَصْلَ لَهُ كَمَا ذَكَرَهُ ابْنُ الدَّيْبَعِ۔

عادت کو ترک کرنا دشمنی ہے ابن الدبیع رض کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۳۵۔ حَدِيثُ تَرْكُ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ أَيْ مَظِنَّةٌ لِلْهَرَمِ

رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپے کی طرف لے جاتا ہے قتیبی رح کہتے ہیں، یہ کلمہ عام

قَالَ الْعِتْنِيُّ هٰذِهِ الْكَلِمَةُ جَارِيَةٌ عَلَى أَلْسِنَةِ النَّاسِ وَلَسْتُ أَدْرِي أَرَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ ابْتَدَأَهَا أَمْ كَانَتْ تُقَالُ قَبْلَهُ كَذَا فِي الْكَرْمَانِيَّةِ وَكَأَنَّهُ غَفْلَةٌ عَنْ حَدِيثِ تَعَشَّوْا وَلَوْ بِكَفٍّ مِنْ حَشَفٍ فَإِنَّ تَرْكَ الْعَشَاءِ مَهْرَمَةٌ أَخْرَجَهُ التِّرْمِذِيُّ وَقَالَ هٰذَا مُنْكَرٌ انْتَهٰى فَفِي الْجُمْلَةِ لَهُ أَصْلٌ كَمَا لَا يَخْفٰى ۔	آدمیوں کی زبان پر جاری ہے۔ اور میں نہیں جانتا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم نے اس کی ابتدا فرمائی یا پہلے ہی سے بولا جاتا تھا۔ اور یہ اس حدیث سے غفلت کی بنا پر کہا گیا ہے۔ رات کو کھانا ضرور کھاؤ۔ چاہے ردی کھجور کی ایک مٹھی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ رات کا کھانا چھوڑنا بڑھاپا پیدا کرتا ہے۔ یہ حدیث ترمذی میں ہے۔ اور امام ترمذی نے اسے منکر کہا ہے۔ فی الجملہ یہ بات ثابت ہوئی کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل موجود ہے۔

فائدہ ۔ پہلی حدیث ترمذی کی اس روایت کا ایک ٹکڑا ہے۔ اور امام ترمذی کے نزدیک یہ حدیث صرف منکر نہیں۔ بلکہ انہیں اس حدیث پر تین اعتراضات ہیں۔ اول یہ کہ یہ منکر ہے۔ ثانیاً یہ مجہول ہے کیونکہ عبد الملک بن علاق مجہول ہے۔ روایت منکر اور مجہول قابل قبول نہیں ہوتی۔ ثالثاً یہ روایت ضعیف بھی ہے۔ کیونکہ عنبسہ بن عبد الرحمان القرشی ضعیف ہے۔ تو گویا ایک حدیث میں بیک وقت یہ تین عیوب موجود ہوں۔ لیکن یہ روایت ابن ماجہ میں جابر بن عبد اللہ سے بھی مروی ہے جس کے رواۃ سوائے ابراہیم بن عبد السلام بن باباہ المخزومی کے سب ثقہ ہیں۔ اور عبد السلام ضعیف ہے نتیجۃً روایت کو ہم ضعیف تو کہہ سکتے ہیں لیکن

موضوع ہرگز نہیں کہہ سکتے۔

۱۳۶۔ حَدِیْثُ تَسْلِیْمِ الْغَزَالَۃِ اُشْتُھِرَ عَلَی الْاَلْسِنَۃِ وَفِی الْمَدَائِحِ النَّبَوِیَّۃِ قَالَ ابْنُ کَثِیْرٍ وَلَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ وَمَنْ نَسَبَہٗ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَدْ کَذَبَ ذَکَرَہُ ابْنُ الدَّیْبَعِ وَذَکَرَ الْقَسْطَلَانِیُّ مَقُوْلَ ابْنِ کَثِیْرٍ ثُمَّ قَالَ لٰکِنَّہٗ وَرَدَ فِی الْجُمْلَۃِ فِیْ عِدَّۃِ اَحَادِیْثَ یَتَقَوّٰی بَعْضُھَا بِبَعْضٍ اَوْرَدَہٗ شَیْخُ الْاِسْلَامِ الْعَسْقَلَانِیُّ وَذَکَرَہُ ابْنُ السُّبْکِیِّ اَنَّ تَسْلِیْمَ الْغَزَالِ رَوَاہُ الْحَافِظُ اَبُوْ نُعَیْمٍ الْاَصْفَھَانِیُّ وَالْبَیْھَقِیُّ فِیْ دَلَائِلِ النُّبُوَّۃِ قُلْتُ وَکَذَا رَوَاہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَالْحَاکِمُ وَشَیْخُہُ ابْنُ عَدِیٍّ کَمَا ذَکَرَہُ الدَّمِیْرِیُّ فِیْ حَیٰوۃِ الْحَیَوَانِ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ۔

ہرنی کو سالم رکھنا، یہ روایت بھی لوگوں میں مشہور ہے۔ مدائح النبویہ میں ہے کہ ابن کثیر کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور جس نے اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب منسوب کیا۔ اس نے جھوٹ بولا۔ جیسا کہ ابن الدیبع رح کا خیال ہے۔ عسقلانی رح نے ابن کثیر رح کا قول نقل کر کے لکھا ہے۔ کہ متعدد احادیث میں یہ مضمون وارد ہوا ہے۔ جو ایک دوسرے کی تقویت کرتا ہے۔ ان تمام روایات کو حافظ عسقلانی رح نے جمع فرمایا ہے۔ ابن سبکی کہتے ہیں۔ اس حدیث کو حافظ ابو نعیمؒ اصفہانی اور بیہقی رح نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ دمیری نے اپنی حیوۃ الحیوان میں تحریر کیا ہے۔ کہ اس حدیث کو دارقطنی رح حاکم رح اور ابن عدی رح نے روایت کیا ہے۔

۱۲۷ - حَدِيْثُ تُعَادُ الصَّلٰوةُ مِنْ قَدْرِ الدِّرْهَمِ يَعْنِيْ مِنَ الدَّمِ قَالَ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ خُطْبَةِ مُسْلِمٍ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ ذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ فِيْ تَارِيْخِهٖ وَهُوَ حَدِيْثٌ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ عِنْدَ اَهْلِ الْحَدِيْثِ۔

ایک درہم (خون) کی مقدار سے نماز کا اعادہ کیا جائے۔ امام نووی رح شرح خطبۃ المسلم رح میں فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ یہ حدیث باطل ہے بلکہ محدثین کے نزدیک اس کی کوئی اصل نہیں۔

۱۲۸ - حَدِيْثُ يَفْتَرِقُ اُمَّتِيْ عَلٰى سَبْعِيْنَ فِرْقَةً كُلُّهُمْ فِي الْجَنَّةِ اِلَّا فِرْقَةً وَاحِدَةً قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَنْ هُمْ قَالَ الزَّنَادِقَةُ وَهُمُ الْقَدَرِيَّةُ قَالَ فِي اللَّآلِيْ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَ اِلَّا فَحَدِيْثُ يَفْتَرِقُ الْاُمَّةُ عَلٰى ثَلَاثٍ وَّسَبْعِيْنَ فِرْقَةً اَخْرَجَهٗ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِيْحٌ وَابْنُ مَاجَةَ وَابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ فِيْ صَحِيْحِهِمَا وَقَالَ الْحَاكِمُ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ كَبِيْرٌ فِي

میری امت ستر فرقوں میں بٹ جائے گی سب کے سب سوائے ایک فرقے کے جنتی ہوں گے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ ایک فرقہ کون سا ہوگا۔ آپ نے فرمایا زندیق اور قدریہ سیوطی نے لآلی میں انہی الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔ ورنہ یہ حدیث موجود ہے۔ کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی۔ یہ حدیث ابوداؤد رح اور ترمذی رح میں موجود ہے۔ نیز ترمذی رح نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔ اور اسے ابن ماجہ، ابن حبان رح اور حاکم نے اپنی صحیحین میں روایت کیا

الاصول قال الزركشي ورواه
البيهقي وصححوه من حديث
ابي هريرة وغيره قلت رواه
الاربعة عن ابي هريرة رضي
الله عنه ولفظه افترقت
اليهود على احدى وسبعين
فرقة وتفرقت النصارى
على اثنين وسبعين فرقة
وتفرقت امتي على ثلاث و
سبعين فرقة كما في الجامع
الصغير للسيوطي وفي رواية
للترمذي عن ابن عمر بلفظه
ان بني اسرائيل تفرقت
على ثنتين وسبعين ملة
وتفرق امتي على ثلاث و
سبعين ملة كلهم في النار
الا ملة واحدة قالوا من هي
يا رسول الله قال ما انا عليه
واصحابي وفي رواية احمد و

ہے۔ حاکم رح کہتے ہیں ۔ یہ اصول میں
بہت بڑی حدیث ہے ۔ زرکشی رح کہتے
ہیں ۔ اسے بیہقی رح نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ وغیرہ سے روایت کر کے صحیح قرار
دیا ہے ۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں، اس
حدیث کو اربعہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ
عنہ سے ان الفاظ کے ساتھ روایت
کیا ہے ۔ کہ یہود کے اکہتر فرقے ہوئے
نصاریٰ کے بہتر اور میری امت تہتر
فرقوں پر منقسم ہو گی ۔ جیسا کہ سیوطی رح نے
جامع الصغیر میں نقل کیا ہے ۔ ترمذی رح
کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ
سے یہ الفاظ مروی ہیں ۔ کہ بنو اسرائیل
بہتر فرقوں پر منقسم ہوئے ۔ اور میری امت
تہتر فرقوں پر منقسم ہو گی ۔ سوائے ایک
فرقہ کے سب کے سب دوزخ میں ہوں گے
صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ وہ کون
فرقہ ہو گا ۔ آپ نے فرمایا جس پر میں اور میرے
صحابہ ہیں ۔ احمد رح اور ابو داؤد رح کی ایک

أَبِي دَاوُدَ عَنْ مُعَاوِيَةَ اثْنَتَانِ	روایت میں امیر معاویہؓ سے یہ الفاظ ہیں کہ بہتر
وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ	دوزخ میں اور ایک جنت میں ہوگا۔ اور وہ
فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ وَالْحَدِيثُ	جماعت ہوگی۔ یہ حدیث مشکوٰۃ میں ہے اور اس
فِي الْمِشْكوٰةِ وَشَرْحِهِ الْمِرْقَاةِ ۔	کی شرح مرقاۃ میں ہے ۔
۱۳۹ - حَدِيثُ تَفَقَّهُوا قَبْلَ	بوڑھے ہونے سے قبل فقیہہ بن جاؤ۔
أَنْ تُسَوَّدُوا مِنْ قَوْلِ عُمَرَ قِيلَ	حضرت عمرؓ کا قول ہے۔ یہ بھی کہا جاتا ہے
مَعْنَاهُ قَبْلَ أَنْ تَزَوَّجُوا	کہ شادی سے قبل کیونکہ اس کے بعد تم گھر
فَتَصِيرُوا أَرْبَابَ بُيُوتٍ وَ	والے اور خادموں والے بن جاؤ گے۔ اسی
خَدَمٍ وَلِذَا قِيلَ ضَاعَ الْعِلْمُ	لئے کہا جاتا ہے۔ کہ علم عورتوں کی رانوں میں
فِي أَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَقَالَ الثَّوْرِيُّ	ضائع ہو جاتا ہے۔ ثوری رح کہا کرتے
مَنْ أَسْرَعَ الرِّيَاسَةَ أَضَرَّ	تھے جس نے ریاست میں جلدی کی اس نے
بِكَثِيرٍ مِنَ الْعِلْمِ وَمَنْ لَمْ يُسْرِعْ	علم کے بڑے حصے کو نقصان پہنچایا۔ اور
كُتِبَ ثُمَّ كُتِبَ فَهٰذَا	جس نے جلدی نہیں کی۔ اس کے لئے اتنا اتنا
الْمَعْنٰى أَعَمُّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ أَعْلَمُ ۔	ہے۔ اور یہ معنی بہت عام ہے ۔
۱۴۰ - حَدِيثُ تَفَكُّرُ سَاعَةٍ	ایک ساعت سوچنا ایک سال کی عبادت سے بہتر
خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ سَنَةٍ ذَكَرَهُ	ہے۔ فاکہانی نے لفظ فکر کے ساتھ اسے نقل کیا،
الْفَاكِهَانِيُّ بِلَفْظِ فِكْرُ سَاعَةٍ	اور کہا ہے کہ یہ سری سقطی کا کلام ہے۔ ابن عباس رض
وَقَالَ إِنَّهٗ مِنْ كَلَامِ السَّرِيِّ	اور ابوالدرداء فرمایا کرتے تھے۔ ایک ساعت کی فکر رات
السَّقَطِيِّ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رض	کے قیام سے بہتر ہے۔ ان روایات کو خطابی نے نقل کیا

دابوا اللذ ذا و فكر ساعة خير من عبادة ستين سنة ◆

ہے سیوطی نے جامع میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ایک ساعت کی فکر ساٹھ سال کی عبادت سے بہتر ہے

١٤١ - حديث التكبر على المتكبر صدقة قال الرازي هو كلام مشهور قلت لكن معناه مأثور ◆

متکبر کے سامنے تکبر کرنا بھی صدقہ ہے۔ رازی رح کہتے ہیں۔ یہ مشہور کلام ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں۔ اس کے معنی منقول ہیں ◆

١٤٢ - حديث التكبير جزم قال السخاوي لا أصل له في المرفوع مع وقوعه في الرافعي وإنما هو من كلام إبراهيم النخعي حكاه الترمذي في جامعه عنه فقال وروي عن إبراهيم النخعي أنه قال التكبير جزم والتسليم جزم وقال السيوطي رواه سعيد بن منصور في سننه عن إبراهيم النخعي قوله التكبير جزم والقراءة جزم وأخرج من وجه آخر عنه قال كانوا يجزمون

تکبیر یقینی ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اگرچہ رافعی رح نے اسے روایت کیا ہے۔ لیکن مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ ابراہیم رح نخعی کا قول ہے جیسا کہ ترمذی رح نے اسے اپنی جامع میں نقل کیا ہے۔ امام ترمذی رح فرماتے ہیں۔ ابراہیم نخعی سے مروی ہے تکبیر کہنا بھی ضروری ہے۔ اور سلام پھیرنا بھی ضروری ہے۔ سیوطی کہتے ہیں۔ سعید رح بن منصور نے اپنی سنن میں ابراہیم نخعی رح سے روایت کیا ہے۔ کہ تکبیر بھی ضروری اور قرأت بھی ضروری۔ سعید رح بن منصور نے دوسرے طریقوں سے روایت

التَّکْبِیْرَ وَالْمُرَادُ عَدَمُ التَّمْطِیْطِ	کیا ہے۔ کہ صحابہ تکبیر کو ضروری سمجھتے
وَالتَّرْدِیْدِ اَقُوْلُ وَالْاَظْهَرُ اَنَّہٗ	تھے۔ اور اس سے مراد نہ کھینچنا ہے۔
اَرَادَ بِالْجَزْمِ الْوَقْفَ دُوْنَ	ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس سے
الْوَصْلِ بِمَا بَعْدَہٗ بِنَاءً عَلٰی	مراد وقف ہے۔ یعنی اللہ اکبر کو مابعد
اَنَّہٗ کَلَامٌ تَامٌّ وَّ لٰکِنَّ الْحُکْمَ فِی	سے وصل نہ کیا جائے۔ کیونکہ یہ کلام
الْقِرَاءَۃِ فَاِنَّ الْمُسْتَحَبَّ فِیْهَا	تام ہے یہی حکم قرات کا ہوگا۔ کہ آیات
هُوَ الْوَقْفُ عَلَی الْفَوَاصِلِ۔	پر وقف مستحب ہے ؛
۱۴۳۔ حَدِیْثُ اَلتَّکَلُّفُ حَرَامٌ	تکلف حرام ہے۔ ابن الدبیع کہتے ہیں
قَالَ ابْنُ الدَّیْبَعِ لَا اَعْلَمُهٗ بِهٰذَا	ان الفاظ کے ساتھ میں اس حدیث کو نہیں جانتا
اللَّفْظِ بَلْ فِیْ صَحِیْحِ الْبُخَارِیِّ	ہاں صحیح بخاری میں حضرت عمرؓ سے یہ الفاظ
عَنْ عُمَرَ قَالَ نُهِیْنَا عَنِ التَّکَلُّفِ	مروی ہیں ہمیں تکلف سے منع کیا گیا تھا
قُلْتُ وَالْحَاصِلُ اَنَّ مَعْنَاہُ	حاصل کلام یہ ہے۔ کہ اس کا مفہوم ثابت
ثَابِتٌ وَّ یُؤَیِّدُہٗ مَا اَخْرَجَہٗ	اور اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے
ابْنُ عَسَاکِرَ فِیْ تَارِیْخِهٖ عَنْ	جسے ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زبیرؓ بن
الزُّبَیْرِ بْنِ الْعَوَّامِ بِلَفْظِ اَللّٰهُمَّ	العوام سے روایت کیا ہے۔ "اے اللہ
اِنِّیْ وَصَالِحِیْ اُمَّتِیْ بُرَاءٌ مِّنَ	میں اور میری امت کے نیک لوگ
التَّکَلُّفِ وَاَخْرَجَہٗ اَیْضًا بِلَفْظِ	تکلف سے بری ہیں۔ نیز ابن عساکر نے
اَنَا وَاُمَّتِیْ بُرَاءٌ مِّنَ التَّکَلُّفِ	اسے زبیر بن ابی ہالہ یعنی ابن خدیجہؓ زوجۂ
عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ اَبِیْ هَالَۃَ وَهُوَ	النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ان الفاظ کے

ابن خديجة زوج النبي عليه الصلوة والسلام قد يقتبس ذلك من قوله تعالى وما انا من المتكلفين۔

ساتھ روایت کیا ہے۔ میں اور میری امت تکلف سے بری ہے۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی ثابت ہے "اور میں تکلف کرنے والوں میں سے نہیں ہوں"۔

۱۴۴۔ حديث تمكث احدكن شطر عمرها لا تصلي ولفظ الزركشي شطر دهرها قال ابن منده لا يثبت وقال ابن الجوزي لا يعرف وقال النووي باطل وقال البيهقي طلبته فلم اجد له اسنادا والحاصل انه لا اصل له بهذا اللفظ من حيث مبناه والا فيقرب من معناه ما اتفق عليه الشيخان من حديث ابي سعيد مرفوعا اليس اذا حاضت لم تصل ولم تصم فذلك من نقصان دينها۔

تم میں سے ہر ایک عورت اپنی عمر کے ایک حصہ تک نماز سے رکی رہتی ہے زرکشی کے الفاظ ہیں زمانہ کے ایک حصہ تک ابن مندہ کہتے ہیں یہ روایت ثابت نہیں ابن الجوزی کہتے ہیں یہ پہچانی نہیں جاتی۔ نووی کہتے ہیں۔ یہ روایت باطل ہے بیہقی کہتے ہیں مجھے تلاش کے بعد اس کی سند دستیاب نہ ہوئی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت ثابت نہیں لیکن بلحاظ مفہوم یہ اس حدیث کے قریب ہے جسے شیخین نے ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ جب عورت کو حیض آتا ہے۔ تو وہ نہ نماز پڑھتی ہے۔ اور نہ روزے رکھتی ہے۔ یہ اس کے دین کی کمی ہے۔

۴۷۵۔ حَدِيثُ تَنَاسَلُوا أُبَاهِي بِكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ جَاءَ مَعْنَاهُ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَرَدَ فِي أَبِي دَاوُدَ وَالنَّسَائِي وَالْبَيْهَقِي وَغَيْرِهِمْ مِنْ حَدِيثِ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ مَرْفُوعًا تَزَوَّجُوا الْوَلُودَ فَإِنِّي مُكَاثِرٌ بِكُمُ الْأُمَمَ وَلِأَحْمَدَ وَالْبَيْهَقِي عَنْ أَنَسٍ كَذَلِكَ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَالْحَاكِمُ۔

نسل پیدا کیا کرو، میں تم لوگوں کے ذریعہ قیامت کے دن فخر کروں گا۔ اس مفہوم کی تائید صحابہ کی ایک جماعت سے مروی ہیں ابوداؤدؒ نسائیؒ اور بیہقیؒ وغیرہ میں معقلؓ بن یسار سے مرفوعاً مروی ہے۔ اولاد دینے والی عورتوں سے شادی کیا کرو، میں تمہارے ذریعہ دیگر امتوں پر کثرت حاصل کروں گا۔ احمدؒ اور بیہقیؒ نے انس رضؓ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے اور ابن حبانؒ اور حاکمؒ نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۴۷۶۔ حَدِيثُ التَّوَكُّؤُ عَلَى الْعَصَا مِنْ سُنَّةِ الْأَنْبِيَاءِ كَلَامٌ صَحِيحٌ وَلَيْسَ لَهُ أَصْلٌ صَرِيحٌ وَإِنَّمَا يُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى مَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَمُوسَى وَمِنْ فِعْلِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي بَعْضِ الْأَحْيَانِ كَمَا بَيَّنْتُهُ فِي رِسَالَةٍ وَأَمَّا حَدِيثُ مَنْ بَلَغَ الْأَرْبَعِينَ وَ

عصا پر ٹیک لگانا انبیاء کی سنت ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن اس کے لئے کوئی واضح اصل موجود نہیں۔ لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے اخذ کیا جا سکتا ہے۔ اے موسیٰ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے، اور بعض اوقات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی عصا لینا ثابت ہوتا ہے۔ میں نے اسے ایک رسالہ میں بیان کیا ہے اور یہ حدیث

لَمْ يُمْسِكِ الْعَصَا فَقَدْ عَصٰى فَلَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ ۔

جو چالیس کو پہنچ جائے اور عصا نہ رکھے اس کی کوئی اصل نہیں ۔

١٤٧۔ حَدِيْثُ التَّهْنِئَةِ بِالشُّهُوْدِ وَالْاَعْيَادِ مِمَّا اعْتَادَهُ النَّاسُ فِيْ بَعْضِ الْبِلَادِ لَمْ يَرِدْ فِيْهِ شَيْءٌ صَرِيْحٌ فِيْ هٰذَا الْمَبْنٰى وَلٰكِنَّهٗ صَحِيْحٌ فِي الْمَعْنٰى فَقَدْ لَقِيَ خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ وَاثِلَةَ بْنَ الْاَسْقَعِ فِيْ يَوْمِ عِيْدٍ فَقَالَ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ فَقَالَ نَعَمْ تَقَبَّلَ اللّٰهُ مِنَّا وَمِنْكَ وَاَسْنَدَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلٰكِنِ الْاَشْبَهُ فِيْهِ الْوَقْفُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ اٰدَمَ لَمَّا حَجَّ بَيْتَ اللّٰهِ الْحَرَامَ قَالَتِ الْمَلَائِكَةُ بَرَّ حَجُّكَ قَدْ حَجَجْنَا قَبْلَكَ وَفِي الصَّحِيْحَيْنِ فَقِيَامُ طَلْحَةَ لِكَعْبٍ تَهْنِئَةً

مجامع یا عیدیں جس میں لوگ بعض شہروں میں جمع ہوں، مبارک باد دینا۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی صریح حدیث موجود نہیں۔ لیکن معنیٰ اس کے صحیح ہیں کیونکہ خالدؒ بن معدان عید کے روز واثلہؓ بن الاسقع سے ملے، تو فرمایا اللہ تعالیٰ ہم سے اور آپ سے قبول فرمائے۔ واثلہ نے جواب دیا ہاں اللہ تعالیٰ ہم سے بھی اور آپ سے بھی قبول فرمائے اور انہوں نے اسے حضورؐ کی جانب منسوب کیا۔ لیکن صحیح یہ ہے کہ یہ موقوف ہے۔ اور یہ ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام نے جب بیت اللہ الحرام کا حج فرمایا۔ تو فرشتوں نے کہا آپ کا حج نیک ہے۔ لیکن ہم نے آپ سے قبل حج کیا ہے۔ اور صحیحین میں ہے کہ طلحہ نے کھڑے ہو کر کعب کو ان کی توبہ قبول ہونے کی مبارک باد پیش کی۔ پڑوسی

بِنُوبَةِ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَيُؤْذِي فِي حُقُوقِ الْجَارِ مِنَ الْمَرْفُوعِ اِنْ اَصَابَهُ خَيْرٌ هَنَّاهُ اَوْ مُصِيْبَةٌ عَزَّاهُ اِلٰى غَيْرِ مَا هُوَ فِي مَبْنَاهُ وَمَعْنَاهُ۔

کے حقوق میں مرفوعاً مروی ہے اگر اسے بھلائی حاصل ہو۔ تو مبارک باد دو۔ اور اگر اسے مصیبت پہنچے۔ تو تعزیت کرو۔

حَرْفُ الثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ

۱۴۸۔ حَدِيْثُ اَلثِّقَةُ بِكُلِّ اَحَدٍ عَجْزٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ اِذْ لَا يَنْبَغِيْ لِاَحَدٍ اَنْ يَثِقَ بِغَيْرِ اللّٰهِ فَاِنَّ مَنْ تَوَكَّلَ عَلَيْهِ كَفَاهُ وَمَنْ تَعَزَّزَ بِالْعَبِيْدِ اَذَلَّهُ اللّٰهُ وَفِي الْمَثَلِ لَائِذٌ بِحَرْمَلَةٍ وَهُوَ نَبْتٌ ضَعِيْفٌ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَيُقَوِّيْهِ حَدِيْثُ اَلْحَزْمُ سُوْءُ الظَّنِّ۔

ہر ایک پر بھروسہ کرنا عاجزی ہے سخاوی کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ کسی کے لئے یہ جائز نہیں۔ کہ وہ غیر اللہ پر بھروسہ کرے۔ کیونکہ اللہ پر جو بھروسہ کرتا ہے۔ اللہ اسے کافی ہے اور جو بندوں پر بھروسا کرتا ہے۔ اللہ اسے ذلیل کرتا ہے اور مثال ہے کہ اس نے حرملہ کے ساتھ پناہ حاصل کی۔ اور حرملہ ایک کمزور گھاس ہے اور اللہ کے سوا کسی میں قوت نہیں اور اس کی تائید حدیث الحزم سوء الظن بھی کرتی ہے۔

۱۴۹۔ حَدِيْثُ ثَلٰثٌ لَا يُرْكَنُ

تین چیزوں پر بھروسہ نہیں کیا

اِلَیْہِمَا الدُّنْیَا وَالسُّلْطَانُ وَالْمَرْأَۃُ	جا سکتا۔ دنیا۔ بادشاہ اور عورت
کَلَامٌ صَحِیْحٌ فِیْ مَعْنَاہُ وَلَیْسَ	کلام معنوی لحاظ سے صحیح ہے لیکن الفاظ
بِحَدِیْثٍ فِیْ مَبْنَاہُ ۔	یہ حدیث نہیں ۔

حَرْفُ الْجِیْمِ!

۱۵۰۔ حَدِیْثُ الْجَارِ اِلٰی اَرْبَعِیْنَ	پڑوس چالیس تک ہے۔ اس میں
اَلْمَعْرُوْفُ مَارَوَی الْبُخَارِیُّ فِی	مشہور حسنؒ بصری کا قول ہے۔ جو بخاریؒ
الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ اَنَّہٗ مِنْ قَوْلِ	نے ادب المفرد میں روایت کیا ہے
الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ وَقَدْ سُئِلَ	ان سے پڑوس کے بارے میں دریافت
عَنِ الْجَارِ فَقَالَ اَرْبَعُوْنَ دَارًا	کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا چالیس گھر آگے
اَمَامَہٗ وَاَرْبَعُوْنَ خَلْفَہٗ وَ	چالیس پیچھے۔ چالیس دائیں اور چالیس
اَرْبَعُوْنَ عَنْ یَمِیْنِہٖ وَاَرْبَعُوْنَ	بائیں۔ اسی قسم کا قول اوزاعیؒ سے
فِیْ شِمَالِہٖ وَکَذَا جَاءَ عَنِ الْاَوْزَاعِیِّ	بھی مروی ہے ۔
۱۵۱۔ حَدِیْثُ جُبِلَتِ الْقُلُوْبُ	جو چیز انسان کو اچھی معلوم ہو اس کی
عَلٰی حُبِّ مَنْ اَحْسَنَ اِلَیْہَا وَ	محبت اور جو بری معلوم ہو اس کے بغض پر
بُغْضِ مَنْ اَسَاءَ اِلَیْہَا قَالَ	دل کی فطرت بنائی گئی ہے سخاوی کہتے
السَّخَاوِیُّ یُرْوٰی مَرْفُوْعًا وَ	ہیں یہ مرفوعًا اور موقوفًا ہر دو طرح سے مروی ہے
مَوْقُوْفًا وَھُوَ بَاطِلٌ مِنَ الْوَجْہَیْنِ	لیکن ہر دو طرح باطل ہے۔ ابن عدیؒ اور
وَقَوْلُ ابْنِ عَدِیٍّ ثُمَّ الْبَیْہَقِیِّ	بیہقی کہتے ہیں۔ یہ موقوف ہے اور اعمش سے

اَنَّ الْمَوْقُوْفَ مَعْرُوْفٌ مِنَ الْاَعْمَشِ يَحْتَاجُ اِلٰى تَاوِيْلٍ فَاِنَّهُمَا اَوْرَدَا ذٰلِكَ بِسَنَدٍ مَنْ يُتَّهَمُ بِالْكَذِبِ وَالْوَضْعِ بِسِيَاقٍ اَجَلِّ الْاَعْمَشِ عَنْ مِثْلِهٖ قَالَ وَرُبَمَا يُسْتَانَسُ بِمَا يُرْوٰى اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ الْفَاجِرَ عِنْدِيْ نِعْمَةً يَرْعَاهُ بِهَا قَلْبِيْ وَبِحَدِيْثِ الْهَدِيَّةِ تَذْهَبُ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ وَهُوَ ضَعِيْفٌ ‹	مشہور ہے۔ اور تاویل کی محتاج ہے کیونکہ ابن عدی اور بیہقی نے اسے ایسے لوگوں سے روایت کیا ہے۔ جو کذب و وضع کے ساتھ متہم ہیں۔ باوجودیکہ یہ روایت اعمش جیسے شخص سے ہے۔ اور بعض اوقات یہ بھی روایت کیا جاتا ہے۔ اے اللہ میرے لئے تاجر کے پاس نعمت نہ بنا دینا۔ کہ اس سے میرا قلب کی نگرانی کرے۔ اور ہدیہ والی حدیث جس میں آتا ہے کہ وہ بینائی اور شنوائی کو ختم کر دیتا ہے۔ یہ بھی ضعیف ہے ‹
۱۵۲۔ حَدِيْثُ اَلْجَزَاءُ مِنْ جِنْسِ الْعَمَلِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ قَوْلُهٗ تَعَالٰى وَاِنْ عَاقَبْتُمْ فَعَاقِبُوْا بِمِثْلِ مَا عُوْقِبْتُمْ بِهٖ وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا وَكَمَا تَدِيْنُ تُدَانُ ‹	جزا عمل کی جنس سے ہے سخاوی کہتے ہیں ہیں ان الفاظ سے واقف نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا ہے۔ اگر تم سختی کرو۔ تو اتنی کرو جتنی تم پر کی گئی ہے۔ برائی کا بدلہ اتنی برائی کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ اور جیسا کرے گا۔ ویسا بھرے گا ‹
۱۵۳۔ حَدِيْثُ جَنِّبُوْا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ قَالَ الْبَزَّارُ لَيْسَ لَهٗ	اپنی مسجدوں کو بچوں سے بچاؤ۔ بزار کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن سخاوی

أَصْلٌ وَتَعَقَّبَهُ السَّخَاوِيُّ بِأَنَّهُ أَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ مُطَوَّلًا وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ، قَالَ السُّيُوطِيُّ حَدِيثُ جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ مَجَانِينَكُمْ وَصِبْيَانَكُمْ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ عَنْ وَاثِلَةَ بْنِ الْأَسْقَعِ وَالطَّبَرَانِيُّ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَأَبِي أُمَامَةَ.

نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ کہ ابن ماجہ نے اس حدیث کو مطولاً روایت کیا ہے اگرچہ اس کی سند ضعیف ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ کہ یہ حدیث کہ اپنی مسجدوں کو بچوں اور مجنونوں سے بچاؤ اسے ابن ماجہ نے واثلہ بن الاسقع سے اور طبرانیؒ نے ابوالدرداءؓ اور ابوامامہؓ سے روایت کیا ہے۔

۱۵۴ - حَدِيثُ جُهْدُ الْمُقِلِّ دُمُوعُهُ قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ هُوَ مَعْنَى حَدِيثِ أَفْضَلُ الصَّدَقَةِ جُهْدُ الْمُقِلِّ دُمُوعُهُ الَّذِي أَخْرَجَهُ أَبُو دَاوُدَ وَغَيْرُهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا قُلْتُ وَالْفَرْقُ بَيْنَ الْمَعْنَيَيْنِ أَنَّ الْأَوَّلَ يُشِيرُ إِلَى أَنَّهُ لَا يَمْلِكُ شَيْئًا غَيْرَ دُمُوعِهِ مُبَالَغَةً فِي فَقْرِهِ وَفَاقَتِهِ وَالْحَدِيثُ يُرَادُ بِهِ أَنَّهُ إِذَا كَانَ فَقِيرًا

مجبور کی کوشش اس کے آنسو ہیں۔ ابن الدبیع کہتے ہیں۔ یہ اس حدیث کے معنی ہیں۔ جس میں آتا ہے۔ مجبور کی جانب سے افضل صدقہ اس کے آنسو ہیں۔ یہ روایت ابوداؤد وغیرہ نے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً نقل کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ میرے نزدیک دونوں معنی میں فرق یہ ہے۔ کہ مجبور بجز آنسوؤں کے کسی شے کا مالک نہیں ہوتا۔ اپنے فقروفاقہ کی زیادتی کی بنا پر۔ اور دوسری حدیث کا مقصد یہ ہے۔ کہ جب انسان فقیر ہو۔ اور کچھ تھوڑا سا مال جو اس کے پاس ہے وہ بھی اللہ

وَاَعْطٰى شَيْئًا قَلِيْلًا مِمَّا عِنْدَهٗ فَهُوَ اَفْضَلُ الصَّدَقَةِ كَمَا وَرَدَ سَبَقَ دِرْهَمٌ مِائَةَ اَلْفِ دِرْهَمٍ۔

تعالےٰ کی راہ میں دے۔ تو یہ افضل صدقہ ہے۔ جیسا کہ حدیث میں وارد ہے۔ کہ ایک درہم ایک لاکھ سے بڑھ گیا۔

۱۵۵۔ حَدِيْثُ جَوْرُ التُّرْكِ وَلَا عَدْلُ الْعَرَبِ كَلَامٌ سَاقِطٌ لَا حَدِيْثٌ ذَكَرَهٗ ابْنُ الدَّيْبَعِ وَاَقُوْلُ هُوَ كُفْرٌ بِظَاهِرِهٖ حَيْثُ فَضَّلَ ظُلْمَ جَمَاعَةٍ عَلٰى عَدْلِ جَمَاعَةٍ مَعَ اَنَّ اَهْلَ الْعَدْلِ اَحْسَنُ اَجْنَاسِ النَّاسِ وَاَهْلَ الْجَوْرِ اَضَلُّهُمُ الْاَجْنَاسِ۔

ترکوں کا ظلم اور نہ عرب کا انصاف کلام ساقط ہے۔ نہ کہ حدیث۔ ابن الدیبع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ بظاہر کفر ہے کیونکہ ایک جماعت کے ظلم کو دوسری جماعت کے عدل پر فضیلت دی گئی ہے باوجود اس بات کے کہ اہل عدل لوگوں میں سب سے بہتر اور ظالم سب سے بدتر ہیں۔

۵۶۔ حَدِيْثُ اَلْجُوْعُ كَافِرٌ لَا يَرْحَمُ عَلٰى صَاحِبِهٖ فِيْ حَالَتِهٖ وَقَاتِلُهٗ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَيْ دَافِعُهٗ عَنْ مُسْلِمٍ مُضْطَرٍّ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ فَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَاَمَّا مَبْنَاهُ فَكَمَا قَالَ ابْنُ الدَّيْبَعِ

بھوک کافر ہے۔ اپنے ساتھی پر بھی رحم نہیں کرتی۔ کسی حال میں بھی اور اسے قتل کرنے والا۔ یعنی مسلم سے بھوک کو دفع کرنے والا جنتی ہے معنی تو اس کے صحیح ہیں۔ لیکن اس کے الفاظ بازاروں میں ضرور

اَنَّہٗ کَلَامٌ یَدُوْرُ فِی الْاَسْوَاقِ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ ۔	رائج ہیں ۔ لیکن یہ حدیث نہیں ۔
۱۵۷ ۔ حَدِیْثُ الْجِیْزَۃِ رَوْضَۃٌ وَمِصْرُ خَزَائِنُ اللّٰہِ فِیْ اَرْضِہٖ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ کِذْبٌ مَوْضُوْعٌ وَفِی النِّہَایَۃِ اَنَّ الْجِیْزَۃَ بِکَسْرِ الْجِیْمِ وَسُکُوْنِ الْیَاءِ قَرْیَۃٌ قُبَالَۃَ مِصْرَ عَلَی النِّیْلِ ۔	جیزہ ایک باغ ہے ، اور مصر اللہ کی زمین میں اس کا خزانہ ہے ۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں ۔ یہ جھوٹ ہے اور موضوع ہے ۔ نہایہ میں ہے کہ جیزہ دریائے نیل کے کنارے پر مصر میں ایک گاؤں ہے ۔

حَرْفُ الْحَاءِ الْمُھْمَلَۃِ

۱۵۸ ۔ حَدِیْثُ حَاکُوا الْبَاعَۃَ فَاِنَّہٗ لَا ذِمَّۃَ لَھُمْ لَکِنْ اَذْکُرُہٗ ابْنُ الدَّیْبَعِ بِتَشْدِیْدِ الْکَافِ مِنْ غَمٍّ وَلَفْظُ السُّیُوْطِیِّ حَاکُوْا بِالْکَافِ وَقَالَ لَا اَصْلَ لَہٗ وَفِیْ مُسْنَدِ اَبِیْ یَعْلٰی مِنْ حَدِیْثِ الْحُسَیْنِ بْنِ عَلِیٍّ مَرْفُوْعًا اَلْمَغْبُوْنُ لَا مَاجُوْرٌ وَلَا مَحْمُوْدٌ وَاَخْرَجَہٗ اَبُو الْقَاسِمِ الْبَغَوِیُّ	بیع کو بیان کر دیا کرو ۔ کیونکہ یہ لوگوں کے لئے ضروری ہے ۔ اس روایت کا ابن الدیبع نے ذکر کیا ہے ۔ سیوطی کہتے ہیں ، اس کی کوئی اصل نہیں ۔ مسند ابی یعلیٰ میں حسین رض بن علی رض سے مرفوعاً مروی ہے مغبون وہ ہے ۔ جس میں نہ ظلم ہو اور نہ قابل تعریف ہو ۔ ابوالقاسم رح البغوی نے کامل بن طلحہ کے واسطے سے ابوہشام القناد سے روایت کی ہے ۔ کہ میں بصرہ سے

مِنْ طَرِيْقِ كَامِلِ بْنِ طَلْحَةَ عَنْ اَبِيْ هِشَامٍ الْقَنَّادِ قَالَ كُنْتُ اَحْمِلُ الْمَتَاعَ مِنَ الْبَصْرَةِ اِلَى الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ فَكَانَ يُمَاكِسُنِيْ فِيْهِ فَلَعَلِّيْ لَا اَقُوْمُ مِنْ عِنْدِهٖ حَتّٰى يَهَبَ عَامَّتَهٗ قُلْتُ يَا ابْنَ رَسُوْلِ اللهِ اَجِئْتُكَ بِالْمَتَاعِ مِنَ الْبَصْرَةِ تُمَاكِسُنِيْ فِيْهِ فَلَعَلِّيْ لَا اَقُوْمُ حَتّٰى تَهَبَ عَامَّتَهٗ فَقَالَ اِنَّ اَبِيْ حَدَّثَنِيْ يَرْفَعُ الْحَدِيْثَ اِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الْمَغْبُوْنُ لَا مَاجُوْرٌ وَلَا مَحْمُوْدٌ قَالَ الْبَغَوِيُّ الْوَهْمُ مِنْ كَامِلٍ وَرَوٰى غَيْرُهٗ عَنْ اَبِيْ هِشَامٍ قَالَ كُنْتُ اَحْمِلُ الْمَتَاعَ اِلٰى عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَرَدَ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ بِلَفْظِ مَاكِسُوا الْبَاعَةَ

حسینؓ بن علیؓ کے پاس سامان لے جایا کرتا تھا، تو وہ مجھے اس میں کم کر دیا کرتے تھے۔ میں جب تک ان کے پاس ٹھہرتا وہ اکثر اس میں سے ہبہ کر دیتے۔ میں نے عرض کیا اے ابن رسول میں آپ کے پاس بصرہ سے سامان لے کر آتا ہوں اول تو آپ میرے پاس کچھ چھوڑ دیتے ہیں، اور پھر میرے جانے سے قبل اکثر ہبہ کر دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا مجھ سے میرے والد نے مرفوعاً یہ حدیث بیان کی ہے، آپ نے فرمایا تھا غبن وہ ہے جس میں نہ ظلم ہو اور نہ وہ قابل تحسین ہو۔ بغویؒ کہتے ہیں، اس میں کامل کی جانب سے وہم ہوا ہے۔ اس کے علاوہ ابوہشام سے اوروں نے بھی روایت کیا ہے۔ ابوہشامؒ کہتے ہیں میں حسینؓ بن علیؓ کے پاس سامان لے کر جایا کرتا تھا۔ العسقلانیؒ کہتے ہیں یہ روایت سند ضعیف کے ساتھ ان الفاظ سے بھی مروی

فَاِنَّهٗ لَا خَلَاقَ لَهُمْ قَالَ وَوَرَدَ بِسَنَدٍ قَوِيٍّ عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ اَنَّهٗ قَالَ كَانَ يُقَالُ مَا كَسَبُوْا الْبَاعَةَ فَاِنَّهٗ لَا خَلَاقَ لَهُمْ۔

ہے، جو کچھ انہوں نے بیع سے کمایا اس میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔ سند قوی کے ساتھ سفیان ثوریؒ سے مروی ہے کہ یہ کہا جاتا تھا کہ جو کچھ انہوں نے بیع سے کمایا اس میں ان کا کچھ حصہ نہیں۔

١٥٩۔ حَدِيْثُ حُبِّبَ اِلَيَّ مِنْ دُنْيَاكُمْ ثَلٰثٌ اَلطِّيْبُ وَالنِّسَاءُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ النِّسَائِيُّ وَالْحَاكِمُ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ بِدُوْنِ لَفْظِ ثَلَاثٍ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلٰى لَفْظِ ثَلَاثٍ اِلَّا فِيْ مَوْضِعَيْنِ مِنَ الْاِحْيَاءِ وَفِيْ تَفْسِيْرِ اٰلِ عِمْرَانَ مِنَ الْكَشَّافِ وَمَا رَاَيْتُهَا فِيْ شَيْءٍ مِنْ طُرُقِ هٰذَا الْحَدِيْثِ بَعْدَ مَزِيْدِ التَّفْتِيْشِ قَالَ وَزِيَادَةُ ثُمَّ مُخْتَلِفَةٌ لِلْمَعْنٰى فَاِنَّ الصَّلٰوةَ لَيْسَتْ مِنَ الدُّنْيَا قُلْتُ وَصِحَّتُهٗ مِنْ جِهَةِ الْمَبْنٰى

تمہاری دنیا کی مجھے تین چیزیں محبوب ہیں خوشبو، عورت اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں اسے نسائی اور حاکم نے بغیر لفظ ثلاث (تین) کے انسؓ سے روایت کیا ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں اس لفظ ثلاث سے واقف نہیں، سوائے اس کے کہ غزالی نے احیاء میں دو جگہ پر نقل کیا ہے۔ کشاف کی تفسیر آل عمران میں ہے، کہ میں نے اس حدیث کے مختلف طریقوں کو دیکھا لیکن تفتیش کے باوجود یہ الفاظ ثلاث نظر نہ آئے صاحب کشاف کہتے ہیں کہ اس کی زیادت معنی کے لحاظ سے مختلف ہو جائے گی۔ کیونکہ نماز امور دنیا میں شامل نہیں۔ تیرے نزدیک یہ حدیث بلحاظ الفاظ بھی صحیح ہے۔ کیونکہ

نَقَدْ قَالَ السِّيُوطِيُّ فِي تَخْرِيجِ أَحَادِيثِ الشِّفَاءِ لَكِنْ عِنْدَ أَحْمَدَ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ كَانَ يُعْجِبُ نَبِيَّ اللهِ مِنَ الدُّنْيَا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَالطَّعَامُ فَأَصَابَ اثْنَتَيْنِ وَلَمْ يُصِبْ وَاحِدَةً أَصَابَ النِّسَاءَ وَالطِّيبَ وَلَمْ يُصِبِ الطَّعَامَ قَالَ إِسْنَادُهُ صَحِيحٌ إِلَّا أَنَّ فِيهِ رَجُلًا لَمْ يُسَمَّ قُلْتُ فَيَصِيرُ إِسْنَادُهُ حَسَنًا وَأَمَّا صِحَّتُهُ مِنْ جِهَةِ الْمَعْنَى فَلِوُقُوعِ قُرَّةِ عَيْنِهِ فِي الدُّنْيَا جُعِلَ كَأَنَّهُ مِنْهَا وَيُؤَيِّدُهُ مَا جَاءَ فِي رِوَايَةِ الطِّيبِ وَالنِّسَاءِ وَقُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلٰوةِ وَهَلِ الْمُرَادُ بِالصَّلٰوةِ الْعِبَادَةُ الْمَوْضُوعَةُ لِسَائِرِ الْأَنَامِ أَوْ مُرَادُ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

سیوطی تخریج احادیث الشفا میں فرماتے ہیں۔ امام احمد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کو دنیا کی تین چیزیں پسند تھیں۔ خوشبو عورت اور کھانا۔ اس میں دو یعنی خوشبو اور عورت پہلی روایت کے مطابق ہوئی ہیں۔ صرف ایک یعنی کھانا پہلی روایت کی مطابقت میں نہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں اس کی سند صحیح ہے بجز اس کے کہ امام احمد نے ایک راوی کا نام نہیں لیا۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں۔ اس طرح اس کی اسناد حسن ہوئی۔ اور رہا معنوی لحاظ سے۔ تو کیونکہ آنکھوں کی ٹھنڈک دنیا میں واقع ہو رہی ہے تو اس لحاظ سے وہ دنیا میں شامل ہوئی۔ اور اس کی وہ روایت تائید کرتی ہے۔ جس میں یہ ذکر ہے کہ مجھے خوشبو۔ عورت محبوب ہے اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ اور ہو سکتا ہے۔ کہ صلوۃ سے وہ عبادت مراد ہو۔ جو تمام مخلوق کے لئے وضع کی گئی ہے یا نبی اکرم صلعم پر درود ہو۔

۱۶۰ - حَدِيْثُ حُبُّكَ الشَّيْءَ
يُعْمِيْ وَيُصِمُّ رَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَ
قَدْ بَالَغَ الصَّغَانِيُّ فِيْهِ وَ
حَكَمَ بِالْوَضْعِ عَلَيْهِ قَالَ
السَّخَاوِيُّ وَيَكْفِيْنَا سُكُوْتُ
أَبِيْ دَاوُدَ عَلَيْهِ فَلَيْسَ بِمَوْضُوْعٍ
وَلَا شَدِيْدِ الضُّعْفِ فَهُوَ
حَسَنٌ قُلْتُ وَذَكَرَ الزَّرْكَشِيُّ
عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْوَقْفُ
أَشْبَهُ وَرُوِيَ عَنْ مُعَاوِيَةَ
بْنِ أَبِيْ سُفْيَانَ وَلَا يَثْبُتُ وَ
سَكَتَ عَلَيْهِ السُّيُوْطِيُّ مَعَ
أَنَّهُ ذَكَرَهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ
وَقَالَ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَالْبُخَارِيُّ
فِيْ تَارِيْخِهِ وَأَبُوْدَاوُدَ عَنْ أَبِيْ
الدَّرْدَاءِ وَالْخَرَائِطِيُّ فِي اعْتِلَالِ
الْقُلُوْبِ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ
اللّٰهُ عَنْهُ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ
بْنِ أُنَيْسٍ انْتَهٰى فَالْحَدِيْثُ

کسی شے کی محبت اندھا اور گونگا کر
دیتی ہے۔ اسے ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے
صغانیؒ نے بہت مبالغہ سے کام لیا اور اس
پر وضع کا حکم لگا دیا۔ امام سخاویؒ فرماتے
ہیں۔ ہمارے لئے ابوداؤدؒ کی خاموشی
کافی ہے۔ اس لحاظ سے نہ تو یہ موضوع
ہے۔ اور نہ شدید ضعیف ہے۔ ملا علیؒ
قاری فرماتے ہیں۔ زرکشیؒ نے اسے ابوالدرداء
رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور اس میں
وقف زیادہ صحیح ہے۔ اور یہ امیر معاویہؓ
سے بھی روایت کی گئی ہے۔ اگرچہ ان سے
ثابت نہیں۔ سیوطیؒ نے اسے جامع الصغیر
میں روایت کر کے سکوت کیا ہے۔ اور
اور سیوطیؒ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو احمدؒ
بخاریؒ (تاریخ) ابوداؤدؒ نے ابوالدرداءؓ
سے خرائطی نے اعتلال القلوب میں ابوہریرہؓ
سے اور ابن عساکرؒ نے عبداللہ بن انیس سے
روایت کیا ہے۔ تو اس لحاظ سے یہ حدیث
صحیح لذاتہ ہوئی۔ یا صحیح لغیرہ کیونکہ کثرت

إنما صحيح لذاته أو لغيره فيرتقي عن درجة الحسن لذاته به لكثرة رواته وقوة صفاته ۔

رواۃ اور قوت صفات کی بنا پر اس کا درجہ حسن لذاتہ سے بڑھ چکا ہے ۔

١٦١ - حديث الحبيب لا يعذب حبيبه قال السخاوي ما علمته في المرفوع وقوله تعالى وقالت اليهود والنصارى نحن ابناء الله واحباؤه قل فلم يعذبكم بذنوبكم يشير إليه أي إلى صحة معناه وإن لم يثبت مبناه ۔

کسی حبیب کے محبوب کو عذاب نہیں دیا جائے گا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس روایت کو مرفوعاً نہیں جانتا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے اور یہود و عیسائی کہتے ہیں ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں۔ آپ فرما دیجیے پھر وہ تمہیں تمہارے گناہوں کے عوض کیوں سزا دیتا ہے، یہ آیت صحت معنی کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ اگرچہ صحت لفظ ثابت نہیں ہوتی ۔

١٦٢ - حديث حب الدنيا رأس كل خطيئة قال بعضهم موضوع ومنهم ابن تيمية حيث جزم بأنه من قول جندب البجلي وقد رواه البيهقي في الشعب بإسناد حسن إلى الحسن البصري رفعه مرسلا قال السيوطي و

دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ موضوع ہے۔ امام ابن تیمیہؒ اسے جندبؓ البجلی کا قول قرار دیتے ہیں بیہقی رح نے اپنی شعب الایمان میں اسے حسنؒ بصری سے مرفوعاً و مرسلاً روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ نے اس حدیث کو موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن حافظ ابن حجرؒ العسقلانی فرماتے ہیں، کہ حسن بصری تک سند حسن

قَدْ عَدَّ الْحَدِيْثَ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ
وَتَعَقَّبَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ
حَجَرٍ بِأَنَّ الْمَدِيْنِيَّ أَثْنٰى عَلٰى
مَرَاسِيْلِ الْحَسَنِ وَالْإِسْنَادُ
حَسَنٌ إِلَيْهِ وَقَدْ أَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ
مِنْ حَدِيْثِ عَلِيِّ بْنِ أَبِيْ طَالِبٍ
فِيْ مُسْنَدِهِ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ
إِسْنَادًا وَهُوَ فِيْ تَارِيْخِ ابْنِ
عَسَاكِرَ عَنْ سَعْدِ بْنِ مَسْعُوْدٍ
الصَّدَفِيِّ التَّابِعِيِّ بِلَفْظِ حُبُّ
الدُّنْيَا رَأْسُ الْخَطَايَا انْتَهٰى
وَهُوَ عِنْدَ أَبِيْ نُعَيْمٍ فِيْ تَرْجَمَةِ
سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ مِنَ الْحِلْيَةِ
مِنْ قَوْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ
وَعِنْدَ أَبِي الدُّنْيَا فِيْ مَكَائِدِ
الشَّيْطَانِ لَهُ مِنْ قَوْلِ مَالِكِ
بْنِ دِيْنَارٍ أَقُوْلُ الْقَائِلُ بِأَنَّهُ
مَوْضُوْعٌ لَمْ يُصَرِّحْ بِإِسْنَادِهِ
وَالْأَسَانِيْدُ مُخْتَلِفَةٌ وَالْمُرْسَلُ

ہے۔ اور علیؒ ابن المدینی نے مرسلات
حسنؒ کی تعریف کی ہے سو امام ذہبیؒ نے
حسنؒ کو مدلس قرار دیا ہے۔ اور فرمایا ہے
کہ ان کی روایات حجت نہیں ہو سکتیں۔ دیلمی
نے اپنی مسند میں اس حدیث کو حضرت
علیؓ سے بھی روایت کیا ہے۔ لیکن وہ
اس کی کوئی سند نہیں لائے۔ تاریخ ابن عساکر
میں یہ حدیث سعد بن مسعود الصدفی
التابعی سے ان الفاظ کے ساتھ مروی
ہے، کہ دنیا کی محبت تمام گناہوں کی
جڑ ہے۔ ابو نعیمؒ نے اپنی حلیہ میں سفیان ثوری
کے ذکر میں یہ حضرت عیسیٰ کا قول بیان کیا
ہے۔ ابو الدنیاؒ نے اپنی مکائد الشیطان
میں اسے مالکؒ بن دینار کا قول بیان
کیا ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں جن لوگوں
نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ انہوں نے
اس کے اسناد کی تصریح نہیں کی۔ اور اسانید
مختلف ہیں اور جمہور کے نزدیک جب کہ ان
کی اسناد صحیح حجت ہیں لیکن محدثین مرسل کو

صَحِیْحَۃٌ عِنْدَ الْجُمْہُوْرِ اِذَا صَحَّ اِسْنَادُہٗ وَلِہٰذَا قَالَ اِبْنُ الْمَدِیْنِیِّ مُرْسَلَاتُ الْحَسَنِ اِذَا رَوَاہَا عَنْہُ الثِّقَاتُ صِحَاحٌ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ فِیْ مَرَاسِیْلِہٖ ضُعْفٌ فَالْاِعْتِمَادُ عَلٰی حَمَّادِ الْاِسْنَادِ ۔	قبول نہیں کرتے ، اسی لئے ابن المدینیؒ کہتے ہیں حسنؒ کی مرسلات جب ان سے ثقہ لوگ روایت کریں صحیح ہیں دارقطنی مراسیل حسن کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس میں ضعف پایا جاتا ہے ۔ لیکن اعتماد سندوں پر ہوگا ۔

فائدہ ۔ مرسلات کے بارے میں اختلاف ہے ۔ امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ اور اہل کوفہ کے نزدیک مرسلات قابل قبول ہیں ۔ اکثر محدثین کے نزدیک کوئی مرسل قابل قبول نہیں ۔ بلکہ اس راوی کی مرسلات میں بھی وہ تامل کرتے ہیں جو صرف ثقہ سے روایت کرتا ہو ۔ اور احتیاط اسی میں ہے ۔ اور بعض محدثین کے نزدیک اس ثقہ کی روایات قابل قبول ہیں ، جو ثقہ سے روایت کرتا ہو ۔ جیسے ابرہیم نخعیؒ مجاہدؒ ۔ عطاؒ اور امام مالکؒ کی بلاغات ۔ اکثر محدثین کے نزدیک قابل قبول ہیں ۔ لیکن اگر راوی مدلس ہو ۔ تو اس کی مرفوع روایت بھی حجت نہیں ۔ کجا کہ مرسل اور حسن بصریؒ کو امام ذہبیؒ اور امام طحاویؒ مدلس قرار دیتے ہیں ۔ اور حسن بصریؒ سب سے پہلے وہ شخص ہیں جن پر قدری ہونے کا الزام لگایا گیا ۔ حاصل کلام یہ ہے کہ حسن کی مرفوعات میں محدثین کا اختلاف ہے ۔ کجا کہ ان کی مرسل ۔

۱۶۳ ۔ حَدِیْثُ حُبُّ الْوَطَنِ	وطن کی محبت بھی ایمان میں داخل ہے

من الایمان قال الزرکشی لم اقف علیہ وقال السید معین الدین الصفوی لیس بثابت وقیل انہ من کلام بعض السلف قال السخاوی لم اقف علیہ ومعناہ صحیح قال المنوفی ما ادعاہ من صحۃ معناہ عجیب اذ لا ملازمۃ بین حب الوطن وبین الایمان ویردہ قولہ تعالیٰ ولو انا کتبنا علیہم فانہ دل علی حبہم وطنہم مع عدم تلبسہم بالایمان اذ ضمیر علیہم للمنافقین کذا تعقبہ بعضہم بانہ لیس فی کلامہ انہ لا یحب الوطن الا المؤمن وانما فیہ ان حب الوطن لا ینافی الایمان انتہی ولا یخفی ان معنی الحدیث

زرکشی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوا سید معین الدین صفوی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ یہ بعض سلف کا کلام ہے سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں لیکن معنی اس کے صحیح ہیں منوفی فرماتے ہیں سخاوی نے جو اس کی صحت معنی کا دعویٰ کیا ہے وہ بھی عجیب ہے کیونکہ حب وطن اور ایمان کے درمیان کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اس کی تردید کرتا ہے اگر ہم ان پر یہ فرض کر دیتے کہ باہم ایک دوسرے کو قتل کر دو یہ آیت یہ ثابت کرتی ہے کہ انہیں اپنے وطنوں سے محبت تھی۔ باوجودیکہ ان کا ایمان سے ذرہ برابر تعلق نہ تھا کیونکہ ضمیر منافقین کی طرف راجع ہے، بعض اصحاب نے اس بات پر اعتراض کیا ہے کہ حدیث میں یہ تو موجود نہیں کہ وطن سے بجز مومن کے کوئی محبت نہیں کرتا۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ وطن کی محبت ایمان کے منافی نہیں ہے (تو پھر وطن کی محبت ایمان کا جزو نہیں ہو سکتی۔ اور اس شکل میں حدیث پھر تاویل کی محتاج ہو گی۔ اور یہ بات مخفی نہیں ہے

حُبُّ الْوَطَنِ مِنْ عَلَامَةِ الْاِیْمَانِ	کہ حدیث کے معنی یہ ہوں گے کہ حب وطن ایمان
وَھِیَ لَا تَکُوْنُ اِلَّا اِذَا کَانَ الْحُبُّ	کی علامت ہے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ حب
مُخْتَصًّا بِالْمُؤْمِنِ فَاِذَا وُجِدَ فِیْہِ	وطن مومن کے ساتھ مخصوص ہو، کیونکہ وہ مومن میں
وَفِیْ غَیْرِہٖ لَا یَصْلُحُ اَنْ یَکُوْنَ	بھی پائی جاسکتی ہے اور ایک کافر میں بھی۔ تو
عَلَامَۃً قُبُوْلِہٖ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ	جب یہ عام ہوئی تو قبولیت کی علامت نہیں
نَظَرًا اِلٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی حِکَایَۃً	بن سکتی۔ اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہونگے
عَنِ الْمُؤْمِنِ وَمَا لَنَا اَلَّا نُقَاتِلَ	کہ خدا تعالیٰ نے مومنین کا واقعہ بیان کیا ہے
فِیْ سَبِیْلِ اللہِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا	کہ ہم کیوں نہ اللہ کی راہ میں جہاد کریں جب کہ
مِنْ دِیَارِنَا فَصَحَّتْ مُعَارَضَۃً	ہمیں ہمارے گھروں سے نکال دیا گیا، تو یہ
لِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَوْ اَنَّا کَتَبْنَا	آیت پہلی آیت کے معارض ہوئی۔ ولو انا کتبنا
عَلَیْھِمْ اَنِ اقْتُلُوْا ثُمَّ الْاَظْھَرُ	علیہم ان اقتلوا۔ ان دونوں آیتوں میں کوئی
فِیْ مَعْنَی الْحَدِیْثِ اِنْ صَحَّ	معارضت نہیں، اس لئے آیت ثانیہ سے بھی
مَبْنَاہُ اَنْ یُحْمَلَ عَلٰی اَنَّ الْمُرَادَ	حب وطن ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ مقصود یہ ہے
مِنَ الْوَطَنِ الْجَنَّۃُ فَاِنَّھَا الْمَسْکَنُ	کہ جہاد فی سبیل اللہ سے جو شئے مانع تھی اب اس کا
الْاَوَّلُ لِاَبِیْنَا اٰدَمَ عَلٰی خِلَافٍ	وجود بھی باقی نہ رہا۔ تو اب ہمیں جہاد سے بھی کوئی
فِیْہِ اَنَّہٗ خُلِقَ فِیْہِ اَوْ دَخَلَ	چیز نہیں روک سکتی۔ بہتر یہ ہے کہ اگر بالفرض الفاظ
بَعْدَ مَا تَکَمَّلَ وَاَتَمَّ اَوِ الْمُرَادُ	حدیث بھی ثابت ہوں تو اس کے معنی یہ کئے جائیں
بِہٖ مَکَّۃُ فَاِنَّھَا اُمُّ الْقُرٰی وَقِبْلَۃُ	کہ وطن سے مراد جنت ہے، کیونکہ وہ مسکن اول ہے
الْعَالَمِ اَوِ الرُّجُوْعُ اِلَی اللہِ تَعَالٰی	کہ آدم اس میں پیدا کئے گئے یا بعد پیدائش داخل کئے گئے

عَلٰی طَرِیْقَۃِ الصُّوْفِیِّیْنَ فَاِنَّہٗ الْمَبْدَاُ وَالْمَعَادُ یُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَاِنَّ اِلٰی رَبِّکَ الْمُنْتَہٰی اَوِ الْمُرَادُ الْوَطَنُ الْمُتَعَارَفُ لٰکِنْ بِشَرْطِ اَنْ یَّکُوْنَ سَبَبَ حُبِّہٖ صِلَۃَ اَرْحَامِہٖ وَاِحْسَانِہٖ اِلٰی اَھْلِ بَلَدِہٖ مِنْ فُقَرَائِہٖ وَ اَیْتَامِہٖ ثُمَّ التَّحْقِیْقُ اَنَّہٗ لَا یَلْزَمُ مِنْ کَوْنِ الشَّیْءِ عَلَامَۃً لَّہٗ اِخْتِصَاصُہٗ بِہٖ مُطْلَقًا بَلْ یَکْفِیْ غَالِبًا اَلَا تَرٰی اِلٰی حَدِیْثِ حُسْنِ الْعَہْدِ مِنَ الْاِیْمَانِ وَ حُبُّ الْعَرَبِ مِنَ الْاِیْمَانِ مَعَ اَنَّہُمَا یُوْجَدَانِ فِیْ اَھْلِ الْکُفْرَانِ وَاللّٰہُ الْمُسْتَعَانُ ۔

ہو سکتا ہے اس سے مراد کعبہ ہو۔ کیونکہ اسے ام القریٰ کہا گیا ہے۔ اور وہ تمام عالم کا قبلہ ہے یا صوفیا کے طریقہ پر رجوع الی اللہ ہو۔ کیونکہ وہی ابتدا وانتہا ہے۔ اور اسی کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے "کہ تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہوگی"۔ اور اگر مراد اس سے وطن متعارف لی جائے۔ تب بھی وہ ایک شرط کے ساتھ صحیح ہوگی۔ کہ وہ محبت، صلہ رحمی، فقراء و یتامیٰ پر احسان کا سبب ہو۔ اور تحقیقاً یہ بات ثابت ہوتی ہے۔ کہ کسی شئے کی علامت ہونا۔ یہ خصوصیت نہیں ہوتا۔ بلکہ اکثر کو کافی ہوتا ہے۔ کیا تم ان احادیث کو نہیں دیکھتے جن میں آتا ہے اچھا عہد ایمان کی علامت ہے۔ اور عرب کی محبت ایمان کی علامت ہے۔ باوجودیکہ یہ اہل کفر میں بھی پائی جاتی ہیں۔

فائدہ میرے خیال میں وطن سے مراد بھی عرب ہے اور عرب سے اس لحاظ سے محبت کرو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت اسماعیل ؑ کا وطن اور مرکز اسلام ہے۔ اس کی محبت ایمان میں داخل ہے اور یہ بات بھی واضح ہے کہ صحابہ کرام جن کی اکثریت عرب سے تعلق رکھتی تھی۔ اگر ہم تک اسلام کو نہ پہنچاتے تو آج ہم اس نعمت عظمیٰ سے محروم

ہوتے۔ تو گویا ہمارا اصل وطن بلحاظ اخوت ایمانی عرب ہوا۔ اور یہ دونوں حدیثیں ایک دوسرے کی تفسیر ہیں۔

۱۶۴۔ حَدِيْثُ حُبُّ الْهِرَّةِ مَوْضُوْعٌ كَمَا قَالَهُ الصَّغَانِيُّ وَغَيْرُهُ وَقَدْ بَسَطْتُ عَلَيْهِ بَعْضَ الْكَلَامِ فِيْ رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ لِتَحْقِيْقِ الْمَرَامِ وَالصَّحِيْحُ أَنَّ تَقْرِيْرَهُ مِنْ خِصَالِ أَهْلِ الْإِيْمَانِ وَهُوَ لَا يُنَافِيْ مَا اتَّصَفَ بِهِ بَعْضُ أَهْلِ الْكُفْرَانِ كَسَائِرِ مَكَارِمِ الْإِحْسَانِ وَلَا يُعَدُّ مِنْ عَلَامَةِ الْإِيْمَانِ كَمَا تَوَهَّمَ السَّعْدُ وَالسَّيِّدُ وَأَغْرَبَ الثَّانِيْ حَيْثُ جَعَلَ إِضَافَتَهُ مِنْ بَابِ إِضَافَةِ الْمَصْدَرِ إِلَى مَفْعُوْلِهِ۔

بلی کی محبت والی روایت بھی موضوع ہے۔ جیسا کہ صغانی رح وغیرہ کا خیال ہے۔ میں نے ایک رسالہ میں مستقل طور پر اس پر کچھ تبصرہ کیا ہے۔ اور صحیح بات یہ ہے۔ کہ یہ اہل ایمان کی عادت میں داخل ہے اور یہ اس امر کے منافی نہیں ہے۔ جس سے بعض اہل کفر متصف کئے گئے ہیں۔ اور عمدہ عادات کی طرح اور یہ ایمان کی علامت نہیں بن سکتی جیسا کہ سعد رح اور سید رح کو وہم ہوا ہے اور سید رح نے مصدر کی اضافت مفعول کی جانب کرکے اسے غریب قرار دیا ہے۔

۱۶۵۔ حَدِيْثُ حَبَّذَا الْمُتَخَلِّلُوْنَ مِنْ أُمَّتِيْ قَالَ الصَّغَانِيُّ وَضْعُهُ ظَاهِرٌ وَفَسَّرَهُ بِتَخْلِيْلِ الْأَصَابِعِ

میری امت کے خلال کرنے والوں کو مبارک باد ہو۔ صغانی کہتے ہیں اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور انہوں نے اس کی تفسیر

فِی الْوُضُوْءِ اَوْ تَخْلِیْلِ مَا بَعْدَ الطَّعَامِ قُلْتُ اَمَّا مَبْنَاهُ مَوْضُوْعٌ ظَاهِرٌ وَاَمَّا مَعْنَاهُ فَثُبُوْتُہٗ ظَاهِرٌ بَاهِرٌ لِوُرُوْدِ الْاَحَادِیْثِ فِیْ تَخْلِیْلِ اللِّحْیَةِ وَالْاَصَابِعِ حَتّٰی عُدَّ مِنَ السُّنَّةِ الْمُؤَکَّدَةِ فَیُنْظَرُ فِیْ رِجَالِ اِسْنَادِہٖ لِیُحْکَمَ عَلَیْهِ بِالتَّحْقِیْقِ وَاللّٰهُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ۔	انگلیوں میں خلال اور کھانے کے بعد دانتوں میں خلال سے کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں بلحاظ الفاظ اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے اور بلحاظ معنی اس کا ثبوت بھی ظاہر ہے کیونکہ متعدد احادیث داڑھی اور انگلیوں کے خلال کے بارے میں موجود ہیں حتی کہ انہیں سنت موکدہ میں شمار کیا گیا ہے اس کے رواۃ کی جانب نظر کر لی جائے تاکہ بالتحقیق حکم لگایا جا سکے۔
۱۶۶۔ حَدِیْثُ اَلْحَجُّ جِهَادُ کُلِّ ضَعِیْفٍ تَسَاهَلَ الصَّغَانِیُّ حَیْثُ اَدْرَجَهٗ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَدْ اَوْرَدَهٗ اَحْمَدُ بْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ جَعْفَرٍ مُحَمَّدِ بْنِ الْحُسَیْنِ عَنْ اُمِّ سَلَمَةَ مَرْفُوْعًا وَاِسْنَادُهٗ حَسَنٌ۔	حج ہر ضعیف کا جہاد ہے۔ صغانی کو غلطی ہوئی کہ انہوں نے اسے موضوعات میں شمار کیا۔ حالانکہ ابن ماجہ رح نے اس حدیث کو ابو جعفر رح محمد بن علی بن الحسین کے ذریعہ ام سلمہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند حسن ہے۔

فائدہ ۔ ابو جعفر محمد بن علی کی یہ روایت مرسل ہے۔ کیونکہ انہیں ام سلمہ سے سماع حاصل نہیں۔ ان سے اسے روایت کرنے والا قاسم بن الفضل الحدانی ہے۔ اس کے بارے میں میں نہیں جانتا کہ وہ کس درجہ کا راوی ہے۔

باقی روات ثقہ ہیں۔ بلحاظ معنی اس کی تائید حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وہ روایت بھی کرتی ہے۔ جس میں حضرت عائشہ رضؓ فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ کیا عورتوں پر جہاد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ لیکن اس جہاد میں قتال نہیں، اور وہ حج اور عمرہ ہے۔

۱۶۷۔ حَدِیْثُ الْحِجَامَةِ فِی نُقْرَةِ الرَّأْسِ تُوْرِثُ النِّسْیَانَ فَتَجَنَّبُوْا ذٰلِكَ رَوَاهُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ طَرِیْقِ عُمَرَ بْنِ وَاصِلٍ قَالَ حَکٰی مُحَمَّدُ بْنُ سَوَاءٍ عَنْ مَالِكِ بْنِ دِیْنَارٍ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا وَابْنُ وَاصِلٍ اتَّهَمَهُ الْخَطِیْبُ بِالْوَضْعِ لَا سِیَّمَا وَهُوَ حِکَایَةٌ وَقَدِ احْتَجَمَ عَلَیْهِ السَّلَامُ فِیْ یَافُوْخِهِ مِنْ وَجَعٍ کَانَ بِهٖ۔

سر میں پچھنے لگوانا بھول پیدا کرتا ہے۔ اس سے بچو۔ دیلمی رح نے اسے بواسطہ عمر بن واصل حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ خطیب رح بغدادی نے عمر بن واصل پر وضع کی تہمت لگائی ہے اور یہ موجود ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے درد کی بنا پر اپنے سر کے اگلے حصہ میں پچھنے لگوائے۔

۱۶۸۔ حَدِیْثُ الْحَجُوْنِ وَالْبَقِیْعِ یُؤْخَذَانِ بِاَطْرَافِهِمَا وَیُنْثَرَانِ فِی الْجَنَّةِ وَهُمَا مَقْبَرَتَانِ بِمَکَّةَ وَالْمَدِیْنَةِ اَوْرَدَهُ الزَّمَخْشَرِیُّ فِی الْکَشَّافِ

حجون اور بقیع کے کونے پکڑ کر لے جایا جائے گا، اور ان لوگوں کو جنت میں اٹھایا جائے گا۔ حجون اور بقیع مکہ اور مدینہ میں قبرستان ہے اس حدیث کو زمخشری رح نے کشاف میں نقل کیا ہے۔ زیلعی نے اپنی تاریخ میں اس

وَبَیَّضَ لَہٗ الزَّیْلَعِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِہٖ وَتَبِعَہٗ الْعَسْقَلَانِیُّ وَسَکَتَ عَنْہُ السُّیُوْطِیُّ ۔

کی سرخی قائم کی ہے۔ اور حافظ ابن حجر نے بھی اس معاملہ میں زیلعی کی متابعت کی ہے اور سیوطی نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔

فائدہ ۔ اس کی تردید ترمذی رح کی وہ روایت کرتی ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے میرے لئے زمین پھاڑی جائے گی۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ کے لئے۔ پھر میں اہل بقیع کے پاس آؤں گا۔ وہ میرے ساتھ اٹھائے جائیں گے۔ پھر میں اہل مکہ کا انتظار کروں گا۔ حتی کہ میں مکہ اور مدینہ کے مابین ان سے مل جاؤں گا۔ امام ترمذی رح نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

۱۶۹۔ حَدِیْثُ حَذْفِ السَّلَامِ سُنَّۃٌ قَالَ ابْنُ الْقَطَّانِ لَا یَصِحُّ مَرْفُوْعًا وَلَا مَوْقُوْفًا قُلْتُ اَخْرَجَہٗ اَبُوْدَاؤدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَابْنُ خُزَیْمَۃَ وَالْحَاکِمُ فِیْ صَحِیْحَیْہِمَا عَنْ اَبِیْ سَلَمَۃَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللہُ عَنْہُ رَفَعَہُ الْحَاکِمُ وَصَحَّحَہٗ وَرَفَعَہُ التِّرْمِذِیُّ وَقَالَ حَسَنٌ صَحِیْحٌ ثُمَّ قِیْلَ مَعْنَاہُ الْاِسْرَاعُ لِلْاِمَامِ بِہٖ لِئَلَّا یَسْبِقَہُ الْمَامُوْمُ

سلام حذف کرنا سنت ہے۔ ابن القطان رح کہتے ہیں۔ نہ یہ مرفوعاً صحیح ہے اور نہ موقوفاً۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس حدیث کو ابوداؤد رح۔ ترمذی رح ابن خزیمہ رح اور حاکم رح نے اپنی صحیحین میں ابوسلمہ رض کے ذریعہ ابوہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔ حاکم نے اسے مرفوعاً نقل کرکے صحیح قرار دیا ہے اور ترمذی نے اسے مرفوعاً نقل کرکے کہا ہے۔ کہ یہ حسن صحیح ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ امام سلام میں جلدی کرے کہیں مقتدی اس سے

وَاَغْرَبَ بَعْضُ الْمَالِكِيَّةِ بِقَوْلِهٖ هُوَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ فِيْهِ قَوْلُهٗ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ۔

سبقت نہ کر جائے۔ اور بعض مالکیہ کا قول اس معاملہ میں بہت ہی غریب ہے اور وہ یہ ہے کہ اس میں ورحمۃ اللہ نہ کہا جائے۔

۱۷۰۔ حَدِيْثُ الْحَدِيْثُ فِي الْمَسْجِدِ تَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ الْبَهِيْمَةُ الْحَشِيْشَ لَمْ تُوْجَدْ كَذَا فِي الْمُخْتَصَرِ ۔

مسجد میں بات چیت کرنا نیکیوں کو ایسے ہی کھا جاتا ہے جیسے چوپائے گھاس کو۔ یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔ جیسا کہ مختصر میں ہے۔

۱۷۱۔ حَدِيْثُ حَسَنَاتُ الْاَبْرَارِ سَيِّئَاتُ الْمُقَرَّبِيْنَ مِنْ كَلَامِ اَبِيْ سَعِيْدِنِ الْخَزَّازِ ۔

نیکوں کی نیکیاں مقربین کی برائیاں ہیں۔ یہ ابو سعید رح خزاز کا کلام ہے۔

۱۷۲۔ حَدِيْثُ حَسِّنُوْا اَلْفَاظَكُمْ تَكْمُلُ بِهَا فَرَائِضُكُمْ لَا اَصْلَ لَهٗ بِهٰذَا الْمَبْنٰى وَاِنْ كَانَ صَحِيْحًا فِي الْمَعْنٰى ۔

اپنے لفظوں کو اچھی طرح پڑھا کرو۔ اس سے تمہارے فرائض کی تکمیل ہو جائے گی۔ ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں۔ اگرچہ یہ مضمون بلحاظ معنی صحیح ہے۔

۱۷۳۔ حَدِيْثُ الْحَسَنُ مَرْحُوْمٌ مِنْ كَلَامِ اَبِيْ حَازِمٍ التَّابِعِيِّ ۔

حسن مرحوم ہے۔ یہ ابو حازم رحمہ اللہ تعالے تابعی کا کلام ہے۔

۱۷۴۔ حَدِيْثُ الْحَسُوْدُ لَا يَسُوْدُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ كَمَا

حاسد سردار نہیں ہوتا۔ رسالہ قشیری میں ہے کہ یہ بعض سلف کا

فِی رِسَالَۃِ الْقُشَیْرِیِّ ۔

کلام ہے ۔

۱۷۵ ۔ حَدِیْثُ حُضُوْرِ مَجْلِسِ عَالِمٍ اَفْضَلُ مِنْ صَلٰوۃِ اَلْفِ رَکْعَۃٍ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ذَرٍّ قَالَ الْعِرَاقِیُّ ذَکَرَہٗ الْجَوْزِیُّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ حَدِیْثِ عُمَرَ وَلَمْ اَجِدْہُ مِنْ طَرِیْقِ اَبِیْ ذَرٍّ ۔

عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔ اس حدیث کو غزالی نے احیاء میں ابوذرؓ سے نقل کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں۔ جوزیؒ نے ایک روایت حضرت عمرؓ سے نقل کر کے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں میں نے ابوذرؓ کی یہ حدیث کہیں نہیں دیکھی ۔

۱۷۶ ۔ حَدِیْثُ الْحِفْظِ فِی الصِّغَرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ لَیْسَ بِثَابِتٍ کَذَا لٰکِنْ رَوَاہُ الْخَطِیْبُ فِیْ جَامِعِہٖ مِنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا حِفْظُ الْغُلَامِ الصَّغِیْرِ کَالنَّقْشِ فِی الْحَجَرِ وَحِفْظُ الرَّجُلِ بَعْدَ مَا کَبُرَ کَالْکِتَابَۃِ عَلَی الْمَاءِ ۔

بچپن میں حفظ کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ یہ اس طرح ثابت نہیں ہے۔ لیکن خطیبؒ نے اپنی جامع میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے (چھوٹے بچے کا یاد کر لینا پتھر پر نقش کی طرح ہے۔ اور بڑے ہو جانے کے بعد یاد کرنا۔ ایسا ہے۔ جیسے پانی پر لکھنا ۔

۱۷۷ ۔ حَدِیْثُ حُکْمِیْ عَلَی الْوَاحِدِ کَحُکْمِیْ عَلَی الْجَمَاعَۃِ لَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا قَالَ الْعِرَاقِیُّ

میرا حکم ایک پر بھی ایسا ہے جیسا کہ جماعت پر۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ عراقیؒ کا قول ہے۔ نیز مزنیؒ اور ذہبیؒ نے

وَاَنْكَرَهُ الْمِزِّيُّ وَالذَّهَبِيُّ اَيْضًا	بھی اس کا انکار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں
وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ ۔	یہ حدیث معلوم نہیں۔
۱۷۸۔ حَدِيْثُ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ	الحمدللہ۔ اللہ کی چادر ہے
رِدَاءُ الرَّحْمٰنِ لَمْ يُوْجَدْ لَهٗ	اس کی بھی کوئی اصل نہیں پائی
اَصْلٌ ۔	جاتی۔
۱۷۹۔ حَدِيْثُ حَمْلِ عَلِيٍّ بَابَ	علی رض نے خیبر کے دروازے کو اٹھا لیا
خَيْبَرَ اَوْرَدَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ فِي	اسے محمد بن اسحاق نے اپنی سیر میں نقل کیا ہے
السِّيَرِ وَاَنْكَرَهُ بَعْضُ الْعُلَمَاءِ	اور بعض علماء نے اس کا انکار کیا ہے
وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَهٗ طُرُقٌ كُلُّهَا	سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کے تمام طریقے
وَاهِيَةٌ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ اَخْرَجَهُ	واہیات ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں حاکم رح نے
الْحَاكِمُ مِنْ طُرُقٍ عَنْ جَابِرٍ بِلَفْظِ	جابر سے مختلف طریقوں سے ان الفاظ
اَنَّ عَلِيًّا لَمَّا انْتَهٰى اِلَى الْحِصْنِ	کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ حضرت
اِجْتَبَذَ اَحَدَ اَبْوَابِهٖ بِالْاَرْضِ	علی رض نے اس کے دروازوں میں سے
فَاجْتَمَعَ عَلَيْهِ سِتُّوْنَ رَجُلًا	ایک دروازے کو زمین سے اکھاڑ لیا
فَاجْتَهَدُوْا اَنْ اَعَادُوا	بعد میں ساٹھ اشخاص نے اسے اٹھانے
الْبَابَ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ اِسْحٰقَ	کی کوشش کی۔ ابن اسحاق نے اپنی
فِيْ سِيْرَتِهٖ عَنْ اَبِيْ رَافِعٍ وَ	سیرت میں نقل کیا ہے۔ کہ سات آدمی
اِنَّ سَبْعَةً لَمْ يُقَلِّبُوْهُ	اسے ہٹا نہ سکے۔
۱۸۰۔ حَدِيْثُ حِيْنَ تَلْقٰى	جب تو ملے گا۔ تو جان لے گا۔ یہ

تَدْرِیْ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَّمَعْنَاهُ صَحِیْحٌ وَیُشِیْرُ اِلَیْہِ قَوْلُہٗ تَعَالٰی وَسَوْفَ یَعْلَمُوْنَ حِیْنَ یَرَوْنَ الْعَذَابَ مَنْ اَضَلُّ سَبِیْلًا۔

حدیث نہیں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول اس جانب اشارہ کرتا ہے۔ عنقریب جب تم عذاب کو دیکھو گے، تو یہ بات جان لوگے، کہ کون راہ سے گمراہ تھا۔

حَرْفُ الْخَاءِ الْمُعْجَمَۃِ

۱۸۱۔ حَدِیْثُ خَابَ قَوْمٌ لَا سَفِیْہَ لَہٗ ھُوَ قَوْلُ مَکْحُوْلٍ بِلَفْظِ ذَلَّ مَنْ لَا سَفِیْہَ لَہٗ کَمَا رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِی الْحِکَمِ لَہٗ۔

وہ قوم خراب ہوئی جس میں کوئی بیوقوف نہ ہو۔ یہ مکحول شامیؒ کا قول ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ وہ قوم ذلیل ہوئی جس میں کوئی بے وقوف نہ ہو۔ اسے ابن ابی الدنیاؒ نے اپنی حکم میں روایت کیا ہے۔

۱۸۲۔ حَدِیْثُ خَازِنُ الْقُوْتِ مَرْزُوْقٌ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ لٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ لِحَدِیْثِ الْمُحْتَکِرُ مَلْعُوْنٌ۔

امانت دار خزانچی کو رزق دیا جاتا ہے یہ حدیث نہیں، لیکن معنی اس کے صحیح اس حدیث کی بنا پر کہ چھپا کر لینے والا ملعون ہے۔

۱۸۳۔ حَدِیْثُ خَالِفُوا الْیَھُوْدَ فَلَا تَعْتَمُّوْا فَاِنَّ تَعْمِیْمَ الْعَمَائِمِ مِنْ زِیِّ الْیَھُوْدِ لَا اَصْلَ لَہٗ عَلٰی مَا ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ۔

یہود کی مخالفت کرو، عمامہ نہ باندھو کیونکہ عمامہ باندھنا یہود کی عادت ہے اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے۔

۱۸۴۔ حَدِیْثُ خُذُوْا شَطْرَ دِیْنِکُمْ عَنِ الْحُمَیْرَاءِ وَھِیَ عَائِشَۃُ وَتَصْغِیْرُ الْحَمْرَاءِ بِمَعْنَی الْبَیْضَاءِ عَلٰی مَا فِی النِّھَایَۃِ وَالشَّطْرُ النِّصْفُ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَعْرِفُ لَہٗ اِسْنَادًا وَلَا رَأَیْتُہٗ فِیْ شَیْئٍ مِّنْ کُتُبِ الْحَدِیْثِ اِلَّا فِی النِّھَایَۃِ لِابْنِ الْاَثِیْرِ وَلَمْ یَذْکُرْ مَنْ اَخْرَجَہٗ وَذَکَرَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّیْنِ بْنُ کَثِیْرٍ اَنَّہٗ سَاَلَ الْمِزِّیَّ وَالذَّھَبِیَّ فَلَمْ یَعْرِفَاہُ وَذَکَرَہٗ فِی الْفِرْدَوْسِ بِغَیْرِ اِسْنَادٍ وَبِغَیْرِ ھٰذَا اللَّفْظِ وَلَفْظُہٗ خُذُوْا ثُلُثَ دِیْنِکُمْ مِنْ بَیْتِ الْحُمَیْرَاءِ وَبَیَّضَ لَہٗ صَاحِبُ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَلَمْ یُخَرِّجْ لَہٗ اِسْنَادًا وَکَذَا ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ

اپنے دین کا آدھا حصہ حمیرا سے حاصل کرو اور وہ عائشہ رضؓ ہے۔ اور حمیرا حمراء کی تصغیر ہے جو سپید کے معنی میں آتا ہے، جیسا کہ نہایہ میں ہے۔ عسقلانیؒ کہتے ہیں نہ میں اس کی سند پہچانتا ہوں۔ اور نہ میں نے اسے کسی حدیث کی کتاب میں دیکھا ہے، ہاں ابن اثیر نے اپنی نہایہ میں اس کا ذکر ضرور کیا ہے اور انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ حدیث کس کتاب میں ہے۔ حافظ عماد الدین ابن کثیر نے ذکر کیا ہے کہ انہوں نے مزی اور ذہبی سے اس حدیث کے بارے میں سوال کیا۔ لیکن انہوں نے بھی اسے نہ پہچانا۔ صاحب فردوس نے اسے بغیر سند کے ذکر کیا ہے۔ اور اس کے الفاظ بھی اس سے مختلف ہیں، "اپنے دین کا تہائی حصہ حمیرا کے گھر سے حاصل کرو"، اور صاحب مسند فردوس میں اس کی سرخی لگائی ہے لیکن کوئی سند بیان نہیں کی۔ ایسے ہی سخاویؒ نے کہا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں، حافظ عماد الدینؒ ابن کثیر تخریج

وَقَالَ الْحَافِظُ عِمَادُ الدِّيْنِ بْنُ	احادیث مختصر ابن الحاجب میں فرماتے ہیں
كَثِيْرٍ فِيْ تَخْرِيْجِ اَحَادِيْثِ مُخْتَصَرِ	یہ حدیث بہت غریب ہے بلکہ منکر ہے۔ میں
ابْنِ حَاجِبٍ غَرِيْبٌ جِدًّا بَلْ	نے اس حدیث کے بارے میں شیخ مزی سے
هُوَ حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ سَاَلْتُ عَنْهُ	سوال کیا۔ لیکن وہ اسے نہ پہچان سکے۔ اور
شَيْخَنَا الْحَافِظَ الْمِزِّيَّ فَلَمْ يَعْرِفْهُ	فرمایا۔ میں آج تک اس کی سند پر واقف
وَقَالَ لَمْ اَقِفْ لَهٗ عَلٰى سَنَدٍ	نہیں ہو سکا۔ امام ذہبی رح فرماتے ہیں، یہ
اِلَى الْاٰنَ وَقَالَ شَيْخُنَا الذَّهَبِيُّ	حدیث واہیات روایات میں سے ہے۔
هُوَ مِنَ اَحَادِيْثِ الْوَاهِيَةِ الَّتِيْ	جس کی سند نہیں پہچانی جاتی۔ لیکن فردوس
لَا يُعْرَفُ لَهٗ اِسْنَادٌ اِنْتَهٰى لٰكِنْ	میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ روایت
فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ	ہے۔ اپنے دین کا تہائی حصہ عائشہ رض کے
اَنَسٍ خُذُوْا ثُلُثَ دِيْنِكُمْ مِنْ	گھر سے حاصل کرو۔ اور اس کی کوئی سند
بَيْتِ عَائِشَةَ وَلَمْ يَذْكُرْ لَهٗ	ذکر نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس
اِسْنَادًا قُلْتُ لٰكِنْ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ	کے معنی صحیح۔ کیونکہ عائشہ رض کے پاس
فَاِنَّ عِنْدَهَا مِنْ شَطْرِ الدِّيْنِ	دین کا آدھا حصہ باعتبار استناد موجود
اِسْتِنَادًا يَقْتَضِيْ اِعْتِمَادًا وَقَدِ	تھا۔ اسی وجہ سے یہ حدیث مشہور ہے
اشْتَهَرَ اَيْضًا حَدِيْثُ كَلِّمِيْنِيْ	اے عائشہ رضی اللہ عنہا مجھ سے بات
يَا حُمَيْرَاءُ لٰكِنْ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ	کر۔ لیکن اس کی بھی علماء کے پاس کوئی
عِنْدَ الْعُلَمَاءِ ۔	اصل نہیں ۔
۱۸۵۔ حَدِيْثُ خَصْمِيْ حَاكِمِيْ	میرا دشمن میرا حاکم ہے۔ یہ کلام ہے

كَلَامٌ لَا حَدِيْثٌ ۔

حدیث نہیں ۔

۱۸۶ ۔ حَدِيْثُ الْخُمُوْلِ نِعْمَةٌ وَكُلٌّ يَأْبَاهَا مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ نَعَمْ ثَبَتَ عَنْ سَعْدٍ مَرْفُوْعًا إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْعَبْدَ الْخَفِيَّ التَّقِيَّ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَكَذَا حَدِيْثُ الْخُمُوْلِ رَاحَةٌ وَالشُّهْرَةُ آفَةٌ مِنْ كَلَامِ الْمَشَائِخِ

ہر اس شئے کو جسے برا سمجھے چھپانا نعمت ہے بعض سلف کا کلام ہے۔ ہاں سعدؓ سے یہ مرفوعاً ثابت ہے۔ اللہ تعالے اخفی اور صاف بندے کو پسند کرتا ہے اس حدیث کا سخاویؒ نے ذکر کیا ہے۔ ایسے ہی یہ حدیث خفا رحمت ہے اور شہرت آفت ہے یہ بعض مشائخ کا کلام ہے۔

۱۸۷ ۔ حَدِيْثُ خِيَارُ نِسَاءِ أُمَّتِي أَحْسَنُهُنَّ وُجُوْهًا وَأَرْخَصُهُنَّ مَهْرًا قَالَ السَّخَاوِيُّ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ مَرْفُوْعًا بِلَا إِسْنَادٍ ۔

میری امت کی بہترین عورتیں وہ ہیں۔ جو حسین بھی ہوں۔ اور جن کے مہر بھی کم ہوں سخاوی کہتے ہیں۔ اسے دیلمیؒ نے مرفوعا بلا سند نقل کیا ہے۔

۱۸۸ ۔ حَدِيْثُ خَيْرُ تِجَارَتِكُمُ الْبَزُّ وَخَيْرُ صِنَاعَتِكُمُ الْخَرْزُ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَى إِسْنَادٍ وَذَكَرَهُ صَاحِبُ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ عَلِيٍّ ۔

تمہاری بہترین تجارت ریشم ہے اور تمہاری بہتر صنعت نگینہ ہے۔ عراقیؒ کہتے ہیں میں اس کی سند سے واقف نہیں۔ ہاں صاحب فردوس نے اسے حضرت علیؓ سے بلا سند روایت کیا ہے۔

۱۸۹ ۔ حَدِيْثُ خَيْرُ الْبِرِّ عَاجِلُهُ لَا يَصِحُّ مَبْنَاهُ وَلَكِنْ وَرَدَ

بہترین نیکی اسے جلدی کرنا ہے لفظوں کے اعتبار سے یہ صحیح نہیں۔ حضرت عباسؓ

عَنِ الْعَبَّاسِ فِيْ مَعْنَاهُ لَا يُتِمُّ الْمَعْرُوْفُ اِلَّا بِتَعْجِيْلِهٖ فَاِنَّهٗ اِذَا عَجَّلَهٗ هَنَاهُ وَهُوَ مَعْنٰى مَا اُشْتُهِرَ مِنْ اَنَّ الْاِنْتِظَارَ اَشَدُّ مِنَ الْمَوْتِ اَيْ لِاَنَّهٗ يُؤَدِّيْ اِلَى الْفَوْتِ ۔

سے اس معنیٰ کی روایت مروی ہے نیکی بغیر جلدی کے مکمل نہیں ہوتی۔ کیونکہ اسے جلدی کرنا چاہیئے۔ اور یہ معنی مشہور ہیں کہ انتظار موت سے زیادہ سخت ہے۔ کیونکہ وہ اس شئے کے فوت ہونے کے تک لے جاتا ہے۔

١٩٠۔ حَدِيْثُ خَيْرُ الْاَسْمَاءِ مَا عُبِّدَ وَمَا حُمِّدَ قَالَ السُّيُوْطِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ وَفِيْ مُعْجَمِ الطَّبْرَانِيِّ مِنْ حَدِيْثِ اَبِيْ زُهَيْرٍ الثَّقَفِيِّ اِذَا سَمَّيْتُمْ فَعَبِّدُوْا وَاَخْرَجَ اَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَرْفُوْعًا اَحَبُّ الْاَسْمَاءِ اِلَى اللّٰهِ مَا تُعُبِّدَ لَهٗ وَسَنَدُهٗ ضَعِيْفٌ وَرَوٰى اَبُوْ نُعَيْمٍ بِسَنَدِهٖ مَرْفُوْعًا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَا عَذَّبْتُ اَحَدًا يُسَمّٰى بِاسْمِكَ فِي النَّارِ ۔

بہترین نام وہ ہیں جن میں عبودیت یا حمد پائی جائے سیوطیؒ کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں بعد معجم طبرانیؒ میں ابو زہیرؓ ثقفی سے مروی ہے۔ جب تم نام رکھو تو عبودیت کے ساتھ رکھو۔ نیز ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ بہترین نام اللہ کے نزدیک وہ ہے جس میں اس کی عبودیت ہو۔ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور ابو نعیمؒ نے بالسند مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے میری عزت اور جلال کی میں اس شخص کو دوزخ کا عذاب نہ دوں گا جو تیرے نام سے اپنا نام رکھیں۔

۱۹۱۔ حدیث خیر خیر حین یسمع الغراب ونحوہ لیس بحدیث بل ھو نوع من الطیرۃ ذکرہ ابن الدیبع قلت بل ھو من الفال لا من التشاؤم لا فی الحال ولا فی المآل ۔	خیر ہے خیر ہے جب کوا سنتا ہے۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ فال کی ایک قسم ہے، جیسا کہ ابن الدیبع رحہ نے ذکر کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ ایک نیک فال ہے۔ فال بد نہیں۔ نہ اس کا حال سے تعلق ہے اور نہ مال سے ۔
۱۹۲۔ حدیث خیر السودان ثلاثۃ لقمان وبلال ومھجع مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رواہ البخاری فی صحیحہ عن واثلۃ بن الاسقع بہ مرفوعا کذا ذکرہ ابن الدیبع لکن قول البخاری سھو قلم اما من الناسخ او من المصنف فان الحدیث لیس من البخاری والذی فی المقاصد انما ھو مارواہ الحاکم ثم قال المنوفی ما ذکرہ من ان مھجعا مولی رسول اللہ	سوڈان کے بہترین آدمی ہیں۔ لقمان، بلال رض۔ اور مھجع رض مولی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ بخاری رح نے اپنی صحیح میں واثلہ بن الاسقع سے اسے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ ابن الدیبع رحہ نے ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن الدیبع رض کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ یہ حدیث یا تو ناسخ کی ہے یا مصنف کی۔ کیونکہ یہ حدیث بخاری رح کی نہیں ہے اور حاکم رح نے بھی اسے مقاصد میں ذکر کیا ہے۔ منوفی رح اسے ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ کہ یہ غلطی ہے۔ کہ مھجع رض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے۔ وہ حضرت عمر رض کے

عَلَيْهِ السَّلَامُ سَهْمٌ فَاِنَّهُ مَوْلٰى عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَهُوَ اَوَّلُ مَنْ قُتِلَ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ يَوْمَ بَدْرٍ اَتَاهُ سَهْمُ غَرْبٍ وَهُوَ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَقَتَلَهٗ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ الْيَمَنِ وَفِي الْمَقَاصِدِ فِيْ حَدِيْثٍ رَفَعَهٗ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ اِنَّهٗ لَيُرٰى بَيَاضُ الْاَسْوَدِ فِي الْجَنَّةِ مِنْ مَسِيْرَةِ اَلْفِ عَامٍ قَالَ الْمَنُوْفِيُّ فِيْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيَاضُ الْاَسْوَدِ اَيِ الَّذِيْ كَانَ فِي الدُّنْيَا وَمِنْهُ يُعْلَمُ اَنَّ مُؤْمِنِي السُّوْدَانِ لَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا بَيْضَاءَ وَبِهٖ صَرَّحَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِيْ شَرْحِ الْبُخَارِيِّ۔

غلام تھے۔ بدر کے مسلمانوں میں سے سب سے پہلے وہی مقتول ہوئے وہ دونوں صفوں کے درمیان کھڑے تھے کہ ایک تیر آیا۔ اور اس نے انہیں قتل کر دیا۔ اور وہ اہل یمن سے تعلق رکھتے تھے۔ اور مقاصد میں ایک مرفوع حدیث میں ہے۔ قسم ہے۔ اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ کہ سیاہ (سوڈانی) کی سپیدی جنت میں ایک ہزار سال کی مسافت سے نظر آئے گی۔ منوفی کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد یہ ہے۔ کہ جو دنیا میں سیاہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا۔ کہ سوڈانی مومن جنت میں وہی داخل ہوں گے۔ جو سفید ہوں گے عسقلانی نے شرح بخاری میں اسی کی تصریح کی ہے۔

١٩٣۔ حَدِيْثُ الْخَيْرِ فِيَّ وَفِيْ اُمَّتِيْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ وَلٰكِنْ مَعْنَاهُ

مجھ میں اور میری امت میں خیر قیامت تک ہے۔ عسقلانی فرماتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔ لیکن اس کے

صَحِيْحٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ يَعْنِيْ فِيْ حَدِيْثِ لَا يَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ اُمَّتِيْ ظَاهِرِيْنَ عَلَى الْحَقِّ اِلٰى اَنْ يَقُوْمَ السَّاعَةُ۔	معنیٰ صحیح ہیں۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس حدیث کی بنا پر۔ میری امت میں سے ایک جماعت قیامت تک حق پر قائم رہے گی۔
۱۹۴۔ حَدِيْثُ خَيْرَةُ اللّٰهِ لِلْعَبْدِ خَيْرٌ مِنْ خَيْرَتِهٖ لِنَفْسِهٖ لَا يُعْرَفُ لَهٗ اَصْلٌ فِيْ مَبْنَاهُ وَاِنْ صَحَّ مَعْنَاهُ كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَعَسٰى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَكُمْ وَعَسٰى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ وَمِنْ هُنَا وَرَدَ الْاَمْرُ بِالْاِسْتِخَارَةِ صَلٰوةً وَدُعَاءً وَقَدْ وَرَدَ مَا خَابَ مَنِ اسْتَخَارَ وَلَا نَدِمَ مَنِ اسْتَشَارَ وَثَبَتَ فِي الدُّعَاءِ اَللّٰهُمَّ خِرْ لِيْ وَاخْتَرْ لِيْ وَلَا تَكِلْنِيْ اِلٰى اخْتِيَارِيْ وَهٰذَا اَصْلُ مَا اشْتَهَرَ عَلَى اَلْسِنَةِ الْعَامَّةِ	بندے کے لئے اللہ کی بھلائی بہتر ہے اپنے نفس کے لئے بھلائی سے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں پائی جاتی چاہے اس کے معنے صحیح ہوں۔ جیسا کہ اللہ تعالےٰ کے قول سے اخذ کیا جاتا ہے۔ اور شاید تم کسی چیز کو برا سمجھو اور وہ تمہارے لئے بہتر ہو۔ اور جس شئے کو تم اچھا سمجھو وہ تمہارے لئے بری ہو۔ اللہ تعالےٰ جانتا ہے۔ تم نہیں جانتے۔ یہیں سے نماز اور دعا کے ذریعہ استخارہ اور مشورہ سے بات جو ثابت ہوئی۔ اور ایک دعا میں بھی ثابت ہے اے اللہ میرے لئے خود پسند فرما۔ اور میرے اختیار پہ نہ چھوڑ۔ اور یہ اصل عام لوگوں کی زبان پہ مشہور ہے۔ کہ بھلائی وہ ہے جسے اللہ پسند کرے۔ بلکہ مشائخ کے

الخیر فی ما اختارہ اللہ بل التحقیق عند المشائخ الاخیار ان لیس للعبد حقیقۃ الاختیار لقولہ تعالی وربک یخلق ما یشاء ویختار ما کان لھم الخیرۃ وعن الشیخ ابی الحسن الشاذلی لا تختر فان کان لابد ان تختار فاختر ان لا تختار فان ربک یخلق ما یشاء ویختار۔	نزدیک تحقیق یہی ہے۔ کہ بندے کے لئے اختیار کی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ تیرا رب جو چاہے پیدا کرتا ہے اور پسند فرماتا ہے۔ ان لوگوں کے لئے کوئی اختیار نہیں۔ سید ابو الحسن الشاذلی سے مروی ہے۔ پسند نہ کر۔ اگر تیرے لئے پسند کرنا ضروری ہو۔ تو تو اس بات کو پسند کر کہ کچھ بھی پسند نہ کر۔ کیونکہ اللہ تعالے پیدا فرماتا۔ اور پسند فرماتا ہے۔

حرف الدال المھملۃ!

۱۹۵۔ حدیث دار الظالم خراب ولو بعد حین قال السخاوی لم اقف علیہ و لکن یشھد لہ فتلک بیوتھم خاویۃ بما ظلموا۔	ظالم کا گھر خراب ہوتا ہے۔ چاہے ایک مدت کے بعد ہو۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ہوں۔ لیکن اس کی شہادت یہ آیت دیتی ہے۔ یہ ان کے گھر خراب ہیں ان کے ظلم کی بنا پر۔
۱۹۶۔ حدیث دارھم مادمت فی دارھم قال السخاوی ما	ان کا گھر اس وقت تک ہے جب تک یہ گھر میں ہیں۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث کو نہیں جانتا

عائشۃ حدیثا ذکرہ جاء فی — لیکن نوحہ کے بارے میں آیا ہے اس کا گھر اس وقت
الزوجۃ دارھا تعش بما اخرجہ — تنگ ہے جب تک اس میں ہے۔ یہ حدیث ابن حبان
ابن حبان فی صحیحہ عن سمرۃ۔ — نے اپنی صحیح میں سمرہ سے روایت کی ہے۔

۱۹۷۔ حدیث داروا سفہائکم — اپنے بیوقوفوں کی مدد کرو۔ یہ عام لوگوں کی
مدار علی بعض الالسنۃ — زبان پر اس زیادتی کے ساتھ جاری ہے
بزیادۃ بثلث اموالکم وقد — کہ تہائی مال کے ساتھ۔ امام عسقلانی رح سے
سئل عن العسقلانی فلم — اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا
یتکلم علیہ۔ — انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔

۱۹۸۔ حدیث دا و می قرع — جنت کا دروازہ کھٹکھٹا لے پر میری مدد کر دیا آپ نے
باب الجنۃ قالہ لعائشۃ قالت — عائشہ رض سے فرمایا حضرت عائشہ رض نے عرض کیا کس چیز
بماذا قال بالجوع ذکرہ فی الاحیاء — کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا بھوک کے ساتھ۔ غزالی نے اس کا
قال العراقی لم اجد لہ اصلا۔ — احیا میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی

۱۹۹۔ حدیث دخولہ علیہ — نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جحفہ میں حمام
السلام حماما بالجحفۃ ذکرہ — میں داخل ہونا۔ ترمذی نے شرح منہاج
الترمذی فی شرح المنہاج فی — میں گرم پانی پر کلام کرتے ہوئے ذکر کیا ہے
الکلام علی الماء المسخن وذکرہ — نووی رح شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ
النووی فی شرح المہذب انہ — بے انتہا ضعیف ہے۔ ابن حجر المکی شرح الشمائل
ضعیف جدا فقول شیخنا — میں فرماتے ہیں۔ یہ حدیث کہ نبی کریم صلی اللہ
ابن حجر المکی فی شرح الشمائل — علیہ وآلہ وسلم جحفہ میں حمام میں تشریف

خَبَرُ اَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ دَخَلَ حَمَّامَ الْجُحْفَةِ مَوْضُوْعٌ بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ وَاِنْ وَقَعَ فِيْ كَلَامِ التِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهٖ وَلَمْ يَعْرِفِ الْعَرَبُ الْحَمَّامَ بِبِلَادِهِمْ اِلَّا بَعْدَ مَوْتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ فِيْ مَحَلِّهٖ وَكَيْفَ يَكُوْنُ مَوْضُوْعًا بِاتِّفَاقِ الْحُفَّاظِ مَعَ اِثْبَاتِ الْحَافِظِ التِّرْمِذِيِّ وَتَضْعِيْفِ النَّوَوِيِّ اِذْ لَا يَخْفٰى التَّفَاوُتُ بَيْنَ الضَّعِيْفِ وَالْمَوْضُوْعِ مَعَ اَنَّ الْاِثْبَاتَ مُقَدَّمٌ عَلَى النَّفْيِ فِي الْاَصْلِ الْمَصْنُوْعِ

لے گئے۔ باتفاق حفاظ موضوع ہے اگرچہ یہ حدیث ترمذی رح کے کلام وغیرہ میں پائی جاتی ہے۔ اور عرب اپنے شہروں میں حمام کو جانتے بھی نہ تھے۔ انہیں علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد حمام کا علم ہوا۔ یہ کلام صحیح نہیں۔ کیونکہ یہ باتفاق حفاظ موضوع نہیں۔ بلکہ حافظ ترمذی رح نے اسے ثابت کیا ہے۔ اور نووی رح نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اور ضعیف و موضوع میں زبردست فرق ہے۔ کیونکہ بلحاظ اصل اثبات نفی پر مقدم ہے۔

٢٠٠- حَدِيْثُ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ فِيْمَا يُقَالُ بَعْدَ الْاَذَانِ مِنَ الدُّعَاءِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَرَهٗ فِيْ شَيْءٍ مِنَ الرِّوَايَاتِ ۔

بلند درجہ اس میں ہے۔ کہ اذان کے بعد دعا کہی جائے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں نے اسے روایات میں کہیں نہیں پایا۔

٢٠١- حَدِيْثُ الدَّمِ مِقْدَارُ الدِّرْهَمِ يُغْسَلُ وَيُعَادُ مِنْهُ الصَّلٰوةُ فِيْهِ نُوْحٌ كَذَّابٌ كَذَا

خون جب درہم کے برابر ہو تو اسے دھویا بھی جائے گا اور نماز کا بھی اعادہ کیا جائے گا اس کا راوی نوح کذاب ہے۔ جیسا کہ لآلی

فِي اللآلي •

میں ہے •

۲۰۲ - حَدِيثُ الدُّنْيَا سَاعَةٌ فَاجْعَلْهَا طَاعَةً لَا أَصْلَ لِمَبْنَاهُ لٰكِنْ يَصِحُّ مَعْنَاهُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ وَ هُوَ لَا يُنَافِي مَا ثَبَتَ مِنْ أَنَّ عُمْرَ الدُّنْيَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ فَإِنَّ مَا مَضَى فَكَأَنَّهُ فِي سَاعَةٍ انْقَضَى •

دنیا ایک گھڑی کی ہے۔ اس میں اطاعت کرلو لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن یہ معنی اللہ تعالیٰ کے قول سے ثابت ہے۔ گویا کہ وہ اس دن دیکھیں گے جس کا وہ وعدہ کئے گئے تھے۔ وہ دنیا میں دن کا ایک حصہ ٹھیرے ہیں اور یہ جو ثابت ہے کہ دنیا کی عمر سات ہزار سال ہے یہ اس کے منافی نہیں ہے۔ یہ جتنا زمانہ گزرے گا۔ یہ محسوس ہوگا گویا کہ ایک ساعت میں ختم ہو گیا •

۲۰۳ - حَدِيثُ الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَعَ إِيرَادِ الْغَزَالِيِّ لَهُ فِي الْإِحْيَاءِ قُلْتُ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ يُقْتَبَسُ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى مَنْ كَانَ يُرِيدُ حَرْثَ الْآخِرَةِ نَزِدْ لَهُ فِي حَرْثِهِ •

دنیا آخرت کی کھیتی ہے سخاوی کہتے ہیں میں اس حدیث سے واقف نہیں۔ غزالی نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں معنوی لحاظ سے یہ بات ثابت ہے اور قرآن سے مستنبط ہوتی ہے۔ جو آخرت کی کھیتی کا ارادہ رکھتا ہے۔ ہم اس کے لئے اس کی کھیتی میں زیادتی کر دیتے ہیں "

۲۰۴ - حَدِيثُ الدِّيكُ الْأَبْيَضُ صَدِيقِي وَصَدِيقُ صَدِيقِي وَعَدُوُّ عَدُوِّي وَلَهُ طُرُقٌ

سپید مرغ میرا دوست ہے۔ میرے دوست کا دوست ہے۔ اور میرے دشمن کا دشمن ہے اس کی مختلف سندات ہیں۔ ابن الجوزی

ذَکَرَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ	نے اس کا موضوعات میں ذکر کیا ہے۔
قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَمْ یَتَبَیَّنْ	امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ مجھ پر اس متن کے
لِیَ الْحُکْمُ عَلٰی ھٰذَا الْمَتْنِ بِالْوَضْعِ	موضوع ہونے کا حکم ظاہر نہیں ہوا سخاوی
قَالَ السَّخَاوِیُّ لٰکِنْ فِیْ اَکْثَرِ	کہتے ہیں۔ اس کے اکثر الفاظ میں اوچھا پن
اَلْفَاظِہٖ رَکَاکَۃٌ لَا رَوْنَقَ لَھَا وَ	ہے۔ اور کوئی رونق نہیں پائی جاتی
قَدْ اَفْرَدَ الْحَافِظُ اَبُوْ نُعَیْمٍ اَخْبَارَ	حافظ ابو نعیم رح نے مرغ کی احادیث ایک
الدِّیْکِ فِیْ جُزْءٍ قُلْتُ فَلَا یَکُوْنُ	جزو میں جمع کی ہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے
مَوْضُوْعًا وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ اَخْرَجَہٗ	ابن ابی اسامہ رح اور ابو شیخ نے حضرت
ابْنُ اَبِیْ اُسَامَۃَ وَاَبُو الشَّیْخِ مِنْ	انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ لیکن
حَدِیْثِ اَنَسٍ وَھُوَ مُنْکَرٌ ۔	یہ منکر ہے ۔
۲۰۵۔ حَدِیْثُ الدَّیْنِ وَلَوْ	قرض چاہے ایک درہم کا کیوں نہ ہو، بھوک
دِرْھَمٍ وَالْعَیْلَۃِ وَلَوْ بِنْتٍ وَ	چاہے لڑکی کیوں نہ ہو، سوال کرنے والا چاہے
السَّائِلِ وَلَوْ کَیْفَ الطَّرِیْقِ قَالَ	کیسا ہی ہو، سخاوی رح کہتے ہیں میں مرفوعًا اسے
السَّخَاوِیُّ لَا اَسْتَحْضِرُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ	کہیں نہیں پاتا۔ ملا علی قاری رح فرماتے ہیں
وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ قُلْتُ وَالْمَشْھُوْرُ	مشہور یہ ہے۔ سوال کرنا ذلت ہے چاہے
اَلسُّؤَالُ ذُلٌّ وَلَوْ اَیْنَ الطَّرِیْقِ ۔	مسافر کیوں نہ ہو ۔

حَرْفُ الذَّالِ الْمُعْجَمَۃِ

۲۰۶۔ حَدِیْثُ ذَکَاۃِ الْاَرْضِ	زمین کی پاکی اس کا خشک ہو جانا ہے۔ ابن

بینهما قال ابن الربیع احتج به
الحنفیة ولا اصل له فی المرفوع
نعم ذکره ابن ابی شیبة مرفوعا
عن ابی جعفر الباقر قلت ونعم
السند الظاهر من الامام الباهر
المسمی بسلسلة الذهب فهی
کافیة لصحة المذهب
مع ان المجتهد اذا استدل
بحدیث علی حکم من الاحکام
فلا یتصور ان یکون صحیحا
او حسنا عنده ثم لا یضره
دخول ضعف او وضع فی
سنده وقال الزرکشی لا اصل
له وانما هو قول محمد بن الحنفیة
اخرجه ابن جریر فی تهذیب
الآثار وقال السیوطی واخرجه
ابن ابی شیبة فی المصنف عنه
واخرجه ایضا عن ابی جعفر و
عن ابی قلابة قولهما قلت

الربیع کہتے ہیں۔ یہ حنفیہ علماء کی دلیل ہے اور مرفوعاً
اس کی کوئی اصل نہیں۔ ہاں اسے ابن ابی شیبہ
نے مرفوعاً ابوجعفر الباقر سے روایت کیا ہے
ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں سند کی عمدگی ظاہر ہے
جو امام باہر سے مروی ہے جسے سلسلۃ الذہب
کہا جاتا ہے اور یہ صحت مذہب کے لئے کافی ہے
حالانکہ مجتہد جب کسی حدیث سے کسی حکم پر استدلال
کرتا ہے تو وہ یہ خیال نہیں کرتا کہ یہ حدیث اس کے
نزدیک صحیح ہے یا حسن پھر اسے سند میں ضعف
یا وضع کا وجود بھی ضرر نہیں پہنچاتا۔ زرکشی کہتے
ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ محمد بن حنفیہؒ
کا قول ہے۔ ابن جریرؒ نے اسے تہذیب الآثار
میں روایت کیا ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں ابن ابی شیبہؒ
نے اپنی مصنف میں محمد بن حنفیہ۔ ابوجعفر اور
ابوقلابہ سے یہ ان کا قول نقل کیا ہے۔ ملا علیؒ
قاری فرماتے ہیں اس کا مرفوع ہونا گذر چکا ہے
اور یہ حضرت عائشہؓ سے موقوفاً بھی مروی ہے
اس کی اصل ہدایہ میں مرفوعاً موجود ہے اگرچہ
مجھے اس کا مخرج معلوم نہیں۔ یہ تو معلوم ہے

تَقَدَّمَ رَفْعُهُ وَقَدْ رُوِيَ
عَنْ عَائِشَةَ مَوْقُوفًا وَاَصْلُهُ
فِي الْهِدَايَةِ مَرْفُوعًا لٰكِنْ قَالَ
مُخَرِّجُهُ لَمْ اَرَهُ فَمِنَ الْمَعْلُومِ اَنَّ
مَوْقُوفَ الصَّحَابَةِ حُجَّةٌ عِنْدَنَا
وَكَذَا الْحَدِيثُ الْمُنْقَطِعُ اِذَا صَحَّ
سَنَدُهُ وَيُقَوِّي الْمَذْهَبَ مَا
فِي سُنَنِ اَبِي دَاوُدَ بَابُ طُهُوْرِ
الْاَرْضِ اِذَا يَبِسَتْ وَاَسْنَدَ
عَنْ عُمَرَ قَالَ كُنْتُ اَبِيتُ فِي
الْمَسْجِدِ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى
اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكُنْتُ فَتًى
شَابًّا عَزَبًا وَكَانَتِ الْكِلَابُ
تَبُولُ وَتُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ
وَلَمْ يَرُشُّونَ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ
اِنْتَهٰى فَلَوْ لَا اعْتِبَارُ اَنَّهَا تَطْهُرُ
بِالْجَفَافِ كَانَ ذٰلِكَ تَبْقِيَةً
لَهَا بِوَصْفِ النَّجَاسَةِ مَعَ الْعِلْمِ
بِاَنَّهُمْ يَقُومُونَ عَلَيْهَا فِي الصَّلٰوةِ

کہ موقوف صحابہ ہمارے نزدیک حجت
ہے۔ اور ایسے ہی حدیث منقطع جب
کہ اس کی سند صحیح ہو۔ اور ہمارے
مذہب کی تائید وہ حدیث کرتی ہے۔ جو
سنن ابی داؤد میں اس باب کے تحت
ہے۔ کہ جب زمین خشک ہو جائے تو پاک
ہو جاتی ہے اور انہوں نے ابن عمرؓ سے
روایت کیا ہے۔ کہ میں حضور کے زمانہ میں
مسجد میں سویا کرتا تھا۔ اور میں نوجوان تھا۔
اور مسجد میں کتے آتے جاتے رہتے تھے۔ اور
پیشاب کرتے رہتے تھے۔ اور صحابہ اس پر پانی
بھی نہ ڈالتے تھے۔ اگر خشک ہونے سے
پاک ہونے کا اعتبار نہ ہوتا۔ تو انہیں اس
بات سے احتراز کرنا چاہیئے تھا جب کہ وہ جانتے
تھے کہ یہاں نجاست موجود ہے۔ اور اس
باوجود وہ مسجد میں نماز پڑھتے۔ مسجد چھوٹی تھی
اور نمازی زیادہ۔ نزاع کے معاملہ میں یہ
بمنزلہ اجماع ہوا۔ سخاویؒ کہتے ہیں ابوقلابہ
سے یہ الفاظ بھی روایت کئے گئے ہیں

اَلْبَتَّۃَ لِصِغَرِ الْمَسْجِدِ وَکَثْرَۃِ	کہ زمین کا خشک ہو جانا۔ اس کا پاک
الْمُصَلِّیْنَ فَیَکُوْنُ ھٰذَا بِمَنْزِلَۃِ	ہو جانا ہے۔ اور اس حدیث کے حضرت
الْاِجْمَاعِ فِیْ مَقَامِ تَحْقِیْقِ النِّزَاعِ	انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث
قَالَ السَّخَاوِیُّ وَرُوِیَ قَوْلُ اَبِیْ	معارض ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
قِلَابَۃَ بِلَفْظِ جُفُوْفُ الْاَرْضِ	وسلم نے اعرابی کے پیشاب پر پانی ڈالنے
طُھُوْرُھَا وَیُعَارِضُہٗ حَدِیْثُ	کا حکم دیا۔ بلکہ کھودنے کا بھی ذکر موجود
اَنَسٍ فِی الْاَمْرِ بِصَبِّ الْمَاءِ عَلٰی	ہے۔ اور اس حدیث سے مراد یہ ہے
بَوْلِ الْاَعْرَابِیِّ بَلْ وَرَدَ فِیْہِ	کہ خشک ہونا بھی پاکی کا ایک
الْحَفْرُ اِنْتَھٰی وَفِیْہِ اَنَّ الْمُرَادَ	طریقہ ہے۔ نہ کہ اس کا کھودنا
ھُوَ اَنَّ الْجُفُوْفَ اِحْدٰی طُرُقِ	اور یہ ہمارا قول پانی بہانے
التَّطْھِیْرِ لَا حَفْرُھَا فَیَتَطَھَّرُھَا	اور اس سے پاک کرنے کے
بِالْمَاءِ وَصَبُّہٗ لَا یُنَافِیْہِ ؞	منافی نہیں ؞

حَرْفُ الرَّاءِ

۲۰۷۔ حَدِیْثُ رَاَیْتُ رَبِّیْ	کوچ کے روز میں نے اپنے خدا کو
یَوْمَ النَّفْرِ عَلٰی جَمَلٍ اَوْرَقَ عَلَیْہِ	ایک زرد اونٹ پر سوار دیکھا۔ اور خدا
جُبَّۃُ صُوْفٍ اَمَامَ النَّاسِ مَوْضُوْعٌ	صوف کا جبہ پہنے ہوئے تھا۔ اور لوگوں
لَا اَصْلَ لَہٗ کَذَا فِی الذَّیْلِ وَفِی	کے آگے آگے چل رہا تھا۔ یہ موضوع ہے۔
اللَّآلِیْ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَہٗ	اس کی کوئی اصل نہیں۔ جیسا کہ ذیل میں اس کا

رَأَيْتُ رَبِّي فِي صُورَةِ شَابٍّ لَهُ
وَفْرَةٌ وَرُدِيَ فِي صُورَةِ شَابٍّ
أَمْرَدَ قَالَ ابْنُ صَدَقَةَ عَنْ أَبِي
زُرْعَةَ حَدِيثُ ابْنِ عَبَّاسٍ صَحِيحٌ
لَا يُنْكِرُهُ إِلَّا مُعْتَزِلِيٌّ وَرُدِيَ فِي
بَعْضِهَا بِفُؤَادِهِ وَالْحَدِيثُ إِنْ
حُمِلَ عَلَى الْمَنَامِ فَلَا إِشْكَالَ
فِي الْمَقَامِ وَإِنْ حُمِلَ عَلَى الْيَقْظَةِ
فَأَجَابَ ابْنُ الْهُمَامِ بِأَنَّ هٰذَا
حِجَابُ الصُّورَةِ وَكَأَنَّهُ أَرَادَ بِهٰذَا
الْكَلَامِ أَنَّ تَمَامَ الْمَرَامِ يَتَصَوَّرُ
بِحَمْلِهِ عَلَى التَّجَلِّي الصُّورِيِّ
فَإِنَّهُ مِنَ الْمُحَالِ الضَّرُورِيِّ
حَمْلُهُ عَلَى التَّجَلِّي الْحَقِيقِيِّ فَلِلّٰهِ
سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى أَنْوَاعٌ مِنَ التَّجَلِّيَاتِ
بِحَسَبِ الذَّاتِ وَالصِّفَاتِ وَ
لٰكِنْ لَهُ الْقُدْرَةُ الْكَامِلَةُ وَالْقُوَّةُ
الشَّامِلَةُ زِيَادَةً عَلَى الْمَلٰئِكَةِ
وَغَيْرِهِمْ فِي تَشَكُّلِ الصُّوَرِ دَ

ذکر ہے۔ لآلی میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی
ہے۔ کہ میں نے اپنے خدا کو ایک جوان کی صورت
میں دیکھا اس کے لمبے بال تھے۔ اور ایک
روایت میں ہے۔ ایسے جوان کی صورت میں
دیکھا جس کی نہ مونچھیں تھیں نہ ڈاڑھی۔ ابن
صدقہ ابو زرعہ سے روایت کرتے ہیں۔
ابن عباسؓ کی حدیث کا ایک معتزلی ہی انکار
کرسکتا ہے۔ اور بعض کتابوں میں اس کے
فوائد بھی مروی ہیں۔ اور حدیث کا مقصد یہ
ہے اگر رویتہ سے مراد خواب کی رویت ہے
تو اس میں کوئی مشکل نہیں ہے۔ اور اگر اس
دیکھنے سے مراد جاگتے ہوئے دیکھنا ہے۔ تو
ابن ہمام نے اس کا یہ جواب دیا ہے۔ کہ یہ
حجاب صورت ہے۔ گویا کہ ان کے کلام کا منشا یہ
ہے۔ کہ اسے تجلی صورت پر مبنی قرار دیا جائے گا
نہ کہ تجلی حقیقی پر۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے لئے
ذات و صفات کے لحاظ سے مختلف قسم کی
تجلیات ہیں۔ اسی طرح اسے قدرت کاملہ
اور وہ قوت حاصل ہے جو فرشتوں وغیرہ سے

الْهَيْئَاتِ وَهُوَ مُنَزَّهٌ عَنِ الْجِسْمِ	تبدیلیٔ اشکال میں زیادہ ہے۔ حالانکہ وہ باعتبار
وَالصُّوَرِ وَالْجِهَاتِ بِحَسْبِ الذَّاتِ	جسم، صورت اور ذات سے منزہ ہے۔ اس
وَبِهٰذَا يَنْحَلُّ كَثِيْرٌ مِنَ الشُّبْهَاتِ وَ	طرح پر بہت سے شبہات اور بہت سی مشکل
أَحَادِيْثُ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ	احادیث صفات حل ہو جائیں گی۔ اور اللہ تعالیٰ
بِحَقَائِقِ الْمَقَامَاتِ وَدَقَائِقِ	خود مقامات کے حقائق سے زیادہ واقف ہے
الْمَرَامَاتِ وَبِهٰذَا انْدَفَعَ كَلَامُ	اور اس سے سبکی وغیرہ کا وہ اعتراض ختم ہو گیا
السُّبْكِيِّ وَغَيْرِهِ أَنَّ حَدِيْثَ رَأَيْتُ	کہ میں نے اپنے خدا کو مرد جوان کی صورت
رَبِّيْ فِيْ صُوْرَةِ الشَّابِّ أَمْرَدَ	میں دیکھا۔ یہ حدیث عام صوفیوں کی
دَائِرٌ عَلٰى أَلْسِنَةِ عَوَامِ الصُّوْفِيَّةِ	زبان پر مشہور ہے۔ اور یہ موضوع
وَهُوَ مَوْضُوْعٌ مُفْتَرًى عَلٰى	ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر
رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ	جھوٹی تہمت لگا رہا ہے۔ کیونکہ اس نے
سَلَّمَ فَإِنَّهُ بَنَى الْحَدِيْثَ عَلٰى	ایسی حدیث وضع کی ہے جس کی سند سے
أَنَّ فِيْ سَنَدِهٖ مَا يَدُلُّ عَلٰى وَضْعِهٖ	اس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ اور یہ بات
فَسَلِمْ وَإِلَّا فَبَابُ التَّأْوِيْلِ	مسلم ہے۔ ورنہ تاویل کا دروازہ تو بہت
وَاسِعٌ مُحْتَمَلٌ۔	کھلا ہوا ہے۔

فائدہ۔ ملا علی قاری نے جو تاویل کی ہے وہ ملحاظ معنی ہے۔ اور سبکی وغیرہ نے جو اعتراض کیا ہے۔ وہ بلحاظ متن و سند ہے۔ اور جب اس کی صحت ثابت ہو جائے گی تو معنوی تاویل بھی صحیح ہو جائے گی۔ اصل اشکال معنوی نہیں۔ بلکہ اصل اختلاف صحت لفظی اور صحت سند کا ہے۔

۲۰۸۔ حَدِیْثُ الرَّابِحِ فِی الشَّرِّ خَاسِرٌ اَیْ مِنَ الْخَیْرِ کَلَامُ بَعْضِ الْحُکَمَاءِ وَقَدْ قَالَ تَعَالٰی وَالْعَصْرِ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحَاتِ فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَلِلّٰهِ دَرُّ الشَّیْخِ الْبُسْتِیِّ شِعْرٌ	برائی سے کمانے والا ٹوٹے میں ہے یعنی بھلائی سے یہ بعض حکماء کا کلام ہے اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ قسم ہے زمانہ کی کہ انسان ٹوٹے میں ہے۔ مگر جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال کیے۔ اور ان کی تجارت نے انہیں کچھ نفع نہ پہنچایا۔ شیخ بستی رح نے کیا خوب کہا ہے ؎
زِیَادَةُ الْمَرْءِ فِیْ دُنْیَاهُ نُقْصَانٌ وَرِبْحُهٗ غَیْرُ مَحْضِ الْخَیْرِ خُسْرَانٌ	دنیاوی معاملات میں آدمی کی زیادتی یہ سراسر نقصان ہے اور اسکے نفع میں کوئی بھلائی نہیں وہ سراپا ٹوٹے میں ہے
۲۰۹۔ حَدِیْثُ رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَی الْجِهَادِ الْاَکْبَرِ قَالُوْا وَمَا الْجِهَادُ الْاَکْبَرُ قَالَ جِهَادُ الْقَلْبِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ تَسْدِیْدِ الْقَوْسِ هُوَ مَشْهُوْرٌ عَلَی الْاَلْسِنَةِ وَهُوَ مِنْ کَلَامِ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ عَبْلَةَ فِی الْکُنٰی لِلنَّسَائِیِّ قُلْتُ ذَکَرَ الْحَدِیْثَ فِی الْاِحْیَاءِ وَکَتَبَهُ الْعِرَاقِیُّ فَاَلِی الْبَیْهَقِیِّ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَ	ہم چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف لوٹ آئے۔ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ جہاد اکبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا قلب سے جہاد۔ عسقلانی تسدید القوس میں فرماتے ہیں۔ یہ لوگوں کی زبان پر مشہور ہے۔ یہ ابراہیم بن عبلہ کا قول ہے۔ جو نسائی نے کنی میں نقل کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ غزالی رح نے اس کا احیاء میں ذکر کیا ہے اور عراقی رح کہتے ہیں۔ اسے بیہقی رح نے جابر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کیا

قَالَ هٰذَا اِسْنَادٌ فِيْهِ ضُعْفٌ	ہے۔ اور بیہقی رح فرماتے ہیں۔ اس کی
وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَى الْخَطِيْبُ	سند میں ضعف ہے۔ سیوطی رح کہتے
فِيْ تَارِيْخِهٖ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ	ہیں خطیب رح نے اپنی تاریخ میں جابرؓ سے
قَالَ قَدِمَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ	روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وَالسَّلَامُ مِنْ غَزَاةٍ لَهُمْ فَقَالَ	وسلم ایک غزوہ سے تشریف لائے
عَلَيْهِ السَّلَامُ قَدِمْتُمْ خَيْرَ	اور فرمایا تم بہتر کام کر کے آئے ہو۔ لیکن
مَقْدَمٍ وَقَدِمْتُمْ مِنَ الْجِهَادِ	اب تم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف
الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ	لوٹے ہو۔ لوگوں نے دریافت کیا۔ جہاد
قَالُوْا وَمَا الْجِهَادُ الْاَكْبَرُ قَالَ	اکبر کیا ہے۔ آپ نے فرمایا بندے کا اپنی
مُجَاهَدَةُ الْعَبْدِ هَوَاهُ ۔	خواہش سے جہاد کرنا ۔
۲۱۰۔ حَدِيْثُ رَحِمَ اللّٰهُ اَخِي	اللہ تعالیٰ میرے بھائی خضر پر رحم فرمائے
الْخِضْرَ لَوْ كَانَ حَيًّا لَزَارَنِيْ قَالَ	اگر وہ زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے۔ امام
الْعَسْقَلَانِيُّ لَا يَثْبُتُ مَرْفُوْعًا ۔	عسقلانی فرماتے ہیں، یہ مرفوعاً ثابت نہیں ۔
۲۱۱۔ حَدِيْثُ رَحِمَ اللّٰهُ مَنْ	اللہ تعالیٰ اس شخص پر رحم فرمائے، جو میری
زَارَنِيْ وَزِمَامُ نَاقَتِهٖ بِيَدِهٖ ۔	زیارت اس حالت میں کرے کہ اس کی ناقہ کی زمام
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ	اس کے ہاتھ میں ہو۔ عسقلانی فرماتے ہیں ان الفاظ
بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔	کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں ۔
۲۱۲۔ حَدِيْثُ رَدُّ دَانِقٍ	درہم کا رس کے گھر والوں پہ لوٹانا ستر
عَلٰى اَهْلِهٖ خَيْرٌ مِنْ عِبَادَةِ	سال کی عبادت سے بہتر ہے۔ ابن حجر رح کہتے

سَبْعِيْنَ سَنَةً قَالَ ابْنُ حَجَرٍ مَا عَرَفْتُ أَصْلَهُ يَعْنِيْ أَصْلَ مَبْنَاهُ وَإِلَّا فَهُوَ صَحِيْحٌ مِنْ جِهَةِ مَعْنَاهُ فَإِنَّ رَدَّ الْحَقِّ إِلَى أَهْلِهِ فَرْضٌ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ عِبَادَةِ سَبْعِيْنَ سَنَةً نَفْلًا وَقَالَ السَّخَاوِيُّ إِنَّمَا قَالَهُ يَحْيَى بْنُ عُمَرَ بْنِ يُوْسُفَ بْنِ عَامِرٍ الْأَنْدَلُسِيُّ الْفَقِيْهُ الْمَالِكِيُّ حِيْنَ أَتَيْتُمْ عَلَى ارْتِحَالِهِ مِنَ الْقَيْرَوَانِ لِقُرْطُبَةَ لِيَرُدَّ دَانِقًا لِبَقَّالٍ عَلَيْهِ انْتَهَى وَذَكَرَ ابْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيْرِ مَا نَصُّهُ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ رَدُّ دَانِقٍ مِنْ حَرَامٍ يَعْدِلُ عِنْدَ اللّٰهِ سَبْعِيْنَ حَجَّةً انْتَهَى وَالدَّانِقُ بِكَسْرِ النُّوْنِ وَبِفَتْحِهَا سُدُسُ الدِّرْهَمِ.

ہیں۔ میں اس کی اصل کو نہیں پہچانتا یعنی الفاظ کو۔ ورنہ بلحاظ معنی یہ صحیح ہے۔ کیونکہ حق کو اس کے مالک کے پاس لوٹانا یہ فرض ہے۔ اور یہ ستر سال کی نفلی عبادت سے بہتر ہے (جب حدیث کی کوئی اصل نہ ہوئی تو ستر سال کی قید کیسے ثابت ہوگی) سخاوی کہتے ہیں یہ قول یحیی بن عمر بن یوسف بن عامر الاندلسی المالکی کا ہے۔ جب انہوں نے قیروان سے قرطبہ کوچ کرنے کا ارادہ کیا۔ تو ایک بقال کے ان کے ذمہ کچھ درہم تھے۔ انہوں نے اسے درہم دیتے وقت یہ بات کہی۔ ابن جماعہ نے اپنی منسک کبیر میں ذکر کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہے کہ حرام مال کو لوٹانا اللہ کے نزدیک ستر حج کے برابر ہے۔ اور وانق درہم کے چھٹے حصے کو بولتے ہیں۔

۲۱۴۔ حَدِيْثُ رَدِّ الشَّمْسِ عَلَى

حضرت علیؓ پر سورج لوٹا دیا گیا امام احمد

عَلِيٍّ قَالَ أَحْمَدُ لَا أَصْلَ لَهُ وَتَبِعَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ وَلَكِنْ قَدْ صَحَّحَهُ الطَّحَاوِيُّ وَصَاحِبُ الشِّفَاءِ وَأَخْرَجَهُ ابْنُ مَنْدَةَ وَابْنُ شَاهِينَ وَغَيْرُهُمَا كَالطَّبَرَانِيِّ فِي الْكَبِيرِ وَالْأَوْسَطِ بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَمَرَ الشَّمْسَ فَتَأَخَّرَتْ سَاعَةً مِنَ النَّهَارِ وَتَفْصِيلُهُ فِي سِيرَتِنَا

فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور ابن الجوزی رح نے اسے اپنی موضوعات میں روایت کیا ہے۔ لیکن طحاوی رح اور صاحب الشفاء نے اسے صحیح قرار دیا ہے ابن مندہ رح۔ ابن شاہین رح نے اور طبرانی رح نے اوسط میں سند حسن کے ساتھ روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج کو حکم دیا۔ وہ دن کی ایک ساعت پیچھے ہٹ گیا اور اس کی تفصیل سیر میں موجود ہے۔

۲۱۴ - حَدِيثُ رَسُولُ الْمَرْءِ دَالٌّ عَلَى عَقْلِهِ قَوْلُ يَحْيَى بْنِ خَالِدٍ كَمَا أَوْرَدَهُ الدُّكُسُورِيُّ فِي الْمُجَالَسَةِ۔

آدمی کا قاصد اس کی عقل پر دلالت کرتا ہے۔ یہ یحییٰ رح بن خالد کا قول ہے جیسا کہ دکسوری رح نے اپنی مجالسہ میں ذکر کیا ہے۔

۲۱۵ - حَدِيثُ رِيقُ الْمُؤْمِنِ شِفَاءٌ مَعْنَاهُ صَحِيحٌ يُسْتَأْنَسُ لَهُ بِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْحَدِيثِ الصَّحِيحِ أَيْمُ اللهِ تُرْبَةُ أَرْضِنَا بِرِيقَةِ بَعْضِنَا يُشْفَى سَقِيمُنَا بِإِذْنِ رَبِّنَا وَأَمَّا مَا يَدُورُ عَلَى

مومن کا تھوک بھی شفا ہے۔ اس کے معنی صحیح ہیں۔ اور یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مستنبط ہے۔ کہ قسم ہے خدا کی ہماری زمین کی مٹی ہم میں سے بعض کے تھوک سے بیماروں کو باجازت خداوندی شفا دیتی ہے۔ اور یہ جو لوگوں کی زبان

الا لسنة من قولهم سؤر المؤمن شفاء فصحيح من جهة المعنى لرواية الدارقطني من حديث ابن عباس مرفوعا من التواضع ان يشرب الرجل من سؤره اخيه اي المؤمن •

پر مشہور ہے۔ کہ مومن کا جھوٹا بھی شفا ہے۔ وہ اس حدیث کی بنا پر ہے۔ جو دارقطنی رحہ میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ تواضع میں یہ بھی داخل ہے۔ کہ آدمی اپنے مومن بھائی کا جھوٹا پی لے ؛

حرف الرّاء!

۲۱۶ - حديث الزحمة رحمة ليس بحديث وهو كلام صحيح في المعنى بالنظر الى الوقوف في الصلوة في طريق عرفات وحلق مجالس الذكر والعلم وفي الطواف في ساعات البركات فحينئذ يكون الزحمة زيادة في الرحمة •

تکلیف بھی رحمت ہے یہ حدیث نہیں ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کے معنی صحیح ہیں۔ کہ عرفات میں نماز کے لئے ٹھہرنا۔ ذکر و علم کی مجلسوں میں بیٹھنا۔ اور برکتوں کی ساعتوں میں طواف کرنا۔ اگرچہ یہ بظاہر زحمت ہے۔ لیکن رحمت کا سبب ہے ؛

۲۱۷ - حديث زامر الحي لا يطرب ليس بحديث وهو صحيح في الغالب وذلك لان

زندہ بانسری بجانے والا خوش نہیں ہوتا۔ یہ حدیث نہیں۔ اکثر اوقات یہ بات صحیح بھی ہوتی ہے۔ کہ گانے والے

المغني في تصبته من كثرة ما طرق في سمعه لا يبقى له تأثير في قلبه كفرس الطبال في حال نقره حيث لا يتغير عن امره ومن هنا ان الاكابر من الصوفية لم يؤثر السماع فيهم في الظاهر و ان كان لا يخلو عن تاثير في الطوية فقد قيل للجنيد كيف تركت الوجد في النهاية بعد ما ارتكبت في البداية فقرأ قوله تعالى وترى الجبال تحسبها جامدة وهي تمر مر السحاب ولما رأى الصديق مؤمنا يبكي في اوائل امره قال كنا هكذا ثم قست قلوبنا اي قويت واشتدت .

کی مختلف بے کے باعث سننے والے کے دل پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔ جیسا کہ طبلہ بجانے والا کہ وہ طبلہ بجاتے وقت اپنے حال سے متغیر نہیں ہوتا۔ اسی بنا پر اکابر صوفیاء پر ظاہر میں سماع کا کوئی اثر نہیں ہوتا اگرچہ وہ تاثیر سے خالی نہیں ہوتا۔ جنید رح سے دریافت کیا گیا۔ کہ جب آپ شروع میں وجد کے مرتکب ہوئے تھے۔ تو آخر میں کیوں چھوڑ دیا۔ تو انہوں نے یہ آیت پڑھی۔ تو پہاڑوں کو جما ہوا دیکھے گا۔ حالانکہ وہ بادلوں کی طرح دوڑتے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے جب ایک شخص کو بات کے شروع پر روتے دیکھا تو فرمایا۔ ہم بھی ایسے ہی تھے اب ہمارے دل سخت ہو گئے۔

۲۱۸- حديث زكوة الحلي عارية عن ابن عمر من قوله قال البيهقي واما ما يروى عنه

زیور کی زکوٰۃ عاریت ہے۔ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے موقوفاً مروی ہے۔ اور ان سے یہ جو مرفوعاً روایت کیا جاتا ہے۔

مَرْفُوْعًا لَيْسَ فِي الْحُلِيِّ زَكٰوةٌ
بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهٗ ۔

کہ زیور میں زکوٰۃ نہیں۔ یہ باطل ہے اس
کی کوئی اصل نہیں ۔

۲۱۹۔ حَدِيْثُ زَكٰوةُ الْجَاهِ
إِغَاثَةُ اللَّهْفَاتِ لَمْ يُعْرَفْ بِهٰذَا
اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ أَحَادِيْثُ
مِنْهَا أَفْضَلُ صَدَقَةِ اللِّسَانِ
الشَّفَاعَةُ تُفَكُّ بِهَا الْأَسِيْرُ
وَتُحْقَنُ بِهَا الدِّمَاءُ وَتُجَرُّ بِهَا
الْمَعْرُوْفُ وَالْإِحْسَانُ إِلٰى أَخِيْكَ
وَتَدْفَعُ عَنْهُ الْكَرِيْهَةَ أَخْرَجَهُ
الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَالْبَيْهَقِيُّ
فِي الشُّعَبِ عَنْ سَمُرَةَ بْنِ جُنْدُبٍ

جاہ کی زکوٰۃ مظلوموں کی مدد کرنا ہے
یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانی جاتی
ہاں اس معنیٰ میں بہت سی احادیث موجود ہیں،
جن میں سے ایک یہ بھی ہے، کہ زبان کا افضل
صدقہ سفارش بھی ہے، جس کے ذریعہ قیدی
کو چھڑایا جائے۔ خون رد کے جائیں، جس
سے بھلائی اور سلوک اپنے بھائی کے ساتھ
کیا جائے۔ اور اس سے برائی کو دور کیا جائے
اسے طبرانی رح نے کبیر میں اور بیہقی رح نے شعب الایمان
میں سمرہ بن جندب سے روایت کیا ہے۔

۲۲۰۔ حَدِيْثُ الزَّيْدِيَّةِ مَجُوْسُ
هٰذِهِ الْأُمَّةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ
أَرَهٗ وَلٰكِنَّهٗ عِنْدَ أَبِيْ دَاوٗدَ وَ
الطَّبْرَانِيِّ وَغَيْرِهِمَا مَرْفُوْعًا مِنْ
حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ الْقَدَرِيَّةِ
قَالَ ابْنُ الرَّبِيْعِ بَلْ هُوَ حَدِيْثٌ
مَوْضُوْعٌ لَا يَحِلُّ رِوَايَتُهٗ حَاشَا

زیدیہ فرقہ اس امت کا مجوس ہے، سخاوی
کہتے ہیں میں نے اس حدیث کو نہیں دیکھا،
ہاں ابوداؤد رح اور طبرانی رح کی روایت میں ابن
عمر سے قدریہ کے الفاظ مروی ہیں ابن الربیع
کہتے ہیں۔ یہ حدیث موضوع ہے۔ اس کی
روایت بھی حلال نہیں۔ اور زیدیہ فرقہ اس
غلط نسبت سے پاک ہے۔ ملا علی قاری رح فرماتے

الثنوية من هذه النسبة
الثنوية أقول إن كانوا على مذهب
القدرية فمعناه صحيح إذ هم
مشاركون لهم في القضية سواء
يكون بطريق الكلية أو الجزئية
وكالمجوس لما أثبتوا الإثنينية فإن
المجوس يثبتون النور في
مرتبة الألوهية والظلمة
يثبتون الأصناف المخلوقية
فيعبدون الأنوار من الشمس
والقمر وأصناف النار وغفلوا
أن الله خلق الظلمات والنور
وسائر ما يرى في عالم الظهور
ولم يروا أن الكل مخلوق كما
قال به أهل الحق من أهل
السنة والجماعة من أن الخير
والشر والنفع والضر كله
بخلق الله بل وكل صانع و
صنعته كما في حديث كثير

ہیں۔ اگر وہ قدریہ کے مذہب پر ہیں تو
اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ وہ فیصلہ میں
مشترک ہوں گے چاہے وہ بطریق کلی ہو
یا بطریق جزئی۔ اور دو کا اثبات علت ہوگا
کیونکہ مجوس نور کو مرتبہ الوہیت میں ثابت
کرتے ہیں۔ اور ظلمت کو اصناف مخلوق
ثابت کرتے ہیں۔ اس طرح وہ نور کی عبادت
کرتے چاہے وہ سورج کا نور ہو یا چاند کا یا آگ
میں سے کسی صنف کا۔ اور وہ اس بات سے
غافل ہیں کہ اللہ ہی نے نور وظلمت اور تمام اشیاء
کو جو عالم میں نظر آتی ہیں پیدا فرمایا ہے۔
اور اس بات کا خیال نہیں کیا۔ کہ یہ تمام اشیا
مخلوق ہیں۔ اسی لئے اہل سنت والجماعت
میں سے اہل حق کا قول یہ ہے۔ کہ خیر وشر
اور نفع وضرر تمام کی تمام اللہ کی مخلوق
ہیں۔ اور وہ ہر شئے کا صانع ہے۔ جیسا کہ
اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ
موجود ہے۔ اور اسی پر اللہ تعالیٰ کا قول دلالت
کرتا ہے۔ اللہ نے تمہیں بھی پیدا کیا اور تمہارے

إِلَيْهِ وَكَذَا يَدُلُّ عَلَيْهِ قَوْلُهُ تَعَالَى
وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ فَمَنِ
اعْتَقَدَ أَنَّ لَهُ فِعْلًا مُسْتَقِلًّا
فَقَدْ أَشْرَكَ مَعَ اللّٰهِ جَهْلًا
مُسْتَقِلًّا وَأَمَّا قَوْلُ الْقَزْوِيْنِيِّ
حَدِيْثُ الْقَدَرِيَّةِ مَجُوْسُ هٰذِهِ
الْأُمَّةِ إِنْ مَرِضُوْا فَلَا تَعُوْدُوْهُمْ
وَإِنْ مَاتُوْا فَلَا تَشْهَدُوْهُمْ
مَوْضُوْعٌ مِنْ حَدِيْثِ الْمَصَابِيْحِ
وَكَذَا صِنْفَانِ مِنْ أُمَّتِيْ لَيْسَ
لَهُمَا فِي الْإِسْلَامِ نَصِيْبٌ الْقَدَرِيَّةُ
وَالْمُرْجِئَةُ فَخَطَأٌ مِنْهُ وَقَدْ بَيَّنَّا
مُخَرَّجَهُمَا فِي الْمِرْقَاةِ شَرْحِ الْمِشْكٰوةِ

اعمال کو بھی جس نے یہ اعتقاد کیا کہ اس کے لئے کوئی فعل مستقل ہے اس نے اللہ کے ساتھ جہل مستقل کو بھی شریک ٹھہرایا۔ رہا قزوینی کا یہ قول کہ یہ حدیث وہ قدری اس امت کے مجوس ہیں۔ اگر وہ بیمار ہو جائیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اور اگر وہ مر جائیں تو جنازے پر حاضر نہ ہو۔ یہ مصابیح کی احادیث میں سے موضوع حدیث ہے۔ اور اسی طرح یہ حدیث کہ میری امت میں سے دو جماعتیں ایسی ہیں جن کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں قدریہ اور مرجئہ۔ یہ غلط ہے اور ان کا مخرج ہم نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بیان کیا ہے۔

حَرْفُ السِّيْنِ

۲۲۱۔ حَدِيْثُ سَبُّ أَصْحَابِيْ
ذَنْبٌ لَا يُغْفَرُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ
هٰذَا كَذِبٌ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ قَالَ

میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں ہو سکتی۔ امام ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اور اللہ تعالے فرماتا ہے

الله تعالى ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء، قلت وقد يوجه معناه ان صح مبناه بانه ذنب عظيم لتعلقه بحق الاصحاب بل وحق سيد الاصحاب مع ان الغالب في السباب انه يستحله او يرجو به الثواب فيه فيكفر ويستحق به العقاب وللصادق ان يخبر عن بعض الذنوب بانه سبحانه لا يغفره حيث عظم شانه فهو لا ينافي قوله تعالى ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء، وقد كتبت في المسئلة رسالة مستقلة ولا يبعد ان يكون المعنى سب اصحابي ذنب لا يغفر اي لا كسائر لحديث من سب اصحابي فاضربوه ومن سبني فاقتلوه .

اللہ تعالے اپنی ذات کے ساتھ شرک کو تو معاف نہ کرے گا۔ اور اس کے علاوہ جس گناہ کو چاہے معاف کردے گا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اگر اس کے الفاظ صحیح ہوں تو اس کی توجیہہ یہ کی جائے گی۔ یہ ایک ایسا گناہ عظیم ہے۔ جس کا اصحاب کے حق سے تعلق ہے بلکہ اصحاب کے سردار سے۔ کیونکہ ان کو برا کہنا گویا اسے حلال سمجھنا اور اس سے ثواب کی توقع کرنا ہے اور اس بنا پر اس کی تکفیر کی جائے گی۔ اور وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ اور یہ آیت خداوندی کہ وہ جو چاہے معاف کرسکتا ہے۔ اس کے منافی نہیں ہے۔ میں نے اس موضوع پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ اور یہ بعید نہیں۔ کہ اس کے معنی یہ ہوں۔ کہ میرے صحابہ کو گالی دینا ایسا گناہ ہے جس کی مغفرت نہیں اس حدیث کی بنا پر کہ جو میرے صحابہ کو برا کہے اسے مارو اور جو مجھے برا کہے اسے قتل کردو۔

فائدہ: اس کی تائید وہ حدیث بھی کرتی ہے جس میں یہ آیا ہے کہ جس شخص نے میرے صحابہ کو ایذا پہنچائی۔ اس نے مجھے ایذا دی۔ اور جس نے مجھے ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دی۔ اور جس نے اللہ کو ایذا دی۔ تو قریب ہے کہ اللہ سے پکڑے گا یہ ترمذی کی ایک طویل روایت ہے۔

۲۲۲۔ حَدِیْثُ سَبَابَۃُ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ کَانَتْ اَطْوَلُ مِنَ الْوُسْطٰی غَلَطٌ مِمَّنْ قَالَ بِہٖ وَاِنَّمَا کَانَ فِیْ اَصَابِعِ رِجْلَیْہِ کَمَا ذَکَرَہُ الْعَسْقَلَانِیُّ حَیْثُ قَالَ وَاشْتَہَرَ ھٰذَا عَلَی الْاَلْسِنَۃِ کَثِیْرًا وَسَلَفَ جُمْہُوْرُھُمْ اَلْکَمَالُ الدُّمَیْرِیُّ وَھِیَ خَطَأٌ نَشَأَ مِنْ اِعْتِمَادِ رِوَایَۃٍ مُطْلَقَۃٍ وَغَیْرِ الْیَدِ مِنْہُ عَلَیْہِ السَّلَامُ لِذٰلِکَ بِنَاءً عَلٰی اَنَّ الْقِصَّۃَ عَنْہُ ذُکِرَ وَصْفٌ اَخَصُّ بِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ مِنْ غَیْرِہٖ وَذٰلِکَ الْحَدِیْثُ فِیْ مُسْنَدِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ مُقَیَّدٌ بِالرِّجْلِ قَالَتْ مَیْمُوْنَۃُ بِنْتُ کَرْدَمٍ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت کی انگلی درمیانی انگلی سے بڑی تھی۔ جس شخص نے یہ روایت بیان کی اس نے غلطی کھائی۔ یہ بات آپ کے پیروں کی انگلیوں میں پائی جاتی تھی۔ عسقلانی فرماتے ہیں یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے اور سلف میں سے بھی کمال دمیری کو غلطی ہوئی۔ انہوں نے روایت کو اعتماد کے ساتھ مطلقاً بیان کیا۔ اور اس سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی انگلیاں مراد لیں اور اسے حضورؐ کی خصوصیت ٹھہرایا حالانکہ یہ حدیث مسند احمد بن حنبل میں پاؤں کی قید کے ساتھ موجود ہے۔ میمونہ رضی اللہ عنہا بنت کردم فرماتی ہیں۔ میں اس بات کو نہیں بھولی کہ حضور کے قدم مبارک

فما نسيت طول إصبع قدميه السبابة على سائر أصابعه وكذا هو عند البيهقي في الدلائل قال العسقلاني وقد سئل عن قول القرطبي أن مسبحة النبي عليه السلام أطول من الوسطى فأجاب بما تقدم أقول ولعل الباعث على غلط الدميري والقرطبي وغيرهما أن السبابة حقيقة في اليد ومجاز في الرجل فحملوها على حقيقته مع أنه لا ينافي كون سبابتي رجليه أيضا أن يكون أطول والله سبحانه أعلم بحقيقة أمره •

انگلیوں میں انگوٹھے کے قریب کی انگلی سب سے بڑی تھی بیہقیؒ نے دلائل النبوۃ میں اسی طرح روایت کیا ہے۔ حافظ ابن حجرؒ سے قرطبیؒ کے اس قول کی تشریح پوچھی گئی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی شہادت درمیان کی انگلی سے بڑی تھی۔ تو انہوں نے اس کا یہی جواب دیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں دمیری اور قرطبی وغیرہ کو یہ غلط فہمی ہوئی کہ سبابہ فی الواقع ہاتھ کی انگلی کو بولتے ہیں۔ لیکن کبھی مجازاً پیر کی انگلی پر بھی بولا جاتا ہے۔ انہوں نے اسے حقیقت پر محمول کیا۔ باوجود اس بات کے کہ پیر کی انگلی کا اور انگلیوں سے بڑا ہونا اس بات کے منافی نہ تھا۔ اور حقیقت امر کو اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے •

٢٢٣ - حديث السر عند الأحرار وكذا قولهم صدور الأحرار قبور الأسرار كلام بعض الأبرار ولبعض المشايخ الكبار

راز آزاد لوگوں کے پاس ہوتا ہے۔ ایسے ہی یہ بھی لوگوں کا قول ہے۔ کہ آزاد آدمیوں کے سینے رازوں کی قبریں

مَنْ اَطْلَعْتُهُ عَلٰی سِرٍّ فَلَمْ يَبُحْ بِهٖ كَمْ يَا مُنُوْهٗ عَلَى الْاَسْرَارِ مَا عَاشَا — ہیں۔ یہ بعض نیک لوگوں کا کلام ہے۔

۲۲۴۔ حَدِيْثُ السَّعِيْدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهٖ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ لَا يَثْبُتُ وَرَوَاهُ الرَّامَهُرْمُزِيُّ فِي الْاَمْثَالِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ خَالِدٍ وَعُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَمَّا حَدِيْثُ عُقْبَةَ فَطَوِيْلٌ جِدًّا اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهٖ وَقَدْ وَرَدَ هٰذَا اللَّفْظُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ مَوْقُوْفًا اَخْرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ وَالْبَيْهَقِيُّ فِي الْمَدْخَلِ عَنْ عُمَرَ مَوْقُوْفًا اَخْرَجَهُ سَعِيْدُ بْنُ مَنْصُوْرٍ فِي سُنَنِهٖ — نیک بخت وہ ہے۔ جو دوسرے سے نصیحت کرے۔ زرکشی رح کہتے ہیں ابن جوزیؒ کا قول ہے۔ یہ ثابت نہیں۔ رامہرمزیؒ نے اپنی امثال میں ابن خالدؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے روایت کیا ہے سیوطی کہتے ہیں، عقبہؓ کی حدیث بہت طویل ہے۔ اسے دیلمیؒ نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور ان الفاظ کے ساتھ یہ ابن مسعودؓ سے موقوفاً مروی ہے جیسا کہ ابن ماجہ رح نے اسے روایت کیا ہے۔ اور بیہقی رح نے اپنی مدخل میں حضرت عمرؓ کا قول بیان کیا ہے۔ سعید بن منصورؒ نے بھی اسے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔

۲۲۵۔ حَدِيْثُ السَّفَرُ يُسْفِرُ عَنْ اَخْلَاقِ الرِّجَالِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ بَلْ مِنْ بَابِ اِسْتِبَاقِ الْمَقَالِ وَالْمَعْنٰى اِنَّ السَّفَرَ لِمَا فِيْهِ مِنَ الْخَطَرِ وَلِحَذَرٍ يَكْشِفُ عَنْ اَخْلَاقِ — سفر آدمی کے اخلاق ظاہر کر دیتا ہے۔ یہ حدیث نہیں، بلکہ ایک مثال ہے۔ اور مقصد یہ ہے۔ کہ جب سفر میں خطرات اور خوف پیش آتا ہے تو آدمی کے اخلاق جو مختلف وجوہات

الرِّجَالِ مَا كَمُنَ يَنْكَشِفُ فِي الْحَضَرِ مِنَ الْأَحْوَالِ ۔
کی بنا پر حضر میں چھپے ہوئے نفے ظاہر ہو جاتے ہیں ۔

۲۲۶ ۔ حَدِيْثُ سُفَهَاءُ مَكَّةَ حَشْوُ الْجَنَّةِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ وَقَالَ ابْنُ أَبِي الضَّيْفِ إِنَّمَا هُوَ لِسِفَاءِ مَكَّةَ أَيِ الْمَحْزُونُوْنَ فِيْهَا عَلَى تَقْصِيْرِهِمْ أَقُوْلُ ثَبْتَ الْعَرْشُ ثُمَّ انْقُشْ فَالْمَدَارُ عَلَى صِحَّةِ الْمَبْنٰى ثُمَّ تَيَفَرَّعُ عَلَيْهِ صِحَّةُ الْمَعْنٰى نَعَمْ تَقْدِيْرِ صِحَّةِ لَفْظِهِ يُمْكِنُ أَنْ يُقَالَ أَنَّهُ مُبَالَغَةٌ فِي مَدْحِ أَهْلِ مَكَّةَ وَسُكَّانِهَا تَعْظِيْمًا لِلْكَعْبَةِ وَشَأْنِهَا وَتَفْخِيْمًا لِلْحَرَمِ جِيْرَانِهَا كَأَنَّهُ إِذَا كَانَ سُفَهَاءُ مَكَّةَ حَشْوَ الْجَنَّةِ أَيْ وَسْطِهَا فَمَا بَالُ فُقَهَائِهَا فَلَا شَكَّ أَنَّهُمْ يَكُوْنُوْنَ فِي أَعْلَاهَا وَغَيْرُهُمْ فِي أَدْنَاهَا ۔

مکہ کے بیوقوف جنت کے بھرتی ہوں گے عسقلانی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں ابن ابی الضیف کہتے ہیں ہو سکتا ہے یہ لفظ اسفار ہو ۔ یعنی مکہ کے وہ لوگ جو اپنے گناہوں پر غمگین ہوتے ہیں ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ۔ جب صحت لفظی ثابت ہو جائے گی ۔ تو اس پر معنی بھی متفرع ہو سکتے ہیں ۔ اگر صحت لفظی کو تسلیم کر لیا جائے ۔ تو یہ کہا جائے گا ۔ کہ یہ اہل مکہ کی تعریف میں مبالغہ ہے کیونکہ کعبہ معظم اور ذی شان ہے تو اس کے پڑوسیوں کی عزت بھی زیادہ ہوئی اور جب مکہ کے بیوقوف جنت کے بھرتی ہوئے ۔ تو اس کے فقہاء کا تو کیا حال ہوگا ۔ اور اس میں شک نہیں کہ وہ دوسروں کے مقابلہ میں اعلیٰ مقام میں ہوں گے ۔

۲۲۷۔ حَدِیْثُ اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِی الْقُنُوْتِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاِنْ وَقَعَ فِیْ کَلَامِ جَمْعٍ مِّنَ الْفُقَہَاءِ کَمَا بَیَّنْتُہٗ فِی الْقَوْلِ الْبَدِیْعِ۔	قنوت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا۔ اگرچہ یہ تمام فقہاء کے کلام میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ میں نے اسے قول بدیع میں بیان کیا ہے۔
۲۲۸۔ حَدِیْثُ اَلسَّلَامَۃُ فِی الْعُزْلَۃِ کَلَامٌ صَحِیْحٌ وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ صَرِیْحٍ۔	تنہائی میں سلامتی ہے۔ کلام تو صحیح ہے۔ لیکن یہ حدیث صریح نہیں۔
۲۲۹۔ حَدِیْثُ سَلِّمُوْا عَلَی الْیَہُوْدِ وَالنَّصَارٰی وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی یَہُوْدِ اُمَّتِیْ قِیْلَ وَمَنْ یَہُوْدُ اُمَّتِکَ قَالَ مَنْ تَرَکَ الصَّلٰوۃَ قَالَ السُّیُوْطِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ وَاَوْرَدَہٗ فِی الْفِرْدَوْسِ بِلَفْظِ وَلَا تُسَلِّمُوْا عَلٰی شَارِبِ الْخَمْرِ وَبَیَّضَ لَہٗ وَلَدُہٗ فِیْ مُسْنَدِہٖ وَلَمْ یَذْکُرْ اِسْنَادًا۔	یہود و نصاریٰ کو سلام کرو لیکن میری امت کے یہود کو سلام نہ کرو۔ عرض کیا گیا آپ کی امت کے یہود کون ہیں۔ آپ نے فرمایا جو نماز چھوڑ دے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں۔ اگرچہ فردوس میں ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ شراب پینے والے کو سلام نہ کرو۔ اور ان کے لڑکے نے اپنے مسند میں اس کی سرخی بنائی ہے لیکن سند کوئی ذکر نہیں کی۔
۲۳۰۔ حَدِیْثُ سَوْدَاءُ وَلُوْدٌ خَیْرٌ مِّنْ حَسْنَاءَ لَا تَلِدُ کَنْ اِنِّیْ	بچے جننے والی کالی عورت حسین بانجھ سے بہتر ہے۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقیؒ

الاحياء قال العراقي اخرجه — کہتے ہیں اسے ابن حبان نے ضعفاء میں
ابن حبان في الضعفاء من رواية — بروایت بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ نقل
بهز بن حكيم عن ابيه عن جده — کیا ہے لیکن یہ حدیث صحیح نہیں۔ ان الفاظ کے
ولا يصح قيل وذكره في النهاية — ساتھ یہ نہایہ میں بھی موجود ہے۔ زہری نے
بهذا اللفظ واخرجه الزهري — بھی اس حدیث کو مرفوعاً روایت کیا ہے
حديثا مرفوعا واخرجه غيره — اور دیگر محدثین نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ
عن عمر موقوفا۔ — سے موقوفاً۔

۲۳۱۔ حديث السواك يزيد — مسواک آدمی کی فصاحت کو زیادہ
الرجل فصاحة قال الصغاني — کرتی ہے۔ صغانی کہتے ہیں۔ اس کا موضوع
وضعه ظاهر۔ — ہونا ظاہر ہے۔

۲۳۲۔ حديث سيد طعام — دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار
اهل الدنيا والآخرة اللحم رواه — گوشت ہے۔ اسے ابن ماجہ اور ابن الدنیا نے
ابن ماجه وابن الدنيا من — ابو الدرداء سے مرفوعاً روایت کیا ہے
حديث ابي الدرداء مرفوعا به — لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ کیونکہ اس
وسنده ضعيف فيه سليمان — حدیث کو سلیمان بن عطا مسلمہ الجزری سے
بن عطاء عن مسلمة الجزري — سے روایت کرتا ہے۔ ابن حبان سلیمان کے
وقد قال ابن حبان في سليمان — بارے میں کہتے ہیں۔ کہ وہ مسلمہ سے بہت سی
انه يروي عن مسلمة اشياء — موضوع احادیث روایت کرتا ہے میں نہیں
موضوعة وما ادري التخليط — جانتا کہ یہ غلطی سلیمان کی ہے۔ یا مسلمہ کی

مِنْهُ آدَمِنْ مَسْلَمَة وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيهِ شَيْءٌ وَأَدْخَلَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ لَكِنْ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَمْ يَتَبَيَّنْ لِي الْحُكْمُ عَلَى هٰذَا الْمَتْنِ بِالْوَضْعِ فَإِنَّ مَسْلَمَةَ غَيْرُ مَجْرُوحٍ وَابْنَ عَطَاءٍ ضَعِيفٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلَهُ شَوَاهِدُ مِنْهَا عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ بِلَفْظِ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ النَّبَوِيِّ وَعَنْ صُهَيْبٍ بِلَفْظِ سَيِّدُ الطَّعَامِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ اللَّحْمُ ثُمَّ الْأَرُزُّ أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ جِهَةِ الْحَاكِمِ۔

عقیلیؒ کہتے ہیں اس مضمون کی کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں داخل کیا ہے عسقلانی فرماتے ہیں۔ اس حدیث کا موضوع ہونا مجھ پر ظاہر نہ ہو سکا کیونکہ مسلمہ غیر مجروح ہے اور ابن عطا ضعیف ہے سخاوی کہتے ہیں اس کے بہت سے شواہد حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہیں۔ ان الفاظ کے ساتھ دنیا کے کھانوں کا سردار گوشت، پھر چاول ہیں۔ اسے ابو نعیمؒ نے طب نبوی میں بیان کیا ہے۔ اور صہیبؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔ دنیا اور آخرت کے کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں اسے دیلمیؒ نے حاکمؒ کی طرف سے روایت کیا ہے۔

۲۳۳۔ حَدِيثُ سَيِّدُ الْعَرَبِ عَلِيٌّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِي صَحِيحِهِ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوعًا أَنَا سَيِّدُ وُلْدِ آدَمَ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ الْعَرَبِ وَلَهُ شَوَاهِدُ كُلُّهَا

عرب کے سردار علیؓ ہیں اسے حاکمؒ نے اپنی صحیح میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اس کے الفاظ یہ ہیں۔ میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ اور علیؓ عرب کے سردار ہیں۔ اس کے بہت سے شواہد ہیں اور سب کے سب ضعیف

مَوْضُوعَةٌ بَلْ جَنَحَ الذَّهَبِيُّ اِلَى الْحُكْمِ عَلَيْهَا بِالْوَضْعِ قُلْتُ وَلَعَلَّهٗ نَظَرَ الْمَعْنٰى مَعَ قَطْعِ النَّظَرِ اِلٰى صِحَّةِ الْمَبْنٰى وَقَدْ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ الْحَسَنِ ابْنِ عَلِيٍّ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ عَنْ عَائِشَةَ وَجَابِرٍ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ فِيْ مُخْتَصَرِهٖ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَاَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ قَيْسِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ مُرْسَلًا بِلَفْظِ اَنَا سَيِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ وَاَبُوْ بَكْرٍ سَيِّدُ كُهُوْلِ الْعَرَبِ وَعَلِيٌّ سَيِّدُ شَبَابِ الْعَرَبِ اِنْتَهٰى وَبِهٰذَا يَزُوْلُ الْاِشْكَالُ حَيْثُ لَمْ يُرِدْ بِالْعَرَبِ جِنْسَهٗ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ

ہیں، بلکہ امام ذہبی نے اس پر وضع کا حکم لگایا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، ایسا معلوم ہوتا ہے، کہ ذہبی نے الفاظ کی بجائے معنیٰ کی جانب نظر کی ہے، زرکشیؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور کہا ہے اسے ابو نعیمؒ نے حلیہ میں حسنؓ بن علیؓ سے روایت کیا ہے، سیوطیؒ کہتے ہیں اسے حاکم نے مستدرک میں عائشہؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے۔ ذہبی اپنی مختصر میں کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے، ابن عساکرؒ نے قیس بن ابی حازم سے مرسلاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، میں آدم کی اولاد کا سردار ہوں۔ ابو بکرؓ عرب کے بوڑھوں کے سردار، اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عرب کے جوانوں کے سردار اس طرح یہ اشکال بھی ختم ہو گیا جس میں عرب کی کوئی جنس کسی حال میں بیان نہیں کی گئی تھی۔

۲۴۳- حَدِيْثُ سِيْرُوْا عَلٰى سَيْرِ اَضْعَفِكُمْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ لٰكِنْ مَعْنَاهُ

اپنے کمزوروں کی سیرت پر چلو سخاویؒ کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا، لیکن اس کے معنی اس حدیث میں

فِي قَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُمَّ النَّاسَ وَاقْعُدْ بِأَضْعَفِهِمْ.

پائے جاتے ہیں۔ لوگوں کی امامت کرا اور ان کمزوروں کے ساتھ بیٹھ۔

۲۳۵ - حَدِيثُ سِيَاسَةُ النَّاسِ أَشَدُّ مِنْ سِيَاسَةِ الدَّوَابِّ ذَكَرَهُ النَّوَوِيُّ فِي تَهْذِيبِ الْأَسْمَاءِ وَاللُّغَاتِ مِنْ حِكَمِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ

لوگوں کی سیاست چوپاؤں کی سیاست سے زیادہ سخت ہے۔ اس کو نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں امام شافعیؒ کا قول بیان کیا ہے۔

۲۳۶ - حَدِيثُ سَيُكْذَبُ عَلَيَّ قَالَ ابْنُ الْمُلَقِّنِ فِي تَخْرِيجِ الْبَيْضَاوِيِّ هٰذَا الْحَدِيثُ لَمْ أَرَهُ نَعَمْ فِي أَفْرَادِ مُسْلِمٍ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ يَكُونُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ دَجَّالُونَ كَذَّابُونَ.

عنقریب مجھ پر جھوٹ بولا جائیگا ابن ملقن رحؒ تخریج بیضاوی میں فرماتے ہیں۔ اس طرح میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ ہاں افراد مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ آخیر زمانہ میں دجال اور کذاب ہوں گے۔

۲۳۶ - حَدِيثُ سِينُ بِلَالٍ عِنْدَ اللّٰهِ شِينٌ قَالَ ابْنُ كَثِيرٍ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ قَدْ تَقَدَّمَ.

بلال رضؓ کا سین اللہ کے نزدیک شین ہے۔ ابن کثیر رحؒ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

حَرْفُ الشِّينِ

۲۳۸ - حَدِيثُ شَاوِرُوهُنَّ

عورتوں سے مشورہ کرو۔ اور ان کی مخالفت

وَقَالَ الْمَنُوفِيُّ لَا يَثْبُتُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَإِنْ كَانَ لَهُ وَجْهٌ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَعْرِفْهُ مَرْفُوعًا بَلْ يُرْوَى فِي الْمَرْفُوعِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ لَا يَفْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ أَمْرًا حَتَّى يَسْتَشِيرَ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ مَنْ يَسْتَشِيرُ فَلْيَسْتَشِرِ امْرَأَةً ثُمَّ لِيُخَالِفْهَا فَإِنَّ فِي خِلَافِهَا الْبَرَكَةَ وَفِي سَنَدِهِ ضَعْفٌ وَانْقِطَاعٌ وَرَوَى الدَّيْلَمِيُّ وَالْعَسْكَرِيُّ وَالْقُضَاعِيُّ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا طَاعَةُ النِّسَاءِ نَدَامَةٌ لٰكِنْ قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ مَا حَدَّثَ بِهِ عَنْ هِشَامٍ إِلَّا ضَعِيفٌ وَأَدْخَلَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ لَيْسَ بِجَيِّدٍ انْتَهَى كَلَامُ السَّخَاوِيِّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ هُوَ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ لٰكِنْ فِي مَعْنَاهُ حَدِيثُ طَاعَةِ

کرو یہ ان الفاظ کے ساتھ ثابت نہیں۔ چاہے معنوی لحاظ سے اس کے لئے وجہ موجود ہو سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے مرفوعًا نہیں پہچانتا بلکہ مرفوعًا حضرت انسؓ سے یہ روایت ہے تم میں سے کوئی بغیر مشورہ کے کام نہ کرے۔ اگر کوئی مشورہ کے لئے نہ ملے تو عورت سے مشورہ کرلے۔ اور پھر اس کی مخالفت کرے۔ کیونکہ اس کی مخالفت میں برکت ہے۔ اس کی سند میں ضعف بھی ہے اور انقطاع بھی۔ دیلمیؒ عسکریؒ اور قضاعیؒ نے حضرت عائشہؓ سے مرفوعًا روایت کیا ہے۔ عورتوں کی اطاعت ندامت ہے ابن عدیؒ کہتے ہیں اسے ہشام سے روایت کرنے والا ضعیف ہے۔ ابن جوزیؒ نے اسے موضوعات میں داخل کیا ہے۔ اگرچہ یہ بہتر نہیں۔ یہاں تک یہ سخاوی رح کا کلام تھا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن اس معنیٰ میں یہ حدیث موجود ہے۔ عورتوں کی اطاعت ندامت ہے۔ اسے ابن عدیؒ۔ ابن لال اور

النِّسَاءِ نَدَامَةٌ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَدِیٍّ وَابْنُ لَالٍ وَالدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَائِشَةَ وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ مِنْ حَدِیْثِ اُمِّ سَعْدٍ بِنْتِ زَیْدِ بْنِ ثَابِتٍ عَنْ اَبِیْهَا مَرْفُوْعًا طَاعَةُ الْمَرْاَةِ نَدَامَةٌ وَاَخْرَجَ الطَّبْرَانِیُّ وَالْحَاکِمُ وَصَحَّحَهُ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرٍ مَرْفُوْعًا هَلَکَتِ الرِّجَالُ حِیْنَ طَاعَتِ النِّسَاءِ وَاَخْرَجَ الْعَسْکَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ عَنْ عُمَرَ رض قَالَ خَالِفُوا النِّسَاءَ فَاِنَّ فِیْ خِلَافِهِنَّ الْبَرَکَةَ وَاَخْرَجَ عَنْ مُعَاوِیَةَ قَالَ عُوْدُوا النِّسَاءَ لَا فَاِنَّهَا ضَعِیْفَةٌ اِنْ اَطَعْتَهَا اَهْلَکَتْكَ وَقَالَ بَعْضُ الشُّعَرَاءِ ؎

تَرْكُ خِلَافِهِنَّ مِنَ الْخِلَافِ

دیلمیؒ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کیا ہے۔ اور ابن عدیؒ نے ام سعدؓ بنت زیدؓ بن ثابت عن ابیہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے عورت کی اطاعت شرمندگی ہے۔ طبرانیؒ اور حاکمؒ نے ابو بکرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ جب مردوں نے عورتوں کی اطاعت کی ہلاک ہو گئے۔ عسکریؒ نے امثال میں حضرت عمرؓ سے روایت کیا ہے۔ عورتوں کی مخالفت کرو۔ کیونکہ اس میں برکت ہے۔ اور امیر معاویہؓ سے روایت کیا ہے۔ عورتوں کی عیادت کیا کرو اس لئے نہیں کہ وہ ضعیف ہیں۔ بلکہ اگر تو ان کی اتباع کرے گا۔ تو تجھے ہلاک کر دیں گی۔ بعض شعراء کہتے ہیں ؎۔

ان کے خلاف کو چھوڑنا بھی اختلاف ہے۔

۲۳۹ حَدِیْثُ شَبِیْهُ الشَّیْءِ مُنْجَذِبٌ اِلَیْهِ هُوَ کَقَوْلِهِمْ اَلْجِنْسُ اِلَی الْجِنْسِ یَمِیْلُ وَ

کسی شے کی شبیہ اس کی جانب کھینچتی ہے۔ یہ ایسے ہی ہے۔ جیسے لوگوں کا قول ہے جنس جنس کی جانب مائل ہوتی

قولهم الجنسية علة الضم وقولهم الصحبة مع غير الجنس عذاب شديد كما فسر به قوله تعالى لأعذبنه عذابا شديدا أي لأجعلنه مع غيره في قفص والكل مستفاد من حديث الأرواح جنود مجندة وقد ذكر في سبب وروده أنه رأى امرأة عند عائشة فقال من هي فقالت مضحكة مكة فقال أين نزلت فقالت عند مضحكة المدينة وفي قوله تعالى قل كل يعمل على شاكلته إيماء إلى ذلك.

ہے اور لوگوں کا قول کہ جنسیت ملاپ کی وجہ ہے۔ غیر جنس کے ساتھ بیٹھنا بھی ایک سخت عذاب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اس قول کی تفسیر فرمائی ہے۔ میں اسے سخت عذاب دوں گا یعنی اسے غیر جنس کے ساتھ پنجرے میں بند کر دوں گا۔ اور یہ کلیہ اس حدیث سے بھی مستفاد ہے۔ روحیں ترتیب دی ہوئی لشکر ہیں اس کے ذکر کا سبب یہ ہے۔ آپ نے ایک عورت کو عائشہؓ کے پاس دیکھا تو دریافت فرمایا کون ہے حضرت عائشہ نے جواب دیا مکہ کی ہنسانے والی۔ آپ نے فرمایا یہ کہاں ٹھہری حضرت عائشہؓ نے جواب دیا مدینہ کی ہنسانے والی کے اس اللہ تعالیٰ کا قول ہے ہر شخص اپنی فطرت کے مطابق عمل کرتا ہے سے اسی جانب اشارہ ہے۔

٢٤٠- حديث شراركم عزابكم أورده ابن الجوزي في الموضوعات فأخطأ كما ذكره السيوطي فقد أخرجه أحمد والطبراني عن عطية بن بسر وابن عدي عن

تمہارے بدمعاش تمہارے مجرد میں ہیں اسے ابن الجوزیؒ نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ اور انہوں نے غلطی کھائی ہے سیوطیؒ کہتے ہیں۔ اسے احمدؒ اور طبرانیؒ نے عطیہ بن بسر۔ ابن عدیؒ نے ابوہریرہؓ اور

أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَبُو يَعْلَى عَنْ جَابِرٍ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ أَخْرَجَهُ أَبُو يَعْلَى وَالطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوْعًا ۔

ابویعلی رح نے جابر رض سے روایت کیا ہے سخاوی رح کہتے ہیں۔ اسے ابویعلی رح اور طبرانی رح نے ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے ۔

۲۴۱۔ حَدِيثُ شِرَارُكُمْ مُعَلِّمُوا صِبْيَانِكُمْ أَقَلُّهُمْ رَحْمَةً عَلَى الْيَتِيمِ وَأَغْلَظُهُمْ عَلَى الْمِسْكِينِ مَوْضُوعٌ كَمَا ذَكَرَهُ اللَّآلِي ۔

تمہارے بدمعاش تمہارے بچوں کے استاد ہیں۔ جو یتیم پر رحم کم کرتے۔ اور مسکین پر سختی کرتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ لآلی میں ہے ۔

۲۴۲۔ حَدِيثُ شَرُّ الْحَيٰوةِ وَلَا الْمَمَاتُ لَيْسَ بِحَدِيثٍ بَلْ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الْحُكَمَاءِ الْقُدَمَاءِ قَالَهُ الْعَسْقَلَانِيُّ وَهُوَ غَيْرُ صَحِيحٍ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى فَإِنَّ مَنْ يَغْلِبُ خَيْرُهُ شَرَّهُ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهُ كَمَا يُسْتَفَادُ مِنْ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ طُوبٰى لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَحَسُنَ عَمَلُهُ وَوَيْلٌ لِمَنْ طَالَ عُمُرُهُ وَسَاءَ عَمَلُهُ وَهُوَ مُسْتَفَادٌ

زندگی کی شرارت اور نہ موت کی۔ یہ حدیث نہیں۔ بلکہ بعض قدیم حکماء کا کلام ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر رح فراتے ہیں۔ اور بلحاظ معنی بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ اگر اس کی برائیاں بھلائی پر غالب آگئی ہیں تو موت بہتر ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان سے ثابت ہوتا ہے خوشی ہے اس کے لئے جس کی عمر لمبی ہو اور اعمال اچھے ہوں۔ اور تباہی اس کے لئے جس کی عمر لمبی اور اعمال برے ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے بھی ثابت ہوتا ہے

اَيْضًا مِنْ قَوْلِهٖ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ اِنَّمَا نُمْلِىْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْا اِثْمًا ۔	اور کافر یہ خیال نہ کریں کہ ہم انہیں جو ڈھیل دے رہے ہیں یہ ان کے لئے بہتر ہے ہم تو اس لئے ڈھیل دے رہے ہیں تاکہ یہ گناہوں میں زیادتی کرتے رہیں ۔
۲۴۳ ۔ حَدِيْثُ الشَّفَقَةِ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ تَعْظِيْمٌ لِاَمْرِ اللّٰهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهٗ بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَهُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ الْمَشَائِخِ حَيْثُ قَالَ مَدَارُ الْاَمْرِ عَلٰى شَيْئَيْنِ التَّعْظِيْمُ لِاَمْرِ اللّٰهِ وَالشَّفَقَةُ عَلٰى خَلْقِ اللّٰهِ ۔	مخلوق پر مہربانی کرنا حکم خداوندی کی تعظیم ہے ۔ سخاوی کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اسے نہیں پہچانتا ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بعض مشائخ کا کلام ہے جیسا کہ ان کا قول ہے کہ حکم کا دارومدار دو چیزوں پر ہے اللہ کے حکم کی عظمت کرنا ۔ اور اللہ کی مخلوق پر مہربانی کرنا ۔
۲۴۴ ۔ حَدِيْثُ الشُّكْرِ فِى الْوَجْهِ مَذَمَّةٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ كَيُنَاسِبُهٗ حَدِيْثُ قَطَعْتَ عُنُقَ اَخِيْكَ خِطَابًا لِمَنْ مَدَحَ صَاحِبَهٗ فِىْ حُضُوْرِهٖ ۔	منہ پر شکر کرنا مذمت ہے یہ حدیث نہیں ہے ، اور یہ مناسب ہے اس حدیث کے ، تو نے اپنی گردن کاٹ دی یہ خطاب ہے اس کے لئے جس نے اپنے بھائی کی تعریف اس کے منہ پر کی ،،
۲۴۵ ۔ حَدِيْثُ شَهَادَةِ الْبِقَاعِ لِلْمُصَلِّىْ يُرْوٰى عَنْ اَبِى الدَّرْدَاءِ وَغَيْرِهٖ مِنَ الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِيْنَ	زمین کی شہادت نمازی کے لئے ۔ یہ ابی الدرداء رض وغیرہ صحابہ اور تابعین سے مروی ہے اور قرآن بھی اس کی شہادت دیتا

وَيَشْهَدُ لَهُ قَوْلُهُ تَعَالَى يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ أَخْبَارَهَا بِأَنَّ رَبَّكَ أَوْحَى لَهَا۔

ہے۔ جس روز زمین ان کے حال بیان کرے گی۔ گویا کہ تیرے رب نے زمین کے پاس وحی کی ہے۔

۲۴۶۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِشَهَادَتَيْنِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَلَكِنَّهُ صَحِيحُ الْمَعْنَى بِالنَّظَرِ إِلَى الْإِقْرَارِ وَأَمَّا قَوْلُهُمْ شَهَادَةُ الْمَرْءِ عَلَى نَفْسِهِ بِسَبْعِينَ فَكَذَا لَا أَصْلَ لَهُ وَيَصِحُّ مَعْنَاهُ عَلَى الْمُبَالَغَةِ۔

آدمی کی اپنی جان پر شہادت دینا دو شہادتیں ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے۔ اس کے معنی اس لحاظ سے صحیح ہیں۔ کہ ایک شہادت نظر اور ایک شہادت اقرار۔ اور لوگوں کا قول ہے۔ کہ آدمی کی اپنی جان پر شہادت ستر شہادتیں ہیں۔ اس کی بھی اصل نہیں اور معنی بلحاظ مبالغہ صحیح ہوں گے۔

۲۴۷۔ حَدِيثُ شَهَادَةُ الْمُسْلِمِينَ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ جَائِزَةٌ وَلَا يَجُوزُ شَهَادَةُ الْعُلَمَاءِ بَعْضِهِمْ عَلَى بَعْضٍ لِأَنَّهُمْ حُسَّدٌ لَيْسَ مِنَ الْحَدِيثِ وَإِسْنَادُهُ فَاسِدٌ مِنْ وُجُوهٍ كَثِيرَةٍ عَلَى مَا فِي اللَّآلِي وَعَلَى تَقْدِيرِ صِحَّتِهِ فَالْعُلَمَاءُ يُرَادُ بِهِمْ عُلَمَاءُ الدُّنْيَا التَّارِكُونَ طَرِيقَ الْعُقْبَى

مسلمانوں کی ایک دوسرے پر شہادت جائز ہے۔ لیکن علماء کی ایک دوسرے پر شہادت جائز نہیں۔ کیونکہ وہ حاسد ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں ہے۔ اور اس کی سند مختلف وجوہ سے فاسد ہے۔ جیسا کہ لآلی میں موجود ہے۔ اور اگر اس کی صحت تسلیم کرلی جائے تو اس سے مراد علماء دنیا (علماء سوء) لئے جائینگے جو آخرت کی راہ کو چھوڑے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ علامت مذکورہ جو حدیث

كَمَا يُشِيرُ إِلَيْهِ الْعُلَمَاءُ الْمُتَكَوِّرَةُ	یں پائی جاتی ہے۔ اس جانب اشارہ
فِي نَفْسِ الْحَدِيثِ فَإِنَّ الْحَسَدَ	کرتی ہے۔ کیونکہ حسد حرام ہے۔ اور
حَرَامٌ وَأَمَّا الْغِبْطَةُ فَمَرَامٌ.	غبطہ بہتر ہے۔
۲۴۸۔ حَدِيثُ الشُّهْرَةِ فِي قِصَرِ الثِّيَابِ	کپڑوں کے محل میں شہرت حاصل کرنا
لَا يَصِحُّ حَدِيثًا لِأَنَّ قِصَرَ الثِّيَابِ مِنْ	یہ حدیث صحیح نہیں۔ کیونکہ کپڑوں کا محل اسباب
جُمْلَةِ أَسْبَابِ الشُّهْرَةِ إِذَا كَانَ عَلَى	شہرت میں سے ہے جبکہ وہ قصداً ہو نہ کہ اتباع
قَصْدِهَا دُونَ إِرَادَةِ مُتَابَعَةِ السُّنَّةِ.	سنت کی غرض سے نہ ہو۔
۲۴۹۔ حَدِيثُ شَيَاطِينِ الْإِنْسِ	انسانی شیطان، جناتی شیطانوں پر
يَغْلِبُ شَيَاطِينَ الْجِنِّ مِنْ كَلَامِ	غالب ہو جاتے ہیں۔ یہ ابن دینارؒ کا قول
ابْنِ دِينَارٍ وَلَعَلَّهُ اقْتَبَسَ مِنْ	ہے۔ اور شاید انہوں نے اللہ تعالیٰ
قَوْلِهِ تَعَالَى وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَا	کے اس قول سے اخذ کیا ہے۔ اسی
لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيَاطِينَ الْإِنْسِ	طرح ہم نے ہر نبی کے لئے انسانی اور
وَالْجِنِّ حَيْثُ قَدَّمَ شَيَاطِينَ	جناتی شیطانوں کو دشمن بنایا ہے انسانی
الْإِنْسِ عَلَى شَيَاطِينِ الْجِنِّ	شیطان جناتی شیطانوں پر اسی طرح
وَلِأَنَّ شَيْطَانَ الْجِنِّ يَذْهَبُ	مقدم ہوئے۔ کہ جناتی شیطان تو
وَسْوَسَتُهُ بِالتَّعَوُّذِ بِخِلَافِ	وسوسہ پیدا کرتے ہیں۔ لیکن
شَيَاطِينِ الْإِنْسِ وَلِأَنَّ قُوَّةَ	انسانی شیطان صحبت اور اتحاد
تَأْثِيرِ الصُّحْبَةِ إِنَّمَا هِيَ فِي اتِّحَادِ	جنس کی بنا پر قوت کے مالک
الْجِنْسِ.	ہوتے ہیں۔

۲۵۰- حَدِیْثُ شَیْبٌ فِیْ عَیْبٍ لَا یَعْلَمُ مَبْنَاهُ وَإِنَّمَا جَاءَ مَعْنَاهُ فِیْ حَدِیْثِ مَنْ لَمْ یَرْعَوْا عِنْدَ الشَّیْبِ وَیَسْتَحْیِ مِنَ الْعَیْبِ وَلَمْ یَخْشَ اللّٰهَ فِی الْغَیْبِ فَلَیْسَ لِلّٰهِ فِیْهِ حَاجَةٌ ذَكَرَهُ الدَّیْلَمِیُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَحُكِیَ عَنِ ابْنِ یَزِیْدَ أَنَّهُ رَأَی وَجْهَهُ فِی الْمِرْآةِ فَقَالَ ظَهَرَ الشَّیْبُ وَلَمْ یَذْهَبِ الْعَیْبُ وَلَا أَدْرِیْ مَا فِی الْغَیْبِ ۔

بڑھاپا اور عیب۔ یہ لفظاً صحیح نہیں ہے ہاں اس کے معنی ایک حدیث میں موجود ہیں۔ جو بڑھاپے کے وقت نہ ڈرے عیب سے نہ شرمائے۔ اور غیب میں اللہ سے نہ ڈرے۔ تو اس میں اللہ کے لئے کوئی حاجت نہیں۔ یہ حدیث دیلمیؒ نے جابر رضؓ سے مرفوعاً بلا سند روایت کی ہے ابن یزیدؒ سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ انہوں نے اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا۔ تو بولے بڑھاپا ظاہر ہو گیا۔ اور عیب نہیں گیا۔ میں نہیں جانتا غیب میں کیا ہے۔

۲۵۱- حَدِیْثُ الشَّیْخُ فِیْ قَوْمِهٖ كَالنَّبِیِّ فِیْ أُمَّتِهٖ فِی الْمَقَاصِدِ جَزَمَ شَیْخُنَا وَغَیْرُهٗ بِأَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَرُبَّمَا أَوْرَدَ بِلَفْظِ الشَّیْخُ فِیْ جَمَاعَتِهٖ كَالنَّبِیِّ فِیْ قَوْمِهٖ یَتَعَلَّمُوْنَ مِنْ عِلْمِهٖ وَیَتَأَدَّبُوْنَ مِنْ أَدَبِهٖ وَكُلُّهٗ بَاطِلٌ اِنْتَهٰی

شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ یہ حدیث مقاصد میں، ہمارے شیخ وغیرہ اسے یقینی طور پر موضوع سمجھتے تھے یہ بعض پہلے لوگوں کا کلام ہے۔ بعض جگہ یہ بھی آیا ہے۔ کہ شیخ اپنی جماعت میں ایسا ہی ہے جیسا کہ نبی اپنی قوم میں، کہ اس سے لوگ علم حاصل کرتے اور ادب سیکھتے ہیں۔ یہ سب کی سب باطل ہیں۔

وَمِمَّنْ جَزَمَ بِوَضْعِهِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ	امام ابن تیمیہؒ اسے موضوع قرار دیتے
لَكِنْ أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي	ہیں۔ لیکن ابن حبانؒ نے اپنی ضعفاء میں ابو
الضُّعَفَاءِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي رَافِعٍ	رافعؓ سے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے سیوطیؒ
بِهِ مَرْفُوعًا وَقَالَ السُّيُوطِيُّ	کہتے ہیں دارمیؒ نے اسے بالسند ذکر کیا
أَسْنَدَهُ الدَّارِمِيُّ وَذَكَرَهُ أَيْضًا	ہے اور جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے
فِي جَامِعِهِ الصَّغِيرِ بِلَفْظِ الشَّيْخِ	ساتھ موجود ہے کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے
فِي أَهْلِهِ كَالنَّبِيِّ فِي أُمَّتِهِ رَوَاهُ	جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔ خلیلی رحؒ نے
الْخَلِيلِيُّ فِي مَشِيخَتِهِ وَابْنُ النَّجَّارِ	مشیخت میں اور ابو النجارؒ نے بھی اسے
عَنْ أَبِي رَافِعٍ وَلَفْظُهُ الشَّيْخُ فِي	ابو رافعؓ سے روایت کیا ہے۔ اس کے الفاظ
بَيْتِهِ كَالنَّبِيِّ فِي قَوْمِهِ رَوَاهُ ابْنُ	یہ ہیں۔ کہ شیخ اپنے گھر میں ایسا ہی ہے الخ
حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ وَالشِّيرَازِيُّ	ابن حبانؒ نے اسے ضعفاء میں اور شیرازیؒ نے
فِي الْأَلْقَابِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ	القاب میں ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے اور
وَيُقَوِّيهِ مِنْ حَيْثُ الْمَعْنَى	باعتبار معنی اس کی یہ حدیث تائید
حَدِيثٌ صَحِيحُ الْمَبْنَى الْعُلَمَاءُ	کرتی ہے۔ کہ علماء انبیاء کے وارث
وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَيُقَوِّيهِ قَوْلُهُ	ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول اس کی
تَعَالَى فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ	تائید کرتا ہے۔ اہل ذکر سے پوچھ لو اگر تم
إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ٥	نہیں جانتے۔

حرفُ الصَّاد

۲۵۲۔ صَاحِبُ صَاحِبٍ	صاحب حاجت اندھا ہوتا ہے سخاویؒ

الحَاجَۃِ اَلمی قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَعْرِفُہٗ	کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا ملا علی
فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ کَانَّ قَوْلَہُمْ لِلْغَرِیْبِ	قاری فرماتے ہیں اسی طرح ان کا قول مسافر اندھے
کَالْاَعْمٰی کَا یَصِحُّ مِنْ جِہَۃِ الْمَبْنٰی۔	کی طرح ہے یہ معنوی لحاظ سے صحیح نہیں۔
۲۵۳۔ حَدِیْثُ صَاحِبُ الشَّیْءِ	چیز کا مالک اس کے اٹھانے کا زیادہ
اَحَقُّ بِحَمْلِہٖ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ ضَعِیْفًا	حق دار ہے۔ مگر یہ کہ ضعیف ہو۔ اسے اٹھانے
یَعْجِزُ عَنْہُ فَیُعِیْنُہٗ اَخُوْہُ الْمُسْلِمُ	سے عاجز ہو۔ تو اس کا مسلم بھائی اس کی
ضَعِیْفٌ وَبَالَغَ اِبْنُ الْجَوْزِیِّ	اعانت کرے۔ یہ ضعیف ہے۔ ابن الجوزی نے
فَذَکَرَہٗ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَاَخْطَأَ	مبالغہ سے کام لیا ہے۔ اور اسے موضوعات
فَقَدْ رَوَاہُ اَبُوْ یَعْلٰی مِنْ حَدِیْثِ	میں شمار کیا ہے۔ حالانکہ انہوں نے غلطی کی کیونکہ
اَبِیْ ہُرَیْرَۃَ بِہٖ مَرْفُوْعًا وَالطَّبْرَانِیُّ	ابو یعلی نے ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً طبرانی نے
فِی الْاَوْسَطِ وَالدَّارَقُطْنِیُّ فِی	اوسط میں۔ دار قطنی نے افراد میں عقیلی نے
الْاَفْرَادِ وَالْعُقَیْلِیُّ فِی الضُّعَفَاءِ	ضعفاء میں۔ اور قاضی عیاض نے شفاء میں
وَعِیَاضٌ بِدُوْنِ عَزْوٍ فِی الشِّفَاءِ	اسے روایت کیا ہے۔
۲۵۴۔ حَدِیْثُ اَلصَّبْرُ کَنْزٌ	صبر جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانہ
مِنْ کُنُوْزِ الْجَنَّۃِ کَذَا فِی الْاِحْیَاءِ	ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقی کہتے ہیں غریب ہے
وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ غَرِیْبٌ لَمْ یُوْجَدْ	کہیں نہیں پائی جاتی۔
۲۵۵۔ حَدِیْثُ صَرِیْرُ الْاَقْلَامِ	قلموں کی آواز احادیث لکھنے کے
عِنْدَ الْاَحَادِیْثِ تَعْدِلُ عِنْدَ	وقت اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس تکبیر
اللّٰہِ التَّکْبِیْرَ الَّذِیْ یُکَبِّرُ فِیْ	کے برابر ہے جو عسقلان اور عبادان

رباطِ عسقلان وعبادان و مَن كتب اربعين حديثًا اُعطي ثوابَ الشهداء الذين قتلوا بعبادان وعسقلان خبرٌ باطلٌ كما في الميزان .

کی چھاؤنی میں کہی گئی ہیں اور جس نے چالیس حدیثیں لکھیں اس کو ان شہداء کا ثواب ملا جو عبادان اور عسقلان میں شہید ہوئے۔ یہ خبر باطل ہے جیسا کہ میزان میں ہے:

۲۵۶ - حديثُ صدق رسولُ الله صلى الله عليه وسلم هو كلامُ كثيرٍ من العامة عقيب قول المؤذن في الصبح الصلوة خيرٌ من النوم وليس له اصلٌ وكذا قولهم عند قول المؤذن الصلوة خيرٌ من النوم صدقتَ وبررتَ وبالحق نطقتَ استحبه الشافعية قال الدميري وادعى ابن الرفعة ان خبرًا ورد فيه ولا يعرف من رواه وبررت بكسر الراء الاولى وسكون الثانية .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سچ فرمایا۔ یہ عام آدمیوں کا کلام ہے۔ جیسے وہ صبح کی اذان پر الصلوٰۃ خیر من النوم کے بعد کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں اسی طرح بعض لوگ اس جملہ کے وقت بولتے ہیں۔ صدقت وبررت وبالحق نطقت۔ اسے شافعیہ نے مستحب قرار دیا ہے۔ دمیری کہتے ہیں ابن الرفعہ کا دعویٰ ہے۔ اس میں حدیث موجود ہے۔ لیکن وہ یہ نہیں جانتے کہ کس نے اسے روایت کیا ہے۔ بررت پہلی راء کا کسرہ اور دوسری کے سکون کے ساتھ ہے۔

۲۵۷ - حديثُ صدقةٌ

تھوڑا سا صدقہ بھی بہت (سی

القبيلى تدفع البلاء المكروه وفي لفظ مدقة اليسار ليس بحديث ومعناه صحيح ۔

بلاؤں کو دور کر دیتا ہے (اور ایک روایت میں یسر کا لفظ ہے) یہ حدیث نہیں ہے معنی اس کے صحیح ہیں۔

۲۵۸۔ حديث صغروا الخبز واكثروا عدده يبارك لكم فيه اسناده واه وقد ذكره ابن الجوزي في الموضوعات وقال الزركشي حديث الامر بتصغير اللقمة وتدقيق المضغة قال النووي لا يصح ۔

روٹی چھوٹی پکایا کرو اور عدد میں زیادتی کیا کرو۔ اس میں تمہارے لئے برکت ہوگی۔ اس کی سند بیکار ہے۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں چھوٹا لقمہ بنانے اور اسے چبانے کی حدیث کے بارے میں امام نووی فرماتے ہیں۔ صحیح نہیں ہے۔

۲۵۹۔ حديث صلوة بخاتم تعدل سبعين بغير خاتم موضوع كما قال العسقلاني وكذا صلوة بعمامة تعدل بخمس وعشرين صلوة وجمعة بعمامة تعدل سبعين جمعة والصلوة في العمامة بعشرة آلاف حسنة قال المنوفي فذلك كله باطل وقال السخاوي حديث

انگوٹھی کے ساتھ نماز پڑھنا۔ بغیر انگوٹھی کی ستر نمازوں کے برابر ہے۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ اسی طرح یہ حدیث عمامہ باندھ کر نماز پڑھنا پچیس نمازوں کے برابر ہے اور عمامہ باندھ کر جمعہ پڑھنا ستر جمعوں کے برابر ہے۔ اور عمامہ کے ساتھ نماز پڑھنے کی دس ہزار نیکیاں ہیں۔ منوفی رح کہتے ہیں یہ سب کی

صلوٰۃ بخاتم تعدل سبعین
بغیر خاتم هو موضوع کما
قال شیخنا عن شیخه وکذا ما
اوردہ الدیلمی من حدیث ابن
عمر مرفوعا صلوٰۃ بعمامة
تعدل بخمس وعشرین جمعة
بعمامة تعدل سبعین جمعة
ومن حدیث انس مرفوعا الصلوٰۃ
فی العمامة بعشرة آلاف حسنة
قلت روی ابن عمر نقله السیوطی
عن ابن عساکر فی جامع الصغیر
مع التزامه بانه لم یذکر فیه
الموضوع ۔

سب باطل ہیں حضرت انس رضی اللہ
عنہ سے مرفوعاً ایک روایت یہ بھی ہے
کہ عمامہ میں نماز پڑھنے سے دس ہزار
نیکیاں ملتی ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ
عنہ سے بھی یہ روایت موجود ہے
جیسا کہ سیوطی رحمہ اللہ تعالےٰ
نے اپنی جامع الصغیر میں
ابن عساکر رحمہ اللہ تعالےٰ
سے نقل کیا ہے۔ اور باوجود
التزام کے انہوں نے اس کے
موضوع ہونے کا ذکر نہیں
کیا۔

۲۶۰۔ حدیث الصلوٰۃ
خلف العالم باربعة آلاف و
اربعمائة واربعین صلوٰۃ
باطل کذا فی المختصر وکذا
قول صاحب الهدایة بقوله
علیه الصلوٰۃ والسلام من

عالم کے پیچھے نماز پڑھنے سے چار
ہزار چار سو چالیس نمازوں کا اجر ملتا ہے
یہ باطل ہے جیسا کہ مختصر میں ہے اسی
طرح ہدایہ کی یہ حدیث مرفوع ہے
کہ جس نے نیک آدمی کے پیچھے نماز پڑھی
تو گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی

صَلّٰی خَلْفَ تَقِیٍّ فَکَاَنَّمَا صَلّٰی خَلْفَ نَبِیٍّ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ کَمَا قَالَ مُخَرِّجُہٗ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَقِفْ عَلَیْہِ بِھٰذَا اللَّفْظِ ذُلْتُ لٰکِنْ مَعْنَاہُ صَحِیْحٌ لِمَا رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ قَدِّمُوْا اَخْیَارَکُمْ تَزْکُوْا اَعْمَالُکُمْ وَالْحَاکِمُ وَالطَّبْرَانِیُّ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ عَنْ مَرْثَدِ بْنِ اَبِیْ مَرْثَدِنِ الْغَنَوِیِّ رَفَعَہٗ اِنْ سَرَّکُمْ اَنْ تُقْبَلَ صَلٰوتُکُمْ فَلْیَؤُمَّکُمْ خِیَارُکُمْ ۔	یہ بھی غیر معروف ہے۔ جیساکہ اس کی تخریج کرنے والے نے کہا سخاوی ؒ کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں۔ ملا علی ؒ قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیساکہ دیلمی ؒ نے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اپنے بہتر لوگوں کو آگے کیا کرو۔ تاکہ تمہارے اعمال پاکیزہ ہوں۔ اور طبرانی ؒ نے سند ضعیف کے ساتھ مرثد بن ابی مرثد الغنوی سے مرفوعاً روایت کیا ہے، اگر تمہیں یہ بات اچھی معلوم ہو کہ تمہاری نمازیں قبول ہوں۔ تو اپنے بہترین لوگوں کو امام بنایا کرو۔
۲۶۱۔ حَدِیْثُ صَلٰوۃِ الْمُبْلِغِ لَا تُصْعَدُ فَوْقَ رَاْسِہٖ کَسْمُ الْوَجَلْ ۔	بتانے والے کی نماز سر سے اوپر نہیں چڑھتی۔ یہ بھی کہیں نہیں پائی جاتی۔
۲۶۲۔ حَدِیْثُ صَلٰوۃِ النَّھَارِ عَجْمَاءُ اَیْ کَالْعَجْمَاءِ لَا یُسْمَعُ فِیْھَا قِرَاءَۃٌ عَلٰی مَا فِی النِّھَایَۃِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِیْ شَرْحِ الْمُھَذَّبِ اَنَّہٗ	دن کی نماز گونگی ہے۔ کیونکہ اس میں قرارت سننے میں نہیں آتی۔ جیساکہ نہایہ میں ہے۔ نووی ؒ شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔ اس کی کوئی

اطل لا اصل لہ وکذا قال	اصل نہیں۔ اسی طرح دارقطنی رح فرماتے
الدارقطنی لم یرو عن النبی	ہیں۔ یہ حدیث رسول نہیں۔ بلکہ بعض
علیہ السلام وانما ھو من قول	فقہا کا قول ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں دارقطنی
بعض الفقہاء قال الزرکشی	اور نووی رح کا قول ہے یہ باطل ہے اس
قال الدارقطنی والنووی	کی کوئی اصل نہیں اور یہ فضائل قرآن
باطل لا اصل لہ وھو فی	میں ابو عبیدہ رح بن عبد اللہ رض بن مسعود کا
فضائل القرآن من کلام ابی	کا قول ہے سیوطی رح کہتے ہیں۔ ابن ابی شیبہ
عبیدۃ بن عبد اللہ بن مسعود	نے اپنی مصنف میں اسے ابو عبیدہ سے
قال السیوطی واخرجہ عنہ ابن	اور اسی طرح حسن سے روایت کیا ہے
ابی شیبۃ فی المصنف واخرجہ	ان کے آخری الفاظ یہ ہیں۔ کہ رات کی
ایضا عن الحسن وبقیتہ عنہما	نمازوں کو تیرے کان سنتے ہیں۔ سعید رح
وصلوۃ اللیل تسمع اذنیک	بن منصور نے حماد بن ابی سلیمان سے بغیر
سعید بن منصور عن حماد بن	اس زیادت کے روایت کیا ہے۔ اسی
ابی سلیمان بدون ھذہ الزیادۃ	طرح عبد الرزاق رح نے مجاہد رح سے
وکذا اخرجہ عبد الرزاق عن	اور عبد الرزاق رح نے حسن رح سے ان الفاظ کے
مجاھد واخرجہ عن الحسن	ساتھ روایت کیا ہے۔ دن کی نماز گونگی
قال صلوۃ النہار عجماء لا یرفع	ہے۔ اس میں آواز سوائے جمعہ اور صبح کے
فیھا الصوت الا الصبح والجمعۃ	بلند نہیں ہوتی۔
۲۶۳۔ حدیث صلوۃ بسواک	مسواک کر کے نماز پڑھنا بغیر مسواک

خير من سبعين صلوة بغير سواك وفي لفظ بلا سواك وقال ابن عبد البر في التمهيد عن ابن معين انه حديث باطل قال السخاوي هو بالنسبة لما وقع له من طرقه وقال السيوطي رواه الحارث في مسنده وابو يعلى والحاكم عن عائشة والديلمي عن ابي هريرة انتهى وقال ابن قيم الجوزية رواه الامام احمد وابن خزيمة والحاكم في صحيحيهما والبزار في مسنده۔

کی ستر نمازوں سے بہتر ہیں ابن عبدالبرؒ نے اپنی تمہید میں یحییٰ بن معینؒ سے روایت کیا ہے کہ یہ حدیث باطل ہے سخاویؒ کہتے ہیں یہ انہوں نے اس نسبت سے فرمایا جو ان کے پاس سندات پہنچی تھیں سیوطیؒ کہتے ہیں حارثؒ نے اپنی مسند میں ابو یعلیٰؒ اور حاکمؒ نے عائشہؓ سے اور دیلمیؒ نے ابوہریرہؓ سے بھی اسے روایت کیا ہے ابن قیم الجوزی فرماتے ہیں اسے امام احمدؒ ابن خزیمہؒ اور حاکمؒ نے اپنی صحیحین میں اور بزارؒ نے اپنی مسند میں اسے روایت کیا ہے۔

۲۶۴ - كتابة الصلوة على النبي افضل من عتق الرقاب قال العسقلاني في بعض فتاواه انه كذب مختلف فيه ولعله يعني به اضافته الى النبي عليه السلام والا فقد رواه الاصبهاني في الترغيب عن

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود لکھنا غلاموں کے آزاد کرنے سے افضل ہے۔ عسقلانیؒ اپنے بعض فتاویٰ میں فرماتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے اور مختلف فیہ ہے۔ شاید ان کی مراد یہ ہے کہ حضورؐ کی جانب اس کی نسبت مختلف فیہ ہے۔ ورنہ اصبہانیؒ نے اپنی ترغیب میں ابوبکرؓ صدیق

أَبِيْ بَكْرٍنِ الصِّدِّيْقِ مَوْقُوْفًا وَكَذَا
رَوَاهُ النُّمَيْرِيُّ وَابْنُ عَسَاكِرٍ •

۲۶۵- حَدِيْثُ الصَّلٰوةِ عَلَى
النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُرَدُّ هُوَ
مِنْ كَلَامِ أَبِيْ سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ
عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْجَزَرِيُّ فِيْ حِصْنِهِ
وَلَفْظُهُ إِذَا سَأَلْتَ اللّٰهَ حَاجَةً
فَابْدَأْهُ بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ ادْعُ بِمَا شِئْتَ
ثُمَّ اخْتِمْ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَإِنَّ
اللّٰهَ سُبْحَانَهُ بِكَرَمِهِ يَقْبَلُ
الصَّلٰوتَيْنِ وَهُوَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ
يَدَعَ مَا بَيْنَهُمَا وَذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ
مَرْفُوْعًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ
عَلَيْهِ وَإِنَّمَا هُوَ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ
مَوْقُوْفًا إِذَا سَأَلْتُمُ اللّٰهَ حَاجَةً
فَابْدَءُوْا بِالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ فَإِنَّ اللّٰهَ أَكْرَمُ مِنْ أَنْ
يُسْأَلَ حَاجَتَيْنِ فَيَقْضِيْ إِحْدَاهُمَا

سے موقوفاً روایت کیا ہے۔ اسی طرح نمیری
اور ابن عساکر نے بھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھنا
رد نہ کیا جائے گا۔ یہ ابوسلیمانؒ الدلانی کا قول
ہے جیسا کہ جزری نے اپنی حصن میں ذکر کیا
ہے۔ اور ان کے الفاظ یہ ہیں۔ کہ جب تو
اللہ سے کسی حاجت کا سوال کرے تو پہلے
درود سے ابتدا کر پھر جو تیرا جی چاہے
دعا مانگ۔ پھر درود ہی پر ختم کر۔ کیونکہ اللہ
سبحانہ وتعالیٰ اپنے کرم سے دونوں درودوں
کو قبول فرمائے گا۔ اور یہ اس سے بعید
ہے۔ کہ وہ درمیان کو چھوڑ دے۔ غزالیؒ نے
اسے احیاء میں حدیث سخاویؒ کہتے ہیں
میں اس سے واقف نہیں۔ اور یہ ابوالدرداء
رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ کہ جب
تم اللہ سے سوال کرو۔ تو پہلے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھو
کیونکہ اللہ تعالےٰ اس سے زیادہ کریم ہے
کہ وہ ایک حاجت کو پوری کرے اور

وَتُرَدُّ الْاُخْرٰی۔ | دوسری کو لوٹا دے۔

۲۶۶۔ حَدِیْثُ الصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْنِ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِیْ مُشْکَلِ الْوَسِیْطِ اَنَّہٗ غَیْرُ مَعْرُوْفٍ وَقَالَ النَّوَوِیُّ فِی التَّنْقِیْحِ اَنَّہٗ مُنْکَرٌ بَاطِلٌ لٰکِنْ رَوَاہُ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَلِیٍّ کَمَا ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ وَالْبَیْہَقِیُّ فِی الشُّعَبِ ضَعِیْفٌ عَنْ عُمَرَ مَرْفُوْعًا۔

نماز دین کا ستون ہے ابن الصلاح مشکل الوسیط میں فرماتے ہیں یہ معروف نہیں۔ نووی تنقیح میں فرماتے ہیں یہ منکر ہے باطل ہے لیکن دیلمی نے اسے حضرت علی سے روایت کیا ہے، جیسا کہ سیوطی کہتے ہیں۔ اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن وہ ضعیف ہے۔

حَرْفُ الضَّادِ

۲۶۷۔ حَدِیْثُ ضَاعَ الْعِلْمُ فِیْ اَفْخَاذِ النِّسَاءِ وَفِیْ لَفْظٍ بَیْنَ اَفْخَاذِ النِّسَاءِ ھُوَ مَعْنَاہُ مِنْ کَلَامِ بِشْرِ الْحَافِیْ قَالَ لَا یُفْلِحُ مَنْ اَلِفَ اَفْخَاذَ النِّسَاءِ۔

علم عورتوں کی رانوں میں ضائع ہوگیا یہ بشر الحافی کا قول ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ وہ شخص کامیاب نہیں ہوسکتا، جس نے عورتوں کی رانوں میں تصنیف و تالیف کی۔

۲۶۸۔ حَدِیْثُ الضَّبِّ وَشَھَادَتِہٖ لَہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ قِیْلَ اِنَّہٗ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ الْمِزِّیُّ لَا یَصِحُّ

گوہ اور اس کا حضور کے لئے شہادت دینا یہ موضوع ہے۔ مزی کہتے ہیں نہ اس کی سند صحیح ہے نہ متن

إِسْنَادًا لَا مَتْنًا لَكِنْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ بِسَنَدٍ ضَعِيفٍ وَذَكَرَهُ الْقَاضِيُّ عِيَاضٌ فِي الشِّفَاءِ فَغَايَتُهُ الضَّعْفُ لَا الْوَضْعُ ۔

لیکن بیہقی رح نے اسے سند ضعیف کے ساتھ اور قاضی عیاض رح نے اسے شفا میں روایت کیا ہے۔ نتیجہ یہ ضعیف ہے موضوع نہیں۔

۲۶۹۔ حَدِيثُ الضَّامِنُ غَارِمٌ لَا يَصِحُّ مَبْنَاهُ وَجَاءَ فِي مَعْنَاهُ عِنْدَ أَحْمَدَ وَأَصْحَابِ السُّنَنِ عَنْ أَبِي أُمَامَةَ مَرْفُوعًا الزَّعِيمُ غَارِمٌ وَصَحَّحَهُ ابْنُ حِبَّانَ وَهُوَ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِهِ وَلِمَنْ جَاءَ بِهِ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا بِهِ زَعِيمٌ أَيْ كَفِيلٌ وَزَعِيمٌ ۔

ضامن تاوان بھی بھرتا ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ ہاں اس کے معنی ہیں امام احمد رح اور اصحاب سنن نے ابوامامہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کفالت کرنے والا تاوان بھی بھرتا ہے۔ اور ابن حبان رح نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اور قرآن سے بھی مستنبط ہے۔ لمن جاء حمل بعیر وانا بہ زعیم۔

۲۷۰۔ حَدِيثُ الضَّرُورَاتُ تُبِيحُ الْمَحْظُورَاتِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَهُوَ كَلَامٌ صَحِيحٌ ۔

ضرورتیں ممنوعات کو مباح کرتی ہیں۔ یہ حدیث نہیں۔ کلام صحیح ہے۔

۲۷۱۔ حَدِيثُ ضَعِيفَانِ يَغْلِبَانِ قَوِيًّا لَيْسَ بِحَدِيثٍ ۔

دو ضعیف ایک قوی پر غالب آجاتے ہیں۔ یہ بھی حدیث نہیں۔

۲۷۲۔ حَدِيثُ الضِّيَافَةُ عَلَى أَهْلِ الْوَبَرِ لَيْسَتْ عَلَى أَهْلِ

اہل دیہات کے ذمہ جو ضیافت ہے وہ اہل شہر کے ذمہ نہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں

المَذْكُوْرِ لَا اَصْلَ لَهٗ فَنَقَلَ قَالَ عِيَاضٌ فِيْ اَوَّلِ شَرْحِ مُسْلِمٍ لَمَّا تَكَلَّمَ عَلٰى حَدِيْثِ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهٗ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ عِنْدَ اَهْلِ الْمَعْرِفَةِ وَقَبِلَهُ النَّوَوِيُّ۔

قاضی عیاضؒ شرح مسلم کے اول میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جو شخص اللہ تعالیٰ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے، فرماتے ہیں یہ دیہات والی حدیث اہل معرفت کے نزدیک موضوع ہے، اگرچہ نووی نے اسے قبول کیا ہے۔

حَرْفُ الطَّاءِ الْمُهْمَلَةِ!

۲۷۳۔ حَدِيْثُ طَابَ حَمَّامُكُمَا قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِاَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ قَالَ اَبُوْ سَعِيْدِنِ الْمُتَوَلِّيْ هٰذِهِ التَّحِيَّةُ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَالَ النَّوَوِيُّ هٰذَا الْمَحَلُّ لَمْ يَصِحَّ فِيْهِ شَيْءٌ اَصْلًا وَرَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا وَقَدْ تَقَدَّمَ عَنِ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ اِنَّ الْعَرَبَ مَا يَعْرِفُ الْحَمَّامَ اِلَّا بَعْدَ مَوْتِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ۔

تمہارے حمام عمدہ ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابو بکرؓ وعمرؓ سے فرمایا۔ ابو سعیدؒ المتولی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔ نوویؒ کہتے ہیں اس محل میں کوئی شئے صحیح نہیں ہے سلے دیلمیؒ نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً بلا سند نقل کیا ہے ابن حجر المکی کا یہ قول گذر چکا کہ عرب حمام کو حضورؐ کے زمانہ میں جانتے بھی نہ تھے انہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد علم ہوا۔

۲۷۴۔ حَدِيْثُ طَاعَةُ النِّسَاءِ

عورتوں کی اطاعت ندامت ہے

علامة معنوي في شاو دهن ذكره صاحب تحفة العروس عن الحسن البصري أنه قال ما أطاع رجل امرأة فيما تهواه إلا كبه الله في النار قيل هو محمول على طاعتها فيما تهوى من السيئات لا في ما تهوى من المباحات فإنها تجر إلى المنكرات۔

یہ پہلے گذر چکی۔ صاحب تحفۃ العروس نے حسن بصری سے روایت کیا ہے وہ فرمایا کرتے تھے جس نے عورت کی خواہشات میں اتباع کی اللہ تعالیٰ اسے دوزخ میں ڈال دے گا۔ یہ محمول اس طاعت پر ہے جو برائیوں کی جانب سے جاتی ہے۔ اس میں اتباع جائز ہے۔ جو مباح میں ہو۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مباح میں بھی اتباع جائز نہیں۔ کیونکہ وہ منکر کی جانب لے جاتی ہے۔

۲۷۵۔ حديث طعام البخيل داء وطعام السخي شفاء قال العسقلاني وهو حديث منكر وقال الذهبي كذب وقال ابن عدي أنه باطل عن مالك۔

بخیل کا کھانا بیماری اور سخی کا کھانا شفاء ہے۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور ذہبی رح کہتے ہیں جھوٹ ہے ابن عدی رح کہتے ہیں یہ مالک رح سے مروی ہے اور باطل ہے۔

۲۷۶۔ حديث الطلاق يمين الفساق وقع في عدة من كتب المالكية قال السخاوي لم أقف عليه مرفوعا وأظنه مدرجا قلت ويؤيده معنى حديث ما حلف بالطلاق مؤمن

طلاق فساق کی قسم ہے یہ مالکیہ کی متعدد کتابوں میں پائی جاتی ہے سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔ اور میں اسے مدرج خیال کرتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے مومن طلاق کی قسم نہیں کھاتا اور طلاق کی قسم سوائے

وَلَا نَحْلِفُ بِہٖ إِلَّا مُنَافِقٌ رَوَاہُ ابْنُ عَسَاکِرَ بِہٖ مَرْفُوعًا۔	منافق کے کوئی نہیں لیتا ابن عساکر نے اسے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

حَرْفُ الظَّاءِ الْمُعْجَمَۃِ!

۲۷۷۔ حَدِیْثُ الظَّالِمُ عَدْلُ اللّٰہِ فِی الْأَرْضِ یَنْتَقِمُ بِہٖ مِنَ النَّاسِ ثُمَّ یَنْتَقِمُ مِنْہُ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ لَمْ أَجِدْہُ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا أَسْتَحْضِرُہٗ لٰکِنْ قَالَ السُّیُوْطِیُّ وَفِیْ مَعْنَاہُ مَا أَخْرَجَہُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْأَوْسَطِ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ رَفَعَہٗ أَنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی یَقُوْلُ أَنْتَقِمُ مِمَّنْ أَبْغَضُ بِمَنْ أَبْغَضُ ثُمَّ أُصَیِّرُ کِلَاھُمَا فِی النَّارِ وَسَاقَہُ الدَّیْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ بِلَا إِسْنَادٍ عَنْ جَابِرٍ یَرْفَعُہٗ وَأَخْرَجَہُ ابْنُ عَسَاکِرَ عَنْ عَلِیِّ بْنِ تَمَامٍ قَالَ کَانَ یُقَالُ مَا أَنْتَقَمَ اللّٰہُ مِنْ	ظالم زمین میں اللہ کا انصاف ہے کہ اللہ اس کے ذریعہ لوگوں سے انتقام لیتا ہے پھر اس سے انتقام لیتا ہے، زرکشی کہتے ہیں میں اسے کہیں نہیں پاتا حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں یہ میرے لئے مستحضر نہیں لیکن سیوطیؒ کہتے ہیں، اس معنی میں وہ حدیث ہے، جو طبرانی نے اوسط میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کی ہے، کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس شخص سے انتقام لیتا ہوں جو بغض رکھنے والے سے بغض رکھتا ہو، پھر دونوں کو دوزخ میں پہنچا دیتا ہوں اور دیلمیؒ نے اسے فردوس میں جابرؓ سے مرفوعاً بلا سند روایت کیا ہے ابن عساکرؒ نے علی بن تمام سے روایت کیا ہے یہ کہا جاتا تھا کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم سے انتقام نہیں لیتا مگر ان کی شرارت کے باعث۔ عبداللہ بن احمد بن حنبلؒ نے

نَوْمًا لا بِشَيْءٍ مِنْهُمْ وَأَخْرَجَ عَبْدُ اللهِ
بْنُ أَحْمَدَ فِي زَوَائِدِ الزُّهْدِ
عَنْ مَالِكِ بْنِ دِيْنَارٍ قَالَ قَرَأْتُ
الزَّبُوْرَ إِنِّي أَنْتَقِمُ مِنَ الْمُنَافِقِ
بِالْمُنَافِقِ ثُمَّ أَنْتَقِمُ مِنَ
الْمُنَافِقِيْنَ جَمِيْعًا قَالَ وَنَظِيْرُ
ذٰلِكَ فِي كِتَابِ اللهِ تَعَالٰى وَ
كَذٰلِكَ نُوَلِّي بَعْضَ الظّٰلِمِيْنَ
بَعْضًا بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ قُلْتُ
وَيُؤَيِّدُهُ عُمُوْمُ قَوْلِهِ تَعَالٰى
وَلَوْلَا دَفْعُ اللهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ
بِبَعْضٍ لَفَسَدَتِ الْأَرْضُ وَ
سَيَأْتِي فِي مَعْنَاهُ حَدِيْثُ كَمَا
تَكُوْنُوْا يُوَلّٰى عَلَيْكُمْ.

زوائد الزہد میں مالک بن دینار سے روایت
کیا ہے، میں نے زبور پڑھی تو اس میں یہ
لکھا ہوا تھا، میں منافق کا منافق کے ذریعہ
انتقام لیتا ہوں پھر تمام منافقین سے انتقام
لیتا ہوں، مالک بن دینار کہتے ہیں اس کی نظیر
کتاب اللہ میں بھی موجود ہے، ایسے ہی ہم
بعض ظالموں کو بعض کا ان کے اعمال کی بنا پر سر
پرست بنا دیتے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں
اس کی تائید خدا کا یہ عام کلیہ بھی کرتا ہے، اگر
اللہ تعالیٰ بعض لوگوں کو بعض کے ذریعہ دفع
نہ کرتا رہتا۔ تو زمین میں فساد پھیل جاتا اور
عنقریب اس کے معنی اس حدیث میں
بھی آئیں گے۔ جیسے تم ہوگے ویسے ہی ہم تم
پر والی بنائیں گے۔

۲۷۸ حَدِيْثُ ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ
قِبْلَةٌ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ
وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ بِالنَّظَرِ لِلْاِكْتِفَاءِ
بِهِ فِي السُّتْرَةِ وَأَخْرَجَ الْعَسْكَرِيُّ
عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا ظَهْرُ الْمُؤْمِنِ

مومن کی پشت قبلہ ہے، سخاوی کہتے
ہیں، میں اسے نہیں جانتا اور معنی اس لحاظ
سے صحیح ہیں، کہ وہ سترہ کے لئے کافی ہے
اور عسکری نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً
روایت کیا ہے، مومن کی پشت محفوظ ہے

حَتّٰی اِلَّا فِیْ حَدٍّ مِنْ حُدُوْدِ اللّٰہِ تَعَالٰی — مگر اللہ تعالےٰ کی حدود میں۔

حَرْفُ الْعَیْنِ الْمُهْمَلَةِ

۲۷۹۔ حَدِیْثُ اَلْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ قَالَهُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حِیْنَ اَدْعٰی الْمُعَاوِیَةُ فَقَالَ لَهُ اَصْحَابُهُ یَا عَارَ الْمُسْلِمِیْنَ فَقَالَ الْعَارُ خَیْرٌ مِّنَ النَّارِ وَاَمَّا قَوْلُ بَعْضِ الْعَامَّةِ اَلنَّارُ بَدَنُ النَّارِ وَلَا الْعَارُ فَهُوَ مِنْ کَلَامِ الْکُفَّارِ اِلَّا اَنْ یُّرَادَ بِهَا نَارُ الدُّنْیَا عَلٰی الْمُبَالَغَةِ وَاِلَّا فَقَدْ وَرَدَ فُضُوْحُ الدُّنْیَا اَهْوَنُ مِنْ فُضُوْحِ الْاٰخِرَةِ کَمَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ عَنْ حَدِیْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا عَنْ اَخِیْهِ الْفَضْلِ بِهِ مَرْفُوْعًا بَلْ وَهُوَ فِی التَّنْزِیْلِ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَدُّ وَاَبْقٰی۔

ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ یہ حسن بن علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے جب انہوں نے امیر معاویہ رض سے صلح طلب کی تھی۔ تو ان کے ساتھی بولے اے مسلمانوں کو ذلیل کرنے والے انہوں نے فرمایا ذلت دوزخ سے بہتر ہے۔ اور عام لوگوں کا جو یہ قول ہے آگ کے بدلے آگ نہ کہ ذلت تو یہ کفار کا کلام ہے اور انہوں نے اس سے مراد بطور مبالغہ دنیا کی آگ لی ہے۔ ورنہ یہ وارد ہے۔ کہ دنیا کی رسوائی کم ہے جیسا کہ طبرانی نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن اخیہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بلکہ یہ مضمون قرآن میں بھی موجود ہے۔ اور آخرت کا عذاب زیادہ سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے۔

۲۸۰۔ حَدِيْثُ الْعَارِيَةُ مَرْدُوْدَةٌ ذَكَرَهُ الرَّافِعِيُّ فَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ فِي تَخْرِيْجِ أَحَادِيْثِهِ لَمْ أَرَهُ بِاللَّفْظِ الَّذِي ذَكَرَهُ الْمُصَنِّفُ وَإِنَّمَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَصْحَابُ السُّنَنِ بِلَفْظِ الْعَارِيَةِ مُؤَدَّاةٌ۔

عاریت مردود ہے اسے رافعی نے ذکر کیا ہے امام عسقلانی تخریج الاحادیث میں فرماتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ جس کا ذکر مصنف نے کیا ہے اس حدیث کو کہیں نہیں پایا۔ اسے احمد اور اصحاب سنن نے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ عاریت ادا کی ہوئی۔

۲۸۱۔ حَدِيْثُ عَالِمُ قُرَيْشٍ يَمْلَأُ الْأَرْضَ عِلْمًا قَالَ الصَّغَانِيُّ مَوْضُوْعٌ وَتَعَقَّبَهُ الْعِرَاقِيُّ بِأَنَّهُ لَيْسَ بِمَوْضُوْعٍ وَلٰكِنَّهُ لَا يَخْلُوْ عَنْ ضُعْفٍ فَقَدْ أَوْرَدَهُ الطَّيَالِسِيُّ فِي مُسْنَدِهِ وَفِي سَنَدِهِ مَجْهُوْلٌ وَلَهُ شَوَاهِدُ۔

قریش کا عالم زمین کو علم سے بھر دے گا صغانی کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ عراقی نے ان پر اعتراض کیا ہے۔ اور کہا ہے یہ موضوع نہیں۔ لیکن ہاں ضعف سے خالی نہیں اسے طیالسی نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور اس کی سند میں راوی مجہول ہے۔ اور اس کے دوسرے شواہد بھی موجود ہیں۔

۲۸۲۔ حَدِيْثُ الْعَدَاوَةُ فِي الْقَرَابَةِ وَالْحَسَدُ فِي الْجِيْرَانِ وَالْمَنْفَعَةُ فِي الْإِخْوَانِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ حَدِيْثًا بَلْ هُوَ فِي شُعَبِ الْإِيْمَانِ لِلْبَيْهَقِيِّ مِنْ قَوْلِ بِشْرِ بْنِ الْحَارِثِ۔

اہل قرابت میں عداوت۔ پڑوسیوں میں حسد۔ اور بھائیوں میں منفعت۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں۔ میں اس سے بلحاظ حدیث واقف نہیں بلکہ بیہقی کی شعب الایمان میں بشر بن حارث کا قول ہے۔

۲۸۳۔ حَدِيْثُ لِعَدُوِّ الْعَاقِلِ وَلَا الصَّدِيْقُ الْجَاهِلُ رَوَاهُ وَكِيْعٌ فِي الْغُرَرِ عَنْ سُفْيَانَ قَالَ اَبُوْحَازِمٍ لَاَنْ يَكُوْنَ لِيْ عَدُوٌّ صَالِحٌ اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ اَنْ يَكُوْنَ فِيْ صَدِيْقٌ فَاسِقٌ ۔	عاقل دشمن نہ کہ جاہل دوست (عاقل دشمن بہتر ہے نہ کہ جاہل دوست) اسے وکیع بن جراح نے غرر میں سفیان سے روایت ہے سفیان کہتے ہیں، ابوحازم کہا کرتے تھے، اگر میرے لئے نیک دشمن ہو تو وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میرے لئے کوئی فاسد دوست ہو۔
۲۸۴۔ حَدِيْثُ عَدَاوَةُ الْعَاقِلِ وَلَا صُحْبَةُ الْمَجْنُوْنِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ	عاقل کی دشمنی مجنون کی صحبت سے بہتر ہے یہ حدیث نہیں ہے۔
۲۸۵۔ حَدِيْثُ عَدُوُّ الْمُؤْمِنِ مَنْ يَعْمَلُ بِعَمَلِهِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَاِنَّمَا رَوَاهُ اَبُوْنُعَيْمٍ عَنْ سُفْيَانَ بْنِ عُيَيْنَةَ اَنَّهُ قَدِمَ مَكَّةَ وَفِيْهَا رَجُلٌ مِنْ اٰلِ الْمُنْكَدِرِ يُفْتِيْ فَقَعَدَ سُفْيَانُ يُفْتِيْ فَقَالَ الْمُنْكَدِرِيُّ مَنْ هٰذَا الَّذِيْ قَدِمَ بِلَادَنَا يُفْتِيْ فَكَتَبَ اِلَيْهِ سُفْيَانُ حَدَّثَنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ دِيْنَارٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَكْتُوْبٌ فِي التَّوْرَاةِ عَدُوِّيْ	مومن کا دشمن وہ ہے، جو اس کے عمل پر عمل کرے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔ ابونعیمؒ نے سفیان بن عیینہ سے روایت کیا ہے کہ وہ مکہ گئے۔ وہاں منکدرؒ کی اولاد میں سے ایک شخص فتویٰ دیا کرتا تھا۔ سفیانؒ فتوے دینے بیٹھے، منکدری رحؒ نے کہا یہ کون شخص ہے۔ جو ہمارے شہر میں آکر فتویٰ دے رہا ہے۔ سفیان رحؒ نے اسے جواباً لکھا مجھ سے محمد بن دینار رحؒ نے ابن عباسؓ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ تورات میں یہ لکھا ہوا ہے۔ کہ میرا دشمن وہ

اَلَّذِیْ یَعْمَلُ بِعَمَلِیْ فَکَفَّ عَنْہُ الْمُنْکَدِرِیُّ ۔	ہے جو میرے عمل کے ساتھ عمل کرے منکدری اس سے رک گیا۔
۲۸۶۔ حَدِیْثُ عُذْرِہٖ اَشَدُّ مِنْ ذَنْبِہٖ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ ۔	اس کا عذر گناہ سے زیادہ سخت ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے۔
۲۸۷۔ حَدِیْثُ الْعَرَبُ سَادَاتُ الْعَجَمِ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ ۔	عرب عجم کے سردار ہیں۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں اور معنی اس کے صحیح ہیں۔
۲۸۸۔ حَدِیْثُ عُرِضَتْ عَلَیَّ اَعْمَالُ اُمَّتِیْ فَوَجَدْتُ مِنْھَا الْمَقْبُوْلَ وَالْمَرْدُوْدَ اِلَّا الصَّلٰوۃَ عَلَیَّ لَمْ اَقِفْ لَہٗ عَلٰی سَنَدٍ قَالَہُ السُّیُوْطِیُّ لٰکِنْ مَعْنَاہُ کَمَا سَبَقَ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَاَبِیْ سُلَیْمَانَ الدَّارَانِیْ ۔	مجھ پر میری اُمت کے عمل پیش کئے گئے۔ تو میں نے ان میں مقبول بھی پائے اور مردود بھی۔ مگر مجھ پر درود مقبول ہی مقبول تھا۔ میں اس کی سند سے واقف نہیں سیوطیؒ کہتے ہیں لیکن اس کے معنی پہلے ابو الدرداءؓ اور ابو سلیمانؒ الدارانی کی روایت میں گذر چکے۔
۲۸۹۔ حَدِیْثُ الْعِزُّ مَظْلُوْمٌ وَطَالِبُ الْعِزِّ مَغْمُوْمٌ رُوِیَ عَنْ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا وَلَا یَصِحُّ مَبْنَاہُ وَاِنْ صَحَّ مَعْنَاہُ ۔	عزت بری ہے اور طالب عزت مغموم ہے۔ یہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت کی جاتی ہے۔ یہ لفظاً صحیح نہیں۔ اگرچہ اس کے معنی صحیح ہوں۔
۲۹۰۔ حَدِیْثُ عَسْقَلَانَ	عسقلان ان دو دلہنوں میں سے

أَحَدُ الْعَرُوسَيْنِ يُبْعَثُ مِنْهُمَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَوَاهُ الْإِمَامُ أَحْمَدُ فِي مُسْنَدِهِ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ.

ایک دلہن ہے جو قیامت کے دن اٹھائی جلئے گی۔ اسے امام احمد نے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

٢٩١- حَدِيثُ عَظِّمُوا مِقْدَارَكُمْ بِالتَّغَافُلِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ.

اپنی مقدار کو مقابلہ میں بڑا کرو۔ یہ حدیث نہں ہے۔

٢٩٢- حَدِيثُ عُقُولُهُنَّ فِي فُرُوجِهِنَّ يَعْنِي النِّسَاءَ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ.

عورتوں کی عقلیں ان کی فرجوں میں ہوتی ہیں یعنی۔ کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں [illegible]

٢٩٣- حَدِيثُ عَلَامَةُ الْإِذْنِ التَّيْسِيرُ وَفِي لَفْظٍ عَلَامَةُ الْإِجَازَةِ تَيْسِيرُ الْأُمُورِ لَا أَصْلَ لَهُ.

اجازت کی علامت آسانی کرنا ہے اور ایک روایت میں ہے اجازت کی علامت امور کا آسان کرنا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

٢٩٤- حَدِيثُ عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ قَالَ الدَّمِيرِيُّ وَالْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَسَكَتَ عَنْهُ السُّيُوطِيُّ وَأَمَّا حَدِيثُ الْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ فَرَوَاهُ الْأَرْبَعَةُ عَنْ أَبِي الدَّرْدَاءِ.

میری امت کے علماء بنو اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں دمیریؒ اور عسقلانیؒ فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہی زرکشیؒ کا خیال ہے۔ سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔ اور یہ حدیث کہ علماء انبیاء کے وارث ہیں اسے اربعہ نے ابوالدرداءؓ سے روایت کیا ہے۔

۲۹۵۔ حدیث العلم یؤتی الیه هو معنی قول مالک للمهدی حین دعاه لسماع ولده یعنی منه وقیل لهارون حین التمس منه خلوة للقراءة العلم أولی ان یوقر ویؤتی وهو معنی قول البخاری العلم یؤتی ولا یأتی وفی امثال العرب فی بیته یؤتی الحکم وسیأتی فی حرف الفاء۔

علم کی طرف دوڑا جاتا ہے یہ امام مالک کا قول ہے جو انہوں نے مہدی کو فرمایا تھا جب مہدی نے انہیں اس لئے طلب کیا کہ وہ امام تو ان سے اس کے لڑکے پڑھا دیں۔ ہارون الرشید (احادیث سنیں) اور ہارون سے بھی انہوں نے یہی فرمایا تھا جب ہارون نے ان سے علم کی زیارت کے لئے خلوت طلب کی تھی۔ علم اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ اس کی عزت کی جائے اور اس کے پاس آیا جائے۔ اور بخاری کا اس قول کا مطلب کہ پاس آیا جاتا ہے علم نہیں آتا، یہی مقصد ہے اور امثال عرب میں ہے کہ جس کے گھر میں حکمت لائی جاتی ہے۔ یہ عنقریب حرف فاء میں آئے گا۔

۲۹۶۔ حدیث العلم علمان علم الادیان وعلم الابدان موضوع کما فی الخلاصة وفی الذیل روی مسلسلا عن الحسن عن حذیفة سألت النبی علیه السلام عن علم الباطن ما هو فقال سألت جبریل عنه فقال عن الله هو سر بینی وبین احبائی واولیائی واصفیائی

علم دو ہیں۔ ایک دین کا علم۔ ایک بدن کا علم۔ خلاصہ میں ہے یہ موضوع ہے۔ اور یہ بھی مسلسل حضرت حذیفہؓ سے روایت کیا گیا ہے میں نے دریافت کیا۔ علم باطن کیا ہے آپ نے فرمایا میں نے جبرئیلؑ سے دریافت کیا تھا انہوں نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ فرمایا یہ میرے اور میرے دوستوں، اولیاء اور نیک لوگوں کے درمیان ایک راز ہے جو میں ان کے دل میں ودیعت کرتا ہوں۔ جس

اَوْدِعَهُ فِي قُلُوْبِهِمْ لَا يَطَّلِعُ عَلَيْهِ مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ هُوَ مَوْضُوْعٌ وَالْحَسَنُ مَا لَقِيَ حُذَيْفَةَ ۔	پہنہ تو کوئی مقرب فرشتہ مطلع ہوسا اور نہ کوئی نبی مرسل۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ اور حسن بصری نے حذیفہ سے ملاقات نہیں کی ۔
۲۹۷۔ حَدِيْثُ عَلَى الْخَيْرِ سَقَطَتْ جَاءَ عَنْ جَمَاعَةٍ مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُمَا ۔	بھلائی پر ساقط کردیا جاتا ہے یہ اہل علم میں سے ایک جماعت سے مروی ہے جس میں ابن عباس رضی اللہ تعالے عنہما ہیں ۔
۲۹۸۔ حَدِيْثُ عَلَى كُلِّ خَيْرٍ مَانِعٌ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ ۔	ہر بھلائی پر ایک مانع ہوتا ہے یہ بھی حدیث نہیں۔ اور اس کے معنی صحیح ہیں ۔
۲۹۹۔ حَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْعَجَائِزِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ اَحَادِيْثُ لَا تَخْلُوْ عَنْ ضُعْفٍ ۔ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ اِذَا كَانَ اٰخِرُ الزَّمَانِ وَاخْتَلَفَتِ الْاَهْوَاءُ فَعَلَيْكُمْ بِدِيْنِ الْبَادِيَةِ وَالنِّسَاءِ وَ	بوڑھیوں کے دین کو لازم پکڑلو سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ اور اس معنی میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں۔ جو ضعف سے خالی نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے ابن عمر رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جب اخیر زمانہ ہوگا اور خواہشیں مختلف ہو جائیں گی تو تم گاؤں والے اور عورتوں کے دین

سَنَدُہٗ وَاہٍ بَلْ قَالَ الصِّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ۔

کو لازم پکڑ لینا۔ اس کی سند بالکل واہیات ہے، بلکہ صغانی کہتے ہیں موضوع ہے۔

۳۰۰۔ حَدِیْثُ الْعِنَبِ دُوْ دُوْ یَعْنِیْ اِثْنَتَیْنِ اِثْنَتَیْنِ وَالتَّمْرُ یَکْ یَکْ یَعْنِیْ وَاحِدَۃً وَاحِدَۃً لَا اَصْلَ لَہٗ۔

انگور دو دو اور کھجور ایک ایک اس کی کوئی اصل نہیں۔ (یہ حدیث ایسی قسم کی معلوم ہوتی ہے جیسے مرزا قادیانی کے پاس کئی کئی زبانوں میں وحی آیا کرتی تھی)۔

۳۰۱۔ حَدِیْثُ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ تَنْزِلُ الرَّحْمَۃُ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ الْاِحْیَاءِ لَیْسَ لَہٗ اَصْلٌ فِی الْمَرْفُوْعِ وَاِنَّمَا ھُوَ قَوْلُ سُفْیَانَ بْنِ عُیَیْنَۃَ لٰکِنْ قَالَ ابْنُ الصَّلَاحِ فِیْ عُلُوْمِ الْحَدِیْثِ رُوِّیْنَا عَنْ اَبِیْ عَمْرٍو اِسْمٰعِیْلَ ابْنِ نُجَیْدٍ اَنَّہٗ سَاَلَ اَبَا جَعْفَرَ بْنَ حَمْدَانَ وَکَانَا عَبْدَیْنِ صَالِحَیْنِ فَقَالَ لَہٗ بِاَیِّ نِیَّۃٍ اَکْتُبُ الْحَدِیْثَ قَالَ اَلَسْتُمْ تَرَوْنَ اَنَّ عِنْدَ ذِکْرِ الصَّالِحِیْنَ

نیک لوگوں کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے، امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں، عراقی رح تخریج الاحیاء میں فرماتے ہیں، کہ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔ ابن الصلاح علوم الحدیث میں فرماتے ہیں۔ اسمٰعیل رح بن جنید سے روایت کیا گیا ہے۔ کہ وہ ابو جعفر رح احمد بن عبدان کے پاس گئے، یہ دونوں صلحاء میں سے تھے۔ اسمٰعیل رح نے احمد رح سے دریافت کیا میں کس نیت سے حدیث لکھوں انہوں نے کہا کیا تم یہ نہیں جانتے کہ صلحاء کے ذکر کے وقت رحمت کا نزول ہوتا ہے

زل الرحمة فقال نعم قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم
سلم رئيس الصالحين ولم
يتنبه على ذلك العراقي في نكتة
عليه كما ذكره بعضهم لكن
اللفظ إن كان تروون لحادثي
من الرواية فيدل في الجملة
على أنه حديث وله أصل وإن
كان ترون من الرؤية مجهولا
أو معلوما فلا دلالة فيه إذ
معناه يعتقدون أو يظنون.

انہوں نے جواب دیا، ہاں، احمد رح نے
فرمایا نور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلحاء
کے سردار ہیں۔ اس نکتہ پر عراقی رح نے
متنبہ نہیں کیا، جیسا کہ بعض نے ذکر کیا
ہے، لیکن اگر یہ لفظ ہو، کہ تم روایت
کرو، تو اس سے یہ بات معلوم ہوگی، کہ
یہ حدیث ہے۔ اور اس کی کچھ نہ کچھ
اصل ہے۔ اور اگر لفظ تردون ہو، یعنی تم
دیکھو، تو اس میں اس بات کی کوئی دلالت
نہ ہوگی، کیونکہ اس کے معنی یہ ہوں گے
اگر تم خیال کرو۔

۲۰۳- حديث عن اللوح
سمعت الله من فوق العرش
يقول في الشيء كن فيكون،
فلا يبلغ الكاف والنون إلا
يكون الذي يكون موضوع.

لوح سے روایت ہے کہ میں نے اللہ سے
عرش کے اوپر سے سنا وہ چیز کے وجود کے
بارے میں فرماتا ہے ہو جا وہ ہو جاتی تھی اللہ
تعالیٰ کاف اور نون پر بھی نہ پہنچتا تھا کہ وہ
ہو جاتی تھی۔ یہ موضوع ہے۔

۲۰۴- حديث العين الرمدة
لا تمس رواه أبو نعيم في الطب
عن أبي سعيد قال: قال أصحاب

دکھتی آنکھ کو چھوا نہ جائے۔ اسے
ابو نعیم رح نے طب میں ابو سعید رضی اللہ
عنہ سے روایت کیا ہے، کہ اصحاب محمد

مُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ مِثْلُ الْعَيْنِ وَدَوَاءُ الْعَيْنِ تَرْكُ مَسِّهَا وَهُوَ ضَعِيفٌ.

صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آنکھوں کی طرح ہے، اور آنکھ کی دوا اسے نہ چھونا ہے اور یہ ضعیف ہے۔

حَرْفُ الْغَيْنِ الْمُعْجَمَةِ!

۳۰۴۔ حَدِيثُ الْغُرَبَاءِ وَرَثَةُ الْأَنْبِيَاءِ وَلَمْ يَبْعَثِ اللهُ نَبِيًّا إِلَّا وَهُوَ غَرِيبٌ فِي قَوْمِهِ يُرْوَى عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا وَهُوَ بَاطِلٌ وَيَرُدُّهُ مَا وَرَدَ فِي الْقُرْآنِ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَى قَوْمِهِ وَإِلَى عَادٍ أَخَاهُمْ هُودًا وَإِلَى ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَالِحًا وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنَاكَ وَكَذَا إِرْسَالُ مُوسَى وَعِيسَى وَسَائِرِ أَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ وَكَذَا نَبِيُّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَإِنَّمَا حَصَلَتْ لَهُ الْغُرْبَةُ فِي الْجُمْلَةِ بَعْدَ الْهِجْرَةِ.

غرباء انبیاء کے وارث ہیں (عربی میں غریب مسافر کے معنی میں آتا ہے) اللہ نے کوئی نبی ایسا نہیں بھیجا، جو اپنی قوم میں غریب نہ ہو۔ یہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے، یہ حدیث باطل ہے۔ اور خود قرآن اس کی تردید کرتا ہے۔ ہم نے نوح ؑ کو اس کی قوم کے پاس بھیجا۔ ہم نے عاد کی جانب ہود کو بھیجا۔ ثمود کی جانب ان کے بھائی صالح کو۔ اگر تیرا قبیلہ نہ ہوتا۔ تو ہم تجھے رجم کر دیتے۔ اسی طرح موسیٰ ؑ، عیسیٰ ؑ اور دیگر انبیاء بنی اسرائیل اور اسی طرح ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اگرچہ آپ کے لئے غربت بعد ہجرت حاصل ہوئی۔

۳۰۵۔ حَدِیثُ غَمْزِ الْقَدَمِ وَنَحْوِہٖ اَوْرَدَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ اَغْمِزُ قَدَمَہٗ فَذَکَرَ حَدِیْثًا وَفِی الْاِحْیَاءِ اَنَّہٗ عَلَیْہِ السَّلَامُ نَزَلَ مَنْزِلًا فِی بَعْضِ اَسْفَارِہٖ فَنَامَ عَلٰی بَطْنِہٖ وَعَبْدٌ اَسْوَدُ یَغْمِزُ ظَہْرَہُ الْحَدِیْثُ قَالَ الْعِرَاقِیُّ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ مِنْ حَدِیْثِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ۔	قدم پر چوکا مارنا اور اسی قسم کی روایتیں دارقطنی رح نے افراد میں ابن عباس رض سے روایت کیا ہے۔ کہ میں ابی رض بن کعب کے پاس ان کے قدم میں چوکے مار رہا تھا۔ پھر انہوں نے ایک حدیث بیان کی احیاء میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک مقام پر اپنے بعض سفروں میں ٹھہرے تو آپ پیٹ کے بل سو گئے۔ اور ایک سیاہ غلام آپ کی کمر دبا رہا تھا۔ عراقی رح کہتے ہیں اسے طبرانی رح نے اوسط میں حضرت عمر رض سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔
۳۰۶۔ حَدِیثُ الْغِنَاءِ یُنْبِتُ النِّفَاقَ فِی الْقَلْبِ کَمَا یُنْبِتُ الْمَاءُ الْبَقْلَ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ اَخْرَجَہُ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ اَنَسٍ وَاَبِیْ ہُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا۔	گانا دل میں نفاق کو ایسے ہی اگاتا ہے۔ جیسے پانی ترکاری کو۔ نووی رح فرماتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں۔ سیوطی رح کہتے ہیں اسے دیلمی رح نے حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ اور ابو ہریرہ رض سے روایت کیا ہے۔
۳۰۷۔ حَدِیثُ الْغِنَاءِ رُقْیَۃُ	گانا زنا کا منتر ہے۔ امام نووی رح

الزِّنَادِ قَالَ النَّوَوِیُّ فِی شَرْحِ مُسْلِمٍ هُوَ مِنْ اَمْثَالِهِمْ الْمَشْهُورَةِ اِنْتَهٰی وَعَزَاهُ الْغَزَالِیُّ لِلْفُضَیْلِ بْنِ عِیَاضٍ ٭

شرح مسلم میں فرماتے ہیں، یہ مشہور مثالوں میں سے ہے اور امام غزالی نے اسے فضیل بن عیاض کا قول قرار دیا ہے ٭

حَرْفُ الْفَاءِ

۳۰۸۔ حَدِیْثُ الْفَاتِحَۃِ لِمَا قُرِئَتْ لَهٗ عَزَاهُ الزَّرْکَشِیُّ لِلْبَیْهَقِیِّ فِی الشُّعَبِ وَتَعَقَّبَهُ السُّیُوطِیُّ بِاَنَّهٗ لَا وُجُوْدَ لَهٗ فِی الشُّعَبِ وَاِنَّمَا الْمَوْجُوْدُ فِیْهِ فَاتِحَۃُ الْکِتَابِ شِفَاءٌ مِنْ کُلِّ دَاءٍ اَخْرَجَهٗ مِنْ حَدِیْثِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَفِی کِتَابِ الثَّوَابِ لِاَبِی الشَّیْخِ ابْنِ حِبَّانَ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ اِذَا اَرَدْتَ حَاجَۃً فَاقْرَاْ فَاتِحَۃَ الْکِتَابِ حَتّٰی تَخْتِمَهَا تُقْضٰی اِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَهٰذَا اَصْلٌ لِمَا تَعَارَفَ النَّاسُ عَلَیْهِ

فاتحہ جس کے لئے پڑھی جائے، زرکشی نے اسے بیہقی رحمہ اللہ کی جانب منسوب کیا ہے کہ انہوں نے اسے شعب الایمان میں ذکر کیا ہے، سیوطی رحمہ اللہ نے اس پر اعتراض کیا ہے کہ اس کا شعب الایمان میں وجود نہیں شعب میں تو یہ حدیث ہے، کہ سورت فاتحہ ہر بیماری کی دوا ہے۔ اسے امام بیہقی رحمہ اللہ نے جابر رضی اللہ عنہ بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے ابو الشیخ ابن حبان کی کتاب الثواب میں عطا سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں، جب تو کسی کام کا ارادہ کرے تو سورۃ فاتحہ پہلے مکمل پڑھ ان شاء اللہ تیرا کام پورا ہو جائے گا۔ یہ وہ اصل ہے

مِنْ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ لِقَضَاءِ الْحَاجَاتِ وَحُصُوْلِ الْمُهِمَّاتِ ٭

جس کے باعث لوگ ہر کام کے لئے سورۃ فاتحہ پڑھتے ہیں ؛

۳۰۹۔ حَدِيْثُ فَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُوْرُ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْرِفُهُ

دلیر لذت سے کامیاب ہوا سخاویؒ کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا ٭

۳۱۰۔ حَدِيْثُ فَازَ الْمُخِفُّوْنَ وَفِيْ لَفْظٍ نَجَا الْمُخِفُّوْنَ وَهَلَكَ الْمُثْقَلُوْنَ وَهُوَ مَعْنَى الْحَدِيْثِ لِأَبِي الدَّرْدَاءِ رَفَعَهُ أَمَامَكُمْ عَقَبَةٌ كَؤُوْدٌ لَا يَجُوْزُهَا الْمُثْقَلُوْنَ فَأَنَا أُرِيْدُ أَنْ أَتَخَفَّفَ لِتِلْكَ الْعَقَبَةِ قَالَ الْحَاكِمُ صَحِيْحُ الْإِسْنَادِ

ہلکے آدمی کامیاب ہوئے اور ایک روایت میں ہے ہلکوں نے نجات پائی اور بھاری ہلاک ہوئے اور یہ معنیٰ ہیں اس حدیث کے جو ابوالدرداءؓ سے مرفوعاً مروی ہے تمہارے آگے ایک گہری گھاٹی ہے جسے بوجھ والے پار نہ کر سکیں گے، میں اس بات کا ارادہ رکھتا ہوں کہ اس گھاٹی کے لئے ہلکا ہو جاؤں حاکم کہتے ہیں یہ صحیح الاسناد ہے ؛

۳۱۱۔ حَدِيْثُ الْفَأْلُ مُوَكَّلٌ بِالْمَنْطِقِ لَمْ يَرِدْ بِهٰذَا اللَّفْظِ لٰكِنْ فِيْ سُنَنِ أَبِيْ دَاوُدَ أَخَذْنَا فَأْلَكَ مِنْ قَبْلِكَ وَلَهُ شَوَاهِدُ عِنْدَ الْبَزَّارِ ٭

فال بولنے کے ساتھ لگی ہوئی ہے، ان الفاظ کے ساتھ یہ موجود نہیں۔ ہاں سنن ابو داؤدؒ میں یہ روایت ہے کہ ہم نے تیری فال تجھ سے پہلے لی ہے اور بزارؒ میں اس کے شواہد موجود ہیں ؛

۳۱۲۔ حَدِيْثُ فَدَى اللّٰهُ إِسْمٰعِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ بِالْكَبْشِ قَالَ السَّخَاوِيُّ هُوَ كَلَامٌ صَحِيْحٌ وَ

اللہ تعالےٰ نے اسمٰعیل کے بدلے قربانی کے لئے مینڈھا دیا سخاویؒ کہتے ہیں۔ یہ کلام صحیح ہے، اور قرآن میں بھی ہے۔ اور ہم نے

فِي التَّنْزِيْلِ وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ قُلْتُ إِلَّا أَنَّ الْبَحْثَ مُخْتَلَفٌ فِيْهِ أَنَّهُ إِسْمٰعِيْلُ أَوْ إِسْحٰقُ وَقَدْ تَوَقَّفَ فِيْهِ السُّيُوْطِيُّ

اسے فدیہ میں ایک بڑی ذبح عطا فرمائی ملا علی قاری فرماتے ہیں اس بات میں اختلاف ہے۔ کہ ذبیح کون تھا۔ اسمعیلؑ یا اسحقؑ۔ سیوطی رح نے اس بات پر توقف کیا ہے۔

فائدہ۔ سیوطی رح یا ملا علی رح قاری کو توقف ہوگا۔ لیکن علماء اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے۔ کہ ذبیح اللہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام ہیں۔ اور قرآن کی ترتیب بھی یہی ثابت کرتی ہے۔

۳۱۳۔ حَدِيْثُ الْفِرَارِ مِمَّا لَا يُطَاقُ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ لَا أَصْلَ لَهُ فِيْ مَبْنَاهُ بَلْ بَاطِلٌ بِاعْتِبَارِ مَعْنَاهُ فَإِنَّ مَنِ اعْتَقَدَ أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَرَّ فَقَدْ كَفَرَ كَمَا صَرَّحَ بِهِ فِي الشِّفَاءِ وَأَمَّا قَوْلُ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ فَفَرَرْتُ مِنْكُمْ لَمَّا خِفْتُكُمْ فَهُوَ حِكَايَةٌ عَمَّا وَقَعَ لَهُ قَبْلَ النُّبُوَّةِ وَأَمَّا هِجْرَةُ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مِنْ دَارِ الْكُفَّارِ مَا كَانَ بِطَرِيْقِ الْفِرَارِ بَلْ أَمْرٌ بِأَنْ يَدْخُلَ الْغَارَ

اس شئے سے بھاگنا جس کی طاقت نہ ہو یہ انبیاء کی سنت ہے۔ لفظاً اس کی کوئی اصل نہیں، اور معنیً بھی یہ باطل ہے کیونکہ جس نے یہ اعتقاد کیا۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے راہ فرار اختیار کی وہ کافر ہے جیسا کہ قاضی عیاض نے اس کی تشریح کی ہے، رہا موسیٰ علیہ السلام کا یہ قول "میں تم سے بھاگا جب مجھے تم سے خوف معلوم ہوا"، ایک واقعہ کی جانب اشارہ ہے جو نبوت سے قبل پیش آیا تھا۔ اور رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مکہ سے ہجرت فرمانا فرار کے طور پر نہ تھا، بلکہ یہ ایک حکم تھا کہ آپ غار میں داخل ہوں

لِیَرَی الْخَلْقُ مُعْجِزَاتِہٖ فِیْ ذٰلِکَ الْمَحَلِّ مِنَ الْفِرَارِ مَعَ اَنَّ الْفِرَارَ لَا یُقَالُ اِلَّا بَعْدَ الْمُقَابَلَۃِ مَعَ الْعَدُوِّ وَالْمُغَالَبَۃِ فِی الْمُقَابَلَۃِ ٭

اور لوگ آپ کے اس فرار کے معجزات دیکھیں، یہ نہیں کہا جا سکتا۔ کہ یہ فرار مقابلہ کے بعد اور مقابلہ میں شکست کے بعد ہُوا ٭

۳۱۴۔ حَدِیْثُ فَضْلُ شَهْرِ رَجَبَ عَلَی الشُّهُوْرِ کَفَضْلِ الْقُرْاٰنِ عَلٰی سَائِرِ الْکَلَامِ وَفَضْلُ شَهْرِ شَعْبَانَ عَلَی الشُّهُوْرِ کَفَضْلِیْ عَلٰی سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ وَفَضْلُ شَهْرِ رَمَضَانَ کَفَضْلِ اللّٰہِ عَلٰی سَائِرِ الْعِبَادِ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ مَوْضُوْعٌ ٭

ماہ رجب کی دوسروں مہینوں میں فضیلت ایسی ہے جیسے قرآن کی تمام کلاموں پر، اور شعبان کو دوسروں مہینوں پر وہی فضیلت حاصل ہے جو مجھے تمام انبیاء کرام پر، اور رمضان کو دوسرے مہینوں پر وہ فضیلت حاصل ہے، جو خدا کو تمام بندوں پر، عسقلانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے ٭

۳۱۵۔ حَدِیْثُ الْفَقْرُ فَخْرِیْ وَبِہٖ اَفْتَخِرُ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ هُوَ بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ هُوَ کَذِبٌ ٭

فقر میرا فخر ہے، اور میں اسی کے ساتھ فخر کرتا ہوں، امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے موضوع ہے، امام ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے ٭

۳۱۶۔ حَدِیْثُ فَمٌ سَاکِتٌ رَبٌّ کَافٍ وَنَحْوُہٗ اَللّٰہُ وَلِیُّ مَنْ سَکَتَ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَمَعْنَاہُ صَحِیْحٌ یَعْنِیْ مَاْخُوْذٌ

منہ خاموش ہے تو رب کافی ہے اور اسی طرح یہ بھی ہے کہ اللہ اس کا دوست ہے، جو خاموش رہے ابن الربیعؒ کہتے ہیں یہ حدیث نہیں اور معنی اس کے صحیح ہیں اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں جو خاموش

مِنْ حَدِيثِ مَنْ صَمَتَ نَجَا وَمَنْ تَوَكَّلَ عَلَى اللّٰهِ كَفَاهُ لَكِنْ ظَاهِرًا التَّرْكِيبُ الْأَوَّلُ كُفْرٌ إِلَّا أَنْ يُقَدَّرَ الْعَاطِفُ ۔

رہا اس نے نجات پائی اور جس نے اللہ پر توکل کیا اللہ اسے کافی ہے۔ مگر کلام اول کی ترکیب بظاہر کفر ہے۔ ہاں اگر عطف مقدر مان لیا جائے تو کفر سے بچاؤ ہوگا۔

۳۱۷۔ حَدِيثُ فِي آخِرِ الزَّمَانِ يَنْتَقِلُ بَرْدُ الرُّومِ إِلَى الشَّامِ وَبَرْدُ الشَّامِ إِلَى مِصْرَ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ ۔

آخیر زمانہ میں روم کی چادر شام اور شام کی چادر مصر جایا کرے گی۔ امام عسقلانی رح فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۳۱۸۔ حَدِيثُ فِي بَيْتِهِ يُؤْتَى الْحَكَمُ مِنَ الْأَمْثَالِ الْمَشْهُورَةِ لَا الْأَحَادِيثِ الْمَأْثُورَةِ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيعِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ أَخْرَجَ سَعِيدُ بْنُ مَنْصُورٍ فِي سُنَنِهِ قَالَ كَانَ بَيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَبَيْنَ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ تَدَارُؤٌ فِي شَيْءٍ فَجَعَلَا بَيْنَهُمَا زَيْدَ بْنَ ثَابِتٍ فَأَتَيَاهُ فِي مَنْزِلِهِ فَلَمَّا دَخَلَا عَلَيْهِ قَالَ لَهُ عُمَرُ أَتَيْنَاكَ لِتَحْكُمَ بَيْنَنَا فَقَالَ فِي

اس کے گھر میں حکمتیں دی جاتی ہیں۔ مشہور مثال ہے نہ کہ حدیث جیسا کہ ابن الربیع رح فرماتے ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں سعید بن منصور نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے، کہ حضرت عمر رض اور ابی بن کعب رض کے مابین کچھ اختلاف تھا۔ انہوں نے فیصلہ کے لئے زید بن ثابت رض کو متعین کیا۔ اور دونوں ان کے گھر پہنچے جب ان کے پاس گئے تو عمر رض بولے۔ ہم تمہارے پاس اس لئے آئے۔ کہ تم ہمارے درمیان فیصلہ کردو۔ انہوں نے فرمایا۔ اس کے گھر میں حکم دیئے جاتے ہیں پھر دونوں ان کے سامنے

بُنْیَتِهٖ یُؤْتٰی الْحِکَمُ ثُمَّ جَلَسَا بَیْنَ	بیٹھ گئے زید نے دونوں کا فیصلہ کیا۔ اور اس
یَدَیْهِ یَقْضِیْ بَیْنَهُمَا وَفِی الْمَثَلِ	مثال میں ایک عمدہ قصہ بھی ہے۔ جو
هٰذَا قِصَّةٌ غَرِیْبَةٌ فِیْ حَیٰوةِ	دمیری رح نے اپنی حیٰوۃ الحیوان میں نقل
الْحَیَوَانِ لِلدَّمِیْرِیِّ ۔	کیا ہے ۔

فائدہ ۔ روایت میں لفظ حکم ہے۔ جو حکمت کی جمع ہے۔ اور واقعہ حکموں کو ثابت کرتا ہے۔ اور حکم کی جمع احکام آتی ہے نہ کہ حکم۔ اب دو حال سے خالی نہیں یا تو واقعہ اس لفظ سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا۔ اور زبردستی اس سے تعلق پیدا کیا گیا۔ یا بالفاظ دیگر نعوذ باللہ زید بن ثابت جیسے صحابی جو خود عرب تھے عربی سے ناواقف تھے ۔

۲۱۹۔ حَدِیْثُ فِی الْحَرَکَاتِ	حرکت میں برکت ہے۔ یہ بعض
الْبَرَکَاتُ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ	سلف کا کلام ہے۔ اور حدیث نہیں
وَلَیْسَ بِحَدِیْثٍ ذَکَرَهُ ابْنُ الرَّبِیْعِ	جیسا کہ ابن الربیع رح کا قول ہے
وَفِیْ رِسَالَةِ الْقُشَیْرِیَّةِ سَمِعْتُ	رسالہ قشیریہ میں ہے۔ کہ میں نے استاد
الْاُسْتَاذَ اَبَا عَلِیٍّ یَقُوْلُ قَوْلُهُمْ	ابو علی رح سے سنا وہ فرمایا کرتے تھے لوگوں
فِی الْحَرَکَةِ بَرَکَةٌ حَرَکَاتُ الظَّوَاهِرِ	کا قول ہے۔ حرکت میں برکت ہے
تُوْجِبُ بَرَکَاتِ السَّرَائِرِ قُلْتُ وَ	کیونکہ حرکات ظاہر اسرار میں برکات کا
فِی التَّنْزِیْلِ اِشَارَةٌ اِلٰی ذٰلِكَ	سبب بنتی ہیں۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں
حَیْثُ قَالَ تَعَالٰی هُوَ الَّذِیْ	قرآن میں بھی اس کی جانب اشارہ
جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلًا فَامْشُوْا	ہے۔ ہو الذی جعل لکم الارض ذلولا

فِیْ مَنَاکِبِهَا وَکُلُوْا مِنْ رِزْقِهٖ وَ | فامشوا فی مناکبہا وکلوا من رزقہ،
قَالَ وَاَنْ لَّیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا | وان لیس للانسان الا ما سعی۔ فاسعوا
سَعٰی وَقَالَ فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰهِ | الی ذکر اللہ۔ وسارعوا الی مغفرۃ
وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ | من ربکم۔ واستبقوا الخیرات
وَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ فَهٰذَا کُلُّهٗ | یہ سب کی سب چیزیں
لِاِدْرَاكِ الْمَبَرَّاتِ وَالْبَرَکَاتِ | برکات الباقیات اور درجات
الْبَاقِيَاتِ الصَّالِحَاتِ وَالدَّرَجَاتِ | العالیات کے ادراک کے
الْعَالِيَاتِ ٭ | لئے ہیں ٭

حَرْفُ الْقَافِ

۲۲۰۔ حَدِیْثُ قَالَ لِجِبْرِیْلَ | آپ نے جبریلؑ سے فرمایا کیا زوال شمس
هَلْ زَالَتِ الشَّمْسُ قَالَ لَا نَعَمْ | ہو گیا انہوں نے جواب دیا نہیں، ہاں۔ نبی
قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ کَیْفَ قُلْتَ | کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم نے یہ نہیں
لَا نَعَمْ فَقَالَ مِنْ حِیْنِ قُلْتُ | ہاں کیوں کہا۔ انہوں نے جواب دیا میں نے
لَا اِلٰی اَنْ قُلْتُ نَعَمْ سَارَتِ | جو کہا نہیں تو مقصد یہ تھا۔ کہ میں یہ کہتا ہوں ہاں
الشَّمْسُ مَسِیْرَةَ خَمْسِمِائَةِ عَامٍ | سورج پانسو سال کی مسافت پر چلا گیا اس
لَمْ یُعْرَفْ لَهٗ اَصْلٌ ٭ | کی کوئی اصل نہیں ٭

۲۲۱۔ حَدِیْثُ قُدِّسَ الْعَدَسُ | مسور کی دال ستر انبیاء کی زبان سے
عَلٰی لِسَانِ سَبْعِیْنَ نَبِیًّا اٰخِرُهُمْ | پاک ہوئی جس میں آخیر عیسیٰؑ تھے۔ زرکشی

عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ بَاطِلٌ نَصَّ عَلَيْهِ جَمَاعَةٌ مِنَ الْحُفَّاظِ كَابْنِ الْمُبَارَكِ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَمِنَ الْمُتَأَخِّرِيْنَ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ أَخْرَجَهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ وَاثِلَةَ بِهِ مَرْفُوْعًا وَأَسْنَدَهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْمَعْرِفَةِ وَفِي الْبَابِ عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَلَا يَصِحُّ مِنْ ذٰلِكَ شَيْءٌ بَلْ هُوَ بَاطِلٌ كَمَا قَالَهُ ابْنُ الْمَدِيْنِيِّ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ

کہتے ہیں یہ باطل ہے۔ حفاظ کی ایک جماعت نے اس پر اتفاق کیا ہے جیسا کہ ابن المبارکؒ۔ لیث بن سعدؒ۔ اور متاخرین میں سے علیؒ بن المدینی۔ سخاویؒ کہتے ہیں۔ اسے طبرانیؒ نے واثلہؓ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور ابو نعیمؒ نے اپنی معرفت میں اس کی سند بیان کی ہے۔ اور کہا ہے اس مضمون کی روایت حضرت علیؓ سے بھی مروی ہے۔ اور اس میں سے کوئی شے بھی صحیح نہیں۔ بلکہ سب کی سب باطل ہیں جیسا کہ علی بن المدینی فرماتے ہیں اور ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۳۲۲ حَدِيْثُ الْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ غَيْرُ مَخْلُوْقٍ فَمَنْ قَالَ بِغَيْرِ هٰذَا فَقَدْ كَفَرَ قَالَ الصَّغَانِيُّ هٰذَا مَوْضُوْعٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ وَهٰذَا الْحَدِيْثُ مِنْ جَمِيْعِ طُرُقِهِ بَاطِلٌ وَذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ

قرآن اللہ کا کلام ہے اور غیر مخلوق ہے جو اس کے علاوہ کچھ اور کہے اس نے کفر کیا صغانیؒ کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ سخاویؒ کہتے ہیں یہ حدیث تمام سندات کے ساتھ باطل ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں ذکر کیا ہے۔

۳۲۳ حَدِيْثُ قِرَاءَةِ سُوْرَةِ الْقَلَاقِلِ أَمَانٌ مِنَ الْفَقْرِ قَالَ

قلاقل کی سورتیں پڑھنا فقر سے امان دینا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل

السخاوي لا أصل له والقلاقل هي التي أوائلها قل وهي خمس أولها سورة الجن ولكن المشهورة هي أربعة الكافرون والإخلاص والمعوذتين ۔

نہیں اور قلاقل سے مراد وہ سورتیں ہیں جن کی ابتداء میں لفظ قل ہے، اور وہ پانچ سورتیں ہیں۔ سورت جن۔ لیکن اس میں مشہور یہ چار ہیں۔ کافرون اور اخلاص اور معوذتین ۔

۳۲۴۔ حديث قص الأظفار لم يثبت في كيفيته ولا تعيين يوم له عن النبي عليه السلام قال السخاوي وما يعزى من النظم لعلي بن أبي طالب و لشيخنا فباطل عنهما ۔

ناخن کاٹنا۔ اس میں کوئی کیفیت اور دن کا تعین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ سخاوی رحمہ کہتے ہیں نظم میں جو حضرت علی رضی اللہ تعالے عنہ اور ہمارے شیخ کی جانب منسوب ہے سب باطل ہے ۔

۳۲۵۔ حديث قصة عثمان رضي الله عنه أنه لما خطب في أول جمعة ولي الخلافة و صعد المنبر فقال الحمد لله فارتج عليه فقال إن أبا بكر وعمر رضي الله عنهما كانا يعدان لهذا المقام مقالا وأنتم إلى إمام فقال أخرج منكم

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصہ کہ جب وہ خلیفہ بنائے گئے، اور انہوں نے پہلے جمعہ کو خطبہ دیا تو منبر پر چڑھے تو فرمایا الحمد للہ پھر منبر پر کانپنے لگے اور فرمایا ابوبکرؓ و عمرؓ اس مقام کے لئے تیار کئے گئے تھے (یعنی بولنے کے لئے) اور تم ایک امام کی طرف تھے پھر فرمایا میں تم میں سے بولنے والے امام کو نکالتا ہوں، عنقریب تمہارے سامنے خطیب آئے گا، اور میں اللہ

إِلَى إِمَامٍ تَوَّابٍ وَسَيِّئَاتِكُمْ	سے اپنے لئے، اور تمہارے لئے مغفرت چاہتا ہوں
الْخَطِيبُ وَاسْتَغْفِرُ اللّٰهَ لِي وَلَكُمْ	اور یہ کہہ کر نیچے اتر گئے۔ اور انہیں نماز پڑھائی
وَنَزَلَ وَصَلّٰى بِهِمْ قَالَ ابْنُ الْهُمَامِ	ابن الہمام کہتے ہیں یہ روایت کتب فقہ میں تو
إِنَّمَا لَمْ تُعْرَفْ فِي كُتُبِ الْحَدِيْثِ	ضرور پائی جاتی ہے۔ لیکن کتب حدیث میں
بَلْ فِي كُتُبِ الْفِقْهِ ۔	اس کا کہیں ذکر نہیں ۔
۳۲۶۔ حَدِيْثُ الْقَلْبُ بَيْتُ	دل خدا کا گھر ہے۔ اس کی مرفوعاً
الرَّبِّ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَيْسَ لَهُ	کوئی اصل نہیں ہے جیسا کہ سخاوی فرماتے
أَصْلٌ فِي الْمَرْفُوْعِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ	ہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل
لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ	نہیں۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ موضوع
هُوَ مَوْضُوْعٌ وَفِي الذَّيْلِ هُوَ	ہے۔ ذیل میں ہے۔ کہ جو ابن تیمیہ رح کا
كَمَا قَالَ أَقُوْلُ لٰكِنْ لَهُ مَعْنًى	قول ہے وہی میرا قول ہے۔ لیکن اس کے معنی
صَحِيْحٌ كَمَا سَيَأْتِي فِي حَدِيْثِ مَا	صحیح ہیں جیسا کہ حدیث ما وسعنی ارض میں
وَسِعَنِي أَرْضِي ۔	اس کی تشریح آئے گی ۔
۳۲۷۔ حَدِيْثُ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ	مومن کا دل میٹھا ہے میٹھا اس کو پسند کرتا ہے
حُلْوٌ يُحِبُّ الْحَلَاوَةَ وَذَكَرَ ابْنُ	ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ لٰكِنْ	لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت
ثَبَتَ أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ	ہے۔ کہ آپ حلوہ اور شہد کو پسند فرماتے تھے
يُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ ذَكَرَهُ	ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس سے یہ
ابْنُ الرَّبِيْعِ وَفِيْهِ أَنَّ هٰذَا	بات ثابت ہو گئی کہ اس کے معنی تو صحیح ہیں

صَحِيْحٌ مَعْنَاهُ وَالْكَلَامُ فِي ثُبُوْتِ	کلام ثبوت الفاظ میں ہے سیوطیؒ کہتے ہیں
مَبْنَاهُ فَقَدْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ	امام بیہقیؒ نے شعب میں اور دیلمیؒ نے ابو امامہؓ
الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ وَالدَّيْلَمِيُّ عَنْ	سے روایت کیا ہے۔ جس کی بنا پر ابن جوزیؒ
أَبِي أُمَامَةَ فَكَلَامُ ابْنِ الْجَوْزِيِّ	کا یہ قول کہ یہ روایت موضوع ہے غلط قرار
مَوْضُوْعٌ مَدْفُوْعٌ وَرَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ	پاتا ہے۔ دیلمیؒ نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً
أَيْضًا عَنْ عَلِيٍّ رَفَعَهُ الْمُؤْمِنُ	روایت کیا ہے۔ مومن میٹھا ہے میٹھا اس کو
حُلْوٌ يُحِبُّ الْحَلَاوَةَ وَمَنْ حَرَّمَهَا	پسند کرتا ہے۔ اور جس نے میٹھی چیز کو اپنے اوپر
عَلَى نَفْسِهٖ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ	حرام کیا اس نے اللہ اور رسول کی نافرمانی
وَرَسُوْلَهٗ لَا تُحَرِّمُوْا شَيْئًا مِنْ	کی۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں اور طیبات میں سے
نِعْمَةِ اللّٰهِ وَالطَّيِّبَاتِ عَلَى أَنْفُسِكُمْ	اپنے اوپر کوئی شے حرام نہ کرو۔ کھاؤ، پیو
وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا وَاشْكُرُوْا فَإِنْ	اور خدا کا شکر کرو۔ اگر ایسا نہ کرو گے تو اللہ
لَمْ تَفْعَلُوْا لَزِمَتْكُمْ عُقُوْبَةُ اللّٰهِ	عزوجل کا عذاب تمہیں پکڑ لے گا۔ اس کی سند
عَزَّوَجَلَّ وَسَنَدُهٗ وَاهٍ ۔	بالکل بیکار ہے۔

فائدہ ۔ جہاں تک حلال کو اپنی ذات پر حرام کرنے کا تعلق ہے۔ تو وہ خود حرام ہے۔ اور اس قسم کو توڑنا پڑے گا۔ اور اس کا کفارہ دینا ہوگا۔ جیسا کہ سورت تحریم کا نزول اس بات کو ثابت کرتا ہے۔ لیکن اپنی ذات پر حرام کئے بغیر یا بغیر نفرت کے کسی شے کو نہ کھانا۔ یہ ہرگز عقوبت کا باعث نہیں بن سکتا۔

۳۲۸۔ حَدِيْثُ قَلِيْلٌ مِنَ	تھوڑی سی توفیق بھی بہت سے علم

التَّوْفِيْقُ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْعِلْمِ ذُكِرَ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا وَقَدْ ذَكَرَهٗ صَاحِبُ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَقَالَ الْعَقْلُ بَدَلَ الْعِلْمِ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ وَلَدُهٗ فِيْ مُسْنَدِهٖ وَتَعَقَّبَهٗ بَعْضُ الْمُتَاَخِّرِيْنَ بِاَنَّ مَاذَكَرَهٗ فِي الْفِرْدَوْسِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ وَرَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ قَلِيْلُ الْفِقْهِ خَيْرٌ مِّنْ كَثِيْرٍ مِّنَ الْعِبَادَةِ۔

سے بہتر ہے اسے غزالی نے احیاء میں بیان کیا ہے عراقی رح کہتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔ صاحب فردوس نے اسے ابوالدرداء سے روایت کیا اور انہوں نے علم کی جگہ عقل کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ان کے لڑکے نے اسے اپنی مسند میں ذکر نہیں کیا۔ بعض متاخرین نے فردوس کی اس روایت پر یہ اعتراض کیا ہے کہ ابن عساکر رح نے ابوالدرداء رض سے اور طبرانی رح نے ابن عمر رض سے اس حدیث کو ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، تھوڑا سا فقہ بھی بہت سی عبادت سے بہتر ہے۔

حَرْفُ الْكَافِ

۳۲۹- حَدِيْثُ كَاَنَّكَ بِالدُّنْيَا وَلَمْ تَكُنْ وَبِالْاٰخِرَةِ وَلَمْ تَزَلْ قَالَ السُّيُوْطِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوْعًا وَاَخْرَجَهٗ اَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ۔

گویا کہ تو دنیا میں ہے، حالانکہ تو نہیں ہے اور آخرت میں تجھے زوال نہ ہوگا سیوطی رح کہتے ہیں، میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔ ابو نعیم نے عمر بن عبد العزیز رح کا قول بیان کیا ہے۔

۳۳۰- حَدِيْثُ كَاَنَّكَ مِنْ

گویا کہ تو اہل ہند و چین سے ہے یہ کلام

أَنْزَلَ بِبَدْرٍ وَحُنَيْنٍ وَهُوَ كَلَامٌ
يُقَالُ لِمَنْ يَتَأَهَّلُ وَلَيْسَ بِحَدِيثٍ
۳۳۱ - حَدِيثُ كَانَ اللّٰهُ وَلَا
شَيْءَ مَعَهُ وَفِي رِوَايَةٍ وَلَمْ يَكُنْ
شَيْءٌ قَبْلَهُ ثَابِتٌ وَلٰكِنَّ الزِّيَادَةَ
وَهُوَ قَوْلُهُمْ وَهُوَ الْآنَ عَلَى مَا
عَلَيْهِ كَانَ مِنْ كَلَامِ الصُّوفِيَّةِ
وَيُشْبِهُ أَنْ يَكُونَ مِنْ مُفْتَرَيَاتِ
الْوُجُودِيَّةِ الْقَائِلَةِ بِالْعَيْنِيَّةِ
الْمُخَالِفَةِ لِلنَّصِّ بِالْمَعِيَّةِ فِي
الْمَرْتَبَةِ الشُّهُودِيَّةِ وَقَدْ نَصَّ
ابْنُ تَيْمِيَّةَ وَالْعَسْقَلَانِيُّ عَلَى
وَضْعِ الْجُمْلَةِ الزَّائِدَةِ وَإِنْ
صَحَّتْ فَتَأْوِيلُهَا أَنَّهُ تَعَالَى مَا
تَغَيَّرَ بِحَسَبِ ذَاتِ الْكَمَالِ وَ
صِفَاتِ الْجَلَالِ عَمَّا كَانَ عَلَيْهِ
مِنَ الْقُوَّةِ وَالْقُدْرَةِ بَعْدَ خَلْقِ
الْمَوْجُودَاتِ كَمَا يُشِيرُ إِلَيْهِ قَوْلُهُ
سُبْحَانَهُ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوَاتِ

ہے اور اس کے لئے بولا جاتا ہے جو صاحب
اہل ہوتا ہے اور یہ حدیث نہیں ہے۔
صرف اللہ تھا۔ اور اس کے ساتھ کوئی شئے
نہ تھی۔ اور ایک روایت میں ہے اس سے پہلے
کوئی چیز ثابت نہ تھی۔ لیکن یہ زیادت لوگوں
کا قول ہے۔ اور یہ جملہ آج تک ویسے ہی بولا
جاتا ہے جیسے تھا۔ اور یہ صوفیاء کا کلام ہے اور
یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ جو عینیت کے قائل
ہیں۔ کہ انہوں نے وجود کے لئے اسے گھڑا
ہو۔ ابن تیمیہ رح اور عسقلانی رح نے اس زیادتی
کو موضوع قرار دیا ہے۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو
اس کی تاویل یہ ہوگی۔ کہ اللہ تعالیٰ کو
موجودات کے پیدا کرنے کے بعد جو قوت و
قدرت حاصل ہے۔ وہ باعتبار کمال ذاتی اور
بلحاظ کمال صفاتی اس میں کوئی تغیر نہیں ہوا جیسا
کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا
ہے۔ ہم نے زمین وآسمان اور اس کے مابین
جتنی اشیاء ہیں انہیں چھ روز میں پیدا کیا
اور ہمیں تھکن نے ذرا بھی نہ چھوا۔ یعنی تھکن

وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ اَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوْبٍ اَيْ نَصَبٍ وَلَا تَعَبٍ وَلَا كَلَالٍ وَلَا مَلَالٍ اَوِ الْمَعْنٰى اِنَّ مَا عَدَاهُ كَسَرَابٍ بِقِيْعَةٍ يَحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاءً اَوْ كَهَبَاءٍ نَطِيْرُهُ هَوَاهُ فَلَيْسَ لِلْمَوْجُوْدِ الْحَادِثِ بِحَسَبِ الْمَوْجُوْدِ الْقَدِيْمِ حَقِيْقَةُ الْمَوْجُوْدِ فِيْ نَظْرِ الْعَارِفِ اِذَا لْمَخْلُوْقَاتُ لَيْسَ لَهُمْ وُجُوْدٌ مُسْتَقِلٌّ ذَاتًا وَصِفَةً وَمِنْ هُنَا قَالَ قَائِلُهُمْ سِوَى اللهِ وَاللهِ مَا فِي الْوُجُوْدِ وَلَيْسَ فِي الدَّارِ غَيْرُهٗ دَيَّارٌ وَهُوَ فِيْ مَقَامِ الْجَمْعِ وَيُشِيْرُ اِلَيْهِ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ وَقَوْلُهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَصْدَقُ كَلِمَةٍ قَالَهَا الْعَرَبُ قَوْلُ لَبِيْدٍ ع

اَلَا كُلُّ شَيْءٍ مَا خَلَا اللهَ بَاطِلٌ

وَاَمَّا مَنْ وَصَلَ اِلٰى مَقَامِ جَمْعِ

تکلیف اور غم وغیرہ نے، اور معنی اس کے یہ ہوں گے، کہ اسے ایسے ہی سمجھا جیسا کہ کسی میدان کا ریت ہو، کہ پیاسا اسے پانی سمجھتا ہے، یا اس مٹی کی طرح جسے ہوا اڑا دے۔ تو پس اس موجود کے لئے جو حادث ہو، ایک موجود قدیم کے مقابلہ پر عارف کی نظر میں حقیقت وجود حاصل نہیں، کیونکہ مخلوقات کے لئے کوئی مستقل وجود نہیں۔ نہ ذاتی اعتبار سے نہ صفاتی لحاظ سے۔ اسی باعث کہنے والے نے کہا ہے، خدا کی قسم اللہ کے سوا کوئی شے موجود نہیں۔ اور اس گھر میں اس کے علاوہ کوئی رہنے والا نہیں اسی کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول اشارہ کرتا ہے "کہ ہر شے اس کے علاوہ ہلاک ہونے والی ہے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عرب کے اس قول کی تصدیق کی جسے لبید بن عامرؓ نے بیان کیا تھا۔ ع

خبردار اللہ کے علاوہ ہر شے باطل ہے اور جو اس

مقام جمع الجمع تک پہنچ گیا اسے یہ ظاہری کثرت

المنبع فلا تحجبه الكثرة عن الوحدة ولا الوحدة عن الكثرة كما يشير إليه قوله سبحانه وما رميت إذ رميت ولكن الله رمى ۔

وحدت سے پردہ میں نہیں رکھ سکتی۔ اور نہ وحدت کثرت سے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا قول اس کی جانب اشارہ کرتا ہے وہ جب آپ نے کنکریاں ماریں تو آپ نے نہیں ماری تھیں بلکہ اللہ نے ماری تھیں۔

۳۳۲ - حديث كان عليه السلام لا يجلس إليه أحد وهو يصلي إلا خفف صلوته ثم سأله عن حاجته فإذا فرغ عاد إلى صلوته ذكره في الشفاء قال الجلال السيوطي في تخريج أحاديثه قال العراقي في تخريج الإحياء لم أجد له أصلا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی آپ کے پاس آ کر بیٹھتا تو آپ نماز ہلکی فرما دیتے اور اس سے اس کی حاجت پوچھتے جب اس کی حاجت سے فارغ ہو جاتے تو اپنی نماز میں مشغول ہو جاتے قاضی عیاض نے اسے شفا میں ذکر کیا ہے جلال الدین سیوطی تخریج الاحادیث میں فرماتے ہیں۔ عراقی نے تخریج الاحیاء میں تحریر کیا ہے میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔

۳۳۳ - حديث الكريم إذا قدر عفا أخرجه البيهقي في الشعب عن أبي هريرة رضي الله عنه مرفوعا قال وفي سنده متروك ويشبه أن يكون موضوعا ولكن مشهور بين الزهاد وغيرهم

شریف وہ ہے جب قادر ہو تو معاف کر دے بیہقی نے اسے شعب الایمان میں ابوہریرہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور فرماتے ہیں کہ اس کی سند میں راوی متروک ہے اور یہ موضوع ہونے کے زیادہ قریب ہے۔ اگرچہ یہ حدیث زہاد وغیرہ میں بہت مشہور ہے۔ لیکن میں کوئی حکم لگانے سے

وَاَنَا اَبْرَأُ مِنْ عُهْدَتِهٖ بِعَيْنِي لَا	بری ہوں، یعنی نہ تو میں اسے موضوع قرار دیتا ہوں
اَقُوْلُ بِوَضْعِهٖ وَلَا بِثُبُوْتِهٖ ۔	اور نہ ثابت قرار دیتا ہوں ۔
۳۲۴ ۔ حَدِيْثُ كَفٰى بِالْمَرْءِ	آدمی کی مدد کے لئے یہی کافی ہے، کہ
نُصْرَةً اَنْ يَّرٰى عَدُوَّهٗ يَعْصِي	وہ اپنے دشمن کو اللہ کی نافرمانی کرتا دیکھے
اللّٰهَ قَالَ السُّيُوْطِيُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ	سیوطی رح کہتے ہیں، یہ جعفر الاحمر کا قول ہے
جَعْفَرِ الْاَحْمَرِ عَلٰى مَا رَوَاهُ	جیسا کہ خرائطی رح نے مکارم الاخلاق میں
الْخَرَائِطِيُّ فِي مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ ۔	بیان کیا ہے ۔
۳۲۵ ۔ حَدِيْثُ الْكَرِيْمُ حَبِيْبُ	کریم اللہ تعالیٰ کا دوست ہے چاہے
اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ فَاسِقًا وَالْبَخِيْلُ	فاسق ہو، اور بخیل اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے چاہے
عَدُوُّ اللّٰهِ وَلَوْ كَانَ رَاهِبًا لَا	راہب کیوں نہ ہو۔ اس کی کوئی اصل نہیں
اَصْلَ لَهٗ بَلِ الْفِقْرَةُ الْاُوْلٰى	اور فقرہ اولیٰ موضوع ہے اس لئے
مَوْضُوْعَةٌ لِمُعَارِضَتِهَا بِنَصِّ قَوْلِهٖ	کہ نص قرآنی کے خلاف ہے، "اللہ تعالیٰ
تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ	توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور اللہ
وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ وَالْفَاسِقُ	ظالموں سے محبت نہیں کرتا"، فاسق یا
اِمَّا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ اَوِ الْكَافِرِيْنَ ۔	ظالم ہوتا ہے یا کافر ۔
۳۲۶ ۔ حَدِيْثُ كُفَّ مِنَ الشَّرِّ	برائی سے روک تجھ سے بھی
يُكَفُّ الشَّرُّ عَنْكَ لَا يُعْرَفُ لَهٗ	برائی روکی جائے گی۔ اس کی کوئی اصل
اَصْلٌ ۔	معلوم نہیں ۔
۳۲۷ ۔ حَدِيْثُ الْكَلَامُ صِفَةُ	کلام متکلم کی صفت ہے۔ اس کی کوئی

الْمُتَكَلِّمِ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ وَمَعْنَاهُ	اصل نہیں۔ اور معنی اس کے صحیح ہیں
صَحِيحٌ مُوَافِقٌ لِقَوْلِهِمْ كُلُّ إِنَاءٍ	اور لوگوں کے قول کے مطابق ہیں،
يَتَرَشَّحُ بِمَا فِيهِ فَقَوْلُ ابْنِ	ہر برتن سے وہی ٹپکتا ہے جو اس میں ہوتا
الرَّبِيعِ لَيْسَ عَلَى إِطْلَاقِهِ لَيْسَ	ہے۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں نہ یہ اپنے اطلاق پر
فِي مَحَلِّهِ وَاسْتِحْقَاقِهِ.	ہے نہ اپنے محل میں۔
۲۳۸۔ حَدِيثُ الْكَلَامِ عَلَى	دسترخوان پر بات کرنا۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں اس
الْمَائِدَةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْلَمُ	بارے میں نہ تو کوئی ممانعت اور نہ کوئی مثبت
فِيهِ شَيْئًا نَفْيًا وَلَا إِثْبَاتًا يَعْنِي	روایت جانتا ہوں۔ یعنی نہ وہ حدیث جانتا
مَا يَدُلُّ عَلَى نَفْيِ هٰذَا الْحَدِيثِ	ہوں جو اس کی نفی پر دلالت کرے اور نہ وہ حدیث
وَلَا عَلَى إِثْبَاتِهِ وَإِلَّا فَقَدْ ثَبَتَ	جانتا ہوں جو اس کے اثبات پر دلالت کرے
كَلَامُهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَالَ أَكْلِهِ	ویسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کھانے کے دوران
فِي كَثِيرٍ مِنَ الْأَحَادِيثِ مِنْهَا	گفتگو کرنا اکثر احادیث سے ثابت ہے۔ مثلاً
حَدِيثُ سَمِّ اللّٰهَ وَكُلْ بِيَمِينِكَ	یہ حدیث " اللہ کا نام لے " اور یہ حدیث " دائیں
مِمَّا يَلِيكَ.	ہاتھ سے کھاؤ، جو تمہارے قریب ہو "
۲۳۹۔ حَدِيثُ كُلُّ أَحَدٍ	ہر شخص کا قول لیا جاتا اور رد کر دیا جاتا
يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَيُرَدُّ إِلَّا صَاحِبَ	ہے، مگر اس قبر والے کا۔ یہ امام مالک رح کا قول
هٰذَا الْقَبْرِ وَهُوَ قَوْلُ مَالِكٍ وَ	ہے۔ اور صاحب قبر سے مراد نبی کریم صلی
أَرَادَ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَذٰلِكَ	اللہ علیہ وسلم ہیں۔ کیونکہ آپ خطا سے
لِكَوْنِهِ مَعْصُومًا مِنَ الْخَطَأِ لِأَنَّهُ	پاک ہیں۔ اور آپ اپنی جانب سے کچھ نہیں

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى وَكَذَا الْحُكْمُ سَائِرُ الْاَنْبِيَاءِ وَفِي الطَّبَرَانِيِّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهٗ بِلَفْظِ مَا مِنْ اَحَدٍ اِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَيُدْفَعُ وَاَوْرَدَهُ الْغَزَالِيُّ فِي الْاِحْيَاءِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ لَا يُؤْخَذُ مِنْ عِلْمٍ وَيُتْرَكُ اِلَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ فِي زَوَائِدِ الزُّهْدِ مِنْ طَرِيْقِ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ مَا اَحَدٌ مِنَ النَّاسِ اِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهٖ وَيُدَعُ غَيْرَ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِنْتَهٰى وَلٰكِنْ يَنْبَغِيْ اَنْ يَكُوْنَ الرِّوَايَةُ نُؤْخَذُ وَيُدَعُ اَوْ نَاْخُذُ وَنَدَعُ۔

فرماتے۔ اسی طرح دیگر انبیاء۔ طبرانی میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ کوئی شخص ایسا نہیں جس کا کوئی قول لیا جاتا ہو، اور رد نہ کیا جاتا ہو۔ اور غزالیؒ نے احیاء میں اس کے معنی ذکر کئے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں جس سے علم کی بات لی جاتی ہے، اسے چھوڑا بھی جاتا ہے۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سیوطیؒ کہتے ہیں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل نے زوائد الزہد میں عکرمہ کے ذریعہ ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔ لوگوں میں سے کوئی شخص ایسا نہیں جس کا قول لیا جاتا ہو۔ اور چھوڑا نہ جاتا ہو۔ سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے۔ لیکن روایت اسی لائق ہوتی ہے۔ کہ لی بھی جائے اور چھوڑی بھی جائے، یا ہم روایت لیتے بھی ہیں، اور چھوڑتے بھی ہیں۔

۳۴۔ حَدِيْثُ كُلُّ الْاَعْمَالِ فِيْهَا الْمَقْبُوْلُ وَالْمَرْدُوْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ عَلَيَّ فَاِنَّهَا مَقْبُوْلَةٌ غَيْرُ مَرْدُوْدَةٍ

تمام اعمال مقبول بھی ہوتے ہیں اور مردود بھی، سوائے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے، کیونکہ وہ صرف مقبول ہوتا

مر الكلام عليه في حرف الضاد من حديث الصلوة على النبي لا ترد وقال العسقلاني هنا انه ضعيف جدا لانه لم يذكره من المخرجين احد ولا اظهر له سندا معتمدا ۔

ہے، مردود نہیں ہوتا، اس پر کلام حرف صاد میں الصلوۃ علی النبی لا ترد والی حدیث میں گذر چکا، امام عسقلانی رح فرماتے ہیں، یہ بے انتہا ضعیف ہے، کیونکہ کسی محدث نے اسے ذکر نہیں کیا۔ اور نہ اس کی کوئی معتمد سند نظر آئی ۔

۲۴۲ - حديث كل اناء بما فيه ينضح ليس بحديث ومعناه يفيض ويسيل وفي المشهور كل اناء يترشح بما فيه ۔

جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی بہتا ہے یہ حدیث نہیں ہے، اور ینضح کے معنی یسیل کے آئے، اور اس بارے میں مشہور قول ہے کہ جو کچھ برتن میں ہوتا ہے وہی چھلکتا ہے ۔

۲۴۳ - حديث كل بني آدم ينتمون الى عصبة ابيهم الا ولد فاطمة فاني انا ابوهم وعصبتهم قال ابن الجوزي في العلل المتناهية لا يصح ويرد عليه انه رواه الطبراني في الكبير عن فاطمة ولكن اخرجه ابو يعلى وسنده ضعيف الحديث مرسل وله شاهد

تمام بنی آدم اپنے باپ کے قبیلہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں، سوائے فاطمہ رض کی اولاد کے کیونکہ میں ہی ان کا باپ اور قبیلہ ہوں، ابن الجوزی رح علل المتناہیہ میں لکھتے ہیں، کہ یہ صحیح نہیں۔ اور ان پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ اسے طبرانی رح نے کبیر میں فاطمہ رض سے روایت کیا ہے اسی طرح ابو یعلی رح نے بھی۔ لیکن اس کی سند ضعیف ہے اور حدیث مرسل ہے اور طبرانی رح میں اس کا ایک شاہد بھی

عِنْدَ الطَّبَرَانِي وَغَايَتُهٗ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ۔ موجود ہے مقصد یہ ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، موضوع نہیں۔

فائدہ۔ اولاد فاطمہؓ جیسے حضور کی جانب منسوب ہوتی ہے ویسے ہی علی کی جانب بھی تو اس میں تخصیص باقی نہیں رہی۔ ہاں یہ خصوصیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں ضرور پائی جاتی ہے۔ اور وہاں باپ کی نسبت کا سوال بھی نہیں۔ اور رہا یہ امر کہ ماں اور باپ دونوں کی جانب نسبت ہونا تو ایسے تاریخ میں بہت سے لوگ ثابت ہیں کہ جن کی نسبت باپ کی بجائے ماں کی جانب تھی۔ جیسا کہ اسمعیل بن علیہ وغیرہ۔

۲۴۳۔ حَدِيْثُ كُلِّ ثَانٍ لَابُدَّ لَهٗ مِنْ ثَالِثٍ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ وَكَذَا قَوْلُ بَعْضِهِمْ اَلشَّيْئُ لَا يُثَنّٰى اِلَّا وَقَدْ يُثَلَّثُ لَا اَصْلَ لَهٗ۔ ہر دوسرے کے لئے تیسرے کا وجود ضروری ہے یہ مشہور نہیں ایسے ہی بعض شعراء کا کلام ہے۔ ع۔ جب کوئی شے دو ہوتی ہے۔ تو تین ضرور ہو جاتی ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۴۴۔ حَدِيْثُ كُلَّ عَامٍ تُرْذَلُوْنَ بِصِيْغَةِ الْمَجْهُوْلِ وَالْاَرْذَلُ مِنْ كُلِّ شَيْئٍ اَدْوَنُهٗ وَمِنْهُ قَوْلُهٗ سُبْحَانَهٗ وَمِنْكُمْ مَنْ يُّرَدُّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ وَفِيْ مَعْنَاهُ الْحَدِيْثُ الصَّحِيْحُ فِي الْبُخَارِيِّ عَنْ اَنَسٍ تم ہر سال کم کئے جاتے ہو۔ ہر شے میں ارذل اس کے کم ہونے کو بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اور تم میں سے وہ لوگ بھی ہیں، جو ارذل عمر کی جانب لوٹائے جاتے ہیں۔ یعنی بڑھاپے کی طرف۔ زرکشی کہتے ہیں یہ حسن بصری کا قول ہے۔ اور اس معنیٰ میں حدیث صحیح بخاری میں انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے۔ میری امت پر کوئی زمانہ ایسا نہ آئے گا۔ کہ اس کے بعد اس سے

مرفوعا لا یاتی علی امتی زمان
الا الذی بعدہ شر منہ رواہ فی
الکبیر الطبرانی عن ابی الدرداء
مرفوعا ما من عام الا ینتقص
الخیر فیہ ویزید الشر واخرجہ
الطبرانی عن ابن عباس رضی
اللہ عنہما قال ما من عام الا
ویحدث الناس بدعۃ و
یمیتون سنۃ حتی تمات السنن
وتحیی البدع وتمات لغۃ فی
تموت وہما قرا فی السبعۃ
تموت ومت ومتنا بکسر المیم
وضمہا وفی الجامع الصغیر ما
من عام الا الذی بعدہ شر
منہ حتی تلقوا ربکم اخرجہ
الطبرانی عن انس رضی اللہ
عنہ مرفوعا وروی احمد و
البخاری والنسائی عن انس رض
مرفوعا بلفظ لا یاتی علیکم

زیادہ شرارت ہو گی۔ طبرانی ؒ نے کبیر میں ابوالدرداء ؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ کوئی سال ایسا
نہیں جس میں خیر کم نہ ہو۔ اور شرارت زیادہ
نہ ہو۔ طبرانی ؒ نے ابن عباس ؓ سے روایت کیا
ہے۔ کہ کوئی سال ایسا نہیں کہ جس میں لوگ
بدعت ایجاد نہ کرتے ہوں۔ اور سنت کو مردہ
نہ کرتے ہوں۔ حتی کہ سنتیں مر جائیں گی۔
اور بدعتیں زندہ ہو جائیں گی۔ اور تمات
لغت میں تموت کے معنی میں آتا ہے۔ سبعہ
میں بھی دونوں طریقہ پر پڑھا جاتا ہے۔ مت
ومتنا میم کے زیر اور پیش کے ساتھ۔ جامع
صغیر میں ہے کوئی سال ایسا نہیں کہ اس کے
بعد اس سے زیادہ شرارت نہ ہو حتی کہ تم خدا
سے ملو۔ طبرانی نے انس ؓ سے مرفوعاً احمد، بخاری ؒ
اور نسائی ؒ نے انس ؓ سے مرفوعاً ان الفاظ کے
ساتھ روایت کیا ہے۔ تم پر کوئی سال اور کوئی
روز ایسا نہ آئے گا۔ کہ اس کے بعد اس سے
زیادہ شر نہ ہو۔ حتی کہ تم خدا سے ملو گے۔
اسی طرح ابن مسعود ؓ سے بھی ان کا قول

عَامٍ وَلَا يَوْمٍ إِلَّا وَالَّذِي بَعْدَهُ
شَرٌّ مِنْهُ حَتَّى تَلْقَوْا رَبَّكُمْ وَرُوِيَ
نَحْوُ ذَلِكَ مِنْ قَوْلِ ابْنِ مَسْعُودٍ
رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ وَلَا أَعْنِي
أَمْرًا خَيْرًا مِنْ أَمْرٍ وَلَا عَامًا خَيْرًا
مِنْ عَامٍ وَلَكِنْ عُلَمَاؤُكُمْ وَفُقَهَاؤُكُمْ
يَذْهَبُونَ ثُمَّ لَا تَجِدُونَ مِنْهُمْ
خَلَفًا وَيَجِيءُ قَوْمٌ يُفْتُونَ بِرَأْيِهِمْ
وَفِي لَفْظٍ وَمَا ذَلِكَ بِكَثْرَةِ الْأَمْطَارِ
وَقِلَّتِهَا وَلَكِنْ بِذَهَابِ الْعُلَمَاءِ
وَبِمِثْلِهِ فَسَّرَ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ
عَنْهُمَا قَوْلَهُ تَعَالَى أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا
نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ أَطْرَافِهَا
حَيْثُ قَالَ مَوْتُ عُلَمَائِهَا وَ
فُقَهَائِهَا وَعَنْ أَبِي جَعْفَرٍ مَوْتُ
عَالِمٍ أَحَبُّ إِلَى إِبْلِيسَ مِنْ مَوْتِ
سَبْعِينَ عَابِدًا وَيُقَوِّيهِ لَمَوْتُ
قَبِيلَةٍ أَيْسَرُ مِنْ مَوْتِ عَالِمٍ
رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ

روایت کیا گیا ہے۔ میں کسی کام میں سے
بھی کسی بھلے کام کی امید نہیں رکھتا اور نہ
اس بات کی کہ ایک سال دوسرے سے
بہتر ہو۔ لیکن تمہارے علماء اور فقہاء چلے جائیں
پھر تم ان کا قائم مقام نہ پاؤ گے۔ اور ایک
قوم ایسی آئے گی جو اپنی رائے سے فتوی دیگی
اور ایک روایت میں ہے۔ بارشوں کی کثرت
وقلت کیا ہے۔ یعنی علماء کا چلا جانا یعنی اصل
میں قلت یہ ہے۔ اور اسی طرح عبداللہؓ
بن عباس نے قرآن کی اس آیت "کیا یہ نہیں
دیکھتے کہ ہم زمین کو اس کے کناروں سے کم
کرتے رہتے ہیں" یہ تفسیر کی ہے۔ یہ کم کرنا زمین
کے علماء اور فقہاء کی موت ہے۔ ابو جعفرؒ کا
قول ہے ایک عالم کی موت شیطان کو ستر عابدوں
کی موت سے زیادہ محبوب ہوتی ہے۔ اس کی
تائید ایک حدیث بھی کرتی ہے۔ ایک قبیلہ کا مرجانا
ایک عالم کے مرجانے سے زیادہ آسان ہے۔ اسے
طبرانیؒ اور ابن عبدالبرؒ نے ابو الدرداءؓ سے
روایت کیا ہے۔ اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی

مِنْ حَدِیْثِ اَبِی الدَّرْدَاءِ وَ لَوْ یِدُہٗ	ہے ،ایک فقیہ شیطان کے لئے ایک ہزار عابدوں
حَدِیْثُ فَقِیْہٌ وَّاحِدٌ اَشَدُّ عَلَی	سے زیادہ سخت ہوتا ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ قُلْتُ	میرے نزدیک یہ چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وَعِنْدِیْ اَنَّ ذٰلِكَ بِمُقْتَضٰی	کے زمانہ سے بعد کی بنا پر ہے ، کیونکہ آپ تو
الْبُعْدِ عَنْ زَمَانِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ	عالم ظاہر میں نور کی مشعل تھے ، اور اس کی
السَّلَامُ فَاِنَّہٗ کَمِثْلِ النُّوْرِ فِیْ	تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے ، سب سے بہتر
عَالَمِ الظُّہُوْرِ وَیُقَوِّیْہِ حَدِیْثُ	زمانہ میرا زمانہ ہے ۔ پھر جو اس سے قریب
خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ	ہو (یعنی صحابہ ، تابعین اور تبع تابعین
یَلُوْنَہُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَہُمْ۔	کا زمانہ)۔
۳۴۵۔ حَدِیْثُ کُلُّ بِدْعَۃٍ	ہر بدعت گمراہی ہے سوائے عبادت
ضَلَالَۃٌ اِلَّا بِدْعَۃٌ فِیْ عِبَادَۃٍ	میں بدعت کے ۔ اس کی سند میں کذاب
فِیْ سَنَدِہٖ کَذَّابٌ وَمُتَّہَمٌ۔	اور متہم ہے ۔
۳۴۶۔ حَدِیْثُ کُلُّ مَمْنُوْعٍ	ہر ممنوع شئے میٹھی ہوتی ہے یہ
حُلْوٌ لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَیَدُلُّ عَلٰی	حدیث نہیں ، ہاں اس کی صحت معنی
صِحَّۃِ مَعْنَاہُ مَا ابْتُلِیَ اٰدَمُ عَلَیْہِ	پر آدم علیہ السلام کا امتحان دلالت
السَّلَامُ بِقَوْلِہٖ تَعَالٰی وَلَا تَقْرَبَا	کرتا ہے ، ''اس درخت کے قریب
ہٰذِہِ الشَّجَرَۃَ۔	نہ جانا''
۳۴۷۔ حَدِیْثُ کُنْتُ نَبِیًّا	میں نبی تھا اور آدم پانی اور مٹی میں تھے
وَّاٰدَمُ بَیْنَ الْمَاءِ وَالطِّیْنِ قَالَ	سخاوی کہتے ہیں : میں اس حدیث سے ان الفاظ

السخاوي لم اقف عليه بهذا اللفظ فضلا عن زيادة وكنت نبيا فلا آدم ولا ماء ولا طين وقال العسقلاني في بعض اجوبته ان الزيادة ضعيفة وما قبلها قوي وقال الزركشي لا اصل له بهذا اللفظ ولكن في الترمذي متى كنت نبيا قال وآدم بين الروح والجسد وفي صحيح ابن حبان والحاكم عن العرباض بن سارية اني عند الله لمكتوب خاتم النبيين وان آدم لمنجدل في طينته قال السيوطي وزاد العوام ولا آدم ولا ماء ولا طين ولا اصل له ايضا يعني بحسب مبناه والا فهو صحيح باعتبار معناه لما تقدم مرويه كنت اول النبيين في الخلق

کے ساتھ واقف نہیں، کجا کہ اس میں یہ زیادتی کہ نہ آدم تھے نہ پانی اور نہ مٹی۔ عسقلانیؒ اپنے بعض جوابوں میں فرماتے ہیں یہ زیادتی ضعیف ہے اور روایت ماقبل قوی ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن ترمذی میں یہ موجود ہے۔ کہ آپ سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ نبی کب ہوئے آپ نے فرمایا جب آدم روح اور جسد کے درمیان تھے (یعنی جب آدم کا مجسمہ تیار ہو چکا تھا۔ اور ابھی روح نہ ڈالی گئی تھی) ابن حبان نے اپنی صحیح میں اور حاکم نے عرباضؓ بن ساریہ سے روایت کیا ہے کہ میں اللہ کے نزدیک خاتم النبیین لکھا جا چکا تھا جب کہ آدم اپنی مٹی میں پڑے ہوئے تھے سیوطیؒ کہتے ہیں عوام نے اس میں یہ زیادتی کر ڈالی کہ نہ آدم تھے، نہ پانی اور نہ مٹی۔ اس کی باعتبار الفاظ کوئی اصل نہیں۔ ورنہ یہ باعتبار معنی صحیح ہے جیسا کہ گذر چکا۔ اور اس حدیث کی بنا پر میں خلقت میں اول النبیین تھا (یعنی سب سے پہلے میرے لئے نبوت لکھی گئی اور بعثت کے لحاظ سے میں

وآخرهم في البعث رواه ابن أبي حاتم في تفسيره وأبو نعيم في الدلائل عن أبي هريرة رضي الله عنه كما ذكره السيوطي و له شاهد من حديث ميسرة الفجر بلفظ كنت نبيا وآدم بين الروح والجسد أخرجه أحمد والبخاري في تاريخه و صححه الحاكم۔

آخری نبی ہوں۔ اسے ابن ابی حاتم ؒ نے دلائل النبوۃ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی ؒ کہتے ہیں اس کے لئے میسرہ کی روایت شاہد ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں کہ میں نبی تھا اور آدم جسد اور روح کے درمیان تھے۔ اسے امام احمد ؒ اور امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی تاریخ میں روایت کیا ہے۔ اور حاکم ؒ نے اس کی تصحیح کی ہے۔

۲۴۸۔ حديث كنت كنزا لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بي فعرفوني قال ابن تيمية ليس من كلام النبي عليه السلام ولا يعرف له سند صحيح ولا ضعيف وتبعه الزركشي و العسقلاني لكن معناه صحيح مستفاد من قوله تعالى وما خلقت الجن والإنس إلا ليعبدون

میں ایک ایسا خزانہ تھا جو پہچانا نہ جاتا تھا میں نے یہ پسند کیا کہ پہچانا جاؤں۔ تو میں نے مخلوق پیدا کی۔ اور انہیں اپنے آپ کو پہچنوایا تو انہوں نے مجھے پہچان لیا۔ ابن تیمیہ ؒ فرماتے ہیں۔ یہ حضور کا کلام نہیں اور نہ اس کی کوئی سند صحیح ہے۔ اور نہ ضعیف۔ زرکشی ؒ اور عسقلانی ؒ نے بھی ان کی متابعت کی ہے لیکن معنی صحیح ہیں۔ اور خدا کے اس قول سے مستفاد ہیں۔ میں نے جنات اور انسانوں کو اسی لئے پیدا کیا ہے۔ تاکہ وہ میری عبادت کریں۔ یعنی

أي ليعرفون كما فسره ابن عباس رضي الله عنهما.

مجھے پہچان لیں، جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کی تفسیر کی ہے۔

٣٤٩. حديث كن ذنبا ولا تكن رأسا هو من كلام ابن أدهم وزاد فإن الرأس يهلك والذنب يسلم ويقرب من معناه قول بعضهم كن وسطا وامش جانبا.

دُم ہو جا لیکن سر نہ ہو۔ یہ ابن ادھم کا کلام ہے۔ اور یہ بھی زیادہ کیا ہے۔ کہ سر ہلاک ہوتا ہے۔ اور دُم محفوظ رہتی ہے۔ اور بعض لوگوں کا یہ قول اس معنی کے زیادہ قریب ہے۔ درمیانہ ہو جا اور ایک جانب چل۔

٣٥٠. حديث كن من خيار النساء على حذر ليس بحديث وإنما أخرجه عبد الله بن أحمد في زوائد الزهد عن إسمعيل بن عبيد قال لقمان لابنه يا بني استعذ بالله من شرار النساء وكن من خيارهن على حذر فإنهن لا يسارعن إلى خير بل هن إلى الشر أسرع وفي التذكرة عن علي أنه قال في آخر كلام له طويل في النساء

بہترین عورتوں سے خوف پر ہو جا۔ یہ حدیث نہیں۔ اسے عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں اسمٰعیل بن عبید سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت لقمان نے اپنے بیٹے سے فرمایا۔ تو بری عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگ اور اچھی عورتوں سے بھی بچتا رہ۔ کیونکہ بھلائی کی طرف نہیں جاتیں اور برائی کی جانب جلد دوڑتی ہیں۔ تذکرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ کہ انہوں نے وفات کے وقت عورتوں کے بارے میں لمبا کلام فرمایا۔ شریر عورتوں سے

اِسْتَعِيْنُوْا بِاللهِ مِنْ شِرَارِهِنَّ وَكُوْنُوْا عَلٰى حَذَرٍ مِنْ خِيَارِهِنَّ

عورتوں سے اللہ کی پناہ مانگو اور بہتر عورتوں سے ڈرتے رہو۔

حَرْفُ اللَّامِ!

۳۵۱ - حَدِيْثُ لُبْسِ الْخِرْقَةِ لِلصُّوْفِيَّةِ وَكَوْنِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ لَبِسَهَا مِنْ عَلِيٍّ قَالَ ابْنُ دِحْيَةَ وَابْنُ الصَّلَاحِ اَنَّهُ بَاطِلٌ وَكَذَا قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ اَنَّهُ لَيْسَ فِيْ شَيْءٍ مِنْ طُرُقِهَا مَا يَثْبُتُ وَلَمْ يَرِدْ فِيْ خَبَرٍ صَحِيْحٍ وَلَا حَسَنٍ وَلَا ضَعِيْفٍ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْبَسَ الْخِرْقَةَ عَلَى الصُّوْرَةِ الْمُتَعَارِفَةِ بَيْنَ الصُّوْفِيَّةِ لِاَحَدٍ مِنَ الصَّحَابَةِ وَلَا اَمَرَ اَحَدًا مِنْ اَصْحَابِهِ بِفِعْلِ ذٰلِكَ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى مِنْ ذٰلِكَ صَرِيْحًا فَبَاطِلٌ قَالَ ثُمَّ اِنَّ مِنَ الْكَذِبِ الْمُفْتَرٰى قَوْلُ مَنْ قَالَ اِنَّ عَلِيًّا اَلْبَسَ

صوفیاء کا خرقہ پہننا۔ اور حسن بصریؒ نے اس خرقہ کو حضرت علیؓ سے پہنا۔ ابن دحیہؒ اور ابن الصلاح فرماتے ہیں یہ باطل ہے اور اسی طرح امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ اس کی سندات میں کوئی بھی سند ایسی نہیں۔ جو ثابت ہو اور اس مضمون پر کوئی حدیث جو صحیح، حسن یا ضعیف ہو۔ موجود نہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی صحابی کو خرقہ اس شکل میں پہنایا ہو جو صوفیاء میں متعارف ہے اور نہ کسی صحابی کو اس فعل کا حکم دیا۔ اور جو اس بارے میں روایتیں بیان کی جاتی ہیں، وہ سب باطل ہیں، پھر حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ کہ ان تہمت لگانے والوں کے جھوٹ میں یہ بات بھی موجود ہے کہ حضرت علیؓ نے یہ خرقہ حسن بصری کو پہنایا۔ حسن بصری ائمہ حدیث میں

الخرقة للحسن البصري فان
ائمة الحديث لم يثبتوا للحسن
من علي سماعا فضلا عن ان
يلبسه الخرقة قال السخاوي و
لم ينفرد بذلك شيخنا بل
سبقه اليه جماعة حتى لبسها
والبسها كالدمياطي والذهبي
وابن حبان والعلائي والعراقي
وابن الملقن والبرهان الحلبي
وغيرهم تعني تشبيها بالقوم
وتبركا بطريقهم لانه ورد
لبسهم لها مع الصحبة المتصلة
الى كميل بن زياد وهو صحب
عليا كرم الله وجهه اتفاقا و
في بعض الطرق ايضا اتصالها
باويس القرني وهو قال اجتمع
بعمر وعلي رضي الله عنهما
قلت وكذا النسبة التلقين
المتعارف بين الصوفية لا

شمار ہوتے ہیں، لیکن تمام محدثین اس بات پر متفق ہیں کہ حسن بصری کو حضرت علیؓ سے سماع حاصل نہیں (یعنی حسن بصری نے حضرت علیؓ سے کوئی روایت نہیں سنی) کجا کہ حضرت علیؓ کا ان کو خرقہ پہنانا۔ سخاوی کہتے ہیں، اس میں ہمارے شیخ ہی منفرد نہیں، بلکہ ایک جماعت نے اس پر عمل کیا ہے، کہ خود پہنا بھی ہے۔ اور دوسروں کو پہنایا بھی ہے۔ جیسے دمیاطیؒ۔ ذہبیؒ۔ ابن حبانؒ۔ علائیؒ عراقیؒ۔ ابن الملقنؒ اور برہانؒ الحلبی وغیرہ ایک قوم کی مشابہت اور ان کے طریقہ کو متبرک سمجھتے ہوئے، کیونکہ انہیں جو صحبت متصلہ سے حصہ ملا ہے، کمیلؒ بن زیاد کے واسطے سے اور وہ حضرت علیؓ کے ساتھ رہے۔ اور بعض سندات میں خرقہ کا تعلق اویسؒ قرنی سے کیا جاتا ہے مگر اویسؒ حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کے ساتھ جمع ہوئے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں ایسے ہی صوفیاء میں جو تلقین کی نسبت پائی جاتی ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی مصافحہ کی نسبت جیسے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

أَصْلَ لَهُ وَكَذَا نِسْبَةُ الْمُصَافَحَةِ الْمُتَّصِلَةِ إِلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ عِنْدَ الْعُلَمَاءِ الْأَعْلَامِ وَكَذَا نِسْبَةُ الْخِرْقَةِ إِلَى أُوَيْسٍ وَأَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْصَى بِخِرْقَتِهِ لِأُوَيْسٍ وَأَنَّ عُمَرَ وَعَلِيًّا سَلَّمَاهَا إِلَيْهِ وَأَنَّهَا وَصَلَتْ إِلَيْهِمْ مِنْهُ وَهَلُمَّ جَرًّا غَيْرُ ثَابِتٍ وَلَوْ ذَكَرَهُ بَعْضُ الْمَشَائِخِ فَالْمَدَارُ عَلَى طَرِيقِ الصُّحْبَةِ وَمُتَابَعَةِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَمُجَانَبَةِ الْهَوَى وَمُقَارَنَةِ الْهُدَى وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوَى ۔

تک پہنچاتے ہیں۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اسی طرح خرقہ کی اویس رح کی جانب نسبت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اویس کے لئے اپنے خرقہ کی وصیت کی۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ وحضرت علی رضی اللہ عنہ نے ان کے سپرد کیا، اور وہ اویسؒ کے ذریعہ ان صوفیاء تک پہنچا۔ اور اسی طرح چلتا رہا۔ اگرچہ اس کا بعض مشائخ نے ذکر کیا ہے لیکن دارومدار طریق صحبت کتاب اللہ اور سنت رسول کی متابعت خواہشات سے احتراز اور ہدایت پر چلنے میں ہے۔ اور عاقبت اصحاب تقوی کے لئے ہے ۔

۲۵۲۔ حَدِيثُ لِدُوا لِلْمَوْتِ وَابْنُوا لِلْخَرَابِ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ وَهُوَ يَدُورُ فِي الْأَسْوَاقِ وَلَا أَصْلَ لَهُ وَلَكِنْ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ مِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا إِنَّ مَلَكًا بِبَابٍ

موت کے قریب ہو اور خراب کو بناؤ امام احمدؒ کہتے ہیں یہ بازاروں میں چلتی ہے اس کی کوئی اصل نہیں، لیکن بیہقی رح نے شعب میں ابوہریرہ رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازے پر ایک فرشتہ ہے۔ جو یہ کہتا ہے۔ اور بیہقی رح

مِنَ الْحَوَابِ السَّمَاءِ يَقُوْلُ ذٰلِكَ وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ الزُّبَيْرِ مَرْفُوْعًا بِمَعْنَاهُ بِسَنَدٍ فِيْهِ ضَعِيْفَانِ وَمَجْهُوْلٌ وَعِنْدَ أَبِيْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ ذَرٍّ مَوْقُوْفًا وَمُنْقَطِعًا هٰذَا خُلَاصَةُ مَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَزَادَ السُّيُوْطِيُّ وَرَوَاهُ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ قَالَ قَالَ عِيْسٰى ذَكَرَهُ.

میں ابن الزبیر رضؓ سے بھی اس معنی کی ایک حدیث موجود ہے۔ لیکن اس کی سند میں دو راوی ضعیف اور ایک مجہول ہے اور ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ذرؓ سے اس حدیث کو موقوفاً و منقطعاً روایت کیا ہے۔ یہ تمام کا تمام سخاویؒ کا قول ہے۔ لیکن سیوطیؒ نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔ کہ امام احمدؒ نے زہد میں عبد الواحدؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ حضرت عیسٰی علیہ السلام نے یہ فرمایا تھا۔

۳۵۳۔ حَدِيْثُ لِسَانُ أَهْلِ الْجَنَّةِ الْعَرَبِيَّةُ وَالْفَارِسِيَّةُ الدَّرِيَّةُ أَوْرَدَهُ صَاحِبُ الْكَافِيْ وَعَنِ الدَّيْلَمِيِّ إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَمْرًا فِيْهِ لِيْنٌ أَوْحَى اللّٰهُ بِهِ إِلَى الْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ بِالْفَارِسِيَّةِ الدَّرِيَّةِ وَكِلَاهُمَا مَوْضُوْعٌ فَإِنَّهُ مُعَارِضٌ بِمَا فِيْ حَدِيْثٍ صَحِيْحٍ مَرْفُوْعٍ أَحِبُّوا الْعَرَبَ لِثَلَاثٍ فَإِنِّيْ عَرَبِيٌّ

اہل جنت کی زبان عربی اور عمدہ فارسی ہو گی۔ اسے صاحب کافی نے نقل کیا ہے دیلمی کی روایت ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کسی کام میں نرمی کا ارادہ فرماتے ہیں۔ تو اپنے مقرب فرشتوں کے پاس عمدہ فارسی میں وحی فرماتے ہیں اور یہ دونوں موضوع ہیں۔ اور حدیث صحیح مرفوع کے مخالف بھی ہیں۔ کہ عرب سے تین باتوں کی بنا پر محبت کرو۔ اول یہ کہ میں بھی عربی ہوں اور اہل جنت کی زبان بھی عربی

وَكَلَامُ اللهِ عَرَبِيٌّ وَلِسَانُ أَهْلِ
الْجَنَّةِ عَرَبِيٌّ وَقَدِ اعْتَنَى بِضَبْطِهِ
الْمَوْلَى ابْنُ كَمَالَ بَاشَا فِي حَاشِيَتِهِ
عَلَى التَّلْوِيحِ قَالَ الْأَصْفَهَانِيُّ
الدَّرِّيَّةُ أَيْ بِفَتْحِ الدَّالِ وَكَسْرِ
الرَّاءِ الْمُخَفَّفَةِ لُغَةٌ مِنْ الْمَدَائِنِ
وَبِهَا كَانَ يَتَكَلَّمُ مَنْ بِبَابِ الْمَلِكِ
فَهُوَ مَنْسُوبَةٌ إِلَى حَاضِرَةِ الْبَابِ
انْتَهَى ثُمَّ قَالَ الْمَوْلَى وَمَنْ
وَهِمَ أَنَّهَا مَنْسُوبَةٌ إِلَى الْبَابِ
نَفْسِهِ يَعْنِي بِاللُّغَةِ الْفَارِسِيَّةِ
فَإِنَّ الْبَابَ مَعْنَاهُ دَرٌ فَقَدْ
وَهِمَ انْتَهَى وَلَا يَخْفَى أَنَّهُ لَوْ
صَحَّ الْحَدِيثُ بِلَفْظِهِ مِنْ دُونِ
ضَبْطِهِ كَانَ الْأَوْلَى أَنْ يُضْبَطَ
بِضَمِّ الدَّالِ وَتَشْدِيدِ الرَّاءِ
نَعْتًا لِلُّغَةِ الْفَارِسِيَّةِ بِالْكَلِمَاتِ
الْمُشَبَّهَةِ بِاللُّؤْلُؤِ فِي اللَّطَافَةِ
اللَّفْظِيَّةِ وَالظَّرَافَةِ الْمَعْنَوِيَّةِ

ہو گی۔ مولی بن کمال پاشا نے اپنے
حاشیۃ التلویح میں لکھ کر اس سے
اعتنا کیا ہے۔ اصفہانی رحمہ اللہ کہتے
ہیں، دریہ دال کے زبر اور راء کے کسرہ
کے ساتھ ہے اور شہر کی زبانوں میں سے
ایک زبان ہے، اور یہ بادشاہ کے دروازے
کی جانب سے بولی جاتی ہے، اور اس سے
مراد حاضری لی جاتی تھی۔ مولی کہتے ہیں
جس نے اسے دروازہ کی جانب نسبت
کیا ہے، اسے یہ وہم ہوا ہے، کہ فارسی
میں دروازے کو در بولتے ہیں۔ اور یہ
بات مخفی نہیں ہے، کہ اگر اس کے
الفاظ بلا صحت لفظ بھی صحیح تسلیم کر لئے جائیں
تو یہ ضمہ دال اور تشدید راء کے ساتھ
ہوگا۔ اور فارسی زبان کی تعریف
ہو گی، یعنی اس کے کلمات لفظی
لطافت اور معنوی ظرافت میں
موتی کے مشابہ ہیں۔ اسی طرح
وہ بھی موضوع ہے۔ کہ جو بعض

وَكَذَا مَوْضُوْعٌ مَا ذَكَرَهُ بَعْضُ مَشَائِخِنَا مِنَ الْعَجَمِ اَنَّهُ وَرَدَ فِي الْكَلَامِ الْقُدْسِيِّ بِاللِّسَانِ الْفَارِسِيِّ چه کنم این گناه گاران که نیامرزم یعنی اَیُّ شَیْءٍ اَفْعَلُ بِهٰؤُلَاءِ الْمُذْنِبِيْنَ اَنْ لَّا اَغْفِرَ لَهُمْ۔

بھی مشائخ نے ذکر کیا ہے کہ کلام قدسی فارسی زبان میں آیا چہ کنم این گناہ گاراں کہ نیامرزم در میں ان گناہ گاروں کا کیا کروں۔ اگر ان کی مغفرت نہ کروں۔

۔ — ۔ — ۔

۳۵۴۔ قَدْ لَسَعَتْ حَيَّةُ الْهَوٰى كَبِدِيْ وَفِيْ رِوَايَةٍ صَحِيْحَةٍ قَدْ لُسِعَتْ فَلَا طَبِيْبَ لَهَا وَلَا رَاقِيْ اِلَّا الْحَبِيْبَ الَّتِيْ شُغِفَتْ بِهٖ فَاِنَّهُ عِلَّتِيْ وَتِرْيَاقِيْ وَاِنَّهُمَا مِمَّا اُنْشِدَ بَيْنَ يَدَيِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَلَا اَصْلَ لَهٗ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ مِمَّا اُشْتُهِرَ اَنَّ اَبَا مَحْذُوْرَةَ اَنْشَدَهُ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاَنَّهُ تَوَاجَدَ حَتّٰى وَقَعَتِ الْبُرْدَةُ الشَّرِيْفَةُ

خواہشات کے سانپ نے میرا جگر ڈس لیا، اور ایک صحیح روایت میں ہے مجھے ڈس لیا گیا ہے نہ کوئی اس کا طبیب ہے نہ جھاڑنے والا سوائے اس دوست کے جس کے ساتھ مجھے شغف ہے۔ وہی میری بیماری اور میرا تریاق ہے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھی گئیں لیکن اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن تیمیہ کہتے ہیں مشہور یہ ہے۔ کہ ابو محذورہؓ نے یہ حضورؐ کے سامنے پڑھا تھا۔ حتی کہ آپ کو وجد آ گیا۔ آپ کے مونڈھوں سے آپ کی چادر گر گئی۔ اسے اصحاب صفہ نے تقسیم کر لیا

عَنْ كَتِفَيْهِ فَتَقَاسَمَهَا أَصْحَابُ
الصُّفَّةِ وَجَعَلُوهَا رُقَعًا فِي
ثِيَابِهِمْ كَذِبٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ
الْعِلْمِ بِالْحَدِيثِ وَمَا رُوِيَ فِي
ذَٰلِكَ مَوْضُوعٌ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ
أَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ مِنْ حَدِيثِ
أَنَسٍ وَقَالَ تَفَرَّدَ بِهِ أَبُو بَكْرٍ
عَمَّارُ بْنُ إِسْحَاقَ قَالَ الذَّهَبِيُّ
كَأَنَّهُ وَاضِعُهُ وَقَالَ الدَّمِيرِيُّ
وَرَوَاهُ أَبُو طَاهِرٍ الْقُدْسِيُّ مِنْ
حَدِيثِ أَنَسٍ وَصَاحِبُ الْعَوَارِفِ
أَنَّهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ أُنْشِدَ بِحَضْرَتِهِ
الْبَيْتَانِ فَتَوَاجَدَ النَّبِيُّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَتَوَاجَدَ أَصْحَابُهُ الْكِرَامُ
وَقَدْ سَقَطَ رِدَاؤُهُ عَنْ مَنْكِبِهِ
فَلَمَّا فَرَغُوا أَوَى كُلُّ أَحَدٍ إِلَى
مَكَانِهِ ثُمَّ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
لَيْسَ بِكَرِيمٍ مَنْ لَمْ يَتَهَزَّزْ عِنْدَ
السَّمَاعِ ثُمَّ قَسَّمَ رِدَاءَهُ عَلَى مَنْ

اور اس کا ایک ایک ٹکڑا اپنے اپنے کپڑوں
میں لگا یا سیہ باتفاق محدثین جھوٹ ہے۔ اور اس
مضمون میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں۔
سب موضوع ہیں۔ سیوطی ؒ کہتے ہیں اس روایت
کو دیلمی ؒ نے انس ؓ سے روایت کیا ہے اور دیلمی ؒ
کہتے ہیں کہ اسے روایت کرنے میں ابوبکر عمار بن
اسحٰق منفرد ہیں۔ ذہبی ؒ کہتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا
ہے کہ اسی نے اس کو وضع کیا ہے دمیری کہتے
ہیں ابوطاہر القدسی نے انس ؓ سے اور صاحب
عوارف نے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کے سامنے دو شعر پڑھے گئے
تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وجد آ گیا
اور صحابہ کرام بھی وجد کرنے لگے۔ اور آپ
کی چادر آپ کے مونڈھے سے گر گئی جب
لوگوں کو سکون حاصل ہوا۔ تو اپنے اپنے
مقام پر آ کر بیٹھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا۔ وہ شریف نہیں جو سماع
کے وقت کانپ نہ جائے۔ پھر نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر کے ٹکڑے

حَضَرَ اَرْبَعِمَاْئَۃٍ قِطْعَۃً فَهٰذَا حَدِیْثٌ مَوْضُوْعٌ کَانَ وَاضِعُہٗ عَمَّارُ بْنُ اِسْحٰقَ فَاِنَّ بَاقِی الْاِسْنَادِ ثِقَۃٌ هٰکَذَا قَالَہُ الذَّهَبِیُّ وَغَیْرُہٗ وَهُوَ مِمَّا یَقْطَعُ بِکِذْبِہٖ۔

کرکے چار سو آدمیوں پر تقسیم کر دیا یہ حدیث موضوع ہے اور اس کا گھڑنے والا عمار بن اسحٰق ہے۔ باقی سند معتبر ہے۔ کہ امام ذہبی رحمہ اللہ وغیرہ فرماتے ہیں۔ اور یہ بھی اس کا ایک کذب ہے۔

۳۵۵۔ حَدِیْثُ اللَّعِبِ بِالْحَمَامِ مَجْلَبَۃٌ لِلْفَقْرِ هُوَ مَعْنٰی قَوْلِ اِبْرَاهِیْمَ النَّخْعِیِّ مَنْ لَعِبَ بِالْحَمَامِ الطَّیَّارِ لَمْ یَمُتْ حَتّٰی یَذُوْقَ اَلَمَ الْفَقْرِ وَفِی الْمَرْفُوْعِ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ قَالَ رَاٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا یَتْبَعُ حَمَامَۃً فَقَالَ شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَۃً اَخْرَجَہُ الْبُخَارِیُّ فِی الْاَدَبِ الْمُفْرَدِ وَاَبُوْدَاؤُدَ فِیْ سُنَنِہٖ وَالْبَیْهَقِیُّ۔

کبوتر بازی فقر پیدا کرتی ہے یہ ابراہیمؒ نخعی کے قول کے معنی ہیں جو اڑنے والے کبوتر کے ساتھ کھیلے تو وہ اس وقت تک نہ مرے گا۔ جب تک فقر کا غم نہ اٹھائے گا اور مرفوع روایت میں ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو دیکھا جو اپنے کبوتر پر نگاہ لگائے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا یہ ایک شیطان ہے، جو شیطان پر نگاہ لگائے ہوئے ہے اسے بخاریؒ نے ادب المفرد میں۔ ابوداؤدؒ نے سنن میں اور بیہقیؒ نے روایت کیا ہے۔

۳۵۶۔ حَدِیْثُ لَعَنَ اللّٰهُ الدَّاخِلَ فِیْنَا بِغَیْرِ نَسَبٍ وَالْخَارِجَ مِنَّا بِغَیْرِ سَبَبٍ قَالَ

جو ہم میں بغیر نسب کے داخل ہوا اللہ اس پر لعنت فرمائے اور جو بغیر سبب کے خارج ہو اس پر بھی سخاوی فرماتے ہیں ہمارے شیخ حافظ

السخاوي بيض له شيخنا يعني
العسقلاني ولم يذكر له شيئاً
وله شواهد ثابتة كحديث إن
من أعظم الفرى أن يدعي
الرجل إلى غير أبيه الحديث
رواه البخاري وفي رواية له
من ادعى إلى غير أبيه وهو
يعلم أنه غير أبيه فالجنة عليه
حرام وفي الشفاء ما رواه
مصعب عن مالك بن أنس
إن من انتسب إلى بيت النبي
عليه السلام يعني بالباطل
يضرب ضرباً وجيعاً ويشهر
ويحبس حبساً طويلاً حتى
يظهر توبته لأنه استخفاف
بحق النبي عليه السلام انتهى
والحاصل أن الحديث موضوع
باللفظ الذي تقدم والله
سبحانه أعلم۔

ابن حجرؒ نے اس کی سرخی باندھی، لیکن اس کے
بارے میں کچھ ذکر نہیں کیا۔ اس کے لئے بہت
سے ثابت شواہد موجود ہیں، جیسا کہ یہ حدیث
کہ سب سے بڑا بہتان یہ ہے، کہ آدمی اپنی
نسبت غیر باپ کی طرف کرے، اسے
بخاریؒ نے روایت کیا ہے، اور ایک روایت
میں ہے کہ جس نے غیر باپ کی طرف نسبت
کی اور وہ یہ جانتا ہو کہ یہ اس کا باپ نہیں، تو
اس پر جنت حرام ہے۔ اور شفاء میں مصعبؒ نے
مالک بن انسؒ سے روایت کیا ہے، جو شخص اپنے
آپ کو غلط طور پر حضورؐ کی گھر کی جانب نسبت
کرے، اسے خوب اچھی طرح مارا جائے، اسے
شہرت دی جائے۔ اور لمبی قید میں ڈالا
جائے۔ تاکہ اس کی توبہ ظاہر ہو۔ کیونکہ
اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے
حق کو ہلکا کیا۔ حاصل کلام یہ ہے۔
کہ وہ حدیث جس لفظ کے ساتھ گذری ہے۔ وہ
موضوع ہے۔ اور اللہ سبحانہ بہتر
جانتا ہے۔

۲۵۷ - حَدِیْثُ لَعَنَ اللهُ الْمُغَنِّیَ وَالْمُغَنّٰی لَہٗ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ وَالزَّرْکَشِیُّ وَسَکَتَ عَنْہُ السُّیُوْطِیُّ.

اللہ تعالیٰ گانے والے پر اور جس کے لئے گایا جائے دونوں پر لعنت فرماتا ہے، سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں۔ زرکشیؒ اور سخاویؒ نے اس کا ذکر کیا ہے اور سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔

۲۵۸ - حَدِیْثُ لَعَنَ اللهُ الْفُرُوْجَ عَلَی السُّرُوْجِ لَا اَصْلَ لَہٗ.

اللہ تعالیٰ ان فروج پر لعنت کرتا ہے جو چراغوں پر ہوں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۲۵۹ - حَدِیْثُ لَعَنَ اللهُ الْکَذَّابَ وَلَوْ کَانَ مَازِحًا قَالَ السَّخَاوِیُّ مَا عَلِمْتُہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ قُلْتُ لٰکِنْ وَرَدَ اِنِّیْ اَمْزَحُ وَلَا اَقُوْلُ اِلَّا حَقًّا.

اللہ تعالیٰ جھوٹے پر لعنت فرماتا ہے چاہے مذاق میں ہو۔ سخاویؒ فرماتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ لیکن یہ حدیث موجود ہے میں مذاق کرتا ہوں لیکن حق کے سوا کچھ نہیں کہتا۔

۲۶۰ - حَدِیْثُ لِکُلِّ بَلْوٰی عَوْنٌ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ لٰکِنَّہٗ صَحِیْحُ الْمَعْنٰی وَلَعَلَّہٗ اَرَادَ مَا وَرَدَ لِکُلِّ دَاءٍ دَوَاءٌ.

ہر بلوے کے لئے ایک مددگار ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ابن الربیع رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ اس کے معنیٰ صحیح ہیں۔ اور شاید یہ ارادہ کیا ہے۔ ہر بیماری کے لئے دوا ہے

۲۶۱ - حَدِیْثُ لِکُلِّ حُجْرَۃٍ اُجْرَۃٌ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ وَهُوَ صَحِیْحٌ

ہر حجرہ کے لئے اجرت ہے۔ ابن الربیعؒ کہتے ہیں۔ اس کے معنیٰ صحیح ہیں گویا کہ مقصد

الْمَعْنَی اَیْضًا وَکَانَ اَرَادَ لِکُلِّ بَیْتٍ اِجَارَةٌ وَلَوْ مِنْ حِجَارَةٍ ۔ | یہ ہے، کہ ہر مکان کے لئے مزدوری ہے اگرچہ وہ پتھر کی کیوں نہ ہو۔

٣٦٢۔ حَدِیْثٌ لِکُلِّ زَمَانٍ دَوْلَةٌ وَرِجَالٌ ھُوَ مَعْنٰی قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَتِلْکَ الْاَیَّامُ نُدَاوِلُھَا بَیْنَ النَّاسِ وَقَوْلُھُمْ شِعْرٌ | ہر زمانہ کے لئے دولت اور آدمی ہوتے ہیں یہی معنی ہیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے ہم دنوں کو لوگوں کے درمیان بدلتے رہتے ہیں۔ لوگوں کا قول ہے ؎

فَیَوْمٌ عَلَیْنَا وَیَوْمٌ لَنَا وَیَوْمٌ نُسَاءُ وَیَوْمٌ نُسَرُّ | ایک روز ہم پر ہوتا ہے ایک ہمارے لئے اور ایک روز عورتوں کا ہوتا اور ایک روز گدھوں کا

وَاَخْرَجَ ابْنُ عَدِیٍّ عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ مَوْقُوْفًا لِکُلِّ مَقَامٍ مَقَالٌ وَلِکُلِّ زَمَانٍ رِجَالٌ ۔ | اور نکالا ابن عدی نے ابوطفیل سے موقوفاً۔ ہر بات کے لئے ایک جگہ ہوتی ہے اور ہر زمانہ میں مرد خدا ہوتے ہیں۔

٣٦٣۔ حَدِیْثٌ لِکُلِّ سَاقِطَةٍ لَاقِطَةٌ ھُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ وَیَقْرُبُ مِنْہُ کَلِمَةُ الْحِکْمَةِ ضَالَّةُ الْمُؤْمِنِ فَحَیْثُ وَجَدَھَا فَھُوَ اَحَقُّ بِھَا ۔ | ہر گرنے والی شئے کے لئے پکڑنے والا ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ اور اسی کے قریب ہے، یہ شئے کہ کلمۂ حکمت مومن کی کھوئی ہوئی شئے ہے۔ جہاں بھی وہ اسے پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

٣٦٤۔ حَدِیْثٌ لِکُلِّ شَیْءٍ اٰفَةٌ وَلِلْعِلْمِ اٰفَاتٌ مِنْ کَلَامِ الْاَعْلَامِ ۔ | ہر شئے کے لئے آفت ہے۔ اور ہر علم کے لئے بہت سی آفتیں ہیں۔ علماء کا کلام ہے۔

۳۶۵۔ حَدِيْثُ لِكُلِّ مُجْتَهِدٍ نَصِيْبٌ فِيْ مَعْنَاهُ مَنْ جَدَّ وَجَدَ وَمَنْ لَجَّ وَلَجَ، وَكَذَا قَوْلُهُ تَعَالٰى اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ مَنْ اَحْسَنَ عَمَلًا ۔

ہر کوشش کرنے والے کے لئے حصہ ہے۔ اسی معنیٰ میں یہ بھی موجود ہے۔ جو کوشش کرے گا پائے گا۔ جو غوطہ مارے گا پالے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھے عمل کرنے والے کے اجر کو ضائع نہیں فرماتا۔

۳۶۶۔ حَدِيْثُ لِلْبَيْتِ رَبٌّ يَحْمِيْهِ قَالَ عَبْدُ الْمُطَّلِبِ لِاَبْرَهَةَ اَمِيْرِ جَيْشِ الْفِيْلِ لَمَّا سَأَلَهٗ اَنْ يَرُدَّ مَالَهٗ فَقَالَ لَهٗ سَأَلْتَنِيْ مَالَكَ وَلَمْ تَسْأَلْنِي الرُّجُوْعَ عَنْ قَصْدِ الْبَيْتِ مَعَ اَنَّهٗ شَرَفُكُمْ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ وَغَيْرُهٗ ۔

بیت اللہ کے لئے رب ہے۔ جو اس کی حفاظت کرتا ہے۔ یہ قول عبدالمطلب کا ہے جو انہوں نے ابرہہ امیر جیش الفیل سے کہا تھا۔ جب انہوں نے اس سے اپنے مال کے لوٹانے کا سوال کیا۔ اس نے کہا تو نے مجھ سے مال لوٹانے کا سوال کیا ہے۔ اور کعبہ سے واپس لوٹ جانے کا سوال نہیں۔ باوجود اپنی شرافت کے۔ اس واقعہ کو سیوطیؒ نے ذکر کیا ہے۔

۳۶۷۔ حَدِيْثُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ ذَكَرَهٗ اِبْنُ الرَّبِيْعِ عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ اَنَّهٗ قَالَ حَدِيْثَانِ يَدُوْرَانِ فِي الْاَسْوَاقِ وَلَا اَصْلَ لَهُمَا اَحَدُهُمَا قَوْلُهٗ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَ

سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ ابن الربیعؒ نے امام احمدؒ سے نقل کیا ہے۔ کہ دو حدیثیں ہیں۔ جو بازاروں میں بہت رائج ہیں لیکن ان کی کوئی اصل نہیں ایک تو یہ کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ دوسری یہ حدیث تمہاری

إِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ وَالثَّالِثَةُ يَوْمُ نَحْرِكُمْ يَوْمُ صَوْمِكُمْ انْتَهَى وَهُوَ غَرِيبٌ مِنْهُ بَعْدَ مَا ذَكَرَ عَنْ شَيْخِهِ السَّخَاوِيِّ حَدِيثُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَعَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ بِهِ مَوْقُوفًا وَسَنَدُهُ جَيِّدٌ كَمَا قَالَهُ الْعِرَاقِيُّ وَتَبِعَهُ غَيْرُهُ وَسَكَتَ عَلَيْهِ أَبُو دَاوُدَ وَلَكِنْ قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ إِنَّهُ لَيْسَ بِقَوِيٍّ انْتَهَى وَقَالَ السُّيُوطِيُّ قَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي حَدِيثِ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلَى فَرَسٍ لَا يَصِحُّ هَذَا الْكَلَامُ عَنْ أَحْمَدَ فَإِنَّهُ أَخْرَجَهُ فِي مُسْنَدِهِ بِسَنَدٍ جَيِّدٍ رِجَالُهُ ثِقَاتٌ قَالَ السُّيُوطِيُّ وَأَخْرَجَهُ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْ سَالِمِ بْنِ أَبِي الْجَعْدِ قَالَ قَالَ عِيسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ إِنَّ

قربانی کا دن تمہارے روزے کا دن ہے اور یہ دوسری اس سے بھی زیادہ غریب ہے۔ اس کے بعد انہوں نے شیخ سخاویؒ سے نقل کیا ہے کہ یہ حدیث سائل کا حق ہے۔ اسے احمدؒ اور ابو داؤدؒ نے روایت کیا ہے حسینؓ بن علیؓ سے بھی موقوفاً روایت ہے۔ اور اس کی سند عمدہ ہے۔ جیسا کہ عراقیؒ کہتے ہیں۔ اور کچھ اور لوگوں نے بھی ان کی اتباع کی ہے۔ اور ابو داؤدؒ نے اس پر سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن عبد البرؒ کہتے ہیں یہ قوی نہیں سیوطیؒ کہتے ہیں عراقیؒ کا قول ہے کہ اس حدیث پر امام احمد کا جو اعتراض نقل کیا جاتا ہے وہ صحیح نہیں کیونکہ انہوں نے اپنی مسند میں عمدہ سند کے ساتھ جس کے رواۃ معتبر ہیں اسے روایت کیا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں امام احمدؒ نے زہد میں سالمؒ بن ابی الجعد سے روایت کیا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے اور چاہے گھوڑے کی گردن میں چاندی کا طوق پڑا

لِلسَّائِلِ حَقًّا وَإِنْ أَتَاكَ عَلَىٰ	ہو۔ اور بخاری رح نے اپنی تاریخ میں
فَرَسٍ مُطَوَّقٍ بِالْفِضَّةِ وَ	ابو ہدبہ کے ذریعہ حضرت انس رضی
أَخْرَجَهُ الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهِ مِنْ	اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا
طَرِيْقِ أَبِي هُدْبَةَ عَنْ أَنَسٍ	ہے۔ اگر تیرے پاس کوئی سائل
مَرْفُوْعًا إِنْ أَتَاكَ سَائِلٌ عَلَىٰ	گھوڑے پر سوار ہو کر ہاتھ پھیلاتا آئے
فَرَسٍ بَاسِطٍ كَفَّيْهِ فَقَدْ وَجَبَ	تو اس کا حق واجب ہو چکا چاہے
الْحَقُّ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ انْتَهَىٰ	کھجور کی ایک گٹھلی کیوں نہ ہو۔ اور یوم صومکم
وَسَيَأْتِي يَوْمَ صَوْمِكُمْ.	والی حدیث عنقریب آئے گی۔
۳۶۸ حَدِيْثُ لَمَّا خَلَقَ	اللہ نے جب عقل کو پیدا فرمایا۔ اس پر بحث
اللّٰهُ الْعَقْلَ تَقَدَّمَ عَلَيْهِ الْكَلَامُ	حرف ہمزہ میں گذر چکی۔ زرکشی رح کہتے ہیں یہ بالاتفاق
فِي أَنَّ اللّٰهَ لَمَّا خَلَقَ مِنْ حَرْفِ	موضوع ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں اس بات میں زرکشی
الْهَمْزَةِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ هٰذَا	کی متابعت ابن تیمیہ رح نے بھی فرمائی ہے اور میں
مَوْضُوْعٌ بِالْاتِّفَاقِ قَالَ السُّيُوْطِيُّ	نے اس کی اچھی اصل پائی ہے۔ عبداللہ رح بن
تَابَعَ فِي ذٰلِكَ الزَّرْكَشِيَّ ابْنُ	احمد رح نے زوائد للمسند میں روایت کیا ہے۔
تَيْمِيَّةَ وَقَدْ وَجَدْتُ لَهُ أَصْلًا	حدثنا علی بن مسلم حدثنا سیار حدثنا جعفر حدثنا
صَالِحًا فَأَخْرَجَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ	مالک بن دینار عن الحسن۔ حسن سے مرفوعاً
أَحْمَدَ فِي زَوَائِدِ الْمُسْنَدِ	روایت ہے۔ کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا
قَالَ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ	فرمایا۔ تو اس سے کہا آگے آ۔ وہ
حَدَّثَنَا سَيَّارٌ حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ	آگے آئی پھر اس سے کہا پیچھے ہٹ

حدثنا مالك بن دينار عن الحسن يرفعه لما خلق الله العقل قال له اقبل فاقبل ثم قال له ادبر فادبر فقال ما خلقت خلقا احب الي منك بك آخذ وبك اعطي هذا مرسل جيد الاسناد وهو في معجم الطبراني في الاوسط موصول من حديث ابي هريرة باسنادين ضعيفين۔

وہ پیچھے ہٹ گئی۔ اللہ تبارک وتعالےٰ نے فرمایا۔ میں نے کوئی مخلوق تجھ سے زیادہ محبوب پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعہ لیتا ہوں۔ اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں یہ روایت مرسل ہے۔ اور عمدہ سند ہے اور یہ معجم طبرانی میں موصولاً حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دو ضعیف سندات کے ساتھ بھی مروی ہے۔

۳۶۹ - حديث لما غسلت النبي عليه السلام اتصلت مياه محاجر عينيه اي انتقعت مياه حدقته فحسوته فورثت علم الاولين والآخرين ذكره علي قال النووي لا يصح قلت وكذا ما ذكره الشيعة من انه شرب من ماء اجتمع في سرته عليه

یعنی جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو غسل دیا۔ تو پانی آپ کی آنکھوں کے گڑھوں پر بلند ہوگیا۔ میں نے اسے پی لیا۔ تو مجھے اولین اور آخرین کا علم دے دیا گیا اسے حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے ذکر کیا ہے۔ نووی کہتے ہیں۔ یہ صحیح نہیں ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں روافض کا قول ہے۔ کہ حضرت علیؓ نے وہ پانی پیا جو آپ کی ناف میں جمع ہوگیا تھا اس نے پینے والے کو کوئی

السَّلَامُ عِنْدَ غُسْلِهٖ فَلَمْ يَقُصَّ شَارِبَهٗ وَنَحْنُ مَا نَقُصُّ شَوَارِبَنَا اِقْتِدَاءً بِهٖ وَهٰذَا الْكَلَامُ بَاطِلٌ اَصْلًا وَفَرْعًا۔

قصہ بیان نہیں کیا۔ لیکن ہم اپنے پینے والوں کا اقتداءً قصہ بیان کرتے ہیں اور یہ کلام بلحاظ اصل اور بلحاظ فرع ہر دو طرح باطل ہے۔

۳۷۰۔ حَدِيْثُ اَنْ تَهْدِمَ الْكَعْبَةَ حَجَرًا حَجَرًا اَهْوَنُ مِنْ قَتْلِ الْمُسْلِمِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَلٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ مَا عِنْدَ الطَّبَرَانِيِّ فِي الصَّغِيْرِ عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ رَفَعَهٗ مَنْ اٰذٰى مُسْلِمًا بِغَيْرِ حَقٍّ فَكَاَنَّمَا هَدَمَ بَيْتَ اللّٰهِ۔

خانہ کعبہ کا ایک ایک پتھر گرانا مسلم کے قتل سے زیادہ آسان ہے سخاوی رح کہتے ہیں، میں ان الفاظ کے ساتھ اس سے واقف نہیں، لیکن اس کے معنی طبرانی میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہیں، جو مسلم کو بغیر حق کے اذیت پہنچائے گویا کہ اس نے بیت اللہ کو منہدم کیا۔

۳۷۱۔ حَدِيْثُ لَوْ حَسَّنَ اَحَدُكُمْ ظَنَّهٗ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ اِنَّهٗ مَوْضُوْعٌ وَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ هُوَ مِنْ كَلَامِ عُبَّادِ الْاَصْنَامِ الَّذِيْنَ يُحْسِنُوْنَ ظَنَّهُمْ بِالْاَحْجَارِ وَقَالَ ابْنُ حَجَرٍ الْعَسْقَلَانِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ

اگر کسی شخص کا پتھر کے ساتھ بھی خیال اچھا ہو تو اللہ تعالیٰ اسی کے ذریعے نفع دے گا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ ابن القیم رح الجوزی فرماتے ہیں، یہ بت پرستوں کا کلام ہے جو پتھروں کے ساتھ بھی حسن ظن رکھتے ہیں۔ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل

وَنَحْوَهُ مَنْ بَلَغَهُ شَيْءٌ عَنِ اللهِ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَعَمِلَ بِهِ إِيْمَانًا بِهِ وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ أَعْطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَهُ الْعِزُّ بْنُ جَمَاعَةَ فِيْ مَنْسَكِهِ الْكَبِيْرِ مِنْ غَيْرِ سَنَدٍ وَلَا إِسْنَادٍ وَرُوِيَ عَنْ جَابِرٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ بَلَغَهُ عَنِ اللهِ تَعَالٰى فَضِيْلَةٌ فَأَخَذَ بِهَا إِيْمَانًا وَرَجَاءَ ثَوَابِهِ أَعْطَاهُ اللهُ ذٰلِكَ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ انْتَهٰى وَكَانَ مَحَلُّهُ حَرْفُ الْمِيْمِ بِحَسَبِ الْمَبْنٰى وَلٰكِنْ أُخِّرَ إِلَيْهِ الْمَعْنٰى كَمَا لَا يَخْفٰى وَسَيَأْتِي الْبَحْثُ عَنْهُ فِيْ حَرْفِ الْمِيْمِ عَلٰى وَجْهِ الْاِسْتِيْفَاءِ

نہیں ۔ اگر کسی پتھر کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اسے کوئی فضیلت معلوم ہوئی ہو، پھر وہ اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے اس پر عمل کرے تو اللہ تعالیٰ وہ شئے اسے عطا فرمائیگا ورنہ ایسا نہیں ہے ۔ اور اس صفت کے ساتھ صرف حجر اسود مخصوص ہے) ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں عز بن جماعہؒ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر سند کے جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے، جسے اللہ سے کوئی فضیلت پہنچے۔ اور پھر وہ اسے ایمان اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑے، تو اللہ تعالیٰ اسے یہ شئے عطا فرما دیتا ہے۔ اگرچہ ایسا نہ ہو ہم باعتبار الفاظ اس حدیث پر حرف ہیم میں بحث کریں گے

۳۷۲- حَدِيْثُ لَوِ اغْتَسَلَ اللُّوْطِيُّ بِمَاءِ الْبَحْرِ لَمْ يَجِئْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِلَّا جُنُبًا أَسْنَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ

اگر لوطی سمندر کے پانی سے بھی غسل کرے تو وہ قیامت کے روز حالت جنابت ہی میں آئے گا۔ دیلمیؒ نے اسے

مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ مَرْفُوْعًا بِہٖ وَرُوِیَ بِغَیْرِ ھٰذَا اللَّفْظِ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَھُوَ وَکُلُّ مَا فِیْ مَعْنَاہُ بَاطِلٌ ۔	حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ان الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ سے بھی یہ روایت کی گئی ہے۔ سخاوی کہتے ہیں وہ ہر معنی میں باطل ہے۔
۳۷۳۔ حَدِیْثُ لَوْ صَدَقَ السَّائِلُ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّہٗ رُوِیَ مِنْ طُرُقٍ عَنْ عَائِشَۃَ وَغَیْرِھَا مَرْفُوْعًا قَالَ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ اَسَانِیْدُھَا لَیْسَتْ بِالْقَوِیَّۃِ وَقَالَ ابْنُ الْمَدِیْنِیِّ لَا اَصْلَ لَہٗ وَقَالَ الْعُقَیْلِیُّ لَا یَصِحُّ فِیْ ھٰذَا الْبَابِ شَیْءٌ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ وَقَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَہٗ ذَکَرَہُ الزَّرْکَشِیُّ لٰکِنْ وَرَدَ بِمَعْنَاہُ حَدِیْثٌ یَقْرُبُ فِیْ صِحَّتِہٖ لَوْلَا اَنَّ الْمَسَاکِیْنَ یَکْذِبُوْنَ مَا اَفْلَحَ مَنْ رَدَّھُمْ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْکَبِیْرِ عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ بِہٖ مَرْفُوْعًا ۔	اگر سائل سچ بولے، تو کبھی اپنے سوال میں کامیاب نہیں ہو سکتا۔ یہ مختلف طرق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا وغیرہ سے مرفوعاً مروی ہے۔ ابن عبد البرؒ کہتے ہیں اس کی سندات قوی نہیں۔ ابن المدینیؒ کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ عقیلیؒ کہتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں۔ جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ امام احمدؒ کا قول ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں لیکن ایک حدیث اس کے معنی کے قریب قریب موجود ہے۔ اگر مساکین جھوٹ نہ بولا کرتے تو ان کو لوٹانے والے فلاح نہ پاتے اسے طبرانی نے کبیر میں ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔

٤٧٣ - حَدِيثُ لَوْ عَاشَ إِبْرَاهِيمُ لَكَانَ نَبِيًّا قَالَ النَّوَوِيُّ فِي تَهْذِيبِهِ هٰذَا الْحَدِيثُ بَاطِلٌ وَجَسَارَةٌ عَلَى الْكَلَامِ بِالْمُغَيَّبَاتِ وَمُجَازَفَةٌ وَهُجُومٌ عَلَى عَظِيمٍ وَقَالَ أَبُو عَبْدِ الْبَرِّ فِي تَمْهِيدِهِ مَا أَدْرِي مَا هٰذَا نَقَدْ وُلِدَ نُوحٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ غَيْرُ نَبِيٍّ وَلَوْ لَمْ يَلِدِ النَّبِيُّ إِلَّا نَبِيًّا لَكَانَ كُلُّ أَحَدٍ نَبِيًّا لِأَنَّهُمْ مِنْ وُلْدِ نُوحٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ انْتَهَى وَغَرَابَتُهُ لَا يَخْفَى إِذْ لَمْ يَكُنْ يَلْزَمُ كَوْنُ أَوْلَادِهِ الصُّلْبِيَّةِ أَنْبِيَاءَ لَا مُطْلَقَ ذُرِّيَّتِهِ مَعَ أَنَّ الْكَلَامَ فِي الْخُصُوصِ الْجُزْئِيَّةِ لَا فِي الْمُطْلَقِ الْكُلِّيَّةِ إِذْ لَا يَلْزَمُ مِنْ كَوْنِ إِبْرَاهِيمَ وَلَدِ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا أَنْ يَكُونَ وَلَدُ كُلِّ نَبِيٍّ نَبِيًّا وَإِذَا أَخْبَرَ

اگر ابراہیمؓ بن محمدؐ زندہ ہوتے تو نبی ہوتے۔ نووی رحؒ اپنی تہذیب میں فرماتے ہیں ۔ یہ حدیث باطل ہے ۔ یہ مغیبات پر جسارت ہے ۔ ابن عبد البر رحؒ اپنی تمہید میں فرماتے ہیں ، میں یہ بات نہیں جانتا ۔ کہ نوح علیہ السلام کے گھر نبی پیدا ہوا ہو ۔ اور اگر یہ اصول ہوتا تو ہر ایک نبی ہوتا ۔ کیونکہ ہر ایک نوح علیہ السلام کی اولاد سے ہے اس کی غرابت مخفی نہیں ہے ۔ کیونکہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے ۔ کہ اولاد صلبی نبی ہو نہ کہ ذریت ۔ کلام تو خصوص جزئی میں ہے نہ کہ مطلق کلی میں ۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صاحبزادے ابراہیم رضؓ کے نبی ہونے سے یہ لازم نہیں آتا ۔ کہ ہر نبی کی اولاد نبی ۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ خبر بیان فرمائی ۔ اور نقلاً یہ خبر آپ سے ثبوت کو پہنچ گئی ۔ تو اس میں کوئی کلام ہی باقی نہ رہا ۔ کیونکہ ابن ماجہ رحؒ وغیرہ نے

الصادق وثبت عنه النقل الموافق فلا كلام فيه فيما ينافيه وقد اخرج ابن ماجة وغيره من حديث ابن عباس قال لما مات ابراهيم بن النبي صلى الله عليه وسلم وقال ان له مرضعا في الجنة ولو عاش لكان صديقا نبيا ولو عاش لاعتقت اخواله من القبط وما استرق قبطي الا ان في سنده ابا شيبة ابراهيم بن عثمان الواسطي وهو ضعيف لكن له طرق ثلاثة يقوي بعضها ببعض ويشير اليه قوله تعالى ما كان محمد ابا احد من رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبيين فانه يومي اليه بانه لم يعش له ولد يصل الى مبلغ الرجال

ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ جب ابراہیم بن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتقال ہو گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ ان کے لئے جنت میں دودھ پلانے والی ہو گی۔ اور اگر وہ زندہ رہتے تو نبی ہوتے۔ میں ان کے قبطی ماموؤں کو آزاد کرتا ہوں۔ مگر اس کی سند میں ابو شیبہ ابراہیم بن عثمان الواسطی ضعیف ہے۔ لیکن اس کی تین سندیں ہیں۔ جو ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ اور اس کی جانب اللہ تعالیٰ کا قول بھی اشارہ کرتا ہے محمدؐ تم میں سے کسی مرد کے باپ نہیں۔ آپ تو اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ یہ آیت اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے۔ کہ آپ کی کوئی اولاد بلوغ تک زندہ نہ رہے گی کیونکہ یہ اس بات کو مقتضی ہے۔ کہ آپ کی اولاد کو بھی وہی لقب حاصل

فَاِنَّ وَلَدَهٗ مِنْ صُلْبِهٖ يَقْتَضِيْ	ہو۔ کیونکہ اولاد باپ کی عادات پر ہوتی
اَنْ يَكُوْنَ لُبَّ قَلْبِهٖ كَمَا يُقَالُ	ہے۔ تو اگر ابراہیم رضی اللہ تعالےٰ عنہ
اَلْوَلَدُ سِرُّ اَبِيْهِ وَلَوْ عَاشَ وَبَلَغَ	زندہ رہتے اور چالیس سال کی عمر کو
اَرْبَعِيْنَ وَصَارَ نَبِيًّا لَزِمَ اَنْ لَّا	پہنچتے تو نبی ہوتے۔ تو یہ لازم آتا کہ
يَكُوْنَ نَبِيُّنَا خَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ	آپ خاتم النبیین نہ ہوں۔ رہا ابن حجر رح
وَاَمَّا قَوْلُ ابْنِ حَجَرٍ الْمَكِّيِّ وَتَاوِيْلُهٗ	مکی کا قول۔ اور ان کی تاویل کہ قضیہ شرطیہ
اِنَّ الْقَضِيَّةَ الشَّرْطِيَّةَ لَا تَسْتَلْزِمُ	کے لئے۔ وقوع مقدم لازم نہیں۔ اور
وُقُوْعَ الْمُقَدَّمِ وَاِنَّ اِنْكَارَ	نووی رح اور ابن عبدالبر رح کے انکار
النَّوَوِيِّ كَابْنِ عَبْدِ الْبَرِّ لِذٰلِكَ	سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس قضیہ شرطیہ
فَلِعَدَمِ ظُهُوْرِ هٰذَا التَّاوِيْلِ بَلْ	سے واقف نہ ہوں یہ کلام تو فرض
هُوَ ظَاهِرٌ فَبَعِيْدٌ جِدًّا اَنْ لَّا يَفْهَمَ	وقوع مقدم پر ہے۔ اور معنوی لحاظ سے
الْاِمَامَانِ الْجَلِيْلَانِ مِثْلَ هٰذِهٖ	اس حدیث کے ایک اور حدیث بھی
الْمُقَدَّمَةِ وَاِنَّمَا الْكَلَامُ عَلٰى فَرْضِ	قریب ہے "اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو
وُقُوْعِ الْمُقَدَّمِ فَافْهَمْ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ	عمر رض ہوتے۔ اسے احمد رح نے اور حاکم رح
اَعْلَمُ ثُمَّ يَقْرُبُ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ	نے عقبہ رض بن عامر سے مرفوعا روایت
فِي الْمَعْنٰى حَدِيْثُ لَوْ كَانَ بَعْدِيْ	کیا ہے۔ ملا علی رح قاری فرماتے ہیں
نَبِيًّا لَكَانَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وَ	اگر ابراہیم رض زندہ ہوتے اور نبی
قَدْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَالْحَاكِمُ عَنْ	ہوتے اور عمر رضی اللہ عنہ بھی نبی ہوتے
عُقْبَةَ بْنِ عَامِرٍ مَرْفُوْعًا قُلْتُ	تو ہر دو آپ کے متبعین سے ہوتے

وَمَعَ هٰذَا لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِيْمُ وَصَارَ نَبِيًّا وَكَذَا لَوْ صَارَ عُمَرُ رض نَبِيًّا لَكَانَا مِنْ اَتْبَاعِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَعِيْسٰى وَالْخِضَرِ وَاِلْيَاسَ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَلَا يُنَاقِضُ قَوْلَهٗ تَعَالٰى خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ اِذِ الْمَعْنٰى اَنَّهٗ لَا يَاْتِيْ نَبِيٌّ بَعْدَهٗ يَنْسَخُ مِلَّتَهٗ وَلَمْ يَكُنْ مِنْ اُمَّتِهٖ وَيُقَوِّيْ حَدِيْثُ لَوْ كَانَ مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ حَيًّا لَمَا وَسِعَهٗ اِلَّا اتِّبَاعِيْ

جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام۔ اور خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام تو یہ اللہ تعالےٰ کے قول خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ کیونکہ اس کا مقصد یہ ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی ایسا نبی نہ آئے گا۔ جو آپ کی ملت کو منسوخ کردے۔ اور آپ کی امت سے نہ ہو جیسا کہ اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے کہ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

۳۷۵ - حَدِيْثُ لَوْ عَلِمَ اللّٰهُ فِي الْخِصْيَانِ خَيْرًا لَاَخْرَجَ مِنْ اَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّةً تُوَحِّدُ اللّٰهَ وَلٰكِنَّهٗ عَلِمَ اَنْ لَا خَيْرَ فِيْهِمْ فَاَجَبَّهُمْ يُرْوٰى عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَلَا يَصِحُّ عِنْدَ اَحَدٍ وَكُلُّ مَا وَرَدَ فِيْهِ مِنْ مَدْحٍ وَقَدْحٍ بَاطِلٌ وَمَا يُنْسَبُ لِلْعَسْقَلَانِيِّ

اگر اللہ یہ جانتا کہ خصیوں میں کوئی بھلائی ہے تو ان کی پشت سے ذریت پیدا فرماتا جو اللہ کی توحید بیان کرتی۔ اللہ تعالےٰ جانتا تھا۔ کہ ان میں کوئی بھلائی نہیں یہ ابن عباس رض سے مرفوعاً بلا سند روایت کی جاتی ہے۔ اور کسی کے نزدیک بھی صحیح نہیں، اور اس مضمون میں جتنی بھی تعریف یا برائی کی احادیث وارد ہیں سب باطل ہیں، اور اس مضمون میں عسقلانی کی جانب

فِيْهِمْ مُفْتَرًى بَلْ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ لِلْبَيْهَقِيِّ اَرْبَعٌ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ زُهْدُ خَصِيٍّ وَتَقِيُّ جُنْدِيٍّ وَاَمَانَةُ اِمْرَأَةٍ وَعِبَادَةُ صَبِيٍّ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْغَالِبِ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ ۔	جو نسبت کی جاتی ہے وہ افترا ہے بلکہ بیہقی رح کی مناقب شافعی رح میں ہے۔ چار شخصوں کی اللہ تعالےٰ قیامت کے روز پروا نہ فرمائے گا۔ خصی کا زہد۔ سپاہی کا تقویٰ عورت کی امانت اور بچے کی عبادت یہ اکثر احوال پر موقوف ہے۔ جیسا کہ سخاوی رح نے ذکر کیا ہے ۔
۳۷۶۔ حَدِيْثُ لَوْ كُشِفَ الْغِطَاءُ مَا ازْدَدْتُ يَقِيْنًا قَوْلُ عَامِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ قَيْسٍ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ الْقُشَيْرِيُّ فِي رِسَالَتِهٖ وَالْمَشْهُوْرُ اَنَّهٗ مِنْ كَلَامِ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ وَقَدْ بَيَّنَّا مَعْنَاهُ فِي مَحَلِّهِ الْاَلْيَقِ بِهٖ ۔	اگر پردہ ہٹا دیا جاتا تو میرے یقین میں کوئی زیادتی نہ ہوتی۔ قشیری اپنے رسالہ میں لکھتے ہیں۔ یہ عامر رح بن عبداللہ بن قیس کا قول ہے۔ اور مشہور یہ ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا کلام ہے اور اس کے معنی ہم نے اس کے محل میں بیان کئے ہیں ۔
۳۷۷۔ حَدِيْثُ لَوْ كَانَ الدُّنْيَا دَمًا عَبِيْطًا اَيْ طَرِيًّا لَكَانَ قُوْتُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا وَفِي لَفْظٍ لَكَانَ نَصِيْبُ الْمُؤْمِنِ حَلَالًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يُعْرَفُ لَهٗ اِسْنَادٌ وَ	اگر دنیا تازہ خون ہوتی۔ تو مسلمان کی روزی ہوتی۔ اور حلال ہوتی۔ اور ایک روایت میں ہے۔ مومن کا حصہ ہوتی اور حلال ہوتی سخاوی رح کہتے ہیں۔ اس کی سند معلوم نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں اس کی کوئی

قال الزركشي لا اصل له وسكت عنه السيوطي لكن معناه صحيح لانه يصير مضطرا فيكون اكله حلالا ۔

نہیں، سیوطی رح نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے۔ لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ انسان مضطر ہو جاتا ہے اور وہ حلال ہو جاتی ہے۔

۲۷۸۔ حديث لو كان الارز رجلا لكان حليما قال ابن القيم في الهدي النبوي هو موضوع وتبعه العسقلاني فقال هو موضوع وان كان يجري على الالسنة وكذا احاديث الارز موضوعة كلها قلت قد تقدم عن علي رفعه سيد طعام الدنيا اللحم ثم الارز اخرجه ابو نعيم في الطب النبوي والديلمي

اگر چاول آدمی ہوتا تو بردبار ہوتا ابن قیم ہدی النبی میں فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اور عسقلانی رح نے بھی ان ہی کی اتباع کی ہے وہ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے اگرچہ لوگوں کی زبان پر جاری ہے۔ اسی طرح تمام چاول کی احادیث موضوع ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں حضرت علی رض سے مرفوعاً گذر چکا کہ تمام کھانوں کا سردار گوشت پھر چاول ہیں۔ ابو نعیم رح نے طب نبوی میں اور دیلمی رح نے اسے روایت کیا ہے۔

۲۷۹۔ حديث لو كان الخضر حيا لزارني قال الحافظ العسقلاني لم يثبت مرفوعا وقال الحافظ الخنيضري لا يعرف له اسناد وانما هو من اختلاف بعض

اگر خضر زندہ ہوتے تو میری زیارت کرتے۔ عسقلانی فرماتے ہیں۔ یہ مرفوعاً ثابت نہیں، حافظ خنیضری رح فرماتے ہیں، اس کی سند معلوم نہیں۔ اور یہ بعض کذابین کے اختلاف کی بنا پر

الملکّٰہ ابن انتفی فقول الشیخ	ہے۔ شیخ ابن العطار لطائف المنن میں
ابن عطاء فی لطائف المنن لم	فرماتے ہیں محدثین نے جو اس قول پر اعتراض
یتعقبہ اھل الحدیث محمول	نہیں کیا۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ انہیں
علی عدم وصول کلام الائمۃ	ائمہ کا کلام نہیں پہنچا۔ ورنہ اس کے مخرج
الیہ وقد علم کل انا بمن شرہ جوہ۔	کو جانتا ہے۔
۳۸۔ حدیث لولاک لما خلقت	اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں
الافلاک قال الصغانی انہ موضوع	کو پیدا نہ کرتا۔ صغانی رح کہتے ہیں یہ موضوع
کذا فی الخلاصۃ لکن معناہ صحیح	ہیں۔ لیکن اس کے معنیٰ صحیح ہیں، کیونکہ
فقد روی الدیلمی عن ابن عباس	دیلمی رح نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ
رضی اللہ عنہما مرفوعا اتانی	عنہما سے مرفوعاً روایت کیا ہے
جبریل فقال یا محمد لولاک ما	اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ نہ ہوتے
خلقت الجنۃ ولولاک ما خلقت	تو میں جنت پیدا کرتا نہ دوزخ۔ اور
النار وفی روایۃ ابن عساکر لو	ابن عساکر رح کی روایت میں ہے کہ میں
لاک ما خلقت الدنیا۔	دنیا پیدا نہ کرتا۔
۳۹۔ حدیث لو منع الناس	اگر لوگوں کو مینگنی مارنے سے منع کیا جاتا تو وہ
عن فت البعر لفتوہ وقالوا ما	ضرور مارتے۔ صحابہ کہتے ہیں ہمیں کسی شئے سے منع
نہینا عنہ الا وفیہ شئی ذکرہ	نہیں کیا گیا۔ مگر اس میں کچھ نہ کچھ عیب ضرور تھا۔ یہ
فی الاحیاء وقال العراقی لم اجدہ	روایت احیاء میں موجود ہے۔ عراقی کہتے ہیں اس کا کہیں
قلت ولو حسن معناہ من قولہ	وجود نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی اس

تَعَالیٰ وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ	آیت سے ماخوذ ہیں، کہ اس درخت کے قریب نہ جانا،
وَقَوْلُ الشَّیْطَانِ مَا نَهٰکُمَا رَبُّکُمَا	اور شیطان کا یہ قول، کہ اللہ نے تمہیں اس درخت سے
عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّا اَنْ تَکُوْنَا	اس لئے منع کیا ہے کہ کہیں تم فرشتہ نہ بن جاؤ یا تم
مَلَکَیْنِ اَوْ تَکُوْنَا مِنَ الْخَالِدِیْنَ •	اس میں ہمیشہ نہ رہنے لگو،
۲۸۲۔ حَدِیْثُ لَوْ وُزِنَ خَوْفُ	اگر مومن کا خوف اور اس کی
الْمُؤْمِنِ وَرَجَاؤُهُ لَاعْتَدَلَا لَا اَصْلَ	امید کو وزن کیا جاوے۔ تو برابر
لَهٗ فِی الْمَرْفُوْعِ وَاِنَّمَا یُؤْثَرُ عَنْ	ہوں گے، اس کی مرفوع حدیث
بَعْضِ السَّلَفِ کَمَا فِی الْمَقَاصِدِ	میں کوئی اصل نہیں، اور مقاصد میں ہے
قَالَ الزَّرْکَشِیُّ لَا اَصْلَ لَهٗ لٰکِنْ	کہ یہ بعض سلف کے کلام سے نقل کیا گیا
قَالَ السُّیُوْطِیُّ اَخْرَجَهٗ عَبْدُ اللّٰهِ	ہے، زرکشی کہتے ہیں۔ اس کی کوئی اصل
بْنُ اَحْمَدَ فِیْ زَوَائِدِ الزُّهْدِ	نہیں، سیوطی رح کہتے ہیں عبد اللہؒ بن احمدؒ
عَنْ ثَابِتِ الْبُنَانِیِّ نَحْوَهٗ بِلَفْظِ	نے اسے زوائد الزہد میں ثابت البنانی
کَانَا سَوَاءً وَتَحْقِیْقُ مَعْنَاهُ فِیْ	کا قول بیان کیا ہے۔ اس کے معنی کی
بَابِ الْخَوْفِ وَالرَّجَاءِ فِیْ شَرْحِ	تحقیق باب الخوف والرجاء شرح
عَیْنِ الْعِلْمِ •	عین العلم میں ہے •

فائدہ۔ ایک روایت میں آتا ہے، کہ ایمان خوف اور امید کے درمیان ہے، دراصل ہر دو کا مقصد یہ ہے کہ ایمان کی دو شقیں ہیں، ایک خوف خداوندی دوسرے خدا سے رحمت کی امید، اگر خوف ہے اور اس کی رحمت کی امید نہیں اور اگر امیدوار رحمت ہے۔ لیکن خوف نہیں تب بھی مومن نہیں۔ مومن کے دل

میں خوف ورجاء مساوی ہونے چاہئیں۔

۳۸۳۔ حَدِیْثُ لَوْ عَلِمَ النَّاسُ مَا فِي الْحِلْيَةِ اشْتَرَوْهَا وَلَوْ بِوَزْنِهَا ذَهَبًا رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ مِنْ حَدِيْثِ سَلَمَةَ بْنِ سُلَيْمَانَ الْخَبَازِيِّ بِسَنَدِهٖ إِلٰى مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ مَرْفُوْعًا وَالْخَبَازِيُّ كَذَّابٌ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ مِنْ حَدِيْثِ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ وَهُوَ ضَعِيْفٌ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ بَلْ هُوَ مَوْضُوْعٌ۔

اگر لوگ یہ جان لیں۔ کہ عادات میں کیا خوبیاں ہیں تو اسے سونے سے وزن کرکے خریدیں۔ طبرانی رح نے کبیر میں سلمۃ بن سلیمان الخبازی کی سند سے معاذ بن جبل رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ خبازی کذاب ہے۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔ ابن عدی رح نے اسے معاذ بن جبل رض سے روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث ضعیف ہے۔ سیوطی رح کہتے ہیں بلکہ یہ موضوع ہے۔

۳۸۴۔ حَدِیْثُ اللِّوَاءِ يَحْمِلُهٗ عَلِيٌّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ قَالَ الْأَنْطَاكِيُّ فِي حَاشِيَةِ الشِّفَاءِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ۔

جھنڈے کو قیامت کے روز علی رض اٹھائیں گے۔ انطاکی حاشیۃ الشفاء میں لکھتے ہیں۔ ابن الجوزی رح نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔

۳۸۵۔ حَدِیْثُ لَيْسَ لِفَاسِقٍ غِيْبَةٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَعْدَ إِيْرَادِ حَدِيْثٍ فِي مَعْنَاهُ وَبِالْجُمْلَةِ فَقَدْ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ إِنَّهٗ لَيْسَ لِهٰذَا

فاسق کے لئے غیبت نہیں۔ سخاوی رح اس معنی کی حدیث نقل کرنے کے بعد کہتے ہیں۔ عقیلی رح کہتے ہیں۔ اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ قلانسی رح کہتے ہیں یہ منکر ہے

الحَدِیثِ اَصْلٌ وَقَالَ الْعَلْقَمِیُّ	منوفیؒ کہتے ہیں۔ اسے ہرویؒ نے حسن قرار
اَنَّہٗ مُنْکَرٌ اِنْتَہٰی وَقَالَ الْمَنُوفِیُّ	دیا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں، کیونکہ حفاظ کی
وَحَسَّنَہُ الْھَرَوِیُّ وَلَیْسَ کَذٰلِكَ	ایک جماعت نے اس بات کی تصریح کی
فَقَدْ صَرَّحَ جَمْعٌ مِنْ مُحَقِّقِی الْحُفَّاظِ	ہے۔ کہ یہ منکر ہے۔ موضوع ہے۔ اس کی
بِاَنَّہٗ مُنْکَرٌ مَوْضُوْعٌ لَا اَصْلَ لَہٗ	کوئی اصل نہیں۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں
قُلْتُ وَالْحَدِیثُ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ	اس حدیث کو طبرانیؒ وغیرہ نے معاویہ رض
وَغَیْرُہٗ مِنْ حَدِیثِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ	بن حیدہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن
حَیْدَۃَ مَرْفُوْعًا بِہٖ لٰکِنْ سَنَدُہٗ	سند اس کی ضعیف ہے۔ اور حاکم کے قول
ضَعِیفٌ وَھٰذَا مَعْنٰی قَوْلِ الْحَاکِمِ	کا بھی یہی مقصد ہے، کہ یہ صحیح نہیں اور نہ
اَنَّہٗ غَیْرُ صَحِیحٍ وَلَا مُعْتَمَدٍ وَاَخْرَجَ	اعتماد کے قابل ہے۔ بیہقیؒ نے سنن اور شعب
الْبَیْھَقِیُّ فِی السُّنَنِ وَفِی الشُّعَبِ	میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً
اَیْضًا عَنْ اَنَسٍ رَفَعَہٗ مَنْ اَلْقٰی	روایت کیا ہے۔ کہ جو حیا کی چادر اتار
جِلْبَابَ الْحَیَاءِ فَلَا غِیْبَۃَ لَہٗ	دے اس کی غیبت نہیں۔ سہیلیؒ کہتے
قَالَ السُّھَیْلِیُّ اَنَّہٗ لَیْسَ بِقَوِیٍّ	ہیں یہ قوی نہیں۔ اور یہ گذر چکا۔ کہ اس
وَقَالَ قَدْ مَرَّ فِی اِسْنَادِہٖ ضُعْفٌ	کی سند میں ضعف ہے۔ تو حاصل یہ نکلا
اِنْتَہٰی فَیَحْصِلُ اَنَّہٗ غَیْرُ مَوْضُوْعٍ	کہ یہ موضوع نہیں بلکہ ضعیف لذاتہ یا
بَلْ ضَعِیفٌ لِذَاتِہٖ اَوْ حَسَنٌ لِغَیْرِہٖ	حسن لغیرہ ہے۔ کیونکہ اس سندات
بِنَاءً عَلٰی تَعَدُّدِ طُرُقِہٖ ۔	متعدد ہیں۔
۳۸۶ - حَدِیثُ لَیْسَ لِلْمُؤْمِنِ	مومن کے لئے خدا سے ملنے کے

لا راحة دون الخلود رواه محمد بن نصر في قيام الليل له عن وهب بن منبه من قوله وفي المرفوع إنما المستريح من غفر له ذكره السخاوي ۔

علاوہ کوئی راحت نہیں۔ اسے محمد بن نصر نے قیام اللیل میں وہب بن منبہ سے ان کا قول نقل کیا ہے۔ اور مرفوعاً یہ مروی ہے کہ فائدہ میں وہ ہے جس کی مغفرت کردی جائے۔

۳۸۷۔ حديث لي مع الله وقت لا يسعني فيه ملك مقرب ولا نبي مرسل يذكره الصوفية كثيرا وهو في رسالة القشيري لكن بلفظ لي وقت لا يسعني فيه غير ربي قلت ويؤخذ منه أنه أراد بالملك المقرب جبريل وبالنبي المرسل نفسه الجليل وفيه إيماء إلى مقام الاستغراق باللقاء المعبر عنه بالسكر والمحو والفناء ۔

میرے لئے اللہ کے ساتھ ایسا وقت ہے جس میں نہ تو کوئی مقرب فرشتہ پہنچ سکتا ہے اور نہ کوئی نبی مرسل۔ اس کا اکثر صوفیا تذکرہ کرتے ہیں۔ اور یہ رسالہ قشیری میں ان الفاظ کے ساتھ ہے، میرے لئے ایک ایسا وقت ہے جس میں میرے پاس خدا کے سوا کوئی نہیں آسکتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ فرشتہ مقرب سے مراد جبرئیل اور نبی مرسل سے مراد خود آپ کی ذات ہے اور اس میں اشارہ مقام استغراق کی طرف ہے جسے آپ سکر، محو اور فنا سے تعبیر کر سکتے ہیں۔

حرف الميم

۳۸۸۔ حديث ما أخاف على

میں اپنی امت پر کسی شے کا اتنا خوف نہیں

أُمَّتِیْ فِتْنَۃً اَخْوَفُ عَلَیْھَا مِنَ النِّسَاءِ	کرتا۔ جتنا عورتوں اور شراب کا، سخاوی
وَالْخَمْرِ بَیَّضَ لَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ	نے اس کی سرخی بنائی ہے۔ اور اس پر
عَلَیْہِ قَالَ ابْنُ الرَّبِیْعِ اِمَّا لَفْظُہُ	کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الربیع کہتے
فَلَمْ اَجِدْہُ مُسْنَدًا وَاَمَّا شَوَاھِدُہُ	ہیں۔ میں اس کے الفاظ بالسند
فَکَثِیْرَۃٌ جِدًّا نَعَمْ عِنْدَ الدَّیْلَمِیِّ	نہیں پاتا۔ لیکن اس کے شواہد بہت
بِلَا سَنَدٍ عَنْ عَلِیٍّ رَفَعَہُ مَا اَخَافُ	سے ہیں۔ دیلمی رح میں حضرت علی
عَلٰی اُمَّتِیْ فِتْنَۃً اَخْوَفُ عَلَیْھَا	رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً بلاسند
مِنَ النِّسَاءِ وَالْخَمْرِ۔	یہ روایت مروی ہے۔
۳۸۹۔ حَدِیْثُ مَا اَعْلَمُ مَا	میں نہیں جانتا۔ میری اس دیوار
خَلْفَ جِدَارِیْ ھٰذَا قَالَ	کے پیچھے کیا ہے۔ عسقلانی کہتے ہیں اس
الْعَسْقَلَانِیُّ لَا اَصْلَ لَہُ۔	کی کوئی اصل نہیں۔
۳۹۰۔ حَدِیْثُ مَا اَفْلَحَ سَمِیْنٌ	نہیں کامیاب ہوا موٹا۔ یہ امام
مِنْ کَلَامِ الشَّافِعِیِّ وَقَالَ الْاِمَامُ	شافعی رح کا کلام ہے۔ امام محمد بن الحسن
مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَذٰلِکَ لِاَنَّہُ	فرماتے ہیں۔ یہ اس بنا پر ہے۔ کہ عاقل
لَا یَخْلُو الْعَاقِلُ مِنْ اَنْ یَھْتَمَّ	دنیا و آخرت کی تہمت سے بری نہیں
لِاٰخِرَتِہٖ اَوْ لِدُنْیَاہُ وَالشَّحْمُ لَا	ہوتا۔ اور موٹا کسی کوشش میں
یَنْعَقِدُ مَعَ الْھَمِّ وَاِذَا خَلَا	مشغول نہیں ہوتا۔ اور جب وہ دین
مِنْھُمَا صَارَ فِیْ حَدِّ الْبَھَائِمِ وَاَنْشَدَنَا	و دنیا دونوں کی کوششوں سے
لِلشَّیْخِ سَیْفُ الدِّیْنِ الْبَاخَرْزِیِّ	خالی ہوا۔ تو چوپایوں کی حد میں

البخاري. شعر

يقولون اجسام المحبين نضوة
وانت سمين لست غير مراق
فقال لان الحب خالف طبعهم
ووافقه طبعي فصار غذائي

داخل ہو گیا۔
لوگ کہتے ہیں کہ عاشقوں کے جسم لاغر ہیں کہ دیکھے نہیں جاتے اور تو موٹا ہے تو اس نے کہا کہ اس وجہ سے کہ محبت ان کی طبیعت کے خلاف ہے۔ اور وہ میری طبیعت کے موافق ہے اس لئے میری غذا ہو گئی۔

۳۹۱ - حديث ما افلح صاحب عيال قط رواه الديلمي بسنده عن ابي هريرة مرفوعا به وقال ابن عدي هو عن النبي عليه السلام منكر انما هو من كلام ابن عيينة.

عیال دار کبھی کامیاب نہیں ہوا اسے دیلمی رحمہ نے با لسند حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن عدی رحمہ کہتے ہیں یہ حضور سے روایت کرنا منکر ہے۔ بلکہ یہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے۔

۳۹۲ - حديث ما انصف القاري المصلي قال العسقلاني لا اعرفه ويغني قوله عليه الصلوة والسلام لا يجهر بعضكم على بعض بالقرآن وهو صحيح من حديث البياضي في الموطا وابي داود وغيرهما.

نماز پڑھنے والے قاری نے کتنا انصاف کیا۔ عسقلانی رحمہ کہتے ہیں میں اسے نہیں پہچانتا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ ایک دوسرے پر قرآن زور سے نہ پڑھو۔ یہ صحیح ہے بیاضی رحمہ سے موطا اور ابو داؤد وغیرہ میں مروی ہے۔

۳۹۳ - حديث ما اوتي قوم

جس قوم کو منطق عطا کی گئی اس نے عمل

بِالْمَنْطِقِ إِلَّا مَنَعُوا الْعَمَلَ كَذَا فِي الْإِحْيَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَلَعَلَّ الْمُرَادَ بِالْمَنْطِقِ الْجَدَلُ

کو چھوڑ دیا۔ یہ احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں میں اس کی کوئی اصل نہیں پاتا اور ہو سکتا ہے منطق سے مراد جھگڑا ہو۔

۳۹۴۔ حَدِيثُ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَلِيٍّ جَاهِلٍ وَلَوِ اتَّخَذَهُ لَعَلَّمَهُ يَعْنِي لَوْ أَرَادَ اتِّخَاذَهُ وَلِيًّا لَعَلَّمَهُ ثُمَّ اتَّخَذَهُ وَلِيًّا وَإِذَا اتَّخَذَهُ وَلِيًّا لَعَلَّمَهُ وَالْمَعْنَى الْأَوَّلُ لِلسَّالِكِينَ الْمُرِيدِينَ وَالثَّانِي لِلْمَجْذُوبِينَ الْمُرَادِينَ لٰكِنْ لَفْظُهُ لَيْسَ بِثَابِتٍ وَقَدْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ مَرْفُوعًا۔

اللہ تعالیٰ کسی جاہل کو دوست نہیں بناتا۔ اگر کسی کو دوست بنانا چاہتا ہے تو اسے علم دیتا ہے۔ پھر اسے دوست بناتا ہے۔ اور جب اسے دوست بنا لیتا ہے تو تعلیم دیتا ہے پہلے جملہ سے مراد سالکین مریدین اور دوسرے سے مراد مجذوبین ہیں، لیکن اس کے الفاظ ثابت نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔

۳۹۵۔ حَدِيثُ مَا اسْتَرْذَلَ الْعَبْدُ عَبْدًا إِلَّا حُظِرَ عَلَيْهِ الْعِلْمُ وَالْأَدَبُ قَالَ فِي الْمِيزَانِ هُوَ بَاطِلٌ

جب کوئی بندہ بندے کو ذلیل کرنا چاہتا ہے تو اس پر علم و ادب کا خطرہ پیدا ہو جاتا ہے ذہبی میزان میں فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

۳۹۶۔ حَدِيثُ مَا بُدِئَ بِشَيْءٍ يَوْمَ الْأَرْبِعَاءِ إِلَّا وَقَدْ تَمَّ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ لَهُ عَلَىٰ أَصْلٍ وَيُعَارِضُهُ حَدِيثُ جَابِرٍ

بدھ کے روز جو بھی کام شروع کیا جائے پورا ہو جاتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں، اور جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث جو مرفوعاً مروی

مُوْدُوْعًا يَوْمُ الْاَرْبَعَاءِ يَوْمُ نَحْسٍ	ہے، اس کے مخالف ہے کہ بدھ کا روز
مُسْتَمِرٌّ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ فِي الْاَوْسَطِ	نحس ہے۔ طبرانی رح نے اسے اوسط میں
وَهُوَ ضَعِيْفٌ اِنْتَهٰى وَفِيْهِ اَنَّ	روایت کیا ہے۔ اور یہ ضعیف ہے
مَعْنَاهُ كَانَ يَوْمًا نَحْسًا مُسْتَمِرًّا	اور ہو سکتا ہے۔ اس سے مراد یہ ہو
عَلَى الْكُفَّارِ فَمَفْهُوْمُهُ اَنَّهُ سَعْدٌ	کہ یہ کفار کے لئے نحس ہے۔ اور نیک
مُسْتَمِرٌّ عَلَى الْاَبْرَارِ وَقَدِ اعْتَمَدَ	لوگوں کے لئے مستقل طور پر سعد ہے
مِنْ اَئِمَّتِنَا صَاحِبُ الْهِدَايَةِ عَلٰى	اور ہمارے ائمہ میں سے صاحب ہدایہ
هٰذَا الْحَدِيْثِ وَكَانَ يَعْمَلُ بِهٖ	نے اس پر عمل کیا۔ کہ وہ اپنے درس
فِي ابْتِدَاءِ دَرْسِهٖ وَقَدْ قَالَ	کی ابتدار اسی روز کرتے۔ عسقلانی رح
الْعَسْقَلَانِيُّ بَلَغَنِيْ عَنْ بَعْضِ	فرماتے ہیں بعض صلحار سے جن سے میں ملا ہوں
الصَّالِحِيْنَ مِمَّنْ لَقِيْنَاهُ اَنَّهُ	یہ خبر پہنچی ہے کہ بدھ کے روز نے اللہ تعالے
قَالَ اشْتَكَتِ الْاَرْبِعَاءُ اِلَى اللّٰهِ	سے شکایت کی۔ کہ لوگ اس سے بدفالی لیتے
تَعَالٰى تَشَاءُمُ النَّاسِ بِهَا فَمَنَحَهَا	ہیں۔ اسے یہ چیز عطا کی گئی کہ جو کام بھی اس روز
اَنَّهَا مَا بُدِئَ بِشَيْءٍ اِلَّا وَتَمَّ وَ	شروع کیا جائے وہ پورا ہو جائے۔ اور اللہ
اللّٰهُ سُبْحَانَهٗ اَعْلَمُ وَاَحْكَمُ۔	تعالیٰ زیادہ جانتا ہے ؛
۲۹۷ ۔ حَدِيْثُ مَا اَبْعَدَ طَرِيْقٌ	جو راستہ دوست کی طرف لے جاتا
اَدّٰى اِلٰى صَدِيْقٍ مِنْ كَلَامِ ذِي	ہے، وہ کتنا دور ہے۔ یہ ذی النون مصری
النُّوْنِ الْمِصْرِيِّ وَفِيْ مَعْنَاهُ مَا	کا کلام، معنی اس کے یہ ہیں کہ دوست تک
بَعُدَ مَصِيْرٌ عَنْ حَبِيْبٍ ۔	پہنچنے کی راہ کتنی بعید ہے ۔

۳۹۸۔ حَدِیْثُ مَا بَکَیْتُ مِنْ دَهْرٍ إِلَّا بَکَیْتُ عَلَیْهِ هُوَ مِنْ کَلَامِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِمَعْنَاهُ۔

میں زمانہ کے باعث نہیں رویا، بلکہ زمانہ پر رویا ہوں۔ وہ ابن عباسؓ کے کلام کے معنی ہیں۔

۳۹۹۔ حَدِیْثُ مَا تَرَكَ الْقَاتِلُ عَلَى الْمَقْتُوْلِ مِنْ ذَنْبٍ قَالَ ابْنُ كَثِيْرٍ فِيْ تَارِيْخِهِ إِنَّهُ لَا يُعْرَفُ لَهُ أَصْلٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ كَمَا أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا وَلِلْبَيْهَقِيِّ فِيْ حَدِيْثٍ مَرْفُوْعٍ الْقَتْلَى ثَلَاثَةٌ فَذَكَرَهُ إِلَى أَنْ قَالَ فِي الرَّجُلِ الْمُؤْمِنِ الْمُقْتَرِفِ عَلَى نَفْسِهِ الْمَقْتُوْلِ فِي الْجِهَادِ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ تَعَالَى إِنَّ السَّيْفَ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا وَفِي الْمُنَافِقِ الْمَقْتُوْلِ فِي الْجِهَادِ إِنَّ السَّيْفَ لَا يَمْحُو النِّفَاقَ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ حَدِيْثُ السَّيْفِ مَحَّاءٌ لِلْخَطَايَا أَخْرَجَهُ أَحْمَدُ وَابْنُ حِبَّانَ فِيْ

قاتل نے مقتول پر کوئی گناہ نہیں چھوڑا ابن کثیر اپنی تاریخ میں فرماتے ہیں، ان الفاظ کے ساتھ کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی، لیکن اس کے معنی صحیح ہیں۔ جیسا کہ ابن حبانؒ نے ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے، کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے۔ اور بیہقی رحؒ نے مرفوع حدیث میں روایت کیا ہے، کہ مقتول تین ہیں حتی کہ بیہقی رحؒ نے اس مومن کے بارے میں جس نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہو، اور وہ جہاد فی سبیل اللہ میں مقتول ہو کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے، اور اس منافق کے بارے میں جو جہاد میں مقتول ہو جائے یہ روایت ہے، کہ تلوار نفاق کو نہیں مٹاتی سیوطی رحؒ کہتے ہیں یہ حدیث کہ تلوار گناہوں کو مٹانے والی ہے اسے احمدؒ اور ابن حبانؒ نے عقبہ بن عبید

من حديث عتبة بن عبيد و
أخرجه الديلمي وأبو نعيم عن
عائشة قتل الصبر لا يمر على
ذنب إلا محاه وأخرجه سعيد بن
منصور من مرسل عمرو بن شعيب
من قتل صبرا كان كفارة
لخطاياه وأخرجه البيهقي في
الشعب عن الأوزاعي قال من
قتل مظلوما كفر الله عنه كل
ذنب قال وذلك في القرآن
إني أريد أن تبوء بإثمي وإثمك
انتهى وفي الاستدلال بالقرآن
بحث ظاهر البيان۔

سے روایت کیا ہے۔ ابونعیم اور دیلمی رح نے
عائشہ رض سے روایت کیا ہے۔ باندھ کر قتل
کرنا مقتول نے جو بھی گناہ کیا ہے۔ اسے
معاف کر دیتا ہے۔ سعید بن منصور رح نے عمرو رح بن
شعیب سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ جو باندھ
کر قتل کیا جائے۔ اس کے گناہوں کا کفارہ
ہو جاتا ہے۔ بیہقی رح نے شعب الایمان میں
اوزاعی رح سے روایت کیا ہے۔ جو مظلوم قتل کیا
جائے اللہ تعالیٰ اس کے ہر گناہ کو مٹا دیتا ہے
اور یہ قرآن میں بھی موجود ہے میں تیرے اور
اپنے دونوں کے گناہ سمیٹنے کا ارادہ کرتا
ہوں۔ اور قرآن سے یہ استدلال کرنا
بحیثیت الفاظ ہے۔

۴۰۰- حديث ما تعاظم علي
أحد مرتين هو من كلام غير واحد
من السلف ففي المجالسة
للدينوري عن الأصمعي قال قال
أعرابي ما أتاه على أحد مرتين
قيل وكيف ذلك قال لأنه إذا

کسی پر دو مرتبہ آنا کتنا بڑا ظلم
ہے۔ یہ بہت سے اسلاف کا
کلام ہے۔ دینوری رح کی مجالسہ
میں اصمعی رح سے مروی ہے کہ
ایک اعرابی نے کہا میں کسی کے
پاس دوبارہ نہیں آتا۔ اس سے

أَتَاهُ عَلَى مَرَّةٍ لَمْ أَعُدْ إِلَيْهِ قُلْتُ وَمِمَّا يُؤَيِّدُ مَعْنَاهُ حَدِيثُ لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ مَرَّتَيْنِ وَعَنِ الْأَصْمَعِيِّ أَيْضًا قَالَ لِي رَجُلٌ مَا رَأَيْتُ ذَا كِبْرٍ قَطُّ إِلَّا تَحَوَّلَ دَاؤُهُ فِيَّ يُرِيدُ أَنِّي أَتَكَبَّرُ عَلَيْهِ.

دریافت کیا گیا یہ کیسے؟ اس نے جواب دیا جب میں کسی کے پاس ایک بار آجاتا ہوں۔ تو اس کے پاس دوبارہ نہیں جاتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے مومن ایک سوراخ سے دو بار نہیں ڈسا جاتا نیز اصمعی سے مروی ہے کہ مجھ سے ایک شخص نے کہا کہ میں جب بھی کسی متکبر شخص کو دیکھا تو اس کی بیماری میری طرف منتقل ہو جاتی ہے یعنی میں اس پر تکبر کرنے لگتا ہوں۔

٤٠١ - حَدِيثُ مَا خَلَا جَسَدٌ مِنْ حَسَدٍ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ بِلَفْظِهِ وَقَدْ وَرَدَ مَعْنَاهُ فِي نُزْهَةِ الْحُفَّاظِ لِأَبِي مُوسَى الْمَدِينِيِّ بِسَنَدِهِ عَنْ أَنَسٍ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثٍ طَوِيلٍ كُلُّ بَنِي آدَمَ حَسُودٌ وَسَنَدُهُ ضَعِيفٌ.

کوئی جسم حسد سے خالی نہیں۔ سخاوی کہتے ہیں میں ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث سے واقف نہیں۔ اور اس کے معنی نزہۃ الحفاظ میں ابو موسیٰ ؒ المدنی کی سند سے حضرت انس ؓ سے ایک طویل حدیث میں مرفوعاً مروی ہے۔ ہر بنی آدم حاسد ہے۔ اور اس کی سند ضعیف ہے۔

٤٠٢ - حَدِيثُ مَا خَلَا قَصِيرٌ مِنْ حِكْمَةٍ وَلَا طَوِيلٌ مِنْ حَمَاقَةٍ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ لَكِنْ وَرَدَ عَنْ عَائِشَةَ مَرْفُوعًا جُعِلَ الْخَيْرُ كُلُّهُ فِي الرَّبْعَةِ يَعْنِي

کوئی پستہ قد حکمت سے اور کوئی لمبا قد حماقت سے خالی نہیں ہوتا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مرفوعاً مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ

الْمُعْتَدِلِ الَّذِي لَيْسَ بِالطَّوِيْلِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ اَيْ لَا بِالطَّوِيْلِ الْبَائِنِ وَلَا بِالْقَصِيْرِ الْمُتَرَدِّدِ بِاَنْ يَكُوْنَ مَيْلُهُ اِلَى الطُّوْلِ كَمَا صَحَّ فِي شَمَائِلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَعَنِ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رَفَعَهُ اَنَّ اللهَ جَعَلَ الْهَوَجَ فِي الطُّوَالِ وَالْهَوَجُ بِفَتْحَتَيْنِ الْحُمْقُ وَهُوَ بِالضَّمِّ قِلَّةُ الْعَقْلِ ٭

نے تمام بھلائی ربعہ یعنی معتدل میں رکھی ہے ۔ اور ربعہ وہ ہوتا ہے جو نہ بہت لمبا ہو اور نہ بہت چھوٹا ۔ بلکہ اس کا قد کچھ لمبائی کی جانب مائل ہو ۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف میں ، یہ صحیح طور پر ثابت ہے ۔ حسن رضہ بن علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعاً مروی ہے ، کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے حماقت کو لمبائی میں رکھا ہے ؛

۴۰۳ - حَدِيْثُ مَا رَفَعَ اَحَدٌ اَحَدًا فَوْقَ قَدْرِهِ اِلَّا وَاتَّضَعَ عِنْدَهُ مِنْ قَدْرِهِ بِاَزْيَدَ لَيْسَ فِي الْمَرْفُوْعِ لٰكِنْ جَاءَ نَحْوُهُ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ لِلْبَيْهَقِيِّ مَا اَكْرَمْتُ اَحَدًا فَوْقَ مِقْدَارِهِ اِلَّا اتَّضَعَ مِنْ قَدْرِيْ عِنْدَهُ بِمِقْدَارِ مَا اَكْرَمْتُهُ ٭

کسی نے کسی کو اس کی حیثیت سے اوپر نہیں اٹھایا ۔ مگر اس کی حیثیت اس کی نظروں میں گر گئی ۔ یہ مرفوعاً مروی نہیں بلکہ بیہقی رح کے مناقب شافعی رح میں اس قسم کا قول موجود ہے ، میں نے کسی کی اس کی مقدار سے زیادہ عزت نہیں کی ۔ مگر میں جتنا اس کا اکرام کرتا تھا ۔ اتنی ہی اس کے دل میں میری قدر کم ہو گئی ۔

۴۰۴ - حَدِيْثُ مَا ذَاقَ مَجْلِسٌ بِمُحَابِّيْنَ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدِهِ

محبت کرنے والوں کے ساتھ مجلس نے مزا نہیں اٹھایا ۔ اسے دیلمی رح نے بلا سند حسن

عَنِ الْحَسَنِ بِهٖ مَرْفُوْعًا اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ مِنْ قَوْلِ ذِي النُّوْنِ الْمِصْرِيِّ بِمَعْنَاهُ ۔

سے مرفوعاً روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان میں ذی النون مصری کا قول اسی معنی میں نقل کیا ہے ۔

۴۰۵۔ حَدِيْثُ مَا عَاقَبْتَ مَنْ عَصَى اللّٰهَ فِيْكَ بِمِثْلِ اَنْ يُطِيْعَ اللّٰهَ فِيْهِ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ ۔

جس نے اللہ کی تیرے بارے میں نافرمانی کی میں نے اسے اتنی سزا نہیں دی جتنا اللہ کی اطاعت میں اسے اجر دیا سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ۔

۴۰۶۔ حَدِيْثُ مَا عِنْدَ اللّٰهِ بِشَيْءٍ اَعْظَمَ مِنْ جَبْرِ الْقُلُوْبِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْرِفُهُ فِي الْمَرْفُوْعِ

دلوں کے جوڑنے سے زیادہ کوئی بڑی شئے اللہ کے نزدیک کوئی نہیں ہے سخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا ۔

۴۰۷۔ حَدِيْثُ مَا عَزَلَ مَنْ وَلِيَ وَلَدَهُ قَالَ شَيْخُنَا لَا اَصْلَ لَهُ قُلْتُ بَلْ هُوَ مَوْضُوْعٌ فِي مَبْنَاهُ وَبَاطِلٌ فِي مَعْنَاهُ ۔

کسی ولی نے اپنے بیٹے کو معزول نہیں کیا ۔ ہمارے شیخ فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں میرے نزدیک یہ موضوع ہے اور معنی بھی باطل ہے ۔

۴۰۸۔ حَدِيْثُ مَا عَزَّتِ النِّيَّةُ فِي الْحَدِيْثِ اِلَّا شَرَفُهُ قَالَ الْخَطِيْبُ لَا يُحْفَظُ مَرْفُوْعًا وَاِنَّمَا هُوَ قَوْلُ ابْنِ هَارُوْنَ ۔

حدیث کی نیت نے جتنی عزت کی خدا تعالے نے اسے شرف بخشا خطیب کہتے ہیں یہ مرفوعاً ثابت نہیں بلکہ ابن ہارون کا قول ہے ۔

۴۰۹۔ حَدِيْثُ مَا عَزَّ بِشَيْءٍ

جس شے کی زیادہ عزت کی گئی وہی

الأدهان وهو معنى الحديث الصحيح عن أنس حق على الله أن لا يرتفع شيء من الدنيا إلا وضعه أخرجه البخاري۔

ذلیل ہوئی یا ایک حدیث صحیح کے معنی ہیں۔ جو انسؓ سے مروی ہے کہ اللہ پر یہ فرض ہے کہ دنیا میں جب کوئی شئے بلند کی جاتی ہے تو اسے گرا دیتا ہے اسے بخاری نے روایت کیا ہے۔

۴۱۰۔ حديث ما فضلكم أبو بكر بفضل صوم ولا صلوة ولكن بشيء وقر في قلبه أي سكن وثبت واستمر واستقر من ذكر الرب وهو في الإحياء وقال العراقي لم أجده مرفوعا وهو عند الحكيم الترمذي في النوادر من قول بكر بن عبد الله المزني۔

ابوبکرؓ کی فضیلت نماز اور روزے کی وجہ سے نہیں، لیکن وہ تو اس شئے کی بنا پر ہے جو ان کے دل میں ذکر خداوندی کی بنا پر راسخ ہو گئی تھی۔ یہ حدیث احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں۔ میں نے اسے مرفوعاً نہیں پایا۔ لیکن حکیم رحمہ اللہ تعالیٰ ترمذیؒ کی نوادر میں یہ بکر بن عبداللہ المزنی کا قول ہے۔

۴۱۱۔ حديث ما كثر أذان بلدة إلا قل بردها أخرجه الديلمي بلا سند عن علي وفي اللآلي حديث ما من مدينة يكثر أذانها إلا قل بردها موضوع۔

جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں تو اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ اسے دیلمی نے بلا سند حضرت علیؓ سے روایت کیا ہے لآلی میں ہے یہ حدیث کہ جب کسی شہر میں اذانیں زیادہ ہوتی ہیں۔ تو اس کی سردی کم ہو جاتی ہے۔ یہ موضوع ہے۔

۴۱۲۔ حديث ما كل مرة تسلم الجرة ليس بحديث۔

ہر بار مٹکا سالم رہتا ہے یہ حدیث نہیں ہے۔

۴۱۳ - حَدِيْثُ مَا امْتَلَأَتْ دَارٌ مِنَ الدُّنْيَا حَبْرَةً إِلَّا امْتَلَأَتْ مِنْهَا عِبْرَةً قَالَ الْعِرَاقِيُّ رَوَاهُ ابْنُ الْمُبَارَكِ عَنْ عِكْرِمَةَ بْنِ عَمَّارٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ كَثِيْرٍ مُرْسَلًا وَالْحَبْرَةُ بِفَتْحِ الْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ وَسُكُوْنِ الْمُوَحَّدَةِ السُّرُوْرُ وَمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالَى فَهُمْ فِيْ رَوْضَةٍ يُحْبَرُوْنَ أَيْ يُسَرُّوْنَ وَالْعَبْرَةُ الدَّمْعُ السَّائِلُ.

دنیا کا کوئی گھر نعمتوں سے جب بھی بھرتا ہے، تو وہ عبرت سے بھر جاتا ہے۔ عراقی رحمہ کہتے ہیں۔ اسے ابن المبارک نے یحیی رحمہ بن کثیر سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ اور حبرہ کے معنی خوشی کے ہیں۔ اسی سے اللہ تعالیٰ کا قول ہے "وہ باغ میں خوش ہوں گے"، اور عبرت سے مراد بہنے والا آنسو۔

۴۱۴ - حَدِيْثُ مَا مِنْ لَيْلَةٍ إِلَّا يُنَادِيْ مُنَادٍ يَا أَهْلَ الْقُبُوْرِ مَنْ تَغْبِطُوْنَ فَيَقُوْلُوْنَ أَهْلَ الْمَسَاجِدِ الخ لَمْ يُوْجَدْ لَهُ أَصْلٌ.

کوئی رات ایسی نہیں گذرتی جب کہ منادی یہ ندا نہ کرتا ہو، کہ اہل قبور تم کس سے رشک کرتے ہو، تو وہ جواب دیں گے اہل مساجد سے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۱۵ - حَدِيْثُ مَا مِنْ جَمَاعَةٍ اجْتَمَعَتْ إِلَّا وَفِيْهِمْ وَلِيُّ اللهِ لَا هُمْ يَدْرُوْنَ بِهِ وَلَا هُوَ يَدْرِيْ بِنَفْسِهِ لَا أَصْلَ لَهُ وَهُوَ كَلَامٌ بَاطِلٌ فَإِنَّ الْجَمَاعَةَ قَدْ تَكُوْنُوْنَ فُجَّارًا يَمُوْتُوْنَ عَلَى الْكُفْرِ وَالْفُجُوْرِ

کوئی جماعت ایسی نہیں جب وہ جمع ہو تو اس میں ایک نہ ایک ولی ضرور ہوتا ہے جسے نہ تو لوگ جانتے ہیں۔ اور نہ وہ خود اپنے آپ کو پہچانتا ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور یہ کلام باطل ہے، کیونکہ جماعت تو فجار کی بھی ہوتی ہے، جو کفر پر مر جاتے ہیں، اگر

لَکِنْ ذَکَرَہٗ بَعْضُھُمْ وَلَوْ صَحَّ سَنَدُہٗ	اس کی صحیح سند ہو، تو تاویل کا دروازہ بہت
فَبَابُ التَّاوِیْلِ وَاسِعٌ عِنْدَھُمْ	وسیع ہے ؛
۴۱۶۔ حَدِیْثُ مَا مِنْ نَبِیٍّ نُبِّئَ	جو بھی نبی بنایا گیا ہے وہ چالیس سال کی عمر میں بنایا
اِلَّا بَعْدَ الْاَرْبَعِیْنَ قَالَ ابْنُ الْجَوْزِیِّ	گیا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں ابن الجوزی کا قول ہے یہ موضوع
اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ ذَکَرَہُ الزَّرْکَشِیُّ وَسَکَتَ	ہے۔ اور سیوطیؒ نے اس سے سکوت اختیار کیا ہے
عَنْہُ السُّیُوْطِیُّ قُلْتُ وَیُعَارِضُہٗ	ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قرآن کی بھی معارض ہے
نَصُّ قَوْلِہٖ تَعَالٰی فِیْ یَحْیٰی وَاٰتَیْنَاہُ	اللہ تعالیٰ یحییٰ علیہ السلام کے بارے میں فرماتے
الْحُکْمَ صَبِیًّا وَفِیْ یُوْسُفَ وَاَوْحَیْنَا	ہیں، ہم نے انہیں حکم بچپن میں دیا۔ اور یوسف
اِلَیْہِ لَتُنَبِّئَنَّھُمْ بِاَمْرِھِمْ ھٰذَا	کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے واوحینا الیہ لتنبئنہم بہذا
الْاٰیَۃَ وَلَوْ ثَبَتَ یُحْمَلُ عَلَی الْغَالِبِ	الآیۃ۔ اگر یہ ثابت بھی ہو جائے تو اکثریت پر محمول ہوگا۔
۴۱۷۔ حَدِیْثُ مَا النَّارُ فِی الْیَبِیْسِ	خشک چیزوں میں غیبت سے زیادہ
بِاَسْرَعَ مِنَ الْغِیْبَۃِ فِیْ حَسَنَاتِ الْعِبَادِ	بندے کی نیکیوں پر آگ اثر نہیں کرتی
ذَکَرَہٗ فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ	اسے غزالی رحمہ نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔
لَمْ اَجِدْ لَہٗ اَصْلًا وَالْیَبِیْسُ بِفَتْحَتَیْنِ	عراقی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں اس کی
وَبِضَمٍّ فَسُکُوْنٍ الْیَابِسُ وَالْمُرَادُ بِہِ	کوئی اصل نہیں، یبس سے مراد
الْحَطَبُ الْیَابِسُ وَنَحْوُہٗ ۔	خشک لکڑی ہے ؛
۴۱۸۔ حَدِیْثُ مَا وَسِعَنِیْ	مجھے میری زمین اور میرے آسمان نے
اَرْضِیْ وَلَا سَمَائِیْ وَلٰکِنْ وَسِعَنِیْ	وسعت نہیں دی، لیکن مومن بندے کے قلب نے
قَلْبُ عَبْدِیَ الْمُؤْمِنِ فِی الْاِحْیَاءِ وَ	مجھے وسعت دی ہے، یہ حدیث احیاء میں ہے

قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَرَ لَهُ أَصْلًا وَقَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ مَذْكُورٌ فِي الْإِسْرَائِيلِيَّاتِ وَلَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ مَعْرُوفٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَفِي الذَّيْلِ وَهُوَ كَمَا قَالَ وَمَعْنَاهُ وَسِعَ قَلْبُهُ الْإِيمَانَ بِي وَمَحَبَّتِي وَإِلَّا فَالْقَوْلُ بِالْحُلُولِ كُفْرٌ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَضَعَهُ الْمَلَاحِدَةُ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَ أَحْمَدُ فِي الزُّهْدِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ إِنَّ اللّٰهَ فَتَحَ السَّمٰوٰتِ لِحِزْقِيلَ حَتّٰى نَظَرَ إِلَى الْعَرْشِ فَقَالَ حِزْقِيلُ سُبْحَانَكَ مَا أَعْظَمَ شَأْنَكَ يَا رَبِّ فَقَالَ اللّٰهُ إِنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ ضَعُفَتْ عَنْ أَنْ تَسَعَنِي وَوَسِعَنِي قَلْبُ الْعَبْدِ الْمُؤْمِنِ الْوَادِعِ اللَّيِّنِ انْتَهَى وَفِيهِ إِيمَاءٌ إِلَى قَوْلِهِ تَعَالَى إِنَّا عَرَضْنَا الْأَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ

عراقی فرماتے ہیں میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں یہ اسرائیلیات میں تو موجود ہے، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی کوئی معروف سند نہیں۔ ذیل میں بھی اسی قسم کا قول ہے اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن کا دل مجھ پر ایمان لانے اور اور میری محبت کی بنا پر وسیع ہو گیا۔ اور اگر یہ مراد لی جائے کہ میں اس کے قلب میں حلول کر آیا تو یہ کفر ہے زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث کو کفار نے وضع کیا ہے، سیوطیؒ کہتے ہیں امام احمد بن حنبل نے اپنی زہد میں وہب بن منبہ سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو حزقیل کے لئے کھول دیا حتی کہ اس نے عرش پر نظر ڈالی حزقیل بولا اے رب تیری شان کتنی بڑی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا آسمان و زمین مجھے وسعت دینے میں عاجز آ گئے مجھے نیک مومن بندے کے دل نے وسعت دیدی۔ اس میں اشارہ ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کی جانب "ہم نے اپنی امانت کو زمین و آسمان پر پیش کیا، انہوں نے اسے اٹھانے سے

وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَ اَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ ۝ | انکار کر دیا۔ اور اس سے گھبرا گئے لیکن اسے انسان نے اٹھا لیا ۔

فائدہ ۔ اکثر محدثین اس حدیث کو موضوع قرار دیتے رہے ہیں رہا امام احمد کا وہب بن منبہ سے یہ روایت کرنا تو اولاً تو ملا علی قاری نے اس کی سند بیان نہیں کی ثانیاً وہب بن منبہ تابعی ہیں اور یہ روایت مرسل ہو گئی اور مغیبات میں مرسل ہرگز قابل قبول نہیں ہوتی تیسرے یہ کہ ملا علی قاری نے جو آیت سے استدلال کیا ہے تو مفسرین کا امانت کے معنی میں بہت اختلاف ہے اور ملا علی قاری نے ایک موضوع روایت کو تسلیم کرنے کے لئے جو اس کے معنی مراد لئے ہیں اس کا کوئی مفسر قائل نہیں ۔

۴۱۹۔ حَدِيْثُ مُتْ مُسْلِمًا وَلَا تُبَالِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَعْلَمُهُ بِهٰذَا اللَّفْظِ قُلْتُ وَمَعْنَاهُ صَحِيْحٌ بِقَوْلِهٖ تَعَالٰى وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ ۝ | مسلم مر اور پرواہ نہ کر۔ سخاوی رح کہتے ہیں۔ میں ان الفاظ سے اسے نہیں جانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ اللہ تعالے فرماتا ہے تم اسلام کی حالت میں مرو ۔

۴۲۰۔ حَدِيْثُ الْمَجَرَّةُ بَابُ السَّمَاءِ ذَكَرَهُ فِي النِّهَايَةِ مِنْ غَيْرِ عَزْوٍ ۝ | مجرہ آسمان کا دروازہ ہے (علم نجوم کے لحاظ سے مجرہ ایک منطقہ کا نام ہے) یہ نہایہ میں مذکور ہے ۔

۴۲۱۔ حَدِيْثُ الْمَحَبَّةُ مُكَبِّبَةٌ لَعَلَّهُ مَعْنٰى حَدِيْثِ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِيْ وَيُصِمُّ ۝ | محبت اوندھا گرانے والی ہے یہی معنی ہیں اس حدیث کے کہ کسی شئے کی محبت اندھا اور بہرا کر دیتی ہے ۔

۴۲۲ حَدِیْثُ مَحَبَّةُ الْآبَاءِ صِلَةٌ فِی الْأَبْنَاءِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ أَقِفْ عَلَيْهِ بِهٰذَا اللَّفْظِ ۔

آبار کی محبت بیٹوں کے لئے صلہ رحمی ہے سخاوی کہتے ہیں میں ان الفاظ سے اس سے واقف نہیں ۔

۴۲۳ ۔ حَدِیْثُ الْمَحْسُوْدِ مَرْزُوْقٌ بَيَّضَ لَهُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ عَلَيْهِ قُلْتُ لِأَنَّهُ كُلَّمَا حَسَدَهُ إِخْوَانُهُ رُفِعَ شَأْنُهُ إِذَا كَانَ شَاكِرًا لِأَنْعُمِهِ لِقَوْلِهِ تَعَالَى لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ ۔

جس سے حسد کیا جائے اسے رزق دیا جاتا ہے سخاوی نے اس کی سرخی بنائی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں جب اس کے بھائی اس سے حسد کرتے ہیں تو اس کی شان خدا کی نعمتوں کا شکر کرنے کی بنا پر بلند ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اگر تم میرا شکر کرو گے تو میں زیادہ دوں گا۔

۴۲۴ ۔ حَدِیْثُ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ أَفْضَلُ مِنْ دِمَاءِ الشُّهَدَاءِ قَالَ الْخَطِيْبُ مَوْضُوْعٌ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِیُّ وَقَالَ هُوَ مِنْ كَلَامِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ وَرُوِیَ مَرْفُوْعًا وُزِنَ حِبْرُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ فَرَجَحَ عَلَيْهِمْ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ رَوَاهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ مِنْ حَدِيْثِ أَبِی الدَّرْدَاءِ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ يُوْزَنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مِدَادُ الْعُلَمَاءِ بِدَمِ الشُّهَدَاءِ وَالْخَطِيْبُ فِی تَارِيْخِهِ مِنْ حَدِيْثِ نَافِعٍ عَنْ

علمار کی سیاہی شہدار کے خون سے افضل ہے خطیب رح کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ زرکشی رح نے ذکر کیا ہے۔ اور یہ حسن بصری کا کلام ہے اور مرفوعاً بھی یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے علمار کی سیاہی شہدار کے خون سے وزن کی گئی تو یہ اس سے وزنی ہو گئی۔ سخاوی رح کہتے ہیں اسے ابن عبد البر نے ابو الدرداء رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ علمار کی سیاہی قیامت کے روز شہداء کے خون سے وزن کی جائے گی خطیب نے اپنی تاریخ میں ابن عمر رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ علمار کی سیاہی شہداء کے

ابنِ عمرَ رفعهُ وُزِنَ حِبْرُ العُلماءِ بدمِ الشُّهداءِ فرجحَ عليهم وفي سندِهِ محمدُ بنُ جعفرٍ اتُّهِمَ بالوضعِ قلتُ ومعناهُ صحيحٌ لأنَّ نفعَ دمِ الشهيدِ قاصرٌ ونفعَ قلمِ العالِمِ متعدٍّ حاضرٌ۔

کے خون سے وزن کی گئی تو اسے ترجیح دی گئی۔ اور اس کی سند میں محمد بن جعفر ہے۔ جس پر وضع کی تہمت ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح ہیں۔ کیونکہ شہید کا خون نفع پہنچانے سے قاصر ہے اور عالم کی سیاہی کا نفع متعدی اور ظاہر ہے۔

۴۲۵۔ حديثُ المرءُ بسعدِهِ لا بأبيهِ ولا بجدِّهِ هو معنى حديثُ من بطأ بهِ عملُهُ لم يُسرعْ بهِ نسبُهُ ويمكنُ أن يُزادَ ويُقالَ ولا بجدِّهِ ولا بكدِّهِ وقد ضُبِطَ حديثُ لا ينفعُ ذا الجدِّ منكَ الجدُّ بفتحِ الجيمِ وفي روايةٍ بكسرِها۔

آدمی اپنی نیک بختی پر ہوتا ہے نہ کہ باپ دادا کی۔ یہ معنی ہیں۔ اس حدیث کے جہاں عمل پہنچ سکتا ہے۔ وہاں نسب نہیں پہنچ سکتا۔ اور اس میں یہ زیادتی بھی ممکن ہے۔ کہ یوں کہا جائے۔ کہ نہ کوشش سے۔ اور یہ حدیث ہے۔ کہ کوشش کرنے والے کی کوشش تجھے نفع نہیں پہنچا سکتی۔

۴۲۶۔ حديثُ المرءُ على دينِ خليلِهِ فلينظرْ بمن يُخاللُ رواهُ أبو داودَ والترمذيُّ وحسَّنَهُ وغيرُهم من حديثِ أبي هريرةَ بهِ مرفوعاً قالَ الزركشيُّ فأخطأ

آدمی اپنے دوست کے دین پر ہوتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ دیکھ لے کہ وہ کس سے دوستی کر رہا ہے اسے ابوداؤدؒ اور ترمذیؒ نے روایت کیا ہے اور ترمذیؒ نے اسے حسن قرار دیا ہے اور دیگر محدثین نے اسے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے زرکشیؒ کہتے ہیں ابن الجوزیؒ نے

اِبْنُ الْجَوْزِي فَاَوْرَدَهٗ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ	غلطی کھائی ہے کہ اسے موضوعات میں شمار کیا ہے
۴۳۷۔ حَدِيْثُ اَلْمَرَضُ يَنْزِلُ	بیماری ایک دم نازل ہوتی ہے
جُمْلَةً وَّاحِدَةً وَالْبُرْءُ يَنْزِلُ قَلِيْلًا	اور شفار تھوڑے تھوڑے ہوتی ہے سخاوی
قَلِيْلًا قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ الْحَاكِمُ	کہتے ہیں اسے حاکم نے اپنی تاریخ میں روایت
فِيْ تَارِيْخِهٖ وَالْخَطِيْبُ فِي الْمُتَّفِقِ	کیا ہے خطیب رح نے متفق میں اور
وَالدَّيْلَمِيُّ مِنْ طَرِيْقِ الْحَارِثِ بْنِ	دیلمی رح نے حارث بن عبداللہ الصغانی
عَبْدِ اللّٰهِ الصَّغَانِيِّ بِسَنَدِهٖ عَنْ	کے واسطے سے حضرت عائشہ رض سے
عَائِشَةَ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَّهُوَ بَاطِلٌ	مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن یہ باطل
فَالصَّغَانِيُّ اُتُّهِمَ بِالْوَضْعِ وَقَدْ	ہے کیونکہ صغانی وضع کے ساتھ متہم ہے
قَالَ الْخَطِيْبُ عَقِيْبَ اِيْرَادِهٖ لَهٗ	خطیب رح نے اسے نقل کرنے کے بعد لکھا
اَنَّهٗ اَخْطَاَ فِيْهِ خَطَاً فَظِيْعًا وَّاَتٰى	ہے کہ اس میں دیلمی رح نے سخت خطا کی ہے
اَمْرًا شَنِيْعًا وَلَا يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ	اور بہت بری بات بیان کی ہے اور
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِوَجْهٍ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی صحابی
مِنَ الْوُجُوْهِ وَلَا عَنْ اَحَدٍ مِّنَ	سے کسی طریقہ سے بھی ثابت نہیں، یہ عروہ رض
الصَّحَابَةِ وَاِنَّمَا هُوَ قَوْلُ عُرْوَةَ بْنِ	بن الزبیر کا قول ہے، سیوطی رح کہتے ہیں اسے
الزُّبَيْرِ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ رَوَاهُ	دیلمی رح اور حاکم رح نے تاریخ میں عبداللہ
الدَّيْلَمِيُّ وَالْحَاكِمُ فِي التَّارِيْخِ مِنْ	بن الحارث کے واسطے سے حضرت
طَرِيْقِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الْحَارِثِ عَنْ	عائشہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
عَائِشَةَ مَرْفُوْعًا اِنْتَهٰى وَكَلَامُهٗ	اور ان کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے

يُفِيدُ أَنَّهُ غَيْرُ مَوْضُوعٍ كَمَا لَا يَخْفَى	کہ یہ موضوع نہیں ۔
۴۲۸ - حَدِيثُ الْمَرِيضِ أَنِينُهُ	مریض کا کراہنا تسبیح ۔ اس کا
تَسْبِيحٌ وَصِيَاحُهُ تَكْبِيرٌ وَنَفَسُهُ	چیخنا تکبیر ۔ اس کا سانس صدقہ ۔ اس
صَدَقَةٌ وَنَوْمُهُ عِبَادَةٌ وَنَقْلُهُ	کا سونا ۔ عبادت اور اس کا ایک
مِنْ جَنْبٍ إِلَى جَنْبٍ جِهَادٌ فِي	طرف سے دوسری طرف کروٹ لینا
سَبِيلِ اللهِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ إِنَّهُ	جہاد فی سبیل اللہ ہے ۔ عسقلانی فرماتے
لَيْسَ بِثَابِتٍ ۔	ہیں یہ ثابت نہیں ۔
۴۲۹ - حَدِيثُ مَسْحِ الرَّقَبَةِ	گردن کا مسح کرنا طوق سے امان ہے
أَمَانٌ مِنَ الْغُلِّ قَالَ النَّوَوِيُّ	نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ
فِي شَرْحِ الْمُهَذَّبِ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ	موضوع ہے ۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
قُلْتُ لٰكِنْ رَوَاهُ أَبُو عُبَيْدٍ	اسے ابو عبید القاسم نے موسیٰ بن طلحہ سے
الْقَاسِمُ عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ	روایت کیا ہے کہ جو شخص اپنی گدی کا سر
عَنْ مُوسَى بْنِ طَلْحَةَ قَالَ مَنْ	کے ساتھ مسح کرے وہ طوق سے محفوظ رکھا
مَسَحَ قَفَاهُ مَعَ رَأْسِهِ وُقِيَ عَنِ	جائے گا ۔ یہ حدیث موقوف ہے ۔ لیکن
الْغُلِّ وَالْحَدِيثُ مَوْقُوفٌ إِلَّا	مرفوع کے حکم میں ہے ۔ کیونکہ اس میں رائے
أَنَّهُ فِي الْحُكْمِ مَرْفُوعٌ لِأَنَّ مِثْلَهُ	اور قیاس کا دخل نہیں ۔ اور اس کی تائید
لَا يُقَالُ بِالرَّأْيِ وَيُقَوِّيهِ مَا	وہ روایت کرتی ہے ۔ جو مسند فردوس میں
رُوِيَ مَرْفُوعًا مِنْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ	ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً سند ضعیف
مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عُمَرَ لٰكِنْ بِسَنَدٍ	کے ساتھ مروی ہے ۔ اور ضعیف پر

ضَعِیْفٌ وَالضَّعِیْفُ یُعْمَلُ بِہٖ فِی فَضَائِلِ الْاَعْمَالِ اِتِّفَاقًا وَلِذَا قَالَ اَئِمَّتُنَا اَنَّ مَسْحَ الرَّقَبَۃِ مُسْتَحَبٌّ اَوْ سُنَّۃٌ ۔

فضائل میں عمل کیا جا سکتا ہے اسی باعث ہمارے آئمہ کا قول کہ گردن کا مسح مستحب یا سنت ہے۔

فائدہ: جہاں تک اس مسئلہ کا تعلق ہے تو اختلاف اس بات میں ہے کہ گردن کا مسح کانوں کے بعد لٹے ہاتھوں سے کرنا یہ بدعت ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ سے ثابت نہیں۔ رہی موسیٰ بن طلحہ کی حدیث اس کی تائید دوسری حدیث بھی کرتی ہے۔ جس میں آتا ہے کہ حضور جب سر کا مسح فرماتے تو اپنے ہاتھوں کو گدی تک لے جاتے، پھر انہیں وہیں واپس لاتے جہاں سے مسح شروع فرمایا تھا تو اس سے گدی کا مسح تو ثابت ہوا۔ لیکن اس شرط کے ساتھ کہ پورے سر کا مسح کیا جائے اور اسی کے ساتھ سیدھے ہاتھوں سے گدی کا مسح کیا جائے۔ تو یہ مسح تو سنت ہے۔ اور اگر کانوں کے مسح کے بعد الٹے ہاتھ سے گدی کا مسح کیا جائے۔ جیسا کہ فقہاء لکھتے ہیں تو وہ تو ان احادیث سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

۳۰۱م۔ حَدِیْثُ مَسْحِ الْعَیْنَیْنِ بِبَاطِنِ اَنْمُلَتَیِ السَّبَّابَتَیْنِ بَعْدَ تَقْبِیْلِہِمَا عِنْدَ سِمَاعِ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ مَعَ قَوْلِہٖ اَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ رَضِیْتُ بِاللّٰہِ رَبًّا وَّ

دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے انہیں چومنے کے بعد آنکھوں کا مسح کرنا جس وقت موذن اشہد ان محمد رسول اللہ کہے۔ تو سننے والا اشہد ان محمداً عبدہ ورسولہ رضیت باللہ ربا و بالاسلام دینا و بمحمد نبیا کہے۔ اور یہ فعل کرے۔ اسے دیلمیؒ نے فردوس میں

بِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَبِيًّا ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ فِي الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ اَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيْقِ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ مَنْ فَعَلَ ذٰلِكَ فَقَدْ حَلَّتْ عَلَيْهِ شَفَاعَتِيْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ وَاَوْرَدَهُ الشَّيْخُ اَحْمَدُ الرَّدَّادُ فِيْ كِتَابِهِ مُوْجِبَاتِ الرَّحْمَةِ بِسَنَدٍ فِيْهِ مَجَاهِيْلُ مَعَ انْقِطَاعِهِ عَنِ الْخِضْرِ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَكُلُّ مَا يُرْوٰى فِيْ هٰذَا فَلَا يَصِحُّ رَفْعُهُ اَلْبَتَّةَ قُلْتُ وَاِذَا ثَبَتَ رَفْعُهُ عَلَى الصِّدِّيْقِ فَيَكْفِي الْعَمَلُ بِهِ لِقَوْلِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ وَقِيْلَ لَا يُفْعَلُ وَلَا يُنْهٰى وَغَرَابَتُهُ لَا تَخْفٰى عَلٰى ذَوِي النُّهٰى ۔

ابو بکرؓ صدیق سے روایت کیا ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو یہ کام کرے اس کے لئے میری شفاعت حلال ہو گئی سخاوی کہتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور شیخ احمدؒ الرداد نے اسے اپنی کتاب موجبات الرحمہ میں روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں کئی مجہول راوی ہیں۔ اور سند بھی منقطع ہے۔ اور وہ یہ روایت خضر علیہ السلام سے کرتے ہیں۔ اور اس مضمون میں جتنی بھی روایات مروی ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جب حضرت ابو بکر صدیق سے یہ قول ثابت ہو گیا۔ تو عمل کے لئے کافی ہے۔ کیونکہ حضور کا ارشاد ہے میری سنت اور خلفاء راشدین کی سنت کو لازم پکڑ لو۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے۔ کہ یہ فعل نہ کیا جائے اور نہ منع کیا جائے۔ اور اس کا غریب ہونا اہل عقل سے مخفی نہیں۔

فائدہ: نہ خود یہ فعل کیا جائے، بلکہ اس سے منع بھی کیا جائے۔ کیونکہ یہ بدعت سیئہ ہے۔ رہا ملا علی قاری کا یہ قول کہ یہ حدیث حضرت ابو بکرؓ صدیق سے ثابت

ہے، تو اختلاف تو ثبوت ہیں ہے۔ اور امام سخاوی اسے غیر صحیح قرار دے رہے ہیں، تو اس پر عمل کیسے جائز ہوگا۔ ثانیاً جواب موذن کی جو روایات ہیں ان سے ثابت ہوتا ہے، کہ سننے والا بھی وہی کلمہ کہے، جو موذن کہتا ہے اور جس روایت میں رضیت باللہ ربا الخ کے الفاظ ہیں اس روایت میں یہ ہے، کہ یہ کلمہ ہر دو کلمہ شہادت سننے کے بعد کہا جائے۔ تو یہ حدیث ان احادیث صحیحہ کے خلاف ہوگی۔ اور جب یہ روایت صحیح نہیں تو روایت صحیحہ کا ترک کیسے جائز ہوگا۔

۴۳۱۔ حَدِیْثُ الْمَصَائِبِ مَفَاتِیْحُ الْاَرْزَاقِ تَرْجَمَہُ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ یَتَکَلَّمْ عَلَیْہِ قُلْتُ وَھُوَ یَحْتَمِلُ فِی الْمَعْنٰی اِحْتِمَالَیْنِ اَحَدُھُمَا اَنَّہٗ یُجِیْرُہٗ فِیْ مُصِیْبَتِہٖ وَیُعَوِّضُہٗ خَیْرًا مِّنْہُ کَمَا یُشِیْرُ اِلَیْہِ حَدِیْثُ اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِیْ فِیْ مُصِیْبَتِیْ وَاخْلُفْ لِیْ خَیْرًا مِّنْھَا وَثَانِیْھِمَا مَا اشْتَھَرَ مِنْ قَوْلِھِمْ مَصَائِبُ قَوْمٍ عِنْدَ قَوْمٍ فَوَائِدُ وَمِنَ اللَّطَائِفِ مَوْتُ الْحَمِیْرِ عُرْسُ الْکِلَابِ۔

مصائب رزق کی چابیاں ہیں، سخاویؒ نے اس کی سرخی بنائی ہے، لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ دو معنی کو محتمل ہے ایک تو یہ کہ خدا مصیبت پر اجر دیتا ہے اور اس کے عوض بھلائی عطا فرماتا ہے، جیسا کہ ایک حدیث اس کی جانب اشارہ کرتی ہے، اے اللہ مجھے میری مصیبت میں اجر عطا فرما اور اس کے بعد میرے لئے خیر عطا فرما۔ دوسرے یہ کہ لوگوں میں جو قول مشہور ہے ایک قوم کی مصیبتیں دوسری قوم کے نزدیک فائدے ہیں اور ایک لطیفہ ہے کہ گدھے کی موت کتوں کی شادی ہے۔

۴۳۲۔ حَدِیْثُ مُصَارِعَتِہٖ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَبَا جَہْلٍ لَا اَصْلَ لَہٗ کَمَا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ابوجہل سے کشتی لڑنا اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ حلبی نے حاشیۃ الشفاء

القاری المکی فی حاشیۃ المشکوٰۃ ۔

میں تحریر کیا ہے ۔

۴۳۳ ۔ حَدِیْثُ مِصْرُ اَطْیَبُ الْاَرْضِیْنَ تُرَابًا وَعَجَمُهَا اَکْرَمُ الْعَجَمِ اَنْسَابًا قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ یُمْکِنُ مَعْنَاهُ عَنْ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَلَا اَعْرِفُهٗ مَرْفُوْعًا انْتَهٰی وَلَعَلَّ الْمُرَادَ بِعَجَمِهَا الْیَهُوْدُ وَالنَّصَارٰی لِاَنَّهُمْ مِنْ نَسَبِ یَعْقُوْبَ بْنِ اِسْحٰقَ بْنِ اِبْرَاهِیْمَ الْخَلِیْلِ عَلَیْهِ السَّلَامُ ۔

مصر تمام زمینوں میں مٹی کے لحاظ سے سب سے زیادہ پاک ہے، اور اس کے عجم بلحاظ نسب عجمی لوگوں میں سب سے زیادہ شریف ہیں۔ عسقلانی رح فرماتے ہیں اس معنی میں ایک روایت عمرو رضی بن العاص سے بھی مروی ہے، لیکن میں کسی کو مرفوع نہیں پاتا۔ ہو سکتا ہے کہ عجم سے مراد یہود و نصاری ہوں۔ کیونکہ وہ نسبًا یعقوب بن اسحٰق بن ابراہیم کی اولاد سے ہیں ۔

۴۳۴ ۔ حَدِیْثُ مِصْرُ کِنَانَۃُ اللّٰهِ فِیْ اَرْضِهٖ مَا طَلَبَهَا عَدُوٌّ اِلَّا اَهْلَکَهُ اللّٰهُ وَکِنَانَۃُ التَّهُوْ بِالْکَسْرِ جَعْبَۃٌ مِنْ جِلْدٍ لَا خَشَبَ فِیْهِ اَوْ بِالْعَکْسِ عَلٰی مَا فِی الْقَامُوْسِ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَمْ اَرَ الْحَدِیْثَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَوَرَدَ بِمَعْنَاهُ اَحَادِیْثُ لَا یَصِحُّ مِنْهَا شَیْءٌ لٰکِنْ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ مَرْفُوْعًا اِنَّکُمْ سَتَفْتَحُوْنَ

مصر اللہ کی زمین میں اس کا ترکش ہے جس دشمن نے بھی اسے طلب کیا اللہ نے اسے ہلاک کر دیا۔ سخاوی رح کہتے ہیں میں نے ان الفاظ کے ساتھ اس حدیث کو کہیں نہیں پایا، اور اس معنی میں بہت سی حدیثیں موجود ہیں جس میں سے کوئی بھی صحیح نہیں، لیکن صحیح مسلم میں ابوذر رض سے مرفوعا مروی ہے عنقریب تم ایک زمین کو فتح کرو گے جس میں قیراط کا ذکر کیا جائے گا۔ تم اس کے باشندوں

أرضًا يُذْكَرُ فِيهَا الْقِيرَاطُ فَاسْتَوْصُوا	کو بھلائی کی وصیت کرو، کیونکہ ان کے لئے
بِأَهْلِهَا خَيْرًا فَإِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَرَحِمًا	ذمہ اور صلہ رحمی کا تعلق ہے، زہری فرماتے
قَالَ الزُّهْرِيُّ الرَّحِمُ بِاعْتِبَارِ	ہیں رحم کا تعلق باعتبار فتح اور ذمہ داری کا
هَاجَرَ وَالذِّمَّةُ بِاعْتِبَارِ إِبْرَاهِيمَ	تعلق ابراہیم کا انکی اولاد سے ہونے کے باعث
أَيِ ابْنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ	امام عسقلانی فرماتے ہیں ذمہ سے وہ عہد مراد
السَّلَامُ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ أَرَادَ	ہے، جس کے ذریعہ وہ حضرت عمرؓ کے زمانہ
بِالذِّمَّةِ الْعَهْدَ الَّذِي دَخَلُوا بِهِ	میں اسلام میں داخل ہوئے۔ کیونکہ مصر صلحاً
فِي الْإِسْلَامِ أَيَّامَ عُمَرَ فَإِنَّ مِصْرَ	مفتوح ہوا تھا اور یہ اس حدیث میں مصر کے
فُتِحَتْ صُلْحًا وَفِي هٰذَا الْحَدِيثِ	مفتوح ہونے کے بارے میں حضور کی پیشینگوئی
مِنْ أَعْلَامِ نُبُوَّتِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ	ہے۔ اور اس کے باشندوں کے لئے عہد کی
فَتْحُ مِصْرَ وَإِعْطَاءُ أَهْلِهَا الْعَهْدَ	اسی طرح زرکشی رح کہتے ہیں۔ کہ پہلی روایت کی
وَكَذَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ	کوئی اصل نہیں، لیکن طبرانی رح میں کعب رضؓ بن
لٰكِنْ فِي الطَّبَرَانِيِّ مِنْ حَدِيثِ	مالک سے یہ حدیث مروی ہے، کہ جب تم
كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ إِذَا فُتِحَتْ مِصْرُ	مصر فتح کرو۔ تو قبطیوں کو بھلائی کی وصیت
فَاسْتَوْصُوا بِالْقِبْطِ خَيْرًا فَإِنَّ	کرو، کیونکہ ان کے لئے ذمہ ہے۔ اور اس کی
لَهُمْ ذِمَّةً وَأَصْلُهُ فِي مُسْلِمٍ وَ	اصل صحیح مسلم میں ہے، سیوطی رح کتاب الخطط
قَالَ السُّيُوطِيُّ فِي كِتَابِ الْخِطَطِ	میں فرماتے ہیں، بعض کتاب الٰہیہ میں مصر
يُقَالُ أَنَّ فِي بَعْضِ كُتُبِ الْإِلٰهِيَّةِ	تمام زمین کا خزانہ ہے، جو شخص اس کے
مِصْرُ خَزَائِنُ الْأَرْضِ كُلِّهَا فَمَنْ	ساتھ برائی کا ارادہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے

فَمَنْ اَرَادَهَا بِسُوْءٍ قَصَمَهُ اللّٰهُ وَعَنْ كَعْبِ الْاَحْبَارِ مِصْرُ بَلَدٌ مُعَافَاةٌ مِنَ الْفِتَنِ مَنْ اَرَادَهَا بِسُوْءٍ كَبَّهُ اللّٰهُ عَلٰى وَجْهِهِ وَعَنْ اَبِيْ مُوْسَى الْاَشْعَرِيِّ اَهْلُ مِصْرَ الْجُنْدُ الضَّعِيْفُ مَا كَادَهُمْ اَحَدٌ اِلَّا كَفَاهُ اللّٰهُ مُؤْنَتَهُ قَالَ تُبَيْعُ بْنُ عَامِرِ الْكَلَاعِيْ فَاَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ مُعَاذَ بْنَ جَبَلٍ فَاَخْبَرَنِيْ اَنَّ بِذٰلِكَ اَخْبَرَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَقَدْ وَرَدَ لَفْظُ الْكِنَانَةِ فِي الشَّامِ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ عَوْنِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُتْبَةَ قَالَ قَرَاْتُ فِيْمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَعْضِ الْاَنْبِيَاءِ اِنَّ اللّٰهَ يَقُوْلُ الشَّامُ كِنَانَتِيْ فَاِذَا غَضِبْتُ عَلٰى قَوْمٍ رَمَيْتُهُمْ مِنْهَا بِسَهْمٍ.

ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا ہے کعب احبار سے روایت ہے مصر ایسا شہر ہے جو فتنوں سے مامون ہے جو اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے اللہ تعالیٰ اسے الٹے منہ گراتا ہے ابو موسیٰ اشعری سے مروی ہے اہل مصر کمزور لشکر قریب ہے کہ کوئی ان کا ارادہ کرے مگر اللہ تعالیٰ ان کی حفاظت فرمائے گا تبیع بن عامر الکلاعی کہتے ہیں میں نے اس بات کی خبر معاذ بن جبل سے بیان کی تو انہوں نے فرمایا یہ خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔ اور کنانہ کا لفظ شام کے بارے میں بھی وارد ہوا ہے۔ ابن عساکر رحمہ نے عون بن عبداللہ بن عتبہ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں نے ان کتابوں میں جو اللہ تعالیٰ نے بعض انبیاء پر نازل فرمائی ہیں، یہ پڑھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ شام میرا تیر ہے۔ جب میں کسی پر غضب ناک ہوتا ہوں۔ تو اس تیر کے ذریعہ انہیں مارتا ہوں۔

۴۴۳ حَدِيْثُ الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ ثَلٰثًا فَرِيْضَةٌ لِلْجُنُبِ

جنبی کے لئے تین بار کلی کرنا۔ اور ناک میں پانی دینا فرض ہے۔ لیکن یہ روایت لفظ

موضوعٌ مبناهُ وإن كان صحيح معناه .

موضوع ہے ۔ اگرچہ اس کے معنی ہمارے نزدیک صحیح ہیں ۔

۴۳۶ - حديث المعاصي تزيل النعم قال السخاوي لم أقف عليه يعني مرفوعا وإلا فهو كلام كثير من السلف وقال الشاعر شعر
إذا كنت في نعمة فارعها
فإن المعاصي تزيل النعم
ذكره ابن الربيع ويؤيده في المعنى قوله تعالى إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم وقوله تعالى فكفرت بأنعم الله فأذاقها الله لباس الجوع الآية .

گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں سخاوی کہتے ہیں میں اس سے مرفوعاً واقف نہیں ورنہ یہ اکثر اسلاف کا کلام ہے شاعر کہتا ہے ۔ جب تو کسی نعمت میں ہو تو اس سے لڑتا رہ ، کیونکہ گناہ نعمتوں کو زائل کر دیتے ہیں ، ابن الربیعؒ نے اس کا ذکر کیا ہے ، اور اس معنی کی اللہ تعالیٰ کا قول بھی تائید کرتا ہے ، اللہ تعالیٰ کسی قوم کو تبدیل نہیں فرماتا ، جب تک وہ اپنے آپ کو تبدیل نہ کرلیں ، اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ، انہوں نے اللہ کی نعمتوں کا انکار کیا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں بھوک کا لباس پہنا دیا ، الآیۃ ۔

۴۳۷ - حديث المعدة بيت الداء والحمية رأس الدواء وهو من كلام الحارث بن كلدة طبيب العرب ولا يصح رفعه إلى النبي عليه السلام وفي الإحياء مرفوعا البطنة أصل الداء والحمية أصل الدواء

معدہ بیماری کا گھر ہے ، اور پرہیز اصل علاج ہے ، یہ حارث بن کلدہ طبیب عرب کا کلام ہے ، اور اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منسوب کرنا صحیح نہیں احیاء العلوم میں مرفوعاً مروی ہے ۔ پیٹ کی بیماری ، بیماری کی جڑ ہے ، اور پرہیز

وَعَوِّدُوا كُلَّ جِسْمٍ بِمَا اعْتَادَ قَالَ
الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهُ أَصْلًا وَكَذَا
حَدِيثُ الْمَعِدَةِ حَوْضُ الْبَدَنِ
وَالْعُرُوقُ إِلَيْهَا وَارِدَةٌ الْحَدِيثُ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا يُعْرَفُ هٰذَا
مِنْ كَلَامِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَإِنَّمَا
هُوَ مِنْ كَلَامِ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ سَعِيدِ
بْنِ الْجَعْدِ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ فِي الْحَدِيثِ
الْأَوَّلِ لَا أَصْلَ لَهُ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ
كَلَامِ بَعْضِ الْأَطِبَّاءِ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ
أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا فِي كِتَابِ
الصَّمْتِ عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ
أَجْمَعَتِ الْأَطِبَّاءُ عَلَى أَنَّ رَأْسَ
الطِّبِّ الْحِمْيَةُ قُلْتُ وَاجْتَمَعَتِ
الْحُكَمَاءُ عَلَى أَنَّ رَأْسَ الْحِكْمَةِ
الصَّمْتُ وَأَخْرَجَ الْخَلَّالُ مِنْ حَدِيثِ
عَائِشَةَ مَرْفُوعًا الْأَزْمُ دَوَاءٌ وَ
الْمَعِدَةُ بَيْتُ الدَّاءِ وَعَوِّدُوا
بَدَنًا مَا اعْتَادَ انْتَهَى وَالْأَزْمُ بِفَتْحِ

اس کا علاج ہے ۔ اور ہر بدن کو اتنا
تیار کرو ۔ جتنا تیار کر سکو ۔ عراقی رح کہتے ہیں
میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی ۔ اسی
طرح یہ حدیث کہ معدہ بدن کا حوض ہے
اور رگیں اس میں آکر ملتی ہیں ۔ امام دارقطنی رح
فرماتے ہیں یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام
سے نہیں پہچانا جاتا ۔ بلکہ یہ عبد الملک بن
سعید بن الجعد کا کلام ہے ۔ زرکشی رح پہلی
حدیث کے بارے میں کہتے ہیں ۔ اس کی کوئی
اصل نہیں ۔ یہ بعض اطبا کا کلام ہے ۔ امام
سیوطی رح فرماتے ہیں ۔ ابن ابی الدنیا نے کتاب
الصمت میں وہب رح بن منبہ سے روایت
کیا ہے ۔ کہ اطبا اسی امر پر متفق ہیں ۔ کہ
اصل طب بخار ہے ۔ ملا علی قاری رح
فرماتے ہیں ۔ حکماء کا اتفاق ہے ۔ کہ حکمت
کی جڑ خاموشی ہے ۔ خلال رح نے حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے بخار اترنا
دوا ہے ۔ اور معدہ بیماری کا گھر ہے ۔ اپنے
بدنوں کو وہاں تک تیار کرو ۔ جہاں تک

فَتَكُونَ الْحِمْيَةُ ۔ تیار ہو سکیں ۔

۴۳۸ - حَدِيثُ مُعَلِّمِ الصِّبْيَانِ إِذَا لَمْ يَعْدِلْ بَيْنَهُمْ كُتِبَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَعَ الظَّلَمَةِ مِنْ قَوْلِ مَكْحُولٍ وَهُوَ سَيِّدُ التَّابِعِينَ مِنْ أَهْلِ الشَّامِ ۔

بچوں کے استاد اگر بچوں میں انصاف نہ کریں تو وہ قیامت کے روز ظالموں کے ساتھ لکھے جائیں گے ۔ یہ مکحول رح کا قول ہے ، جو شام میں تابعین کے سردار ہیں ۔

۴۳۹ - حَدِيثُ الْمُغْتَابِ وَالْمُسْتَمِعِ شَرِيكَانِ فِي الْإِثْمِ ذَكَرَهُ فِي الْإِحْيَاءِ وَلَمْ يُخَرِّجْهُ الْعِرَاقِيُّ فَلَا يُعْرَفُ لَهُ أَصْلٌ فِي مَبْنَاهُ إِلَّا أَنَّهُ صَحِيحٌ فِي مَعْنَاهُ إِذَا كَانَ الْمُسْتَمِعُ سَمِعَ بِسَمْعِ الرِّضَاءِ فَفِي الطَّبَرَانِيِّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوعًا نَهَى عَنِ الْغِيبَةِ وَعَنِ الْاسْتِمَاعِ فِي الْغِيبَةِ وَفِي التَّنْزِيلِ وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَلَا يَرُدُّ وَقَدْ وَرَدَ مَنِ اغْتِيبَ عِنْدَهُ أَخُوهُ الْمُسْلِمُ فَلَمْ يَنْصُرْهُ وَهُوَ يَسْتَطِيعُ نَصْرَهُ أَذَلَّهُ اللّٰهُ تَعَالَىٰ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ رَوَاهُ ابْنُ أَبِي الدُّنْيَا

غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں برابر کے شریک ہیں ۔ اس کا غزالی رح نے احیاء میں ذکر کیا ہے ، عراقی نے اسے بیان نہیں کیا اور اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی لیکن اس کے معنی صحیح ہیں ، کیونکہ جب سننے والا رضامندی سے سنے تو طبرانی میں ابن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ غیبت اور غیبت کے سننے سے منع کیا گیا ہے ۔ قرآن میں ہے ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو ۔ اور یہ روایت موجود ہے جس کے پاس اس کے مسلم بھائی کی غیبت کی جائے اور وہ اس کی مدد نہ کرے ۔ حالانکہ مدد کی طاقت رکھتا ہو ، تو اللہ تعالیٰ اسے دنیا و آخرت میں ذلیل کرے گا ۔ اسے ابن ابی الدنیا نے اس

فی ذم العشیرۃ عن انس۔

سے روایت کیا ہے۔

۴۴۴ حدیث المقل ترجمۃ السخاوی ولم یتکلم علیہ وقال ابن الربیع ولم اعرف معناہ قلت وقد ذکر فی القاموس لہ معان منہا البطل والغمس والغوص فی الماء وغیرہا قال والمناسب ہنا انہ بالضم الکندر الذی یتدخن بہ الیہود والظاہر ان المناسب فی ہذا المقام ہو مقل الذباب فی الطعام وہو غمسہ وقد تقدم عن المغرب ان حدیث اذا وقع الذباب فی اناء احدکم فامقلوہ صحیح مرفوع واما فامقلوہ ثم انقلوہ فمصنوع وموضوع۔

ڈبونے کی حدیث، سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں کیا۔ ابن الربیع کہتے ہیں، میں اس کے معنی نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قاموس میں اس کے کئی معنی بیان کئے گئے ہیں، ڈبونا اور پانی میں غوطہ لگانا۔ صاحب قاموس فرماتے ہیں مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہاں مراد وہ انگیٹھی لے جائے جس میں یہود بخور جلاتے ہیں، لیکن ظاہر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مقام میں مراد مکھی کا کھانے وغیرہ میں ڈبونا مراد لیا جائے۔ اور یہ حدیث گذر چکی ہے جب مکھی برتن میں گر جائے۔ تو اسے اچھی طرح ڈبو دو۔ یہ حدیث صحیح مرفوع ہے۔ اور ثم انقلوہ والی روایت موضوع ہے۔

۴۴۵ حدیث المقام بمکۃ سعادۃ والخروج منہا شقاوۃ لا اصل لہ فی المرفوع وانما ذکرہ الحسن البصری فی رسالتہ۔

مکہ میں ٹھہرنا سعادت اور مکہ سے نکلنا بدبختی ہے۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، اسے حسن بصری نے اپنے رسالہ میں ذکر کیا ہے۔

٤٤٢ حَدِيثُ مَلْعُونٌ مَنْ زَادَ وَلَمْ يَشْتَرِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَعْلَمُهُ فِي الْمَرْفُوعِ قُلْتُ لَكِنْ ثَبَتَ النَّهْيُ عَنِ النَّجْشِ وَهُوَ أَنْ يَزِيدَ فِي سَوْمِ شَيْءٍ وَلَمْ يُرِدْ شِرَاءَهُ۔

وہ شخص ملعون ہے جس نے بولی میں زیادتی کی اور مال نہ خرید اسخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ علامہ قاری فرماتے ہیں آنحضرت صلعم سے نجش کی ممانعت ثابت ہے اور نجش اسی کو کہا جاتا ہے کہ قیمت میں زیادتی کردی جائے اور خریدنے کا ارادہ نہ ہو۔

٤٤٣ حَدِيثُ مَنِ ابْتُلِيَ بِبَلِيَّتَيْنِ فَلْيَخْتَرْ أَسْهَلَهُمَا هُوَ مَعْنَى قَوْلِ عَائِشَةَ مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا اخْتَارَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا۔

جو دو مصیبتوں میں مبتلا ہو جائے وہ نرم کو اختیار کرے۔ یہ حضرت عائشہ کے قول کے معنی ہیں کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو کاموں میں اختیار دیا گیا آپ نے نرم کو اختیار کیا بشرطیکہ وہ گناہ نہ ہو۔

٤٤٤ حَدِيثُ مَنْ أَتَتْ عَلَيْهِ أَرْبَعُونَ سَنَةً وَلَمْ يَغْلِبْ خَيْرُهُ شَرَّهُ فَلْيَتَجَهَّزْ إِلَى النَّارِ أَخْرَجَهُ الْأَزْدِيُّ بِسَنَدِهِ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ بِهِ مَرْفُوعًا وَأَشَارَ إِلَيْهِ الْخَطِيبُ حَيْثُ قَالَ عَجَبٌ مِنَ الْمُؤَلِّفِ تَقْرِيرُهُ وَعَلَامَةُ الْوَضْعِ لَائِحَةٌ عَلَيْهِ قُلْتُ إِنْ كَانَ الْعَلَامَةُ عَلَى إِسْنَادِهِ فَمُسَلَّمٌ وَإِلَّا فَلَيْسَ فِي مَعْنَاهُ

جس کی عمر چالیس سال کی ہو جائے اور اسکی بھلائی اسکی شرارت پر غالب نہ آئے تو اسے دوزخ کی تیاری کر لینی چاہیئے۔ اسے ازدی نے اپنی سند کے ساتھ ابن عباس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور خطیب نے ان الفاظ کے ساتھ اس کی جانب اشارہ کیا ہے مؤلف سے بہت تعجب ہے کہ انہوں نے اس حدیث کا اقرار کیا ہے صادر وضع کی علامت اس سے ظاہر ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جہاں تک سند سے اس کے موضوع ہونے کا تعلق ہے تو مسلم ہے لیکن معنوی لحاظ سے اس کے

مَا يَدُلُّ عَلٰى بُطْلَانِ مَبْنَاهُ وَفِي بَعْضِ الْأَلْفَاظِ نَعَافَتِهٖ فَالْمَوْتُ خَيْرٌ لَهٗ وَلَمْ يُرِدْهُ حَدِيثٌ مَنْ لَمْ يُرِعْ عِنْدَ الشَّيْبِ وَيَسْتَحِي مِنَ الْعَيْبِ وَلَمْ يَخْشَ اللّٰهَ فِي الْغَيْبِ فَلَيْسَ لِلّٰهِ فِيهِ حَاجَةٌ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا سَنَدٍ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوعًا وَأَمَّا الْحَسَنُ قَوْلُ أَبِي يَزِيدَ لَمَّا رَأَى وَجْهَهٗ فِي الْمِرْآةِ ظَهَرَ الشَّيْبُ وَلَمْ يَذْهَبِ الْعَيْبُ وَمَا أَدْرِي مَا فِي الْغَيْبِ ـ

بطلان کی کوئی وجہ ثابت نہیں ہوئی۔ اور بعض عام لفظوں میں یہ ہے کہ اس کے لیے موت بہتر ہے اور ایک حدیث اس کی تائید کرتی ہے جو بڑھاپے کے وقت نہ ڈرا اور عیب سے نہ شرمایا اور غیب میں اللہ سے نہ ڈرا تو اللہ کے لیے اس میں کوئی حاجت نہیں ہے دیلمی نے بلا سند جابر سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ بالفاظ دیگر بے سود موضوع ہیں اور ابو یزید نے جب اپنا چہرہ آئینہ میں دیکھا تو کتنی عمدہ بات فرمائی بڑھاپا آگیا اور عیب نہیں گیا۔ اور میں نہیں جانتا کہ غیب میں کیا ہے

۴۵۴ ـ حَدِيثُ مَنْ أَرَادَ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللّٰهُ عِلْمًا بِغَيْرِ تَعَلُّمٍ وَهُدًى بِغَيْرِ هِدَايَةٍ فَلْيَزْهَدْ فِي الدُّنْيَا لَمْ يُوجَدْ لَهٗ أَصْلٌ كَمَا فِي الْمُخْتَصَرِ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهٖ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ عَمِلَ بِمَا عَلِمَ وَرَّثَهُ اللّٰهُ عِلْمَ مَا لَمْ يَعْلَمْ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ ـ

جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے بغیر سیکھے علم اور بغیر راہ دکھائے ہدایت عطا ہو جائے تو وہ دنیا میں زہد اختیار کرے۔ اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ مختصر میں ہے اور معنی اس کے صحیح ہیں اور اس حدیث سے ماخوذ ہیں کہ جس نے اپنے علم کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالےٰ اس کو اس علم کا وارث بناتا ہے جو وہ نہیں جانتا ہے۔

۴۵۵ ـ حَدِيثُ مَنْ أَحَبَّ

جو شخص اپنے دو محبوب یا شریف چیز طلب

حَبِيبَتَيْهِ اَوْ كَرِيمَتَيْهِ كُنِيَ عَطَاءً مَنْ كَرُمَ حَبِيبَتَيْهِ فَلَا يَكْتُبَنَّ بَعْدَ الْعَصْرِ لَا اَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوْعِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَعَلَّ الْمَعْنٰى بَعْدَ خُرُوْجِ الْعَصْرِ مِنْ غَيْرِ اَنْ يَكُوْنَ سِرَاجٌ عِنْدَهُ وَقَدْ اَوْصَى الْاِمَامُ اَحْمَدُ بَعْضَ اَصْحَابِهِ اَنْ لَا يَنْظُرَ بَعْدَ الْعَصْرِ فِي كِتَابٍ اَخْرَجَهُ الْخَطِيْبُ قُلْتُ هُوَ مِنْ كَلَامِ الطَّبِيْبِ كَمَا قَالَ الشَّافِعِيُّ الْوَرَّاقُ اِنَّمَا يَأْكُلُ مِنْ دِيَةِ عَيْنَيْهِ انْتَهٰى وَفِيْ مَعْنَاهُ الْخَيَّاطُ وَاَرْبَابُ الصَّنَائِعِ

کو جاتا ہے۔ تو وہ عصر کے بعد نہ لکھے، اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں، سخاوی کہتے ہیں ہو سکتا ہے، کہ ان کے نزدیک عصر کے بعد بغیر چراغ کے لکھنا ہو۔ امام احمدؒ نے اپنے بعض اصحاب کو وصیت کی تھی۔ کہ عصر کے بعد کتاب کی جانب نظر نہ کریں، جیسا کہ خطیب نے اسے روایت کیا ہے، ملا علی رح قاری فرماتے ہیں، یہ طبیب کا کلام ہے جیسا کہ شافعی الوراق کا قول ہے، کہ وہ اپنی آنکھوں کی دیت کھاتا ہے۔ اور اس معنی میں درزی اور ارباب صنائع داخل ہیں،

۴۴۲ ـ حَلِيْتُكَ مَنْ اَحَبَّكَ لِشَيْءٍ مَلَكَ عِنْدَ انْقِضَائِهِ لَيْسَ بِحَدِيْثٍ وَاِنَّمَا وُجِدَ مَعْنَاهُ مَنْقُوْشًا عَلٰى خَاتَمِ بَعْضِ الْحُكَمَاءِ وَقَدْ يُقْتَبَسُ الْفَضْلُ مِنْ كَلَامِ الْعُلَمَاءِ حَيْثُ قَالُوْا يَجِبُ اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ وَتُحِبَّ لِذَاتِهِ لَا لِلْجَنَّةِ وَالنَّارِ

جو تجھ سے کسی شئے کے لئے محبت کرے اس کے پورا کرنے کا وہ مالک ہو جاتا ہے۔ یہ حدیث نہیں ہے، ہاں اس کے معنی بعض حکماء کی انگوٹھیوں پر منقوش تھے اور یہ بھی بعض حکماء کے قول سے استنباط کیا جاتا ہے، کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی عبادت اس کی ذات سے محبت کی بنا پر کی جائے نہ کہ جنت و دوزخ کے لئے، حتی کہ امام

حتی قال الفخر الرازی من تصور	فخر الدین رازی نے لکھا ہے جو شخص یہ خیال کرے کہ
انه لو لم یخلق جنة ولا نارا لم یکن	اگر جنت و دوزخ نہ پیدا نہ کی جاتی تو وہ اللہ کی
یعبد الله فهو کافر بالله ولعل	عبادت نہ کرتا تو وہ اللہ کے ساتھ کفر کر رہا ہے
وجه ذلک الاطلاق قوله تعالی وما	اور شاید اس اطلاق کی وجہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے
خلقت الجن والانس الا لیعبدون	میں نے انسان اور جنات کو صرف اپنی عبادت کے
وقوله سبحانه وایای فاعبدون	لئے پیدا کیا ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خاص میری
وهذا لا ینافی قوله عز وعلا	عبادت کرو اور یہ اس قول خداوندی کے منافی نہیں کہ وہ
یدعون ربهم خوفا وطمعا	اپنے خدا کو خوف و طمع سے پکارتے ہیں یعنی خوف اس کے
سواء تقول المعنی خوفا من	غضب کا اور طمع اس کی رحمت کی یا خوف تو جہنم کا
غضبه وطمعا فی رحمته او خوفا	اور امید جنت کی۔ دوسری شئے عبادت
من ناره وطمعا فی جنته فان	میں ترہیب و ترغیب سے تعلق
الثانی من باب الترهیب والترغیب	رکھتی ہے۔ جیسا کہ بندے کو مالک کی
فی عبادته کما یرغب العبد فی	خدمت کی ترغیب دی جاتی ہے اور نافرمانی
خدمة سیده ویرهب وکذا	سے ڈرایا جاتا ہے۔ ایسے ہی لڑکے کو والد کے
الولد فی حق والده ۔	حق میں۔
۴۸۸ - حدیث من اذل عالما	جو کسی عالم کو بغیر حق کے ذلیل کرے اللہ
بغیر حق اذله الله یوم القیامة	تعالیٰ اسے قیامت کے روز تمام مخلوق کے
علی رؤس الخلائق من نسخة	سامنے ذلیل کرے گا۔ یہ سمعان بن المہدی
سمعان بن المهدی المکندویة	المکندویہ کے نسخہ سے منقول ہے۔ جیسا کہ ذیل

كَذَا فِي الذَّيْلِ۔

میں ہے۔

۴۴۹۔ حَدِيْثُ مَنْ أَخْلَصَ لِلّٰهِ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا ظَهَرَتْ يَنَابِيْعُ الْحِكْمَةِ مِنْ قَلْبِهٖ عَلٰى لِسَانِهٖ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَدْ أَخْطَأَ فَرَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ أَيُّوْبَ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَسَنَدُهُ ضَعِيْفٌ وَهُوَ عِنْدَ أَحْمَدَ عَنْ مَكْحُوْلٍ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ تَفَجَّرَتْ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَرُوِيَ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ مِنْ حَدِيْثِ أَنَسٍ وَقَالَ السُّيُوْطِيُّ وَصَلَهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ مِنْ طَرِيْقِ مَكْحُوْلٍ عَنْ أَبِيْ أَيُّوْبَ الْأَنْصَارِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ قُلْتُ وَالْحَدِيْثُ الْمُرْسَلُ أَيْضًا حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ

جس نے اللہ کے لئے چالیس روز تک خلوص اختیار کیا تو خدا کی جانب سے اس کی زبان پر حکمت کی باتیں ظاہر ہونے لگتیں ہیں اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ لیکن انہوں نے غلطی کی۔ کیونکہ ابو نعیم نے حلیہ میں ابو ایوب سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور اس کی سند ضعیف ہے۔ امام احمدؒ نے مکحولؒ سے مرفوعاً لفظ تفجرت (پھوٹنے لگتی ہیں) کے ساتھ روایت کیا ہے (یہ مرسل ہے) زرکشی رحؒ کہتے ہیں یہ ضعیف سند کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، سیوطی کہتے ہیں اسے ابو نعیم نے حلیہ میں مکحولؒ کے ذریعہ ابو ایوب انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔

۴۵۰۔ حَدِيْثُ مَنْ أَسْمَكَ فَلْيَتَمَّ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ أَنَّهُ بَاطِلٌ۔

جو بلندی اختیار کرے۔ اس سے تجاوز کرنا چاہیئے۔ امام عسقلانیؒ فرماتے ہیں یہ باطل ہے۔

۴۵۱ حَدِيثُ مَنْ أَسْلَمَ عَلَى يَدَيْهِ رَجُلٌ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ قَالَ الصَّغَانِي مَوْضُوعٌ ۔

جس کے ہاتھ پر ایک آدمی اسلام لے آئے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی صغانی فرماتے ہیں یہ موضوع ہے ۔

۴۵۲ ۔ حَدِيثُ مَنِ اسْتَوَى يَوْمَاهُ فَهُوَ مَغْبُونٌ وَمَنْ كَانَ يَوْمُهُ شَرًّا مِنْ أَمْسِهِ فَهُوَ مَلْعُونٌ إِلَّا فِي مَنَامِ لِعَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رَوَّادٍ قَالَ أُوْصِيْتُ بِهِ فِي الرُّؤْيَا بِهِ بِزِيَادَةٍ فِي آخِرِهِ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَلَعَنَ الزِّيَادَةَ وَمَنْ لَمْ يَكُنْ فِي زِيَادَةٍ فَهُوَ فِي نُقْصَانٍ وَلِلّٰهِ دَرُّ الْبُسْتِيِّ شِعْرٌ

جس کا ایک روز برابر ہوا ۔ وہ غبن کیا گیا اور جس کا ایک روز شرارتوں میں گزرا ۔ وہ ملعون ہے ، یہ نہیں پہچانی جاتی سوائے عبدالعزیز بن رواد کے خواب کے وہ کہتے ہیں مجھے خواب میں یہ وصیت کی گئی ہے اور اس کے آخر میں کچھ زیادتی بھی ہے ۔ اسے بیہقی رح نے روایت کیا ہے اور لعنت زیادتی میں نہیں نقصان میں ہے ، شاعر کا قول ہے ؎

زِيَادَةُ الْمَرْءِ فِي دُنْيَاهُ نُقْصَانٌ وَرِبْحُهُ غَيْرُ مَحْضِ الْخَيْرِ خُسْرَانٌ وَقَدْ قَالَ تَعَالَىٰ وَالْعَصْرِ إِنَّ الْإِنْسَانَ لَفِي خُسْرٍ إِلَّا الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۔

آدمی کی دنیا میں زیادتی نقصان ہے اور اس کی کمائی میں سوائے ٹوٹے کے کوئی نفع نہیں ہے اور اور اللہ تعالےٰ فرماتا ہے ۔ انسان ٹوٹے میں ہے ۔ مگر وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل کئے نیک اور وصیت کرتے ہیں ساتھ حق کے اور وصیت کرتے ہیں ساتھ صبر کے ۔

۴۵۳ ۔ حَدِيثُ مَنْ أَعَانَ ظَالِمًا سَلَّطَ اللّٰهُ عَلَيْهِ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرٍ

جو ظالم کی اعانت کرے اس پر اللہ تعالیٰ ظالم کو مسلط فرما دیتا ہے ۔ اسے ابن عساکر نے

فی تاریخہ عن حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ مرفوعا وفی سندہ متہم بالوضع وھو ابو زکریا العدوی نعم اتفقہ ذکرہ السخاوی قلت ویؤیدہ ثبوتہ انہ اخرجہ الدیلمی من حدیث ابن مسعود الا انہ لم یسندہ وقال السیوطی اخرجہ ابن عساکر فی تاریخہ من طریق الحسن بن علی بن زکریا عن سعید بن عبد الجبار الکرابیسی عن حماد بن سلمۃ عن عاصم عن زر عن ابن مسعود مرفوعا من اعان ظالما سلطہ اللہ علیہ انتہی ولیس فی ھذا الاسناد غبار کما لا یخفی۔

دیلمی تاریخ میں ابن مسعودؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اس کی سند میں ابو زکریا العدوی وضع کے ساتھ متہم ہے اس کا سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں۔ اس کی تائید میں وہ ثبوت ہے جو دیلمی نے ابن مسعودؓ سے بغیر سند کے روایت کیا ہے۔ (جب سند نہیں تو ثبوت کیسا، عذر گناہ بدتر از گناہ) سیوطی کہتے ہیں۔ ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس سند سے مرفوعاً روایت کیا ہے حسن بن علی بن زکریا، سعید بن عبد الجبار الکرابیسی حماد بن سلمہ، عاصم بن بہدلہ، زر بن حبیش، ابن مسعودؓ۔ سیوطیؒ کہتے ہیں۔ اس سند پر کوئی غبار نہیں۔ بشرطیکہ یہ حسن بن علی بن زکریا ابو زکریا العدوی نہ ہو۔

٤٥٤ حدیث من اعان تارک الصلوۃ بلقمۃ فکانما قتل الانبیاء کلھم موضوع انتہی علی ما فی اللآلی۔

جس نے تارک الصلوۃ کی ایک لقمہ سے بھی مدد کی۔ گویا اس نے تمام انبیاء کو قتل کر دیا۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۴۵۵۔ حَدِيْثُ مَنِ اغْتَسَلَ مِنَ الْجَنَابَةِ حَلَالًا أَعْطَاهُ اللّٰهُ مِائَةَ قَصْرٍ مِنْ دُرَّةٍ بَيْضَاءَ وَكَتَبَ اللّٰهُ لَهُ بِكُلِّ قَطْرَةٍ ثَوَابَ أَلْفِ شَهِيْدٍ بَاطِلٌ وَضَعَهُ دِيْنَارٌ۔

جو حلال طور پر غسل جنابت کرے تو اللہ تعالیٰ اسے سفید موتیوں کے سو محل عطا فرماتا ہے اور ہر قطرہ کے بدلے سو شہیدوں کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ یہ باطل ہے اسے دینار نے وضع کیا ہے۔

۴۵۶۔ حَدِيْثُ مَنْ أَفْرَدَ الْإِقَامَةَ فَلَيْسَ مِنَّا مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي اللَّآلِي وَكَذَا حَدِيْثُ جَابِرٍ فِي ثَوَابِ الْمُؤَذِّنِ بِطُوْلِهِ مَوْضُوْعٌ۔

جس نے اقامت مفرد طور پر کہی وہ ہم میں سے نہیں ہے یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے اسی طرح جابر کی وہ حدیث جو موذن کے ثواب کے بارے میں ایک لمبی حدیث ہے وہ بھی موضوع ہے۔

۴۵۷۔ حَدِيْثُ مَنْ أَكْرَمَ غَرِيْبًا فِي غُرْبَتِهِ وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا بِلَا سَنَدٍ وَيُقَوِّيْهِ حَدِيْثُ مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ۔

جو مسافر کی اس کے سفر میں مدد کرے اس کے لئے جنت واجب ہو گئی۔ دیلمی نے اسے بلا سند ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا ہے۔ لیکن اس کی تائید یہ حدیث کرتی ہے۔ جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اسے مہمان کی عزت کرنی چاہیئے۔

۴۵۸۔ حَدِيْثُ مَنِ احْتَكَرَ الطَّعَامَ أَرْبَعِيْنَ يَوْمًا فَقَدْ بَرِئَ مِنَ اللّٰهِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَالَ الْعِرَاقِيُّ فِي

جو چالیس روز تک کھانے کی چیز چھپا کر رکھے (قیمت بڑھانے کے لئے مال چھپا کر رکھنا) تو وہ اللہ سے بری ہے۔ اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں ۱۲ بیان کیا ہے لیکن عراقی کہتے ہیں ان کے اس قول پر اعتراض

الْحَاكِمِ بِوَضْعِهِ نَظَرٌ وَقَدْ صَحَّحَهُ
الْحَاكِمُ قُلْتُ وَقَدْ ذَكَرَهُ الْجَلَالُ
السُّيُوطِيُّ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيرِ بِلَفْظِ
مَنِ احْتَكَرَ طَعَامًا عَلَى أُمَّتِي
أَرْبَعِينَ يَوْمًا وَتَصَدَّقَ بِهِ لَمْ
يُقْبَلْ مِنْهُ رَوَاهُ ابْنُ عَسَاكِرَ
عَنْ مُعَاذٍ رض۔

ہے۔ کیونکہ حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے ملا
علی قاری فرماتے ہیں سیوطیؒ نے جامع الصغیر
میں اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے
جو شخص میری امت پر چالیس روز تک کھانا
روکے رکھے۔ اب اگر اس سے صدقہ بھی کرے گا
تو وہ قبول نہ کیا جائے گا۔ ابن عساکر نے اسے معاذؓ
سے روایت کیا ہے۔

۴۵۹ - حَدِيثُ مَنْ أَكَلَ طَعَامَ
أَخِيهِ بِسُرُورِهِ لَمْ يَضُرَّهُ هُوَ مِنْ كَلَامِ
أَبِي سُلَيْمَانَ الدَّارَانِيِّ۔

جو شخص اپنے بھائی کا کھانا اس کی خوشی سے
کھائے تو وہ اسے ضرر نہ پہنچائے گا۔ یہ ابو سلیمان
دارانی کا قول ہے۔

۴۶۰ - حَدِيثُ مَنْ أَكَلَ فُولَةً
بِقِشْرِهَا أَخْرَجَ اللهُ مِنْهُ مِنَ الدَّاءِ
مِثْلَهَا أَوْرَدَهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي الضُّعَفَاءِ
مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رض مَرْفُوعًا
وَذَكَرَهُ ابْنُ الْقَيِّمِ فِي مَوْضُوعَاتِهِ
وَأَوْرَدَهُ الذَّهَبِيُّ فِي الْمِيزَانِ وَ
هُوَ بَاطِلٌ وَذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ
نُقِلَ عَنِ الشَّافِعِيِّ أَنَّهُ قَالَ الْفُولُ
يَزِيدُ فِي الدِّمَاغِ وَالدِّمَاغُ يَزِيدُ

جو لوبیا چھلکے سمیت کھائے اللہ تعالیٰ
اس سے اتنی ہی بیماری دور کرتا ہے۔ اسے
ابن حبان نے کتاب الضعفاء میں حضرت عائشہؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ ابن القیمؒ نے
اسے اپنی موضوعات میں شمار کیا ہے۔ امام
ذہبی رحہ نے اسے میزان میں نقل کر کے
لکھا ہے، کہ یہ باطل ہے۔ اور امام ذہبیؒ
فرماتے ہیں امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ لوبیا
دماغ میں زیادتی کرتا ہے اور دماغ عقل میں

فی العقل ۔

زیادتی کرتا ہے ۔

۴۶۱۔ حدیث من اکل مع مغفور غفر له قال العسقلانی هو کذب موضوع لا اصل له لا صحیح ولا حسن ولا ضعیف کذا قال غیره لیس له اسناد عند اهل العلم ولیس معناه صحیحا علی الاطلاق فقد یاکل مع المسلمین الکفار والمنافقون ذکره السخاوی ولا یخفی ان الکفار لیسوا من اهل المغفرة ولا یبعد انه اذا اکل مؤمن مع صالح بنیة البرکة والمحبة لله تعالی ان ینال له المغفرة والرحمة ۔

جو شخص مغفرت شدہ کے ساتھ کھانا کھائے اس کی بھی مغفرت کردی جاتی ہے امام عسقلانی فرماتے ہیں یہ جھوٹ ہے موضوع ہے اس کی کوئی اصل نہیں ۔ نہ یہ صحیح ہے نہ حسن اور نہ ضعیف ۔ اور دیگر لوگوں کا قول ہے کہ اہل علم کے نزدیک اس کی کوئی سند نہیں اور نہ اس کے معنی مطلقاً صحیح ہیں اس لیے کہ مسلمانوں کے ساتھ کفار اور منافقین بھی کھاتے ہیں ۔ اس کا سخاوی نے ذکر کیا ہے اور یہ بات مخفی نہیں ہے کہ کفار اہل مغفرت سے نہیں ہیں ہاں یہ بات کچھ بعید نہیں کہ اگر کوئی کسی نیک آدمی کے ساتھ برکت اور محبت خداوندی کی بنا پر کھانا کھائے تو اس کی بھی مغفرت ہو جائے یا اس پر بھی رحمت ہو جائے ۔

۴۶۲۔ حدیث من استرضی فلم یرض فهو شیطان لیس بحدیث وانما یروی عن الشافعی بزیادة ومن استغضب فلم یغضب فهو حمار ۔

جو شخص رضامندی چاہے اور دوسرا راضی نہ ہو ۔ تو وہ شیطان ہے ۔ یہ حدیث نہیں ہے امام شافعی ؒ سے کچھ زیادتی کے ساتھ مروی ہے ۔ جو زبردستی غصہ لانا چاہے اور غصہ نہ آئے تو وہ گدھا ہے ۔

۴۶۳۔ حَدِیْثُ مَنِ اکْتَحَلَ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ بِالْاِثْمِدِ لَمْ تَرْمَدْ عَیْنَاہُ اَبَدًا رَوَاہُ الْحَاکِمُ وَغَیْرُہٗ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِہٖ مَرْفُوْعًا وَقَالَ الْحَاکِمُ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَقَالَ السَّخَاوِیُّ بَلْ ھُوَ مَوْضُوْعٌ اَوْرَدَہُ ابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ الْحَاکِمُ وَالْاِکْتِحَالُ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ یَرِدْ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فِیْہِ اَثَرٌ وَھُوَ بِدْعَۃٌ اِبْتَدَعَھَا قَتَلَۃُ الْحُسَیْنِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ قُلْتُ وَقَدْ ذَکَرَہُ الْحَافِظُ جَلَالُ الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ فِیْ جَامِعِ الصَّغِیْرِ بِلَفْظِ مَنِ اکْتَحَلَ بِالْاِثْمِدِ یَوْمَ عَاشُوْرَاءَ لَمْ تَرْمَدْ عَیْنَاہُ اَبَدًا رَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَدِ الْتَزَمَ اَنْ لَا یَذْکُرَ فِیْ کِتَابِہٖ ھٰذَا حَدِیْثًا مَوْضُوْعًا فَالْحَدِیْثُ غَیْرُ مَوْضُوْعٍ عِنْدَہٗ وَغَایَۃُ الْاَمْرِ اَنَّہٗ ضَعِیْفٌ ۔

جو عاشورار کے روز اثمد کا سرمہ لگائے تو اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ اسے حاکم وغیرہ نے ابن عباس رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کہتے ہیں یہ منکر ہے سخاوی کہتے ہیں بلکہ موضوع ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ امام حاکم فرماتے ہیں عاشورا کے روز سرمہ لگانا اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی روایت مروی نہیں ہے وہ بدعت ہے جو حسین رض کے قاتلوں نے ایجاد کی ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جلال الدین سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں انہی الفاظ کے ساتھ اسے ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے بیہقی رح کے حوالہ سے روایت کیا ہے۔ اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے۔ کہ اپنی کتاب میں کوئی حدیث موضوع بیان نہیں کرتے اس سے معلوم ہوا۔ کہ یہ حدیث سیوطی رح کے نزدیک موضوع نہیں ہے اور یہ روایت ضعیف ہے۔

۴۶۴۔ حَدِيثُ مَنِ انْتَهَرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ مَلَأَ اللّٰهُ قَلْبَهُ أَمْنًا وَإِيمَانًا مَوْضُوعٌ۔

جو صاحب بدعت کو جھڑکے تو اللہ تعالیٰ اس کا دل امن وایمان سے بھر دیتا ہے۔ یہ موضوع ہے۔

۴۶۵۔ حَدِيثُ مَنْ أُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ قَوْمٌ فَهُمْ شُرَكَاؤُهُ فِيهَا أَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوعَاتِ فَأَخْطَأَ فَقَدْ أَوْرَدَهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ حُمَيْدٍ مِنْ حَدِيثِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَغَيْرِهِ مِنْ حَدِيثِ عَائِشَةَ رض مَرْفُوعًا وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ أَنَّهُ لَا يَصِحُّ فِي هٰذَا الْبَابِ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ وَكَذَا قَالَ الْبُخَارِيُّ عَقِيبَ إِيرَادِهِ لَهُ تَعْلِيقًا فَقَالَ وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَا يَصِحُّ وَقَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ الْمَوْقُوفُ أَصَحُّ وَذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الزَّرْكَشِيُّ مَنْ أُهْدِيَ لَهُ هَدِيَّةٌ فَجُلَسَاؤُهُ شُرَكَاؤُهُ فِيهَا

جس کے پاس ہدیہ بھیجا جائے۔ اور اس کے پاس لوگ موجود ہوں۔ تو وہ اس میں شریک ہیں۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کر کے غلطی کھائی ہے۔ اسے عبد اللہ بن حمید نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ عقیلی کہتے ہیں اس باب میں حضور سے کوئی حدیث صحیح نہیں۔ ایسے ہی بخاری اسے معلقاً لانے کے بعد فرماتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی یہ روایت کی جاتی ہے کہ اس کے ساتھ بیٹھنے والے اس کے شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں۔ عسقلانی رح کہتے ہیں۔ موقوف زیادہ صحیح ہے۔ جیسا کہ سخاوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا ہے زرکشی رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں۔ اس حدیث کو طبرانی رح نے حسن بن علی

وَرَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ مِنْ حَدِيْثِ حَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ ؓ۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۴۶۶۔ حَدِيْثُ مَنْ بَانَ عُذْرُهٗ وَجَبَتِ الصَّدَقَةُ عَلَيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ۔

جس کا عذر ظاہر ہو جائے اس پر صدقہ واجب ہے، سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۶۷۔ حَدِيْثُ مَنْ بَلَغَهٗ عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ شَيْءٌ فِيْهِ فَضِيْلَةٌ فَاَخَذَ بِهٖ اِيْمَانًا بِهٖ وَرَجَاءَ ثَوَابِهٖ اَعْطَاهُ اللّٰهُ ذٰلِكَ وَاِنْ لَمْ يَكُنْ كَذٰلِكَ قَدْ سَبَقَ عَلَى الْعَسْقَلَانِيِّ فِيْ كَلَامِ عَلِيٍّ لَوْ اَحْسَنَ اَحَدُكُمْ ظَنَّهٗ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ اللّٰهُ بِهٖ فَقَالَ لَا اَصْلَ لَهٗ وَنَحْوُهٗ مَنْ بَلَغَهٗ شَيْءٌ الْحَدِيْثُ وَالْحَقُّ اَنَّ بَيْنَهُمَا فَرْقًا فِيْ تَلْوِيْحِ الْمَعْنٰى وَصَحِيْحِ الْمَبْنٰى فَاِنَّ الْحَدِيْثَ الثَّانِيَ رَوَاهُ اَبُو الشَّيْخِ فِيْ مَكَارِمِ الْاَخْلَاقِ عَنْ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا وَفِيْ سَنَدِهٖ بِشْرُ بْنُ عُبَيْدٍ وَهُوَ مَتْرُوْكٌ وَلَهٗ طُرُقٌ لَا

جس شخص کو اللہ عزوجل سے کوئی شئے فضیلت کی پہنچے اور وہ اسے اس پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی غرض سے لازم پکڑ لے تو اللہ تعالیٰ اسے یہ شئے عطا فرما دیتا ہے اگرچہ ایسا نہ ہو، عسقلانی کا پہلے اس حدیث کے تحت اگر کوئی شخص پتھر کے ساتھ اچھا گمان کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ بھی اسے نفع پہنچا دیتا ہے، کلام گذر چکا اس کی اور اس حدیث جسے اللہ سے کوئی شئے پہنچے اس کی کوئی اصل نہیں اور صحیح یہ ہے کہ معنوی لحاظ سے دونوں میں فرق ہے اور دوسری حدیث کو ابو الشیخ نے مکارم الاخلاق میں جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں بشیر بن عبید متروک ہے اور اس کی کئی سندات ہیں جو

نقلوه من متروك ومن لا يعرف كما ذكره السخاوي الا ان غاية الامر فيه انه ضعيف ويقويه انه رواه ابن عبد البر من حديث انس كما ذكره الزركشي وكذا ذكره العز بن جماعة في منسكه الكبير الا انه لم يسنده ولم يعزه الى احد ويؤيده ما ذكره السيوطي في جامعه الصغير وقال رواه الطبراني في الاوسط عن انس بلفظ من بلغه عن الله فضيلة فلم يصدق بها لم ينلها ففي الجملة له اصل اصيل لكن استشكل بانه ان حمل ما بلغه على الحديث الضعيف ينافيه قوله ايمانا به لانه اذا اعتقد الثبوت امتثالا لقوله ايمانا به في غرض كون الحديث الذي بلغه ضعيفا لان الضعيف لا يطلق الا حيث لم

متروک سے خالی ہیں اور مجہول راوی بھی پائے جاتے ہیں جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے مقصد کلام یہ ہے کہ یہ ضعیف ہے اور اس کی تقویت وہ حدیث کرتی ہے جو ابن عبد البر نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے جیسا کہ زرکشی نے ذکر کیا ہے ایسے ہی عز بن جماعہ نے اپنی منسک الکبیر میں بغیر سند کے ذکر کیا ہے اور کسی کی جانب نسبت نہیں کی اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو سیوطی رح نے اپنی جامع الصغیر میں نقل کی ہے کہ طبرانی نے اوسط میں انس رض سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جسے اللہ سے کوئی فضیلت پہنچے پھر اسے صدقہ نہ کرے تو اسے وہ شئے حاصل نہیں ہوتی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اگر اس حدیث کو ضعیف پر محمول کیا جائے تو ایمانا بہ کا قول اس کی نفی کرتا ہے، کیونکہ اگر اس لفظ کی بنا پر اس کے ثبوت کا اعتقاد کر لیا جائے کیونکہ ضعیف نہیں کہی جاتی جب تک مضمون ثابت نہ ہو اور اگر اسے صحیح پر محمول کیا جائے تو آخر کا لفظ درج ہے

يَكُنِ الْمَضْمُوْنُ ثَابِتًا وَإِنْ حُمِلَ	ایسا نہ ہو وہ اس کی تائید کرتا ہے۔ کیونکہ کسی
عَلَى الصَّحِيْحِ نَلْغَاهُ قَوْلُهُ وَإِنْ لَمْ	امر کا فرض ہونا دوسری شئے کی صحت سند پر
يَكُنِ الْاَمْرُكَذٰلِكَ لِاَنَّ فَرْضَ كَوْنِ	کا نفی نہیں کرتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم
ذٰلِكَ الْاَمْرِ لَيْسَ كَذٰلِكَ يُنَافِي	اول کو پسند کرتے ہیں اور اس کے ثبوت کا
الصِّحَّةَ الْمُسْتَلْزِمَةَ لِكَوْنِهِ كَذٰلِكَ	اعتقاد رکھتے ہیں اور سند پر توقف نہ کیا جائے گا
وَالْجَوَابُ اَنَا نَخْتَارُ الْاَوَّلَ وَنَقُوْلُ	اس خیال کی بنا پر اس کی کوئی اور سند ہو کیونکہ
اِعْتِقَادُ الثُّبُوْتِ لَا يَتَوَقَّفُ عَلَى	جب یہ عام ہو گئی تو ہم اسے عمومات میں شمار
السَّنَدِ لِجَوَازِ اَنْ يَكُوْنَ مِنْ وَجْهٍ	کریں گے۔ تو ثبوت اس کے درج ہونے
اٰخَرَ كَمَا اِذَا كَانَ مَا مَا اَدْرَجَهُ	کی بنا پر ہوگا۔ نہ کہ کوئی اور۔ اور اگر ہم دوسرے
فِيْ عُمُوْمَاتِهِ فَالثُّبُوْتُ حِيْنَئِذٍ	جملہ کو اختیار کریں تو ہم اسے ظنی طور پر
مِنْ حَيْثُ هٰذَا الْاِدْرَاجِ لَا غَيْرُ	صحت سند پر محمول کریں گے۔ تو ہماری یہ
اَوْ نَخْتَارُ الثَّانِيَ فَنَحْمِلُهُ عَلَى مَا صَحَّ	تصدیق باعتبار ظاہر ہو گی۔ ہو سکتا ہے
سَنَدُهُ ظَنًّا فِي الظَّاهِرِ فَهٰذَا يُمْكِنُ	کہ باطن میں صحیح نہ ہو، تو اس حدیث کی بنا پر جو
التَّصْدِيْقُ بِثُبُوْتِهِ مِنْ هٰذِهِ	واقع میں حدیث نہیں، یہ ثواب لکھا جائیگا
الْحَيْثِيَّةِ وَيُحْتَمَلُ اَنَّهُ غَيْرُ صَحِيْحٍ	کیونکہ اس کے بعض روات ایسے ہیں جو شروط
بَاطِنًا فَحِيْنَئِذٍ كُتِبَ لَهُ ذٰلِكَ	کے ساتھ ظاہراً و باطناً عادل ہیں۔ اور محققین
الثَّوَابُ الَّذِيْ بَلَغَهُ مَعَ كَوْنِ	کے نزدیک صحت، حسن اور ضعف کا دارومدار
الْحَدِيْثِ غَيْرَ وَاقِعٍ لٰكِنْ بَعْضُ	صرف ظاہر پر ہوتا ہے۔ اور یہ احتمال
رُوَاتِهِ الظَّاهِرَةِ الْعَدَالَةِ مَعَ بَقِيَّةِ	رہتا ہے کہ صحیح موضوع ہے اور موضوع

الشروط وباطنا كذلك والمحققون على ان الصحة والحسن والضعف انما هي من حيث الظاهر فقط مع احتمال كون الصحيح موضوعا وعكسه لكن افاده الشيخ ابن حجر المكي في حل معنى هذا الحديث الا انه جعل مرجع الضمير في قوله فاخذ به اي بالفضيلة بمعنى الفضل والظاهر انه راجع الى شيء فيه فضيلة ومعنى اخذ به عمل به قولا وفعلا ثم قوله ايمانا به اي ايمانا بالله وايقانا برجاء ثوابه لان المعنى ايمانا بذلك الحديث كما حله الشيخ فاحتاج الى تمحل في الجواب والله اعلم بالصواب .

صحیح، جیسا کہ شیخ ابن حجر المکی نے اس حدیث کے حل میں لکھا ہے۔ کیوں کہ قول فاخذ بہ کی ضمیر کا مرجع فضیلت یعنی فضل کی جانب کیا جائے۔ اور ظاہر بھی یہی ہے تو اس وقت اخذ بہ کے معنی یہ ہوں گے کہ قولاً وفعلاً اس پر عمل کیا۔ پھر یہ قول ایماناً بہ۔ یعنی اللہ پر ایمان رکھتے ہوئے اور ثواب کی امید رکھتے ہوئے۔ کیونکہ معنے یہ ہوں گے کہ اس حدیث پر ایمان رکھتے ہوئے۔ جیسا کہ شیخ نے حل کیا ہے۔ تو یہ جواب خود جواب کا محتمل ہوگا

۱۴۴ - حكاية من بشرني بخروج صفر بشرته بالجنة لا اصل له .

جو شخص مجھے صفر کے نکل جانے کی خوشخبری سنائے گا میں اسے جنت کی خوشخبری سناؤں گا۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۶۹۔ حَدِيْثُ مَنْ بُوْرِكَ لَهُ فِيْ شَيْئٍ فَلْيَلْزَمْهُ قَالَ ابْنُ تَيْمِيَّةَ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ قُلْتُ وَهُوَ اسْتِرْوَاحٌ مِنْهُ فَمَا خَرَجَهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ رض وَعَائِشَةَ كَمَا ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ مِنْ حَدِيْثِ اَنَسٍ رض مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ مَنْ اَصَابَ مِنْ شَيْئٍ فَلْيَلْزَمْهُ وَهُوَ عِنْدَ الْبَيْهَقِيِّ فِي الشُّعَبِ بِلَفْظِ مَنْ رُزِقَ بَدَلَ مَنْ اَصَابَ قُلْتُ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ بِاللَّفْظَيْنِ ۔

جسے کسی شئے میں برکت دی جائے۔ تو وہ اسے لازم پکڑلے۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں انہیں بھول ہوئی۔ ورنہ ابن ماجہ نے اسے انس رض اور عائشہ رض سے روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشی کہتے ہیں سخاوی رح کہتے ہیں۔ اسے ابن ماجہ نے انس رض سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ جسے کوئی شئے پہنچے وہ اسے لازم پکڑلے اور بیہقی نے شعب میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جسے رزق دیا جائے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ جامع الصغیر میں دونوں طرح موجود ہے۔

۴۷۰۔ حَدِيْثُ مَنْ تَزَوَّجَ امْرَاَةً لِمَالِهَا حَرَمَهُ اللّٰهُ مَالَهَا وَجَمَالَهَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَا يُعْرَفُ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ وَفِي الصَّحِيْحَيْنِ تُنْكَحُ الْمَرْاَةُ لِمَالِهَا وَجَمَالِهَا وَحَسَبِهَا وَدِيْنِهَا فَاظْفَرْ

جو عورت سے اس کے مال کے باعث شادی کرے اللہ تعالیٰ اس کے مال اور خوبصورتی کو حرام کرے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ معلوم نہیں سخاوی کہتے ہیں۔ میں اس سے واقف نہیں۔ صحیحین میں عورت سے نکاح اس کے مال اس کے جمال اس کے حسب اور اس کے دین کی بنا پر کیا جاتا

بِنَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ ۔

ہے۔ تم دین والی سے مدد چاہو۔

۴۷۱۔ حَدِيْثُ مَنْ تَزَيَّى بِغَيْرِ زِيِّهِ فَقُتِلَ فَدَمُهُ هَدَرٌ لَيْسَ لَهُ أَصْلٌ مُعْتَمَدٌ وَحِكَايَاتُ الْجِنِّ الْمَرْوِيَّةُ فِي ذٰلِكَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمْ يَثْبُتْ مِنْهَا شَيْءٌ ۔

جو صورت بدل لے پھر قتل کر لیا جائے تو اس کا خون بے کار ہے۔ اس کی کوئی اصل نہیں اور حکایات جن جو اس بارے میں حضور صلعم سے مروی ہیں۔ اس میں سے کوئی شے ثابت نہیں۔

۴۷۲۔ حَدِيْثُ مَنْ تَكَلَّمَ بِكَلَامِ الدُّنْيَا فِي الْمَسْجِدِ أَحْبَطَ اللهُ أَعْمَالَهُ أَرْبَعِيْنَ سَنَةً قَالَ الصَّغَانِيُّ مَوْضُوْعٌ وَهُوَ كَذٰلِكَ لِأَنَّهُ بَاطِلٌ مَبْنًى وَمَعْنًى ۔

جو مسجد میں کوئی دنیا کی بات کرے اللہ تعالیٰ اس کے چالیس سال کے عمل اٹھا لیتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں۔ یہ موضوع ہے۔ کیونکہ یہ لفظاً بھی باطل ہے اور معنیً بھی۔

۴۷۳۔ حَدِيْثُ مَنْ تَوَاضَعَ لِغَنِيٍّ لِأَجْلِ غِنَاهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهِ ذَكَرَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَلَمْ يُصِبْ فَقَدْ رَوَى الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَنَسٍ بِلَفْظِ مَنْ دَخَلَ عَلَى غَنِيٍّ فَتَوَاضَعَ لَهُ ذَهَبَ ثُلُثَا دِيْنِهِ وَقَالَ فِي كُلٍّ مِنْهُمَا إِسْنَادٌ

جو کسی امیر کی اس کی امارت کی بناء پر تواضع کرتا ہے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے اسے ابن الجوزی نے موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن سیوطیؒ کہتے ہیں ان کا یہ قول صحیح نہیں کیونکہ بیہقیؒ نے اپنی شعب میں ابن مسعودؓ اور انسؓ سے ان الفاظ کے ساتھ اسے روایت کیا ہے جو کسی امیر کے پاس جائے اور اس کی تواضع کرے تو اس کا دو تہائی دین چلا جاتا ہے سیوطیؒ کہتے ہیں دونوں

ضعیف۔ کی سند ضعیف ہیں نہ کہ موضوع)

۴۷۴۔ حدیث من جالس عالما فكأنما جالس نبيا قال السخاوي لا اعرفه في المرفوع قلت لكن معناه صحيح لان العلماء ورثة الانبياء وقد قال الله تعالى فاسئلوا اهل الذكر ان كنتم لا تعلمون وورد الشيخ في قومه كالنبي في امته۔

جو عالم کے پاس بیٹھا گویا وہ نبی کے پاس بیٹھا سخاوی کہتے ہیں میں اسے مرفوعاً نہیں پہچانتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں معنی اس کے صحیح ہیں۔ کیونکہ علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اور یہ بھی وارد ہے کہ شیخ اپنی قوم میں ایسا ہی ہوتا ہے جیسا کہ نبی اپنی امت میں۔

ف:۔ شیخ والی روایت حرف شین میں گذر چکی۔ اس کی بھی یہی حیثیت ہے۔ اور علماء کا وارث انبیاء ہونا یا یہ حکم کہ اگر تم نہ جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔ اس سے معنی کی صحت قائم نہیں ہوتی۔ اس لئے کہ ان امور کا کوئی منکر نہیں بلکہ سوال اس امر کا ہے۔ کیا عالم کے پاس بیٹھنا نبی کے پاس بیٹھنے کے مترادف ہو سکتا ہے یا شیخ نبی کی طرح ہو سکتا ہے۔ ملا علی قاری نے اصل اعتراض کو نظر انداز کر دیا۔ حالانکہ بغیر تاویل کے ان مردود روایات کے الفاظ موجب کفر ہیں۔

۴۷۵۔ حدیث من جد وجد ترجمه السخاوي ولم يتكلم عليه قلت لا اصل له بل هو من كلام بعض الفضلاء وكذا حديث

جس نے کوشش کی اس نے پایا سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں کیا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں بلکہ یہ بعض فضلاء کا کلام ہے۔ اسی طرح یہ حدیث

لَجَ وَلَجَ .

۱۱۱۳ - حَدِیْثُ مَنْ جَمَعَ مَالًا مِنْ
تَهَاوُشٍ اَذْهَبَهُ اللّٰهُ فِیْ نَهَابِرَ۔
قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَهٗ اِنْتَهٰی لٰكِنْ
اَخْرَجَهُ الْقُضَاعِیُّ عَنْ اَبِیْ سَلَمَةَ
الْحِمْصِیِّ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَاَبُوْ سَلَمَةَ
قَاضِیْ حِمْصَ لَا صُحْبَةَ لَهٗ فَهُوَ مَعَ
ضُعْفِهٖ مُرْسَلٌ وَفِیْ سَنَدِهٖ مَتْرُوْكٌ
كَمَا قَالَ السَّخَاوِیُّ قُلْتُ الْمُرْسَلُ
حُجَّةٌ عِنْدَ الْجُمْهُوْرِ وَقَدْ ذُكِرَ فِیْ
جَامِعِ الصَّغِیْرِ بِلَفْظِ مَنْ اَصَابَ
مَالًا مِنْ تَهَاوُشٍ اَذْهَبَهُ اللّٰهُ فِیْ
نَهَابِرَ اَخْرَجَهُ ابْنُ النَّجَّارِ عَنْ اَبِیْ
سَلَمَةَ الْحِمْصِیِّ فَهُوَ ضَعِیْفٌ لَا
مَوْضُوْعٌ وَالْمَعْنٰی اَنَّ كُلَّ مَالٍ
اُصِیْبَ مِنْ غَیْرِ حِلِّهٖ وَلَا یُدْرٰی
وَجْهُ اَخْذِهٖ اَذْهَبَهُ اللّٰهُ فِی الْمَهَالِكِ
غَایَةُ اَمْرِهٖ كَانَ تَجَمَّعَ مَهَاوِشُ مِنَ
الْهَوْشِ بِمَعْنَی الْجَمْعِ وَالْخَلْطِ

کہ جس نے پناہ چاہی پناہ دیا گیا۔

جس نے حرام سے مال جمع کیا اللہ تعالیٰ
اسے قطع رحمی میں لے جاتا ہے۔ سخاوی کہتے
ہیں۔ اس کی کوئی اصل نہیں لیکن قضاعی
نے اسے ابوسلمۃ الحمصی سے مرفوعًا روایت
کیا ہے۔ ابوسلمہ قاضی حمص ضعیف
ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ مرسل بھی
ہے۔ اور اس میں ایک راوی متروک
بھی ہے۔ جیسا کہ سخاوی فرماتے ہیں
ملا علی قاری کہتے ہیں کہ مرسل ہمارے نزدیک
حجت ہے (متروک کو حجت نہیں) اور
جامع الصغیر میں یہ ان الفاظ کے ساتھ
مروی ہے۔ جو حرام سے مال پاتا ہے
خدا تعالیٰ اسے حرام میں لے جاتا
ہے۔ اسے ابن النجار نے ابوسلمۃ
الحمصی سے روایت کیا ہے۔ تو یہ
روایت ضعیف ہے۔ موضوع نہیں
رہی ہاں موضوع تو کوئی بھی نہیں کہتا
ہر ایک ضعیف مرسل اور متروک

الْمِيمِ زَائِدَةٌ وَيُرْوَى مِنْ نَهَاوِشٍ	کہتا ہے) اور مقصد یہ ہے کہ جو بھی
بِفَتْحِ النُّونِ وَكَسْرِ الْوَاوِ جَمْعُ نَهْوَاشٍ	مال حرام سے وصول ہوگا۔ وہ حرام میں جائیگا
وَهُوَ بِمَعْنَاهُ كَذَا فِي النِّهَايَةِ وَفِي	گا۔ نہاوش کے معنی غصب اور
الْقَامُوسِ إِنَّ الْمَهَاوِشَ مَا غُصِبَ	چوری کے آتے ہیں۔ اور تہابر
وَسُرِقَ وَالتَّهَابُرُ الْمَهَالِكُ وَزَادَ بَعْضُهُمْ	کے معنے مہالک کے آتے
وَالْأُمُورُ الْمُتَبَدِّدَةُ.	ہیں۔
۳۷۷۔ حَدِيثُ مَنْ جَهِلَ شَيْئًا	جو کسی شئے سے جاہل ہو تو اس نے اس سے
عَادَاهُ قَالَ ابْنُ الرَّبِيعِ لَيْسَ بِحَدِيثٍ	عداوت برتی۔ ابن الربیع کہتے ہیں یہ حدیث نہیں
قُلْتُ هُوَ كَذَلِكَ كَمَا قَالَ الشَّاعِرُ	ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ شاعر کے قول کی طرح ہے کہ آدمی
الْمَرْءُ لَا يَزَالُ عَدُوًّا لِمَا جَهِلَ	جب تک جاہل رہتا ہے ہمیشہ دشمن رہتا ہے۔
۳۷۸۔ حَدِيثُ مَنْ حَدَّثَ	جو کوئی حدیث بیان کرے اور اس وقت اسے
حَدِيثًا فَعَطَسَ عِنْدَهُ فَهُوَ حَقٌّ	چھینک آجائے تو گویا کہ وہ حق ہے۔ سخاوی
قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى عَنْ أَبِي	کہتے ہیں اسے ابو یعلی نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً
هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا وَكَذَا أَخْرَجَهُ	روایت کیا ہے۔ اسی طرح دارقطنی طبرانی اور بیہقی نے
الدَّارَقُطْنِيُّ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ	بھی اور امام بیہقی فرماتے ہیں یہ منکر ہے۔ دیگر علماء کہتے
وَقَالَ إِنَّهُ مُنْكَرٌ عَنْ أَبِي الزِّنَادِ وَ	ہیں یہ باطل ہے چاہے اس کی سند سورج کی طرح
قَالَ غَيْرُهُ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَلَوْ كَانَ سَنَدُهُ	چمکدار کیوں نہ ہو۔ اور اس میں بہت بڑی
فِي الشَّمْسِ انْتَهَى وَفِيهِ بَحْثٌ لَا يَخْفَى	بحث ہے جو مخفی نہیں۔ زرکشی رح کہتے ہیں۔
قَالَ الزَّرْكَشِيُّ فَقَدْ حَسَّنَهُ النَّوَوِيُّ	امام نووی نے اس کی تحسین کی ہے اور جو لوگ

وأخطأ من قال إن الحديث باطل	یہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث باطل ہے انہوں نے
وللطبراني من حديث أنس رضي	غلطی کی اور طبرانی میں انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
الله عنه أصدق الحديث ما	سب سے سچی بات وہ ہے کہ جس کے کہتے
عطس عنده .	وقت چھینک آجائے ۔
۴۷۹۔ حديث من حفر لأخيه	جو اپنے بھائی کیلئے گڑھا کھودے قریب ہے کہ اللہ
قليباً أوقعه الله فيه قريباً قال	اسے اس میں گرا دیگا۔ عسقلانی فرماتے ہیں میں نے
العسقلاني لم أجد له أصلاً قلت	اس کی کوئی اصل نہیں پائی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
ولكن ألفاظ بعضهم من حفر بئراً	بعض لوگوں کے الفاظ یہ بھی ہیں کہ جو اپنے بھائی
لأخيه وقع فيه ولكن معناه صحيح	کے لئے کنواں کھودے خود اس میں گر پڑتا ہے لیکن اس کے
مستفاد من قوله تعالى ولا يحيق	معنی صحیح ہیں اور اللہ تعالیٰ کے قول سے مستفاد
المكر السيئ إلا بأهله .	ہیں۔ ولا یحیق المکر السیئ الا باہلہ ۔
۴۸۰۔ حديث من حلف بالله	جو اللہ کی سچی قسم کھائے تو گویا اس نے
صادقاً كان كمن سبح الله وقدسه	اللہ کی تسبیح و تقدیس بیان کی سخاوی نے
ترجم السخاوي ولم يتكلم عليه	اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کلام نہیں
قلت معناه صدق وصواب	کیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح
لأنه إذا كان في يمينه صادقاً	اور صحیح ہیں۔ کیونکہ اگر وہ اپنی قسم میں سچا ہے
يكون حلفه بالله ذكراً موافقاً	تو یہ اللہ کا ذکر ہوگا۔ چاہے قسم کھانے والا
ولو كان الحالف منافقاً قال	منافق کیوں نہ ہو۔ ابن الربیع رح کہتے ہیں۔
ابن الربيع ما علمته في المرفوع	میں اسے مرفوعاً نہیں جانتا۔ امام شافعی رحمہ اللہ

وَقَدْ قَالَ الْاِمَامُ الشَّافِعِيُّ رح مَا حَلَفْتُ بِاللّٰهِ تَعَالٰى قَطُّ صَادِقًا وَلَا كَاذِبًا اِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ فَلَوْ كَانَ مَعْنٰى هٰذَا الْحَدِيْثِ صَحِيْحًا لَمَا كَانَ تَرْكُ الْيَمِيْنِ اِجْلَالًا لِلّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُوْدَةِ اِتِّفَاقًا وَلَا يَخْفٰى اَنَّهٗ لَوْ كَانَ تَرْكُهٗ مِنَ الْخِصَالِ الْحَمِيْدَةِ لَمَا كَانَ فِعْلُهٗ مِنْ شَمَائِلِ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم وَقَدْ حَلَفَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ مَوَاضِعَ مُتَعَدِّدَةٍ مِنْ اَحَادِيْثَ مُتَبَدِّدَةٍ كَمَا حَلَفَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ فِيْ اَمَاكِنَ مِنْ خِطَابِهٖ فَيَنْبَغِيْ اَنْ يُحْمَلَ تَرْكُ الْحَلْفِ مِنَ الْخِصَالِ الْمَحْمُوْدَةِ عَلٰى حَالَةِ الْخُصُوْمَةِ فِي الْمُعَامَلَةِ بِاَنْ يُعْطِيَ مَا يَتَوَجَّهُ عَلَيْهِ وَلَا يَحْلِفُ عَمَلًا بِالْمُعَامَلَةِ ۔	فرماتے ہیں میں نے اللہ تعالیٰ کی کبھی قسم نہیں کھائی نہ سچی نہ جھوٹی۔ اللہ تعالیٰ کی عزت کا خیال کرتے ہوئے تو اگر اس حدیث کے معنی صحیح تسلیم کئے جائیں۔ تو یہ کہا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کی عزت و جلال کے باعث قسم نہ کھانا بہر صورت ایک خصلت محمودہ ہے اور یہ بات مخفی نہیں کہ خصلت محمودہ کو ترک کرنا جبکہ اس کا فعل خود محمود ہو جاتا ہے جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعدد مقامات پر قسم کھائی جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف مقامات پہ خطاب کرتے ہوئے قسم کھائی تو مناسب یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ قسم چھوڑنا خصال محمودہ میں داخل ہے۔ اور علی الخصوص معاملات میں لڑائی یا دشمنی کے وقت اور جسان کر معاملات میں قسم نہ کھائے
۱۸۹۔ حَدِيْثُ مَنْ دَخَلَ السُّوْقَ فَقَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا	جو بازار میں داخل ہوتے وقت یہ کہے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک ولہ الحمد یحیی

شَرِیْكَ لَہٗ لَہُ الْمُلْكُ وَلَہُ الْحَمْدُ یُحْيِیْ	وحدہٗ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو حی لا یموت بیدہ الخیر وھو علی کل شیئ
وَیُمِیْتُ وَھُوَ حَیٌّ لَا یَمُوْتُ بِیَدِہِ	قدیر، اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں
الْخَیْرُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ کَتَبَ	لکھتا ہے ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے اور ایک لاکھ درجے
اللّٰہُ لَہٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَۃٍ وَمَحَا عَنْہُ	بڑھاتا ہے، ابن الجوزی کہتے ہیں یہ حدیث معلول ہے
اَلْفَ اَلْفِ سَیِّئَۃٍ وَرَفَعَ لَہٗ اَلْفَ	اسے ائمہ حدیث نے معلول قرار دیا ہے، ترمذیؒ
اَلْفِ دَرَجَۃٍ قَالَ ابْنُ الْقَیِّمِ الْجَوْزِیَّۃِ	نے اسے اپنی جامع میں نقل کر کے فرمایا ہے۔ یہ
ھٰذَا الْحَدِیْثُ مَعْلُوْلٌ اَعَلَّہُ اَئِمَّۃُ	حدیث غریب ہے ابن ابی حاتم کہتے ہیں میں نے
الْحَدِیْثِ ذَکَرَہُ التِّرْمِذِیُّ فِیْ	اپنے والد سے اس حدیث کے بارے میں دریافت
جَامِعِہٖ وَقَالَ ھٰذَا حَدِیْثٌ غَرِیْبٌ	کیا، انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے اس میں خطا اور غلطی
وَقَالَ ابْنُ اَبِیْ حَاتِمٍ سَاَلْتُ اَبِیْ	واقع ہوئی ہے، اسے ابن ماجہ نے اپنی سنن میں ذکر
عَنْ ھٰذَا فَقَالَ حَدِیْثٌ مُنْکَرٌ	کیا ہے لیکن اس کی سند ضعیف ہے جیسا کہ
وَقَعَ فِیْہِ خَطَأٌ وَغَلَطٌ وَرَوَاہُ	دار قطنیؒ، نسائیؒ، دارمیؒ اور ابو زرعہؒ
ابْنُ مَاجَۃَ فِیْ سُنَنِہٖ وَفِیْ سَنَدِہٖ	کا قول ہے۔ ابن حبان فرماتے ہیں کتب حدیث
ضُعْفٌ کَمَا قَالَہُ الدَّارَقُطْنِیُّ وَ	میں جو یہ روایت نقل کی جاتی ہے ازراہ تعجب
النَّسَائِیُّ وَالدَّارَمِیُّ وَاَبُوْزُرْعَۃَ	کی جاتی ہے، اور انہوں نے اسے اکیلے موضوعات
وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا یُحْکٰی کُتُبُ	میں شمار کیا ہے لیکن یہ روایت ترمذیؒ میں
حَدِیْثِہٖ اِلَّا عَلٰی وَجْہِ التَّعَجُّبِ	دو سندوں سے مروی ہے۔ ایک سند پر امام ترمذیؒ نے
کَمَا یَنْفَرِدُ بِالْمَوْضُوْعَاتِ عَنْ	نے سکوت اختیار کیا ہے، اور وہ بہت عمدہ
الْاَثْبَاتِ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِحَقَائِقِ الْحَالَاتِ	سند ہے)

۴۸۲ ـ حَدِیْثُ مَنْ دَعَا لِظَالِمٍ بِطُوْلِ الْبَقَاءِ فَقَدْ اَحَبَّ اَنْ یُّعْصَی اللّٰہُ ذَکَرَہُ الْغَزَالِیُّ فِی الْاِحْیَاءِ وَالزَّمَخْشَرِیُّ فِیْ تَفْسِیْرِہٖ قَالَ السَّخَاوِیُّ وَلَمْ اَرَہٗ فِی الْمَرْفُوْعِ بَلْ اَخْرَجَہٗ اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ مِنْ قَوْلِ سُفْیَانَ الثَّوْرِیِّ وَقَالَ ابْنُ الْجَوْزِیِّ وَکُلُّ مَا یُرْوٰی فِیْ مَعْنَاہُ مَوْضُوْعٌ اَیْ بِحَسَبِ اِسْنَادِہٖ وَمَبْنَاہُ وَاِلَّا فَلَا شَکَّ فِیْ صِحَّۃِ مَعْنَاہُ وَقَدْ قَالَ الْعِرَاقِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ اَحَادِیْثِ الْاِحْیَاءِ رَوَاہُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ کِتَابِ الصَّمْتِ فِیْ قَوْلِ الْحَسَنِ الْبَصْرِیِّ وَکَذَا قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ فِیْ تَخْرِیْجِ الْکَشَّافِ	جو ظالم کے لئے لمبی عمر کی دعا کرتا ہے گویا وہ اللہ کی نافرمانی کو پسند کرتا ہے۔ اسے غزالی نے اپنی احیاء میں اور زمخشریؒ نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے سخاویؒ کہتے ہیں میں نے اسے مرفوعاً کہیں نہیں دیکھا، ابو نعیم نے اسے حلیہ میں سفیان ثوری کا قول نقل کیا ہے، ابن الجوزی کہتے ہیں، اس معنی میں جتنی روایات بیان کی جاتی ہیں سب موضوع ہیں یعنی باعتبار سند اور باعتبار الفاظ، ورنہ معنی کی صحت میں تو کوئی شک نہیں، عراقیؒ تخریج احادیث الاحیاء میں فرماتے ہیں اسے ابن ابی الدنیا نے کتاب الصمت میں حسن بصری کا قول نقل کیا ہے، اسی طرح امام عسقلانیؒ نے تخریج کشاف میں فرمایا ہے۔
۴۸۳ ـ حَدِیْثُ مَنْ رَفَعَ یَدَیْہِ فَلَا صَلٰوۃَ لَہٗ مَوْضُوْعٌ ۔	جو اپنے ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہیں ہوتی، یہ موضوع ہے۔
۴۸۴ ـ حَدِیْثُ مَنْ زَارَنِیْ وَزَارَ اَبِیْ اِبْرَاھِیْمَ فِیْ عَامٍ وَّاحِدٍ دَخَلَ الْجَنَّۃَ قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ اِنَّہٗ	جس نے میری اور میرے باپ ابراہیمؑ کی ایک سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے

مَوْضُوعٌ وَكَذَا قَالَ النَّوَوِيُّ فِي آخِرِ الْحَجِّ مِنْ شَرْحِ الْمُهَذَّبِ بِأَنَّهُ مَوْضُوعٌ بَاطِلٌ لَا أَصْلَ لَهُ وَقَالَ الذَّهَبِيُّ طُرُقُهُ كُلُّهَا لَيِّنَةٌ يُقَوِّي بَعْضُهَا بَعْضًا لَكِنْ مَا فِي رُوَاتِهَا مُتَّهَمٌ بِالْكَذِبِ۔

امام نووی شرح المہذب میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں امام ذہبی فرماتے ہیں اس کے تمام طریقے نرم ہیں اگرچہ ایک دوسرے کی تقویت ضرور کرتے ہیں لیکن اس کے رواۃ میں کذب کے ساتھ متہم راوی موجود ہیں۔

۴۸۵۔ حَدِيثُ مَنْ زَارَ الْعُلَمَاءَ فَكَأَنَّمَا زَارَنِي وَمَنْ صَافَحَ الْعُلَمَاءَ فَكَأَنَّمَا صَافَحَنِي وَمَنْ جَالَسَ الْعُلَمَاءَ فَكَأَنَّمَا جَالَسَنِي وَمَنْ جَالَسَنِي فِي الدُّنْيَا أُجْلِسُ إِلَيَّ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ قَالَ فِي الذَّيْلِ فِي إِسْنَادِهِ حَفْصٌ كَذَّابٌ۔

جس نے علماء کی زیارت کی اس نے گویا میری زیارت کی اور جس نے علماء سے مصافحہ کیا اس نے گویا مجھ سے مصافحہ کیا اور جو علماء کے ساتھ بیٹھا گویا وہ میرے ساتھ بیٹھا۔ اور جو دنیا میں میرے ساتھ بیٹھا میں اسے قیامت میں اپنے ساتھ بٹھاؤں گا۔ ذیل میں ہے کہ اس کی سند میں حفص کذاب ہے۔

۴۸۶۔ حَدِيثُ مَنْ زَرَعَ حَصَدَ لَيْسَ بِحَدِيثٍ فِي الْمَبْنٰى وَهُوَ صَحِيحٌ فِي الْمَعْنٰى فِي الدُّنْيَا وَالْعُقْبٰى وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلٰى حَدِيثِ الدُّنْيَا مَزْرَعَةُ الْآخِرَةِ۔

جو بوئے گا وہ کاٹے گا۔ یہ لفظاً حدیث نہیں ہے۔ لیکن بلحاظ معنی کہ دنیا میں جو بوئے گا آخرت میں وہی کاٹے گا اس پر کلام اس حدیث کے تحت گزر چکا کہ دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

۴۸۷۔ حَدِيثُ مَنْ سَبَقَ إِلٰى

جو مباح کام کی طرف پہل کرے وہ اسی کے لئے

مباح فهو كما هو معنى ما في أبي
داود من حديث أسمر بن مضرس
بلفظ من سبق إلى ما لم يسبق
إليه فهو له قال البغوي لا أعلم
بهذا الإسناد غير هذا الحديث
وصححه الضياء في المختارة ذكره
السخاوي قلت وفي الجامع
الصغير من سبق إلى ما لم يسبق
إليه مسلم فهو له رواه أبو داود
والضياء عن أم جندب انتهى
ويؤيده حديث منى مناخ
من سبق.

ہے یہ اس حدیث کے معنی میں جو ابوداؤد میں اسمر بن
مضرس سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے جو ایسی شئی کی
جانب سبقت کرے جس کی جانب کسی نے سبقت نہ
کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے۔ بغوی فرماتے ہیں، میں
اس سند کے ساتھ کسی اور حدیث کو نہیں جانتا۔ ضیاء
نے مختارہ میں اس کی تصحیح کی ہے جیسا کہ سخاوی نے
ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
ہے جس نے اس شئے کی جانب سبقت کی جس کی
جانب کسی مسلمان نے پہلے نہ کی ہو تو وہ اسی کے لئے ہے
اسے ابوداؤد اور ضیاء نے ام جندبؓ سے روایت
کیا ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے منیٰ
جائے قیام اسی کے لئے ہے جو سبقت کر جائے۔

۴۸۸۔ حديث من سر أخاه
المؤمن فقد سر الله ذكره في
الإحياء وقال العراقي روى ابن
حبان والعقيلي في الضعفاء
من حديث أبي بكر الصديق
رضي الله عنه بلفظ من سر
مؤمنا فإنما سر الله وقال

جو اپنے مومن بھائی کو خوش کرے اللہ اسے بھی
خوش کرتا ہے۔ یہ احیاء میں ہے۔ عراقی کہتے ہیں
ابن حبان اور عقیلی نے ضعفاء میں ابوبکر صدیقؓ
سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے جو مومن کو
خوش کرے اللہ تعالیٰ اسے خوش کرتا ہے۔ عقیلیؒ
کہتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ذیل میں
ہے یہ حدیث جو مومن کو خوش کرے اللہ اسے

العقيلي باطل لا اصل له وفي الذي
حديث من سر مؤمنا فانما سر
الله ومن عظم مؤمنا فانما
يعظم الله ومن اكرم مؤمنا فانما
يكرم الله هو كذب بين وقال
ابن حبان سمعت جعفر بن ابي
ابان يملي حدثنا ابن رمح
حدثنا الليث عن نافع عن ابن
عمر من سر المؤمن فقد سرني
ومن سرني فقد سر الله فقلت
يا شيخ اتق الله ولا تكذب على
رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال لست مني في حل انتم
تحسدوني لاسنادي فخوفته
حتى حلف لا يحدث بمكة ۔

خوش کرتا ہے، جو مومن کی عظمت کرے اللہ اس کی عظمت کرتا ہے، اور جو مومن کا اکرام کرے اللہ اس کا اکرام کرتا ہے۔ یہ صاف جھوٹ ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں میں نے جعفر بن ابی ابان کو ابن رمح۔ لیث۔ نافع۔ ابن عمر کی سند سے یہ حدیث بیان کرتے سنا کہ جس نے مومن کو خوش کیا اس نے مجھے خوش کیا اور جس نے مجھے خوش کیا اس نے اللہ کو خوش کیا۔ میں نے اس سے کہا اسے شیخ اللہ سے ڈر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ نہ بول اس نے کہا تم مجھ سے حلال جگہ میں نہیں ہو تم مجھ سے میری سند کے باعث حسد کرتے ہو، تو میں نے اسے خوف دلایا حتی کہ اس نے یہ قسم کھائی کہ وہ مکہ میں حدیث بیان نہ کرے گا۔

۴۸۹ حديث من سمى في
وضوئه لم تزل ملكان يكتبان
له الحسنات حتى يحدث من
ذلك الوضوء في اسناده ابن

جو وضو میں بسم اللہ پڑھے تو دو فرشتے اس کی نیکیاں لکھتے رہتے ہیں حتی کہ اس کا یہ وضو ٹوٹے اس کی سند میں ابن علوان ہے۔ جو مشہور

عَلْوَانَ الْمَشْهُوْرُ بِالْوَضْعِ ۔

کذاب ہے ۔

۴۹۰ ۔ حَدِيْثُ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيْ بِالصَّلٰوةِ فَقَالَ مَرْحَبًا بِالْقَائِلِيْنَ عَدْلًا وَمَرْحَبًا بِالصَّلٰوةِ اَهْلًا كَتَبَ اللهُ لَهٗ اَلْفَيْ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَيْ اَلْفِ سَيِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَيْ اَلْفِ دَرَجَةٍ لَا اَصْلَ لَهٗ ۔

جو آذان کی آواز سنے اور یہ کہے مرحبا بالقائلین عدلا و مرحبا بالصلوۃ اہلا اللہ تعالے اس کے لئے دو لاکھ نیکیاں لکھتا ہے، دو لاکھ برائیاں مٹاتا ہے، اور دو لاکھ درجے لکھتا ہے ۔ اس کی کوئی اصل نہیں ۔

۴۹۱ ۔ حَدِيْثُ مَنْ شَكٰى ضَرُوْرَتَهٗ اَوْجَبَ مَعُوْنَتَهٗ هُوَ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ ۔

جو اپنی ضرورت کی شکایت کرے اس کی مدد واجب ہو جاتی ہے یہ بعض سلف کا کلام ہے ۔

۴۹۲ ۔ حَدِيْثُ مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّ مَكَّةَ سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ تَبَاعَدَتْ مِنْهُ جَهَنَّمُ مَسِيْرَةَ مِائَتَيْ عَامٍ اَخْرَجَهُ الْعُقَيْلِيُّ فِي الضُّعَفَاءِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ مَنْ صَبَرَ عَلٰى حَرِّ مَكَّةَ سَاعَةً بَاعَدَ اللهُ جَهَنَّمَ مِنْهُ سَبْعِيْنَ خَرِيْفًا ۔ قَالَ هٰذَا بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَهٗ

جو مکہ کی گرمی پر دن کا کچھ حصہ صبر کرے تو اللہ تعالے اس سے جہنم کو دو سو سال کی مسافت پر دور کر دیتا ہے۔ اسے عقیلی نے ابن عباس رض سے مرفوعا کتاب الضعفاء میں ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو مکہ کی گرمی پر تھوڑی دیر بھی صبر کرے اللہ تعالے اس سے دوزخ کو ستر سال کی مسافت پر دور فرما دیتا ہے اور عقیلی کہتے ہیں یہ باطل ہے ۔ اس کی کوئی

قُلْتُ قَدْ ذَكَرَهُ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي تَفْسِيرِ الْمَدَارِكِ وَهُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ فَلَا بُدَّ أَنْ يَكُونَ لِلْحَدِيثِ أَصْلٌ أَصِيلٌ غَايَتُهُ أَنَّهُ يَكُونُ ضَعِيفًا۔

اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں امام نسفی نے تفسیر مدارک میں اسے نقل کیا ہے اور وہ بہت بڑے امام ہیں۔ اس باعث اس حدیث کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور ہوگی چاہے وہ ضعیف ہو۔

فائدہ۔ امام نسفی مفسر اور فقیہ ہیں نہ کہ محدث۔ اور جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فقہ اور تفسیر کی اکثر کتب میں ہر قسم کی روایات پائی جاتی ہیں۔ تو خالی انکا نقل کرنا حجت نہیں ہو سکتا۔

۴۹۳۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَى جَنَازَةٍ فِي الْمَسْجِدِ فَلَا أَجْرَ لَهُ قَالَ عَبْدُ الْبَرِّ خَطَأٌ فَاحِشٌ وَالصَّوَابُ رِوَايَةُ فَلَا شَيْءَ لَهُ قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُولٌ عَلَى رِوَايَةِ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ بَيَّنْتُ الْمَسْأَلَةَ فِي رِسَالَةٍ مُسْتَقِلَّةٍ۔

جو مسجد میں جنازہ کی نماز پڑھے اس کے لئے کوئی اجر نہیں۔ عبد البر کہتے ہیں یہ فحش غلطی ہے اصل روایت کے الفاظ ہیں۔ اس پر کوئی شئے نہیں۔ اور اس کے دو مقصد ہو سکتے ہیں کہ اس کے لئے اجر نہیں یا دوسرے اس کے لئے کوئی گناہ یا سزا نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلی روایت دوسری روایت پر محمول ہے اور میں نے اس مسئلہ کو ایک مستقل رسالہ میں بیان کیا ہے۔

۴۹۴۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى خَلْفَ تَقِيٍّ فَكَأَنَّمَا صَلَّى خَلْفَ نَبِيٍّ لَا أَصْلَ لَهُ۔

جس نے متقی کے پیچھے نماز پڑھی گویا اس نے نبی کے پیچھے نماز پڑھی۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔

۴۹۵۔ حَدِيثُ مَنْ صَلَّى عَلَيَّ

جس نے مجھ پر درود پڑھا اور میری اولاد پر

وَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ إِلَيَّ فَقَدْ جَفَانِي لَمْ يُوجَدْ.

نہ پڑھا، گویا اس نے مجھ پر ظلم کیا یہ کہیں نہیں پائی جاتی

۶۹۴۔ حَدِيثُ مَنْ طَافَ بِهَذَا الْبَيْتِ أُسْبُوعًا وَصَلَّى خَلْفَ الْمَقَامِ رَكْعَتَيْنِ وَشَرِبَ مِنْ مَاءِ زَمْزَمَ غُفِرَتْ لَهُ ذُنُوبُهُ بَالِغَةً مَا بَلَغَتْ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَدْ لَهِجَ بِهِ الْعَامَّةُ كَثِيرًا لَا سِيَّمَا بِمَكَّةَ بِحَيْثُ كُتِبَ عَلَى بَعْضِ جُدُرِهَا الْمُلَاصِقِ لِزَمْزَمَ وَتَعَلَّقُوا فِي ثُبُوتِهِ بِمَنَامٍ وَشِبْهِهِ مِمَّا لَا يَثْبُتُ الْأَحَادِيثُ النَّبَوِيَّةُ بِمِثْلِهِ قُلْتُ وَحَدِيثُ أَخْرَجَهُ الْوَاحِدِيُّ فِي تَفْسِيرِهِ وَالْجُنْدِيُّ فِي فَضَائِلِ مَكَّةَ وَالدَّيْلَمِيُّ فِي مُسْنَدِهِ بِلَفْظِ مَنْ طَافَ بِالْبَيْتِ أُسْبُوعًا ثُمَّ أَتَى مَقَامَ إِبْرَاهِيمَ فَرَكَعَ عِنْدَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ أَتَى زَمْزَمَ فَشَرِبَ مِنْ مَائِهَا أَخْرَجَهُ

جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے، مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھے اور زمزم کا پانی پیے تو اس کے جتنے بھی گناہ ہوتے ہیں معاف ہو جاتے ہیں سخاوی کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور اس میں بہت عام لوگ مبتلا ہیں خصوصاً اہل مکہ۔ حتی کہ زمزم کی بعض دیواروں پر بھی یہ لکھ دیا اور اس کے ثبوت میں ایک خواب اور اسی قسم کی دیگر روایات جو حضور سے ثابت نہیں لکھ دیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو واحدی نے اپنی تفسیر میں۔ جندی نے فضائل مکہ میں۔ اور دیلمی نے اپنی مسند میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے جو ہفتہ کے روز بیت اللہ کا طواف کرے پھر مقام ابراہیم پر آکر دو رکعت نماز پڑھے۔ پھر زمزم کا آکر پانی پیے۔ اللہ تعالیٰ اسے گناہوں سے ایسے ہی پاک کر دیتا ہے جیسا کہ

اللہ من ذنوبہ کیوم ولدتہ امہ لا یقال انہ موضوع فانہ غایتہ انہ ضعیف مع ان قول السخاوی لا یصح لا ینافی الضعف والحسن الا ان یرید بہ انہ لا یثبت و کان المزنی فہم ھذا المعنی حتی قال فی مختصرہ انہ باطل لا اصل لہ وقد اغرب بعض علمائنا فی استدلالہ بھذا الحدیث علی تکفیر الکبائر والصغائر مع ان کون الحج یکفر الکبائر خلاف الاجماع کما صرح بہ التوربشتی والقاضی عیاض والنووی وغیرہم من الاکابر انہ لا یکفر الکبائر الا التوبۃ۔

اس روز تھا جب اس کی ماں نے جنا تھا۔ یہ نہ کہا جائے کہ یہ موضوع ہے۔ بلکہ ضعیف ہے، اور سخاوی کا یہ قول کہ یہ صحیح نہیں ہے یہ ضعیف اور حسن ہونے کے منافی نہیں ہے۔ ہاں اگر انہوں نے اس سے یہ ارادہ کیا ہو کہ یہ ثابت نہیں ہے مزنی نے یہی معنی سمجھے اسی باعث انہوں نے اپنی مختصر میں فرمایا ہے کہ یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اس حدیث کی بنا پر بعض علما نے یہ استدلال کیا ہے کہ بڑے اور چھوٹے ہر قسم کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور حج کبیرہ گناہوں کو مٹا دیتا ہے، لیکن یہ اجماع کے خلاف ہے، جیسا کہ توربشتی رح، قاضی عیاض اور اکابر میں سے نووی وغیرہ نے کہا ہے۔ کہ کبائر کو صرف توبہ مٹا سکتی ہے۔

۴۹۷ - حدیث من طاف اسبوعا فی المطر غفر لہ ما سلف من ذنوبہ لا اصل لہ فی المرفوع لکنہ فعل حسن حتی ان البدر

جو ہفتہ کے روز بارش میں بیت اللہ کا طواف کرے اس کے گزشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں کیونکہ بدر بن جماعہ نے بارش میں بیت اللہ کا طواف کیا

ابن جماعة طاف بالبيت سباحة فلما حاذى الحجر غطس لتقبيله ولذا اتفق لغيره من المكيين وغيرهم بل قال مجاهد ان ابن الزبير طاف سباحة ذكره السخاوي وقد اخرج ابن جماعة من حديث ابن عمر رضي الله عنهما في كتاب الحج من سننه حديثا بمعناه فالحديث له اصل.

جب وہ حجر کے قریب اسے چومنے کے لئے پہنچے تو بارش میں بھیگ چکے تھے۔ اسی طرح اہل مکہ اور غیر اہل مکہ کے لئے بھی یہ اتفاق پیش آیا۔ بلکہ مجاہد کہتے ہیں ابن الزبیر رض نے بارش میں طواف کیا ہے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ ابن جماعۃ نے اپنی سنن میں ابن عمر رض سے ایک روایت اسی معنی کی نقل کی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کچھ نہ کچھ اصل ہے۔

۴۹۸ - حديث من طاف حول البيت سبعا في يوم صائف شديد حره وحسر عن رأسه وقارب بين خطاه وقل التفاته وغض بصره وقل كلامه الا بذكر الله تعالى واستلم الحجر في كل طواف من غير ان يؤذي احدا كتب الله له بكل قدم يرفعها ويضعها سبعين الف حسنة ومحا عنه سبعين الف

جو شدید گرمی میں بیت اللہ کے سات طواف کرے۔ اپنے سر کو کھول رکھے اپنی غلطیوں کو سامنے رکھے۔ ادھر ادھر توجہ کم کرے۔ نگاہ کو نیچی رکھے۔ اور بات کم کرے، سوائے اللہ کے ذکر کے اور ہر طواف میں کسی کو ایذا پہنچائے بغیر حجر کو چومے اللہ تعالےٰ اس کے ہر قدم کے بدلے ستر ہزار نیکیاں لکھتا ہے اور ستر ہزار برائیاں مٹاتا ہے۔ ستر ہزار درجے بلند کرتا۔ اس کی جانب سے ستر غلام

سبعين ورفع له سبعين الف درجة ويعتق الله عنه سبعين رقبة عن كل رقبة عشرة آلاف درهم ويعطيه الله تعالى سبعين شفاعة ان شاء في اهل بيته من المسلمين وان شاء في العامة وان شاء عجلت له في الدنيا وان شاء أخرت له في الآخرة اخرجه الجندي في تاريخ مكة عن ابن عباس رضي الله عنهما مرفوعا وفي رسالة الحسن البصري ومناسك ابن الحاج نحوه لكن آثار الوضع لائحة لديه ولذا قال السخاوي انه باطل۔

آزاد کرتا جن میں سے ہر ایک کی قیمت دس ہزار ہوتی ہے۔ اور اسے ستر آدمیوں کی شفاعت مرحمت فرماتا ہے چاہے اپنے گھر والوں کی کرے۔ یا عام لوگوں کی چاہے دنیا میں اسے طلب کرے اور چاہے آخرت کے لئے رکھ لے۔ جندی نے اسے تاریخ مکہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ رسالۃ الحسن البصری اور مناسک ابن الحاج وغیرہ میں بھی اسی قسم کی روایات ہیں۔ لیکن آثار وضع ان کے نزدیک چمک رہے ہیں۔ اسی باعث سخاوی کہتے ہیں یہ باطل ہے۔

۴۹۹ حديث من طاف اسبوعا حافيا حاسرا كان له كعتق رقبة ومن طاف اسبوعا في المطر غفر له ما سلف من ذنبه ذكره الغزالي في الاحياء وقال

جو ہفتے کے روز ننگے سر اور ننگے پاؤں طواف کرے اس کے لئے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ہے اور ہفتہ کے روز بارش میں طواف کرے اس کے گذشتہ گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اسے غزالی نے احیاء میں ذکر کیا ہے۔ عراقی کہتے ہیں میں نے اسے

العراقي لم أجده هكذا وعند الترمذي وابن ماجة من حديث ابن عمر رضي الله عنهما من طاف بالبيت أسبوعا فأحصاه كان كعتق رقبة. قلت وفي الجامع الصغير من طاف بالبيت سبعا وصلى ركعتين كان كعتق رقبة.

اس طرح نہیں پایا۔ لیکن ترمذی اور ابن ماجہ میں ابن عمرؓ سے اسی طرح ہے کہ جو ہفتہ کے روز طواف کرے اور اسے گھیر لے (یعنی چاروں طرف) تو اسے ایک غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں ہے جو بیت اللہ کا طواف کرے اور دو رکعت نماز پڑھے تو اسے غلام آزاد کرنے کا ثواب ملتا ہے۔

٥٠٠ - حديث من عبد الله بجهل كان ما يفسده أكثر مما يصلح يروى من كلام ضرار بن الأزور الصحابي وروى الدارمي عن واثلة مرفوعا المتعبد بغير فقه كالحمار في الطاحونة ويؤيده حديث الفقيه واحد أشد على الشيطان من ألف عابد.

جو اللہ کی جہالت کے ساتھ عبادت کرے تو اللہ تعالے اس کی صلاحیتوں کو بھی مٹا دیتا ہے یہ ضرار بن الازور صحابی کا قول ہے دارمی نے واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے بغیر علم کے عبادت کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ چکی میں گدھا اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے ایک عالم شیطان کے لئے ایک ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

٥٠١ - حديث من عرف نفسه فقد عرف ربه قال ابن تيمية موضوع وقال السمعاني أنه لا يعرف مرفوعا وإنما يحكى عن

جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اس نے خدا کو پہچان لیا۔ ابن تیمیہؒ کہتے ہیں یہ موضوع ہے سمعانی رح کہتے ہیں یہ مرفوعاً پہچانی نہیں جاتی۔ یہ یحیی بن معاذ الرازی کا قول

يحيى بن معاذ الرازي من قوله وقال النووي انه ليس بثابت يعني من رسول الله صلى الله عليه وسلم ولا معناه ثابت فقد قيل من عرف نفسه بالجهل فقد عرف ربه بالعلم ومن عرف نفسه بالفناء فقد عرف ربه بالبقاء ومن عرف نفسه بالعجز والضعف فقد عرف ربه بالقدرة والقوة وهو مستفاد من قوله تعالى ومن يرغب عن ملة ابراهيم الا من سفه نفسه اي جهلها حيث لم يعرف ربها۔

ہے۔ امام نووی رح فرماتے ہیں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ لیکن معنی اس کے صحیح ہیں۔ یعنی جس نے اپنے نفس کو باعتبار جہالت پہچان لیا۔ اس نے خدا کو باعتبار علم پہچان لیا۔ یا جس نے اپنے نفس کی فنا کو پہچان لیا اس نے خدا کی بقا کو پہچان لیا یا جس نے اپنے عجز اور ضعف کو پہچان لیا۔ اس نے خدا کی قدرت اور قوت کو پہچان لیا۔ اور یہ بات قرآن سے بھی ثابت ہوتی ہے۔ ابراہیم ؑ کی ملت سے وہی انکار کر سکتا ہے۔ جو اپنے نفس سے جاہل ہو۔ یعنی اپنی جہالت کی بنا پر خدا کو نہیں پہچانتا۔

٥٠٢- حكاية من عرف نفسه استراح ليس في المرفوع بل يروى عن سفيان بن عيينة ليس يضر المداح من عرف نفسه يعني فاستراح من مدح الخلق وذمه

جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے آرام پا لیا۔ یہ مرفوع حدیث نہیں بلکہ سفیان بن عیینہ کا قول ہے جس نے اپنے آپ کو پہچان لیا اسے کوئی تعریف نقصان نہیں پہنچا سکتی یعنی اس نے لوگوں کی تعریف اور برائی سے آرام پا لیا۔

٥٠٣ - حَدِيْثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ فَكَتَمَ فَمَاتَ مَاتَ شَهِيْدًا يُرْوٰى مِنْ طَرِيْقِ سُوَيْدِ ابْنِ سَعِيْدٍ عَنْ عَلِيِّ بْنِ مُسْهِرٍ عَنْ اَبِيْ يَحْيَى الْقَتَّاتِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا بِهٖ مَرْفُوْعًا بِلَفْظِ فَهُوَ شَهِيْدٌ وَهُوَ مِمَّا اَنْكَرَهُ ابْنُ مَعِيْنٍ وَغَيْرُهُ عَلٰى سُوَيْدٍ حَتّٰى حَكَى الْحَاكِمُ عَنْ يَحْيَى بْنِ مَعِيْنٍ لَمَّا ذُكِرَ لَهُ هٰذَا الْحَدِيْثُ قَالَ لَوْ كَانَ لِيْ فَرَسٌ وَرُمْحٌ غَزَوْتُ سُوَيْدًا قَالَ السَّخَاوِيُّ وَلٰكِنَّهُ لَمْ يَنْفَرِدْ بِهٖ فَقَدْ رَوَاهُ الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ قَالَ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ الْمَاجِشُوْنُ عَنْ عَبْدِ الْعَزِيْزِ بْنِ اَبِيْ حَازِمٍ عَنِ ابْنِ اَبِيْ نَجِيْحٍ عَنْ مُجَاهِدٍ بِهٖ مَرْفُوْعًا وَهُوَ سَنَدٌ صَحِيْحٌ وَقَدْ ذَكَرَهُ ابْنُ حَزْمٍ فِيْ مَعْرِضِ الْاِحْتِجَاجِ فَقَالَ فَاِنْ اَهْلَكَتْ هَوًى اَهْلَكَ شَهِيْدًا

جس نے عشق کیا پھر پاک دامن رہا اور چھپایا تو وہ شہید کی موت مرا۔ یہ اس سند سے روایت کی جاتی ہے۔ سوید بن نصر، علی بن مسہر، ابو یحیی القتات مجاہد اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ مرفوعاً مروی ہے۔ سوید پر یحییٰ بن معین نے انکار کیا ہے۔ حتی کہ حاکمؒ نے یحییٰ بن معینؒ سے یہ روایت کیا ہے۔ کہ جب ان کے سامنے یہ حدیث ذکر کی گئی۔ تو انہوں نے فرمایا اگر میرے پاس گھوڑا اور نیزہ ہوتا تو سوید سے جنگ کرتا سخاویؒ کہتے ہیں لیکن سوید اسے روایت کرنے میں منفرد نہیں، بلکہ اسے زبیر بن بکار نے اس سند کے ساتھ عبدالملک بن عبدالعزیز الماجشون عبدالعزیز بن ابی حازم، ابن ابی نجیح مجاہد سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور یہ سند صحیح ہے۔ ابن حزم نے اسے معرض احتجاج میں ذکر کیا ہے اور فرمایا اگر خواہش ہلاک ہوگئی تو وہ شہید مرا۔ اگرچہ وہ آنکھ کے اشارہ کی تمنا کرے۔ اسے ہم سے ثقہ لوگوں نے روایت

وَإِنْ تَمَنَّتْ بَقِيَتْ قَرِيرَ عَيْنٍ
رَوَى لَنَا هٰهُنَا أَقْوَامٌ ثِقَاتٌ نَاقُوا
بِالصِّدْقِ عَنْ كِذْبٍ وَمَيْنٍ وَ
قَالَ ابْنُ الرَّبِيعِ تَعَفَّفَ إِذَا مَا
تَخَلَّى بِالْخَلْقِ عَالِمًا بِكَوْنِ الْمَوْلىٰ نَاظِرًا
وَشَهِيدًا أَفِي خَبَرِ الْمُخْتَارِ مَنْ عَفَّ
كَاتِمًا هَوَاهُ إِذَا مَاتَ مَاتَ شَهِيدًا
قَالَ السُّيُوطِيُّ أَخْرَجَهُ الْحَاكِمُ فِي تَارِيخِ
نَيْسَابُورَ وَالْخَطِيبُ فِي تَارِيخِ
بَغْدَادَ وَابْنُ عَسَاكِرَ فِي تَارِيخِ
دِمَشْقَ وَأَخْرَجَ الْخَطِيبُ أَيْضًا مِنْ
حَدِيثِ عَائِشَةَ بِلَفْظِ مَنْ عَشِقَ
فَعَفَّ فَمَاتَ مَاتَ شَهِيدًا
وَأَوْرَدَهُ الدَّيْلَمِيُّ بِلَا إِسْنَادٍ الْعِشْقُ
مِنْ غَيْرِ رِيبَةٍ كَفَّارَةٌ لِلذُّنُوبِ۔

کیا ہے۔ جو کذب سے پاک ہیں ابن الربیعؒ کہتے ہیں پاکدامنی سے مراد یہ ہے کہ اگر وہ خلوت میں ہوں تب بھی وہ اس خیال سے پاکدامن رہیں کہ خدا تعالیٰ دیکھ رہا ہے اور حاضر ہے کیونکہ حدیث میں ہے جو اپنی خواہش کو چھپاتے ہوئے پاکدامن رہے۔ تو جب وہ مریگا تو شہید کی موت مرے گا۔ سیوطیؒ کہتے ہیں اسے حاکم نے تاریخ نیشاپور میں خطیب نے تاریخ بغداد میں اور ابن عساکر نے تاریخ دمشق میں روایت کیا ہے خطیب نے عائشہ سے بھی ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ خطیبؒ نے عائشہؓ سے بھی ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے۔ جو عشق کرے پھر پاکدامن رہے تو وہ شہید کی موت مرے گا اور دیلمیؒ نے بلا سند یہ روایت کی ہے عشق بغیر شک کے گناہوں کا کفارہ ہے۔

۴۵۔ حَدِيثُ مَنْ عَصَى اللّٰهَ
فِي غُرْبَتِهِ رَدَّهُ اللّٰهُ خَائِبًا إِلَى
كُرْبَتِهِ تَرْجَمَهُ السَّخَاوِيُّ وَلَمْ يَتَكَلَّمْ
عَلَيْهِ قُلْتُ وَلَا أَصْلَ لَهُ فِيمَا أَعْلَمُ۔

جو سفر میں اللہ کی نافرمانی کرے اللہ تعالیٰ اسے مصیبت میں ڈالے گا۔ سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے لیکن اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جہاں تک میں جانتا ہوں اس کی کوئی اصل نہیں۔

۵۰۵۔ حدیث من علم اخاہ آیۃ من کتاب اللہ فقد ملک رقبتہ قال ابن تیمیۃ موضوع وفی الذیل ھو کما قال۔
جس نے اپنے بھائی کو قرآن کی ایک آیت کی تعلیم دی تو وہ اس کی گردن کا مالک ہو گیا ابن تیمیہ کہتے ہیں یہ موضوع ہے، ذیل میں بھی ایسا ہی ہے

۵۰۶۔ حدیث من فصل بینی وبین آلی بعلی فعلیہ کذا وکذا باطل لا اصل لہ وھو من مفتریات الشیعۃ الشنیعۃ۔
جو میرے اور میری اولاد کے درمیان علی کے ذریعہ فرق کرے تو اس پر اتنا اتنا گناہ ہے، یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں، اور یہ شیعوں کی مفتریات میں سے ہے۔

۵۰۷۔ حدیث من قال فی دیننا برأیہ فاقتلوہ وضعہ اسحاق الملطی کما فی الوجیزۃ۔
جو ہمارے دین میں اپنی رائے سے کوئی بات کہے اسے قتل کر ڈالو اسے اسحاق الملطی نے وضع کیا تھا جیسا کہ وجیزہ میں ہے۔

۵۰۸۔ حدیث من تقدم لاخیہ بابریق یتوضأ بہ فکانما قدم جوادا قال ابن تیمیۃ ھو موضوع وفی الذیل ھو کما قال
جو اپنے بھائی کے وضو کے لئے لوٹا آگے کرے تو گویا اس نے ایک گھوڑا پیش کیا۔ ابن تیمیہ فرماتے ہیں، یہ موضوع ہے۔ ذیل میں بھی ایسا ہی ہے۔

۵۰۹۔ حدیث من قرأ بالبقرۃ ولم یدع بالشیخ فقد ظلم قال السخاوی لا اصل لہ قلت لعل اصلہ ان من کان من الصحابۃ
جو سورت بقرہ پڑھے اور شیخ نہ کھلائے تو اس پر ظلم نہ کرے تو اس نے ظلم کیا سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، ہو سکتا ہے کہ زہراوین (بقرہ وآل عمران)

إذا قرأ الزهراوين كان جليلا عندهم۔

کا پڑھنا صحابہ کے نزدیک بڑا کام سمجھا جاتا ہو۔

۱۵۰۔ حديث من قرأ القرآن منكوسا ألقي في النار منكوسا موضوع۔

جو الٹا قرآن پڑھے۔ اسے الٹا دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یہ موضوع ہے۔

۱۵۱۔ حديث من قرأ في الفجر بألم نشرح وألم تر كيف لم يرمد قال السخاوي لا أصل له وكذا قراءة سورة إنا أنزلناه عقيب الوضوء لا أصل له وهو مفوت سنته انتهى وأراد أنه لا أصل له في المرفوع وإلا فقد ذكره الفقيه أبو الليث السمرقندي وهو إمام جليل وأما قوله وهو مفوت سنته أي سنة الوضوء ففيه أن الوضوء ليس له سنة مستقلة كما حققه الغزالي وإنما يستحب أن يصلي بعد كل وضوء ولم يشترط أحد فوريتها بعده فلا

جو صبح کی نماز میں الم ترکیف اور الم نشرح پڑھے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ ایسے ہی سورت القدر کا وضوء کے بعد پڑھنا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں اور یہ سنت کو بھی فوت کرنے والا ہے مراد ان کی یہ ہے کہ مرفوعاً اس کی کوئی اصل نہیں۔ ورنہ فقیہ ابو اللیث السمرقندی جو بڑے امام ہیں اس کا ذکر کیا ہے۔ رہا یہ قول کہ سنت کو فوت کرنے والا ہے۔ تو مراد یہ کہ وضوء کی سنت کو کیونکہ وضوء میں کوئی سنت مستقلہ نہیں جیسا کہ غزالی نے تحقیقاً ثابت کیا ہے۔ اور مستحب یہ ہے کہ ہر وضوء کے بعد نماز پڑھی جائے۔ اور اس کی جلدی کی شرط نہیں۔ تو وضوء کے بعد اور نماز سے

يُنَافِي قِرَاءَةَ سُوْرَةٍ وَغَيْرِهَا عَقِيْبَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ الصَّلَاةِ نَعَمْ قِيْلَ الْأَوْلٰى اَنْ يُصَلِّيَ قَبْلَ اَنْ يَنْشِفَ اَعْضَاءَ وُضُوْئِهٖ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

قبل کسی سورت وغیرہ کا پڑھنا۔ اس کے منافی نہ ہوگا۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وضو کے اعضاء سوکھنے سے قبل نماز پڑھی جائے۔

فائدہ ۔ وضو کے بعد یہ دعا حدیث صحیح سے ثابت ہے۔ لا الٰہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وہو علی کل شئی قدیر۔ اللہم اجعلنی من التوابین واجعلنی من المتطہرین۔

۵۱۲ ۔ حَدِيْثُ مَنْ قَصَدَنَا وَجَبَ حَقُّهٗ عَلَيْنَا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ لٰكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ لِلسَّائِلِ حَقٌّ وَاِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ وَقَدْ مَضٰى قُلْتُ وَكَذَا الْكِنْ فِيْ مَعْنَاهُ اِذَا اَتَاكُمْ كَرِيْمُ قَوْمٍ فَاَكْرِمُوْهُ وَلَا شَكَّ اَنَّ كُلَّ مُؤْمِنٍ كَرِيْمٌ عِنْدَ اللّٰهِ بِشَهَادَةِ قَوْلِهٖ تَعَالٰى اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ ۔

جو ہمارا ارادہ کرے ہم پر اس کا حق واجب ہو چکا۔ سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں لیکن مراد یہ ہے کہ سائل کا حق ہے چاہے وہ گھوڑے پر سوار ہو کر آئے۔ اور یہ حدیث گذر چکی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی ہو سکتا ہے جب تمہارے پاس کوئی قوم کا شریف شخص آئے تو اس کی عزت کرو اور اس میں بھی شک نہیں کہ ہر شخص اللہ کے نزدیک شریف ہے۔ تم میں سے اللہ کے نزدیک زیادہ شریف تم میں سے زیادہ متقی ہے

۵۱۳ ۔ حَدِيْثُ مَنْ قَصَّ اَظْفَارَهٗ مُخَالِفًا لَمْ تَرَ فِيْ عَيْنَيْهِ رَمَدًا قَالَ السَّخَاوِيُّ لَمْ اَجِدْهُ لٰكِنْ نَصَّ

جو مخالف طور پر ناخون کاٹے اس کی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔ سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے کہیں نہیں پایا۔ امام احمد بن حنبل اس کے

الامام احمد علی استحبابہ وکان	کے مستحب ہونے کے قائل ہیں اور شرف
الشرف الدمیاطی یأثر ذلک عن	الدمیاطی اسے بعض مشائخ سے نقل کیا
بعض مشائخہ ۔	کرتے تھے ۔
۵۱۴۔ حدیث من قضی	جو ماہ رمضان کے اخیر جمعہ میں سے
صلوۃ من الفرائض فی اخر جمعۃ	کوئی نماز چھوڑ دے۔ تو وہ ہر نماز پر
من شہر رمضان کان ذلک جابرا	جو اس نے اپنی زندگی میں چھوڑی ہے ستر
لکل صلوۃ فاتتہ فی عمرہ الی	سال تک ظلم کرتا رہے گا۔ یہ قطعی طور پر باطل
سبعین سنۃ باطل قطعا لانہ	ہے۔ کیونکہ یہ اجماع کے قطعی طور پر منافی
مناقض للاجماع علی ان شیئا	ہے کیونکہ عبادات میں سے کوئی بھی عبادت
من العبادات لا یقوم مقام	ایسی نہیں جو کئی سال کے عبادت
فائتۃ سنوات ثم لا عبرۃ بنقل	کے قائم مقام ہو سکے۔ صاحب نہایہ
النہایۃ ولا بقیۃ شراح الھدایۃ	یا شراح ہدایہ کا نقل کرنا اسے معتبر نہ ہو گا کیونکہ
فانھم لیسوا من المحدثین ولا	وہ محدث نہیں ہیں۔ اور نہ انہوں نے
اسندوا الحدیث الی احد من	حدیث کی کسی مخرج کی جانب
المخرجین ۔	نسبت کی ہے ۔
۵۱۵۔ حدیث من قطع رجاء	جن سے امید کی جا سکتی ہے اگر ان سے قطع
من ارتجاہ قطع اللہ منہ رجاء	امید کرے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز بھی اس
یوم القیامۃ فلم یلج الجنۃ ینسب	کی امید منقطع فرما دے گا۔ اور وہ جنت میں داخل
لحیوۃ الحیوان الکبری معروف	نہ ہو گا۔ یہ حیوۃ الحیوان الکبری کی جانب منسوب

أحمد عن أبي هريرة به مرفوعًا وقال السخاوي وذلك مختلف على أحمد.

کی جاتی ہے کہ اس نے امام احمد کے ذریعہ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے سخاوی کہتے ہیں یہ امام احمد پر مختلف ہے۔

۵۱۶ - حديث من كتم سره ملك أمره قال السخاوي ليس في المرفوع.

جو اپنے راز کو چھپائے اس کے کام کا اسی کو مالک بنا دیا جاتا ہے (یعنی وہی ذمہ دار رہ جاتا ہے) سخاوی کہتے ہیں اس سے مرفوعاً واقف نہیں۔

۵۱۷ - حديث من كثرت صلوته بالليل حسن وجهه بالنهار لا أصل له وهو موضوع من غير قصد نقل اتفق أئمة الحديث على أنه من قول شريك قاله لثابت لما دخل عليه ذكره السخاوي.

جس کی رات کی نمازیں زیادہ ہوں اس کا چہرہ دن میں حسین ہو جاتا ہے اس کی کوئی اصل نہیں بلا ارادہ وضع ہو گئی کیونکہ ائمہ حدیث اس بات پر متفق ہیں کہ یہ جملہ شریک کے لئے ثابت البنانی نے کہا تھا جب شریک ان کے پاس گئے (شریک معتبر رواۃ میں سے ہیں) وہ ثابت کے اس قول کو غلطی سے حدیث سمجھ بیٹھے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔

۵۱۸ - حديث من لبس نعلًا صفراء قل همه يروى عن ابن عباس مرفوعًا بلفظ لم يزل في سرور ما دام لابسها بدل قل همه وقال ابن أبي حاتم عن أبيه أنه كذب موضوع وعزاه الزمخشري

جو زرد جوتے پہنے اس کی کوشش کم ہو جاتی ہے، یہ ابن عباس سے مرفوعاً ان الفاظ کے ساتھ روایت کی جاتی ہے اس کا پہننے والا ہمیشہ سرور میں رہتا ہے، ابن ابی حاتم نے اپنے والد سے روایت کیا ہے یہ جھوٹ موضوع ہے اور زمخشری نے کشاف میں اسے حضرت علی کی جانب منسوب کیا

فِی الْکَشَّافِ یَعْلِیْ بِلَفْظِ التَّرْجَمَۃِ	اور اس کا ماخذ اللہ تعالٰی کا یہ قول ہے اس
وَکَانَ الْمَاخَذُ قَوْلُہٗ تَعَالٰی صَفْرَاءُ	گلے کا رنگ گہرا زرد ہونا چاہیے۔ جو دیکھنے
فَاقِعٌ لَوْنُھَا تَسُرُّ النّٰظِرِیْنَ ۔	والوں کو بھی خوش کر دے ۔
۵۱۹۔ حَدِیْثُ مَنْ لَعِبَ بِالشَّطْرَنْجِ	جو شطرنج کھیلے وہ ملعون ہے۔ نووی فرماتے
فَھُوَ مَلْعُوْنٌ قَالَ النَّوَوِیُّ لَا یَصِحُّ	ہیں یہ صحیح نہیں بلکہ جھوٹا ہے اور مرفوعاً اس باب میں
بَلْ ھُوَ کِذْبٌ لَمْ یَثْبُتْ مِنَ الْمَرْفُوْعِ	کوئی حدیث ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے
فِیْ ھٰذَا الْبَابِ شَیْءٌ ذَکَرَہُ السَّخَاوِیُّ	ہیں۔ ایک حدیث وارد ہے کہ جو شطرنج کھیلے
قُلْتُ وَقَدْ وَرَدَ مَلْعُوْنٌ مَنْ لَعِبَ	یا شطرنج کی جانب دیکھے وہ ملعون ہے اور ایسا
بِالشَّطْرَنْجِ وَالنَّاظِرُ اِلَیْھَا کَالْاٰکِلِ	ہی ہے جیسا کہ سور کا گوشت کھانے والا۔ ابن
لَحْمِ الْخِنْزِیْرِ رَوَاہُ ابْنُ عَبْدَانَ وَ	عبدان، ابو موسیٰ۔ اور ابن حزم نے اسے حبۃ بن
اَبُوْ مُوْسٰی وَابْنُ حَزْمٍ عَنْ حَبَّۃَ بْنِ	مسلم ؒ سے مرسلاً روایت کیا ہے۔ جیسا کہ سیوطی ؒ
مُسْلِمٍ مُرْسَلًا کَمَا فِیْ جَامِعِ الصَّغِیْرِ	کی جامع الصغیر میں ہے۔ اور انہوں نے قاعدہ کے
لِلسُّیُوْطِیِّ وَھُوَ مُلْتَزِمٌ اَنْ لَّا یَذْکُرَ	مطابق اس کے موضوع ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور
فِیْہِ مَوْضُوْعًا وَالْمُرْسَلُ حُجَّۃٌ عِنْدَ	مرسل ہمارے نزدیک حجت ہے۔ غایت امر یہ ہے
الْجُمْھُوْرِ فَغَایَۃُ الْاَمْرِ فِیْہِ اَنَّ سَنَدَہٗ	کہ اس کی سند ضعیف ہے۔ اور شطرنج کی
ضَعِیْفٌ وَیَتَقَوّٰی بِاَحَادِیْثَ ثَابِتَۃٍ	برائی میں جو احادیث ثابت ہیں وہ اسے تقویت
وَرَدَتْ فِیْ ذَمِّ الشَّطْرَنْجِ ۔	پہنچاتی ہیں ۔

فائدہ :- ابو موسیٰ اشعری ؓ سے مسلم ؒ، ابو داؤد ؒ۔ ابن ماجہ ؒ۔ ابن حبان ؒ۔ اور حاکم وغیرہ نے یہ روایت کی ہے کہ جو چوسر کھیلا اس نے اپنے ہاتھ سور کا خون میں رنگے ہیں، چوسر کی حرمت میں بہت سی احادیث

صحیح ما نتے ہیں۔ لیکن حافظ عبد العظیم المنذری نے اپنی ترغیب ترہیب میں اس روایت میں لفظ شطرنج کا بھی اضافہ کیا ہے۔ اگرچہ وہ حوان کے نزدیک زیادت راوی ہے لیکن دیگر احادیث سے اس کی حرمت ثابت ہوتی ہے ایک تو ابن عبدان وغیرہ کی روایت اور گذر بھی۔ ابن حجر المکی نے زواجر میں ابو موسیٰؓ سے یہ روایت کی ہے کہ شطرنج سوائے گنہگار کے کوئی نہیں کھیل سکتا۔ ابن حجر المکی نے ابن عمرؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ شطرنج بدترین جوا ہے اسی طرح ابن عباسؓ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ مجاہدؒ۔ اسحٰق بن راہویہ وغیرہ سے بھی اس کی ممانعت ثابت ہے اشرم نے اپنی جامع میں واثلہ بن الاسقع سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہر روز مخلوق کی جانب تین سو ساٹھ بار نظر کرتا ہے۔ اس میں شطرنج کھیلنے والے کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ ابو بکر الاجری نے ابو ہریرہؓ سے یہ روایت کیا ہے کہ جب تم ان جوا کھیلنے والوں یعنی چوسر اور شطرنج کھیلنے والوں کے پاس سے گزرو۔ تو انہیں سلام نہ کرو۔ اور ایک روایت میں ابو ہریرہؓ سے یہ مروی ہے۔ کہ قیامت کے روز سب سے زیادہ عذاب شطرنج کھیلنے والے کو ہوگا ان روایات میں موقوف روایات بطریقِ حسن ثابت ہیں۔ اور اس کی حرمت ابو ہریرہؓ ابو موسیٰ اشعریؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔ اسحٰق بن راہویہ۔ مجاہدؒ۔ ابراہیم نخعیؒ۔ ابو حنیفہؒ مالکؒ۔ احمد بن حنبلؒ وغیرہ سے متفقہ طور پر ثابت ہے۔ صرف امام شافعی اور امام عامر شعبیؒ اس کے جواز کے چند شرائط کے ساتھ قائل ہیں۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس میں جوا اور نماز وغیرہ سے غفلت نہ ہو۔ اور امام شعبیؒ اس میں ایک اور اضافہ فرماتے ہیں۔ کہ گالی گلوچ بھی نہ ہو۔ جیسا کہ حافظ منذری نے ترغیب و ترہیب میں ذکر کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے۔ کہ مرفوع روایات اگرچہ ضعیف ہیں۔ لیکن ایک دوسری کی تقویت ہی کرتی ہیں۔ اسی طرح یہ روایت درجہ حسن لغیرہ

میں داخل ہوئی۔ اور جب صحابہ کرام سے اس کی حرمت اور ممانعت صحیح طور پر ثابت ہے۔ تو اب اگر یہ کہا جائے کہ یہ حدیث صحیح لغیرہ ہے۔ تو غلط نہ ہوگا۔ اور امام نووی رحمہ اللہ تعالےٰ کا یہ فرمانا کہ یہ ثابت نہیں یعنی مرفوعاً ثابت نہیں۔ اور صحابہ کی اقتدار دین کا ایک اہم جزو ہے۔ اسے ترک نہیں کیا جا سکتا۔

۵۲۰ حَدِیْثُ مَنْ لَمْ یُدَاوِمْ عَلٰی اَرْبَعٍ قَبْلَ الظُّہْرِ لَمْ تَنَلْہُ شَفَاعَتِیْ ذَکَرَہُ السُّیُوْطِیُّ فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الْمَوْضُوْعَاتِ اَنَّ الْحَافِظَ ابْنَ حَجَرَ الْعَسْقَلَانِیَّ سُئِلَ عَنْہُ فَاَجَابَ بِاَنَّہٗ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ۔ — جو ظہر سے قبل کی چار رکعتوں کی پابندی نہ کرے اسے میری شفاعت نہ پہنچے گی سیوطی نے اسے کتاب الموضوعات کے اخیر میں ذکر کیا ہے۔ اور فرمایا ہے کہ حافظ ابن حجر سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔

۵۲۱ حَدِیْثُ مَنْ لَمْ یَخَفِ اللّٰہَ خَوَّفَہُ اللّٰہُ مِنْ کُلِّ شَیْءٍ لَمْ یَثْبُتْ مَبْنَاہُ وَ صَحَّ مَعْنَاہُ۔ — جو اللہ سے نہ ڈرے۔ اس سے ڈرا جائے۔ یہ لفظاً ثابت نہیں لیکن معنیً صحیح ہے۔

۵۲۲ حَدِیْثُ مَنْ لَمْ یُصْلِحْہُ الْخَیْرُ یُصْلِحُہُ الشَّرُّ ہُوَ مِنْ کَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ۔ — جس کی بھلائی اصلاح نہ کر سکے اس کی برائی اصلاح کر دیتی ہے۔ یہ بعض سلف کا کلام ہے۔

۵۲۳ حَدِیْثُ مَنْ لَمْ یَکُنْ عِنْدَہٗ صَدَقَۃٌ فَلْیَلْعَنِ الْیَہُوْدَ — جس کے پاس صدقہ نہ ہو وہ یہود پر لعنت کرے۔ یہ صحیح

لا يصح ۔

نہیں ہے ۔

۵۲۴ حديث من لانت كلمته وجبت محبته من كلام عليؓ قاله الخطيب

جس کی گفتگو نرم ہو اس کی محبت واجب ہے یہ حضرت علیؓ کا قول ہے۔ جیسا کہ خطیبؒ نے روایت کیا ہے ۔

۵۲۵ حديث من لم ينفعه علمه ضره جهله لا اعرفه ۔

جسے علم نفع نہ پہنچائے اسے اس کی جہالت نقصان پہنچائیگی۔ میں اسے نہیں پہچانتا ۔

۵۲۶۔ حديث من نصح جاهلا عاداه جاء عن بعض السلف وليس في شيء من المسندات وقال السخاوي لا استحضره بل روى الخطيب عن معمر بن المثنى لا تردن على معجب خطأ فيستفيد منك علما ويتخذك عدوا ۔

جو جاہل کو نصیحت کرے اسے اپنا دشمن بناتا ہے۔ بعض اسلاف کا کلام ہے، یہ مسند روایت نہیں سخاوی کہتے ہیں میں اسے نہیں جانتا لیکن خطیب نے معمر بن المثنی سے روایت کیا ہے۔ کہ خطاء کی جگہ پر نہ جاؤ۔ کیونکہ وہ تجھ سے علم کا فائدہ تو اٹھائے گا، اور تجھے اپنا دشمن بنائے گا ۔

۵۲۷ حديث من وسع على عياله في يوم عاشوراء وسع الله عليه السنة كلها وفي رواية سائر سنته قال الزركشي لا يثبت انما هو من كلام محمد بن المنتشر قال السيوطي كلا بل

جو عاشوراء کے روز اپنے گھر والوں پر وسعت کرے اللہ تعالیٰ اس پر سارا سال وسعت کرتا ہے۔ زرکشی کہتے ہیں یہ ثابت نہیں بلکہ محمد بن المنتشر کا کلام ہے۔ سیوطیؒ کہتے ہیں ہرگز ایسا نہیں۔ بلکہ یہ صحیح ہے ثابت ہے بیہقیؒ نے شعب الایمان میں ابو سعید خدریؓ ابو ہریرہؓ

هُوَ ثَابِتٌ صَحِيْحٌ أَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي	ابن مسعودؓ اور جابرؓ سے روایت کیا ہے
الشُّعَبِ مِنْ حَدِيْثِ أَبِيْ سَعِيْدٍ	اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک
الْخُدْرِيِّ وَأَبِيْ هُرَيْرَةَ وَابْنِ مَسْعُوْدٍ	دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ حافظ ابو الفضل
وَجَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمْ وَقَالَ	العراقی اپنی امالی میں فرماتے ہیں۔ ابو ہریرہؓ
أَسَانِيْدُهُ كُلُّهَا ضَعِيْفَةٌ وَلٰكِنْ إِذَا	کی روایت مختلف اسنادات سے مروی ہے
ضُمَّ بَعْضُهَا إِلَى بَعْضٍ أَفَادَتْ قُوَّةً وَقَالَ	جس میں سے بعض کو ابو الفضلؒ بن ناصر نے
الْحَافِظُ أَبُو الْفَضْلِ الْعِرَاقِيُّ فِيْ أَمَالِيْهِ	صحیح قرار دیا ہے۔ ابن الجوزی نے سلیمان بن
حَدِيْثُ أَبِيْ هُرَيْرَةَ لَهُ طُرُقٌ وَرَدَ مِنْ	ابی عبد اللہ کے ذریعہ اسے ابو ہریرہؓ سے
طُرُقٍ صَحَّحَ بَعْضَهَا أَبُو الْفَضْلِ بْنُ	موضوعات میں روایت کیا ہے اور ابن الجوزی
نَاصِرٍ وَأَوْرَدَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فِي	کہتے ہیں سلیمان مجہول ہے۔ لیکن ابن حبانؒ
الْمَوْضُوْعَاتِ مِنْ طَرِيْقِ سُلَيْمَانَ	نے سلیمان کو ثقات میں شمار کیا ہے۔ تو
بْنِ أَبِيْ عَبْدِ اللهِ عَنْهُ وَقَالَ	حدیث ان کی رائے کے لحاظ سے حسن
سُلَيْمَانُ مَجْهُوْلٌ ذَكَرَهُ ابْنُ حِبَّانَ	ہوئی۔ ابن الجوزیؒ کہتے ہیں یہ روایت جابرؓ
فِي الثِّقَاتِ قَالَ فَالْحَدِيْثُ حَسَنٌ	سے مسلم کی شرطوں کے مطابق کئی طریقوں
عَلٰى رَأْيِهِ قَالَ وَلَهُ طُرُقٌ عَنْ جَابِرٍ	سے مروی ہے۔ ابن عبد البرؒ نے استذکار
عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ أَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ	میں ابو الزبیر کے ذریعہ جابرؓ سے روایت کیا ہے
فِي الْاِسْتِذْكَارِ مِنْ رِوَايَةِ أَبِي الزُّبَيْرِ	اور یہ سب سے عمدہ طریقہ ہے۔ ابن عبد البرؒ
عَنْهُ وَهِيَ أَصَحُّ طُرُقِهِ قَالَ وَقَدْ	کہتے ہیں یہ ابن عمر سے بھی مروی ہے اور دارقطنی
وَرَدَ أَيْضًا مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عُمَرَ	نے افراد میں ابن عمرؓ سے موقوفاً روایت

وَاَخْرَجَهُ الدَّارَقُطْنِیُّ فِی الْاَفْرَادِ مَوْقُوْفًا عَلٰی ابْنِ عُمَرَ وَقَدْ اَخْرَجَهُ ابْنُ عَبْدِ الْبَرِّ بِسَنَدٍ جَیِّدٍ وَرَوَاہُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْمُنْتَشِرِ قَالَ کَانَ یُقَالُ فَذَکَرَہٗ وَقَدْ جَمَعْتُ طُرُقَهٗ فِیْ جُزْءٍ هٰذَا الْکَلَامِ الْعِرَاقِیِّ فِیْ اَمَالِیْهِ نَقَلَهُ السُّیُوْطِیُّ وَقَالَ قَدْ لَخَّصْتُ الْجُزْءَ الَّذِیْ جَمَعَهٗ فِی التَّعَقُّبَاتِ عَلَی الْمَوْضُوْعَاتِ ۔	کیا ہے ۔ اور اسے ابن عبد البرؒ نے ایک عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے بیہقی نے شعب الایمان میں محمد بن المنتشر سے بھی روایت کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ کہا جاتا تھا اور پھر انہوں نے حدیث ذکر کی اس کے تمام طریقے عراقی کی امالی میں ایک جزو میں جمع ہیں ۔ جیسے سیوطی نے نقل کیا ہے ۔ میں نے اس جزو کو مختصر کر کے تعقبات علی الموضوعات میں جمع کر دیا ہے ۔
۵۲۸ - حَدِیْثُ مَنْ یَّخْطُبُ الْحَسْنَاءَ یُعْطِ مَهْرَهَا لَیْسَ بِحَدِیْثٍ وَلَعَلَّ الْحَسْنَاءَ کِنَایَةٌ عَنِ الْحَسَنَةِ الْمُعَبَّرِ عَنْهَا فِی التَّنْزِیْلِ بِالْحُسْنٰی وَمَهْرَهَا کِنَایَةٌ عَنِ الْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ الْمُسْتَحْسَنَةِ ۔	جو حسین عورت کو پیغام دے تو اس کا مہر بھی دے ۔ یہ حدیث نہیں ہے ۔ اور ہو سکتا ہے حسناء سے مراد وہ نیکی ہو جو قرآن میں حسنیٰ سے تعبیر کی گئی ہے ۔ اور مہر سے اعمال صالحہ کی جانب کنایہ ہو ۔
۵۲۹ - حَدِیْثُ مِنْ تَمَامِ الْحَجِّ ضَرْبُ الْجِمَالِ هُوَ مِنْ کَلَامِ الْاَعْمَشِ قَالَهُ ابْنُ الرَّبِیْعِ قُلْتُ فَقَدْ صَحَّ ضَرْبُ الصِّدِّیْقِ جَمَالَهٗ فِیْ حَجَّتِهٖ	حج کے کمال میں سے اونٹوں کو مارنا ہے ۔ یہ اعمش رح کا کلام ہے جیسا کہ ابن الربیع رح کا قول ہے ۔ ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں یہ صحیح طور پر ثابت ہے کہ حضرت

الوداع بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم ولم ينكر عليه فدل على ان المراد منه اضافة المصدر الى فاعله وقيل اضافته الى المفعول وهو الاظهر ومعنى التمام اشهر والمعنى انه يحمل في سبيله حتى يضرب وهان والله المستعان.

ابو بکر صدیق رض نے حضور کی موجودگی میں اپنے اونٹ کو مارا، اور آپ نے کوئی اعتراض نہ فرمایا۔ تو یہ اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ یہاں مصدر کی اضافت فاعل کی جانب ہے۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ اضافت مفعول کی جانب ہو اور یہ زیادہ عمدہ ہے۔ اور تمام کے معنی اشہور ہیں۔

٥٢٠- حديث من حسن المرافقة الموافقة ترجمه السخاوي ولم يتكلم عليه قلت ومعناه ما في المثل لولا الانعام لهلك الانام.

موافقت کی دوستی کتنی عمدہ ہے سخاوی نے اس کی سرخی باندھی ہے اور اس پر کوئی کلام نہیں فرمایا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی ایک مثال میں پائے جاتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوتے تو مخلوق تباہ ہو جاتی۔

٥٢١- حديث من علامة الساعة التدافع عن الامامة ليس بحديث ومعناه صحيح ذكره ابن الربيع وقد ورد عن سلامة بنت الحر مرفوعا ان من اشراط الساعة ان يتدافع اهل المسجد

قیامت کی علامت میں سے امامت سے رک جانا ہے، یہ حدیث نہیں ہے البتہ اس کے معنی صحیح ہیں، ابن الربیع نے اس کا ذکر کیا ہے، سلامہ رض بنت الحر سے مرفوعاً مروی ہے کہ قیامت کی علامتوں میں سے یہ بھی ہے کہ اہل مسجد رک جائیں گے اور انہیں نماز پڑھانے کے لئے بھی

لَا یَجِدُوْنَ اِمَامًا یُصَلِّیْ بِهِمْ رَوَاهُ اَحْمَدُ وَاَبُوْدَاؤُدَ وَابْنُ مَاجَةَ ۔

کوئی نہ ملے گا اسے امام احمدؒ، ابوداؤد، اور ابن ماجہ نے روایت کیا ہے ۔

۵۳۲۔ حَدِیْثُ مِنْ فِتْنَةِ الْعَالِمِ اَنْ یَّکُوْنَ الْکَلَامُ اَحَبَّ اِلَیْهِ مِنَ السُّکُوْتِ ذَکَرَ الْحَدِیْثَ بِطُوْلِهٖ فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّؒ رَوَاهُ اَبُوْنُعَیْمٍ وَابْنُ الْجَوْزِیِّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَکَذَا ذَکَرَهٗ فِی الْمُخْتَصَرِ ۔

عالم کا ایک فتنہ یہ بھی ہوگا کہ انہیں کلام خاموشی سے زیادہ محبوب ہوگا۔ اسے غزالیؒ نے احیا میں ایک طویل حدیث میں ذکر کیا ہے عراقی کہتے ہیں ابونعیمؒ اور ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے جیسا کہ عراقی نے مختصر میں ذکر کیا ہے ۔

۵۳۳۔ حَدِیْثُ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبٌ لَا یُکَفِّرُهَا اِلَّا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَةَ فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَجِدْ لَهٗ اَصْلًا ۔

گناہوں میں سے بعض گناہ ایسے ہیں، کہ جنہیں سوائے عرفہ کے قیام کے کوئی شئے نہیں مٹا سکتی۔ یہ بھی احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں، میں نے اس کی اصل کہیں نہیں پائی ۔

۵۳۴۔ حَدِیْثُ مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ اِنَّهٗ غَیْرُ ثَابِتٍ قُلْتُ هُوَ مِنْ کَلَامِ الصُّوْفِیَّةِ وَالْمَعْنٰی مُوْتُوْا اخْتِیَارًا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا اضْطِرَارًا وَالْمُرَادُ بِالْمَوْتِ الْاِخْتِیَارِیِّ تَرْکُ الشَّهَوَاتِ وَاللَّذَّاتِ وَمَا یَتَرَتَّبُ عَلَیْهَا مِنَ

مرنے سے پہلے مر جاؤ۔ عسقلانیؒ کہتے ہیں، یہ ثابت نہیں ہے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں، یہ صوفیاء کا کلام ہے اور مقصد یہ ہے، کہ اضطراری موت سے قبل خود اختیاری موت مر جاؤ۔ اور اختیاری موت سے مراد شہوات، لذات دنیا اور مشغلوں کو

مِنَ الذَّلَّاتِ وَالْغَفْلَاتِ ۔

ترک کر دینا ہے ۔

۵۳۵ حَدِیْثُ اَلْمَوْتُ کَفَّارَۃٌ لِکُلِّ مُسْلِمٍ ذَکَرَہُ ابْنُ الْجَوْزِیُّ فِی الْمَوْضُوْعَاتِ وَلَمْ یُصِبْ فِیْہِ کَمَا ذَکَرَہُ الْعِرَاقِیُّ فِیْ اَمَالِیْہِ مِنْ اَنَّہُ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ بَلَغَ بِھَا رُتْبَۃَ الْحَسَنِ اِنْتَھٰی وَرَوَاہُ الْبَیْھَقِیُّ فِی الشُّعَبِ وَالْقُضَاعِیُّ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ رضہ مَرْفُوْعًا وَصَحَّحَہُ اَبُوْبَکْرِ بْنُ الْعِرَاقِیِّ

موت ہر مسلم کا کفارہ ہے۔ ابن الجوزیؒ نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں، جیسا کہ عراقیؒ اپنی امالی میں فرماتے ہیں، کہ یہ اتنی سندات سے مروی ہے جو رتبہ حسن تک پہنچتی ہیں بیہقیؒ نے شعب میں اور قضاعی نے انسؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے! اور ابوبکر بن العراقی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۵۳۶ حَدِیْثُ اَلْمُؤْمِنُ اِذَا قَالَ صَدَقَ وَاِذَا قِیْلَ لَہٗ صَدَّقَ لَا یُعْرَفُ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَکَاَنَّہُ مُقْتَبَسٌ مِنْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی وَالَّذِیْ جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِہٖ اُولٰئِکَ ھُمُ الْمُتَّقُوْنَ وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ ھُوَ الْکَامِلُ وَاسْتَاْنَسَ السَّخَاوِیُّ بِشِقِّہِ الْاَوَّلِ بِمَعْنٰی حَدِیْثِ یُطْبَعُ الْمُؤْمِنُ عَلٰی کُلِّ خَلِیْقَۃٍ غَیْرَ الْخِیَانَۃِ وَالْکِذْبِ وَالثَّانِیْ بِحَدِیْثِ رَاٰی عِیْسٰی بْنُ

مومن جب بولتا ہے تو سچ بولتا ہے اور جب اس سے کوئی بات بیان کی جاتی ہے تو تصدیق کرتا ہے یہ ان الفاظ کے ساتھ پہچانی نہیں جاتی، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کے قول سے مستنبط ہے جو سچ بات لایا اور سچ کی تصدیق کی یہی متقین لوگ ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے سخاوی نے پہلی شق کو اختیار کرتے ہوئے کہا ہے کہ مومن کی عادت ہر بات پر ڈھل جاتی ہے سوائے خیانت اور جھوٹ کے اور دوسرے الفاظ پر نظر رکھتے ہوئے یہ حدیث ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک شخص کو چوری کرتے دیکھا آپ نے فرمایا تو نے چوری کی اس نے جواب دیا قسم ہے اس ذات

مريم رجلا يسرق فقال له اسرقت فقال لا والذي لا اله الا هو فقال امنت بالله وكذبت عيني بل روى ابن ماجة عن ابن عمر من حلف بالله فليصدق ومن حلف له بالله فليرض ومن لم يرض بالله فليس من الله .

کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں نے چوری نہیں کی حضرت عیسیٰ نے فرمایا میں اللہ پر ایمان لایا اور میری آنکھوں نے جھوٹ بولا۔ ابن ماجہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے جو اللہ کی قسم کھائے اس کی تصدیق کرنی چاہیئے اور جو کسی کیلئے اللہ کی قسم کھائے اسے راضی ہو جانا چاہیئے اور جو اللہ کے ساتھ راضی نہ ہو اسے اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔

۵۲۷ - حديث المؤمن سريع الغضب سريع الرجوع كذا اورده الغزالي في الاحياء وقال مخرجه انه لم يجده هكذا قلت هو معنى حديث الحدة تعتري لخيار امتي وقد جاء في حديث طويل ان المؤمن قد يكون سريع الغضب سريع الفيء فتلك بتلك وقد يكون بطيء الغضب سريع الفيء فهذا هو المؤمن الكامل والناقص من يكون حاله بالعكس .

مومن کو غصہ جلد آتا ہے، اور رجوع بھی جلد کرتا ہے۔ اسے غزالی نے احیاء میں ذکر کیا ہے، اور غزالی کہتے ہیں اس طرح یہ حدیث کہیں نہیں پائی جاتی۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں یہ حدیث حدت کے معنی میں ہے اور ایک لمبی حدیث میں آتا ہے کہ مومن کو جلد غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے اور ایسے ہی کبھی دیر میں غصہ آتا ہے اور جلد اترتا ہے۔ تو یہ مومن کامل ہے اور ناقص وہ ہے جو اس کے برعکس ہو، یعنی جلد غصہ آئے اور دیر میں اترے۔

۵۲۸ - حديث المؤمن يسير

مومن بلحاظ مؤنث آسان ہوتا ہے صغانی

الْمُؤْمِنَةِ قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ۔ کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔

۵۳۹۔ حَدِیْثُ الْمُؤْمِنُ غِرٌّ کَرِیْمٌ وَالْمُنَافِقُ خَبٌّ لَئِیْمٌ قَالَ الصَّغَانِیُّ مَوْضُوْعٌ مِنْ اَحَادِیْثِ الْمَصَابِیْحِ وَلَمْ یُصِبْ فَقَدْ رَوَاہُ اَحْمَدُ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ بِہٖ مَرْفُوْعًا وَلَفْظُہٗ الْفَاجِرُ بَدَلَ الْمُنَافِقِ وَالْخَبُّ بِالْکَسْرِ وَبِفَتْحِ الْخِدَاعُ وَمَعْنٰی غِرٌّ کَرِیْمٌ اَنَّہٗ لَیْسَ بِذِیْ مَکْرٍ وَھُوَ یَنْخَدِعُ لِاِنْقِیَادِہٖ وَلِیْنِہٖ

مومن مکار نہیں ہوتا بلکہ شریف ہوتا ہے اور منافق دھوکہ باز اور بدبخت ہوتا ہے۔ صغانی کہتے ہیں یہ مصابیح کی احادیث سے ایک موضوع حدیث ہے لیکن صغانی کا قول صحیح نہیں امام احمد نے اسے ابوہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کیا، اور اس میں منافق کی جگہ لفظ فاجر ہے خب کے معنی دھوکہ کے آتے ہیں اور غر کریم کا مقصد یہ کہ وہ مکار نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی طبیعت میں اتباع کی مادہ کی وجہ سے دھوکہ کھاجاتا ہے لیکن حضرت عمر کا قول ہے کہ مومن نہ دھوکہ دیتا ہے نہ دھوکہ کھاتا ہے)

۵۴۰۔ حَدِیْثُ الْمُؤْمِنُ حُلْوِیٌّ وَالْکَافِرُ خَمْرِیٌّ قَالَ الْعَسْقَلَانِیُّ بَاطِلٌ لَا اَصْلَ لَہٗ قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ اَنَّہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ کَانَ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ وَالْعَسَلَ وَسَبَقَ اِنَّ قَلْبَ الْمُؤْمِنِ یُحِبُّ الْحَلْوَاءَ۔

مومن حلوا خور اور کافر شراب خور ہوتا ہے عسقلانی فرماتے ہیں یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حلوا اور شہد پسند تھا اور یہ حدیث بھی گذر چکی کہ مومن کا دل حلوے کو پسند کرتا ہے:

۵۴۱۔ حَدِیْثُ الْمُؤْمِنُ لَیْسَ بِحَقُوْدٍ فِی الْاِحْیَاءِ وَقَالَ الْعِرَاقِیُّ لَمْ اَقِفْ لَہٗ عَلٰی اَصْلٍ قُلْتُ وَ

مومن کینہ پرور نہیں ہوتا۔ یہ احیاء میں ہے عراقی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے معنی صحیح

مَعْنَاهُ صَحِيحٌ وَالْمُرَادُ بِالْمُؤْمِنِ الْكَامِلُ لِقَوْلِهِ تَعَالَىٰ وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ أَيْ حَسَدٍ وَحِقْدٍ ۔

ہیں اور مومن سے مراد مومن کامل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اور ہم نے ان کے دل سے کینہ نکال پھینکا ۔

۴۲۵۔ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُلْقًى وَالْكَافِرُ مُوَقًّى لَيْسَ بِحَدِيثٍ وَالْمَعْنَىٰ أَنَّ الْمُؤْمِنَ مُلْقًى بِالْبَلَايَا تَكْفِيرًا لِمَا لَهُ مِنَ الْخَطَايَا وَالْكَافِرُ مَحْفُوظٌ عَنِ الْبَلَايَا مَحْفُوفٌ بِالنَّعْمَاءِ لِيَبْقَىٰ عَلَيْهِ الْبَقَايَا وَلِأَنَّ الدُّنْيَا سِجْنُ الْمُؤْمِنِ وَجَنَّةُ الْكَافِرِ ۔

مومن ملاقات کرنے والا اور کافر بچنے والا ہے یہ حدیث نہیں اور اس کے معنی یہ ہیں کہ مومن مصیبتوں سے ملنے والا ہے۔ تاکہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو سکے۔ اور کافر مصائب سے محفوظ رہتا ہے اور نعمتوں میں لگا رہتا ہے تاکہ اس پر وہ گناہ باقی رہیں کیونکہ دنیا مومن کا قیدخانہ اور کافر کی جنت ہے ۔

۴۳۵۔ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ مُؤْتَمَنٌ عَلَىٰ نَسَبِهِ لَا أَصْلَ لَهُ مَرْفُوعٌ وَإِنَّمَا هُوَ مِنْ قَوْلِ مَالِكٍ وَغَيْرِهِ مِنَ الْعُلَمَاءِ بِلَفْظِ النَّاسُ مُؤْتَمَنُونَ عَلَىٰ أَنْسَابِهِمْ ۔

مومن اپنے نسب پر امین ہوتا ہے اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں بلکہ یہ علماء میں سے امام مالک رحمہ وغیرہ کا قول ہے۔ کہ لوگ اپنے نسب پر امین ہوتے ہیں ۔

۴۴۵۔ حَدِيثُ الْمُؤْمِنُ يُخْدَعُ مِنْ كَلَامِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ ذَكَرَهُ فِي الشِّفَاءِ وَالْمَعْنَىٰ أَنَّ الْمُؤْمِنَ الْمَحْمُودَ مِنْ طَبْعِهِ الْعِزَّةُ وَقِلَّةِ

مومن کو دھوکہ دیا جاتا ہے۔ یہ سعید بن جبیر کا قول ہے جس کا ذکر شفاء میں ہے۔ اور معنی اس کے یہ ہیں کہ مومن طبعاً شرارتوں سے پرہیز کرتا ہے۔ اور

الفطنة للشر وترك البحث عنه وليس ذلك منه جهلا ولكن كرما وحسن خلق وحلما۔ اس سے احتراز اگرچہ اس سے جاہل نہیں ہوتا لیکن اپنی شرافت اور اخلاق کی بنا پر رہو کہ کھا جاتا ہے۔

۴۵۵۔ حديث المؤمن يغبط والمنافق يحسد من كلام الفضيل مومن سے رشک اور کافر سے حسد کیا جاتا ہے۔ یہ فضیل کا کلام ہے۔

حرف النون

۴۵۶۔ حديث الناس بزمانهم اشبه منهم بآبائهم قيل انه من كلام عمر رضي الله عنه وقيل انه قول علي وهو الاشهر الاظهر۔ لوگ اپنے زمانہ کے لحاظ سے اپنے آباء سے زیادہ مشابہ ہوتے ہیں۔ یہ کہا جاتا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔ اور ایک خیال یہ ہے کہ یہ حضرت علیؓ کا قول ہے اور یہی زیادہ مشہور ہے۔

۴۵۷۔ حديث الناس على دين مليكهم او ملوكهم قال السخاوي لا اعرفه حديثا وهو قريب مما قبله معنى۔ لوگ اپنے بادشاہوں کے دین پر ہوتے ہیں۔ سخاوی کہتے ہیں۔ میں اسے بلحاظ حدیث نہیں پہچانتا۔ یہ معنوی لحاظ سے پہلے قول کے قریب ہے۔

۴۵۸۔ حديث الناس بالناس هو معنى الحديث الصحيح امتي كالبنيان يشد بعضه بعضا لوگ لوگوں کے ساتھ ہوتے ہیں یہ حدیث صحیح کے معنی ہیں میری امت عمارت کی طرح ہے کہ اس کا ایک حصہ دوسرے کو

الحديث.

تقویت پہنچاتا ہے۔

۵۴۹ - حديث الناس مجزيون باعمالهم عزاه السخاوي الى النحويين وتمامه ان خيرا فخير وان شرا فشر وقال الجلال السيوطي في الدرر ذكره ابن جرير في تفسيره عن ابن عباس موقوفا قلت وفي التنزيل هل تجزون الا ما كنتم تعملون.

لوگ اپنے اعمال کا بدلہ دیئے جائیں گے۔ اسے سخاوی نے نحویین کی جانب منسوب کیا ہے اور مقصد یہ ہے کہ اگر وہ اچھے ہیں تو اچھا بدلہ اور برے ہیں تو برا بدلہ۔ جلال الدین سیوطی الدرر میں فرماتے ہیں۔ اسے ابن جریر نے اپنی تفسیر میں ابن عباس رض سے موقوفاً روایت کیا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے تمہیں تمہارے اعمال کا بدلہ دیا جائے گا۔

۵۵۰ - حديث الناس نيام فاذا ماتوا انتبهوا هو من قول علي كرم الله وجهه.

لوگ سوتے ہیں جب یہ مرجائیں گے تو جاگ اٹھیں گے۔ یہ حضرت علی رض کا قول ہے۔

۵۵۱ - حديث نتف القمل يورث النسيان يروى في حديث مرفوع شديد الضعف وفي سنده الحكم بن عبد الله الايلي المتهم بالوضع والكذب كما قاله ابن عدي في كامله.

جوں پھینکنا نسیان پیدا کرتا ہے۔ یہ ایک حدیث مرفوع میں روایت کیا جاتا ہے۔ جو شدید ضعیف ہے۔ اور اس کی سند میں حکم بن عبداللہ الایلی ہے جو کذب وضع کے ساتھ متہم ہے جیسا کہ ابن عدی نے اپنی کامل میں لکھا ہے۔

۵۵۲ - حديث النبي لا يترك

نبی زمین کے نیچے ایک ہزار کمل نہیں کرتا

تحت الارض اى لا يكمل الالف بعد موته بل يقوم القيامة قبله وهو باطل لا اصل له و ممن صرح ببطلانه العز الديرينى فى الدرر الملتقطة وقال انه مما نقل عن علماء اهل الكتاب لا نعلم بل كلما ورد فيه تحديد لوقت يوم القيامة على التعيين فاما ان لا يكون له اصل او لا يثبت اسناده وقد ضعفه السيوطى فى رسالته الكشف عن مجاوزة هذه الامة الالف وقد تحقق قوله مجاوزة عن الالف بضعة عشرة سنة .

یعنی مرنے کے بعد ایک ہزار سال مکمل نہیں ہوتے بلکہ اس سے قبل قیامت قائم ہو جاتی ہے. یہ باطل ہے اس کی کوئی اصل نہیں عز الدینی نے درر الملتقطہ میں اس کے بطلان کی تصریح کی ہے، اور وہ کہتے ہیں جو کچھ علماء اہل کتاب سے نقل کیا جاتا ہے یہ صحیح نہیں ہے. بلکہ ہر وہ روایت جس میں قیامت کے روز کا کوئی وقت معینہ ظاہر ہوتا ہو یا تو اس کی کوئی اصل نہیں یا وہ سنداً ثابت نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں سیوطی نے اسے رسالہ الکشف میں ضعیف قرار دیا کیونکہ اس امت کو ایک ہزار سال سے زائد گزر چکا. اور یہ محقق بات ہے کہ اب لوگ ایک ہزار سال سے زیادہ گذار چکے ؛

۵۵۲۔ حديث النساء تنصر بعضهن بعضا هو من قول عكرمة وقد ادرج فى حديث صحيح البخارى .

عورتیں ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں۔ یہ عکرمہ رحمہ اللہ کا قول ہے، اور صحیح بخاری کی حدیث میں مدرج ہو گیا۔

۵۵۳۔ حديث النسيان طبع

بھول انسان کی طبیعت ہے. سخاوی کہتے

الانسان قال السخاوی لا اعرفه بهذا اللفظ بل فی الطبرانی عن ابن عباس موقوعاً المؤمن نساء ان ذکر ذکر قلت وفی التنزیل واذکر ربك اذا نسیت فلا تنسی الا ما شاء الله۔ وعهدنا الی آدم من قبل فنسی ویروی الانسان مشتق من النسیان وفی تحقیقه کلام عریض البیان وقیل اول الناس اول الناسی۔

ہیں میں اسے ان الفاظ کے ساتھ نہیں پہچانتا۔ بلکہ طبرانی میں ابن عباس سے مرفوعاً مروی ہے، مومن بہت بھولنے والا ہے، اگر یاد کرتا ہے تو یاد کرتا رہتا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں قرآن میں ہے، جب تو بھول جائے تو اپنے خدا کو یاد کر۔ وہ نہیں بھولتا مگر جو اللہ چاہے۔ ہم نے آدم سے پہلے عہد لیا تھا مگر وہ بھول گیا، اور یہ بھی کہ انسان نسیان سے مشتق ہے، اور اس کی تحقیق میں بہت طویل کلام ہے۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پہلا شخص پہلا بھولنے والا ہے (یعنی آدم علیہ السلام)

۵۵۵۔ حدیث نصرة الله للعبد خیر من نصرته نفسه من کلام وهیب بن الورد قال یقول الله ابن آدم اذا ظلمت فاصبر وارض بنصرتی فان نصرتی لك خیر من نصرتك لنفسك وعن الامام احمد قال بلغنی انه مکتوب فی التوراة من ذکره قاله السخاوی وقال السیوطی

اللہ کے بندے کے لئے مدد خود اس کی اپنے نفس کی مدد سے بہتر ہوتی ہے۔ یہ وہیب بن الورد کا قول ہے، وہ کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم جب تجھ پر ظلم کیا جائے تو صبر کر اور میری مدد سے راضی ہو جا کیونکہ میری مدد جو تیرے لئے ہو گی وہ تیری اپنی ذات کی مدد سے بہتر ہو گی، امام احمد فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یہ بات تورات میں لکھی ہوئی ہے جیسا کہ سخاوی نے ذکر کیا ہے۔ سیوطی کہتے ہیں

أَخْرَجَهُ عَبْدُ اللهِ بْنُ أَحْمَدَ فِي
رِوَايَةِ الزُّهْدِ عَنْهُ قَالَ بَلَغَنِيْ ۔
۵۵۰ حَدِيْثُ النَّظَرِ إِلَى الْوَجْهِ
الْجَمِيْلِ عِبَادَةٌ قَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ
سُئِلَ عَنْهُ شَيْخُنَا يَعْنِي ابْنَ تَيْمِيَّةَ
فَقَالَ هٰذَا كَذِبٌ بَاطِلٌ عَلَى
رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَمْ يَرْوِهِ أَحَدٌ بِإِسْنَادٍ صَحِيْحٍ بَلْ
هُوَ مِنَ الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَدْ وَرَدَ
النَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ يَجْلُو الْبَصَرَ
وَالنَّظَرُ إِلَى الْوَجْهِ الْقَبِيْحِ يُوْرِثُ
الْقَلَحَ وَهُوَ بِفَتْحَتَيْنِ صُفْرَةٌ تَعْلُو
الْأَسْنَانَ وَوَسَخٌ يَرْكَبُهَا رَوَاهُ أَبُوْ
نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ جَابِرٍ كُلُّ شَطْرٍ
مِنْهُ بِسَنَدٍ وَلٰكِنْ كِلَاهُمَا ضَعِيْفٌ
وَالثَّانِيْ أَشَدُّ ضُعْفًا وَيُقَوِّي
الْأَوَّلَ حَدِيْثُ النَّظَرِ إِلَى الْمَرْأَةِ
الْحَسْنَاءِ وَالْخُضْرَةِ يَزِيْدَانِ فِي
الْبَصَرِ رَوَاهُ أَبُوْ نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ

عبداللہ بن احمد نے زہد میں اپنے والد
سے یہ روایت نقل کی ہے۔
اچھے چہرے کی جانب دیکھنا بھی عبادت
ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں ہمارے شیخ یعنی امام
ابن تیمیہ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت
کیا گیا۔ انہوں نے فرمایا یہ جھوٹ ہے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان ہے۔ کسی نے بھی اسے
صحیح سند کے ساتھ روایت نہیں کیا بلکہ یہ
موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ وارد ہے
کہ اچھے چہرہ کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے
اور برے چہرے کی طرف دیکھنا قلح پیدا کرتا
ہے (یعنی) جو انسان کو بُرا بنا دیتا ہے (زردی پیدا
کرتا ہے) اور میل پیدا کرتا ہے۔ جس پر وہ سوار
ہو جاتا ہے۔ ابو نعیم نے حلیہ میں جابر سے سند
کے ساتھ اس کا ہر ایک حصہ روایت کیا ہے
لیکن دونوں ضعیف ہیں اور دوسری بہت زیادہ ضعیف ہے
اور پہلی روایت کی یہ حدیث تائید کرتی ہے کہ خوبصورت
عورت اور گھاس کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے
اسے ابو نعیم نے حلیہ میں جابرؓ سے روایت کیا ہے

جَابِرٍ كَمَا رَوَاهُ فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ فَهُوَ ضَعِيْفٌ لَيْسَ بِمَوْضُوْعٍ ؛

جیساکہ سیوطی نے اسے جامع الصغیر میں نقل کیا ہے اور یہ روایت ضعیف ہے، موضوع نہیں،

۵۵۷ حَدِيْثُ نَظْرَةٌ إِلَى وَجْهِ الْعَالِمِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ مِنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً صِيَامًا وَقِيَامًا فِي نُسْخَةِ سِمْعَانَ وَغَيْرِهِ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرْفُوْعًا بِمَعْنَاهُ وَلَا يَصِحُّ قَالَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَدْ وَرَدَ النَّظَرُ عَلَى وَجْهِ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ وَالْحَاكِمُ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَعِمْرَانَ بْنِ الْحُصَيْنِ ؛

عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا ساٹھ سال کے قیام اور روزوں سے بہتر ہے ، یہ سمعانؒ وغیرہ میں حضرت انسؓ سے مرفوعاً مروی ہے ۔ اور اس کے معنی بھی مروی ہیں لیکن سخاویؒ کہتے ہیں ، یہ صحیح نہیں اور یہ بھی وارد ہوا ہے ۔ کہ عالم کے چہرہ کی جانب دیکھنا عبادت ہے ۔ اسے طبرانی اور حاکم نے ابن مسعودؓ اور عمران بن حصینؓ سے روایت کیا ہے ؛

۵۵۸ حَدِيْثُ نِعْمَ الصِّهْرُ الْقَبْرُ قَالَ الزَّرْكَشِيُّ لَمْ يُوْجَدْ وَفِي مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا نِعْمَ الْكُفُوُّ الْقَبْرُ لِلْجَارِيَةِ وَبَيَّضَ لَهُ فِي الْمُسْنَدِ قَالَ السُّيُوْطِيُّ وَفِي الطُّيُوْرِيَّاتِ بِسَنَدِهِ عَنْ عَلِيِّ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ نِعْمَ الْأَخْتَانُ الْقُبُوْرُ ؛

آدمی کا اچھا داماد قبر ہے ۔ زرکشیؒ کہتے ہیں یہ کہیں نہیں پائی جاتی ۔ مسند فردوس میں ابن عباسؓ سے مرفوعاً مروی ہے قبر عورت کے لئے اچھا خاوند ہے اور مصنف نے مسند میں اسی کی سرخی باندھی ہے سیوطیؒ کہتے ہیں طیوریات میں سند کے ساتھ علی بن عبد اللہ سے مروی ہے انہوں نے کہا ہاں قبریں اچھی نہیں ہیں

۵۵۹ ـ حَدِيثُ نِعْمَ الْعَبْدُ
صُهَيْبٌ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ لَمْ يَعْصِهِ
اشْتَهَرَ فِي كَلَامِ الْأُصُولِيِّينَ وَأَصْحَابِ
الْمَعَانِي وَأَهْلِ الْعَرَبِيَّةِ فَبَعْضُهُمْ
يَرْوِيهِ عَنْ عُمَرَ رضه وَبَعْضُهُمْ يَرْفَعُهُ
قَالَ السَّخَاوِيُّ وَرَأَيْتُ بِخَطِّ شَيْخِنَا
يَعْنِي الْعَسْقَلَانِيَّ أَنَّهُ ظَفِرَ بِهِ
فِي مُشْكِلِ الْحَدِيثِ لِابْنِ قُتَيْبَةَ
وَلَمْ يَذْكُرْ لَهُ ابْنُ قُتَيْبَةَ سَنَدًا
وَقَالَ أَرَادَ أَنَّ صُهَيْبًا إِنَّمَا يُطِيعُ
اللّٰهَ حُبًّا لَهُ لَا مَخَافَةَ عِقَابِهِ انْتَهَى
وَقَالَ السُّبْكِيُّ فِي شَرْحِ التَّلْخِيصِ
لَمْ أَرَ هٰذَا الْكَلَامَ فِي شَيْءٍ مِنْ كُتُبِ
الْحَدِيثِ لَا مَرْفُوعًا وَلَا مَوْقُوفًا
وَلَا عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
وَلَا عَنْ عُمَرَ رضه مَعَ شِدَّةِ التَّفَحُّصِ
عَنْهُ وَقَالَ الشُّمُنِّيُّ فِي حَاشِيَةِ
الْمُغْنِي عَنْ وَالِدِهِ أَنَّهُ رَآهُ بِخَطِّهِ
مَا صُورَتُهُ رَأَيْتُ الْحَافِظَ أَبَا بَكْرٍ

صہیب اچھا بندہ ہے، اگر اللہ سے
نہ ڈرتا۔ تو اس کی نافرمانی نہ کرتا۔ یہ اصولیین
اصحاب معانی اور اہل عربیہ کے کلام
میں بہت مشہور ہے۔ بعض تو اسے
حضرت عمر رضہ سے روایت کرتے ہیں اور
بعض اسے مرفوعاً بیان کرتے ہیں سخاویؒ
کہتے ہیں میں نے اپنے شیخ یعنی عسقلانیؒ
کے خط میں دیکھا۔ کہ انہوں نے اسے
ابن قتیبہ رح کی شکل الحدیث کی جانب
منسوب کیا ہے۔ لیکن ابن قتیبہ نے سند
ذکر نہیں کی اور ابن قتیبہ کا مقصد یہ ہے
کہ صہیبؓ اللہ کی اطاعت اس کی محبت
کی بنا پر کرتا ہے، عذاب کے خوف
سے نہیں۔ سبکی شرح تلخیص میں فرماتے
ہیں، میں نے یہ کلام حدیث کی کسی کتاب
میں نہیں دیکھا، نہ مرفوعاً نہ موقوفاً۔ نہ نبی
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نہ حضرت
عمر رضہ سے۔ اگرچہ بہت تلاش کیا، شمنیؒ
حاشیۃ المغنی میں اپنے والد سے روایت

بن العربي نسبه الى عمر بن الخطاب
الا انه لم يبين له اسنادا وقال
العراقي لا اصل لهذا الحديث
ولم اقف له على اسناد قط
في شيء من كتب الحديث وبعض
النحاة ينسبونه الى عمر بن الخطاب
من قوله ولم ار اسنادا الى عمر
وقال الدماميني في حاشيته
على المغني وقفت في الحلية
لابي نعيم على حديث في ترجمة
سالم مولى حذيفة من طريق
عمر قال سمعت رسول الله
عليه السلام يقول ان سالما
شديد الحب لله عز وجل
لو كان لا يخاف الله ما عصاه
انتهى ذكره ابن ابي شريف
في حاشية شرح جمع الجوامع
قال وفي مسند ابن لهيعة
انتهى وقال الزركشي لا اصل

کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں۔ میں نے ابوبکر
بن العربی کو اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے دیکھا۔ لیکن سند ان پر بھی
ظاہر نہ تھی۔ عراقی رحمہ کہتے ہیں اس کی کوئی
اصل نہیں۔ اور نہ میں حدیث کی کسی
کتاب میں اس کی سند سے واقف ہوا۔
بعض نحوی اسے حضرت عمرؓ کی جانب
منسوب کرتے ہیں لیکن میں نے حضرت عمرؓ
تک اس کی سند نہیں دیکھی۔ دمامینی
حاشیہ علی المغنی میں فرماتے ہیں ما بو نعیمؒ کی
حلیہ میں سالمؓ مولی ابی حذیفہؓ کے
ترجمہ میں حضرت عمرؓ سے یہ روایت دیکھی
میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا
آپ فرماتے تھے سالمؓ اللہ سے بہت
محبت کرنے والا ہے۔ اگر وہ اللہ سے
نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے۔ اسے
ابن ابی شریفؒ نے شرح جمع الجوامع میں
نقل کیا ہے اور وہ کہتے ہیں یہ مسند ابن لہیعہ
میں موجود ہے۔ زرکشیؒ کہتے ہیں اس حدیث

لهذا الحديث لكن في الحلية من
حديث ابن عمر مرفوعا ان سالما
شديد الحب لله لو لم يخف الله
ما عصاه وقال الحافظ السيوطي
في شرح نظم التلخيص كثر سؤال
الناس عن حديث نعم العبد
صهيب لو لم يخف الله لم يعصه
ونسبه بعضهم الى النبي عليه
الصلوة والسلام ونسبه ابن مالك
في شرح الكافية وغيره الى عمر رض
قال الشيخ بهاء الدين السبكي لم ار
هذا الكلام في شيء من كتب الحديث
لا مرفوعا ولا موقوفا لا عن عمر رض
ولا عن غيره مع شدة التفحص
عنه انتهى نعم قد ورد في سالم
لا صهيب عن عمر مرفوعا ان
معاذ بن جبل امام العلماء يوم
القيامة لا يحجبه من الله الا
المرسلون وان سالما مولى ابن

کی کوئی اصل نہیں۔ لیکن حلیہ میں ابن عمرؓ سے
سالمؓ والی روایت موجود ہے۔ حافظ سیوطیؒ
شرح نظم التلخیص میں فرماتے ہیں۔ لوگوں کے
سوالات نعم العبد صہیبؓ والی حدیث
کے بارے میں بہت بڑھ گئے ہیں اور
بعض اسے حضور کی جانب منسوب کرتے ہیں
ابن المالک نے شرح کافیہ میں اسے حضرت عمرؓ کی
جانب منسوب کیا ہے۔ شیخ بہاء الدین السبکی فرماتے
ہیں۔ میں نے اس کلام کو کسی حدیث کی کتاب
میں نہیں دیکھا۔ نہ مرفوعاً نہ موقوفاً نہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نہ کسی اور سے
باوجودیکہ کافی تلاش کیا۔ ہاں یہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً سالمؓ کے
بارے میں مروی ہے نہ کہ صہیبؓ کے کہ معاذ
بن جبلؓ قیامت کے روز علماء کے امام
ہوں گے۔ اللہ سے ان کے درمیان سوائے
انبیاء کے کوئی حائل نہ ہوگا۔ اور سالم
رضی اللہ عنہ مولیٰ ابی حذیفہ اللہ سے
بہت محبت کرنے والے ہیں۔ اگر وہ

حُسْنَ يَقِهِ تَشْدِيْدُ الْحُبِّ فِى اللّٰهِ لَوْ لَمْ يَخَفِ اللّٰهَ مَا عَصَاهُ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ ۔	اللہ سے نہ ڈرتے تو اس کی نافرمانی نہ کرتے۔ اسے دیلمیؒ نے روایت کیا ہے۔
۵۶۰۔ حَدِيْثُ نُقْطَةٌ مِنْ دَوَاتِ عَالِمٍ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ مِنْ عَرَقِ مِائَةِ ثَوْبِ شَهِيْدٍ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِى الذَّيْلِ ۔	عالم کی روایت کا ایک نقطہ اللہ تعالےٰ کو سو شہیدوں کے کپڑوں کے عرق سے زیادہ محبوب ہے۔ یہ موضوع ہے۔ جیسا کہ ذیل میں ہے۔
۵۶۱۔ حَدِيْثُ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ اَىْ نَوْمٌ خَفِيْفٌ وَسَمْعُهُ خُبَاتٌ اَىْ ضَعِيْفٌ ذَكَرَهُ فِى النِّهَايَةِ بِلَا اِسْنَادٍ وَذَكَرَهُ الْكُوْرَانِىُّ بِلَفْظِ نَوْمُ الْمُؤْمِنِ سُبَاتٌ وَصَوْتُهُ خُبَاتٌ ۔	مومن کی نیند بھی ہلکی ہوتی ہے اور اس کی قوت سماعت بھی ہلکی ہوتی ہے۔ اسے صاحب نہایہ نے بلا سند ذکر کیا ہے۔ اور کورانی نے لسان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ مومن کی نیند بھی ہلکی اور آواز بھی ہلکی ہوتی ہے
۵۶۲۔ حَدِيْثُ نَوْمُ الْعَالِمِ عِبَادَةٌ لَا اَصْلَ لَهُ فِى الْمَرْفُوْعِ هٰكَذَا بَلْ وَرَدَ نَوْمُ الصَّائِمِ عِبَادَةٌ وَصَمْتُهُ تَسْبِيْحٌ وَعَمَلُهُ مُضَاعَفٌ وَدُعَاؤُهُ مُسْتَجَابٌ وَذَنْبُهُ مَغْفُوْرٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِىُّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ	عالم کا سونا بھی عبادت ہے۔ اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔ بلکہ روایت یہ ہے کہ روزہ دار کا سونا بھی عبادت۔ اس کی خاموشی تسبیح اس کا عمل دگنا۔ اس کی دعا مستجاب اور اس کے گناہ مغفرت شدہ ہیں۔ یہ بیہقیؒ نے سند ضعیف کے ساتھ عبداللہ بن ابی اوفیٰؓ سے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی لٰکِنْ رَوٰی	روایت کی ہے، لیکن ابو نعیم نے حلیہ میں سلیمان
اَبُوْ نُعَیْمٍ فِی الْحِلْیَۃِ عَنْ سَلْمَانَ	سے روایت کیاہے۔ علم کی حالت میں سونا
نَوْمٌ عَلٰی عِلْمٍ خَیْرٌ مِّنْ صَلٰوۃٍ عَلٰی	جہل کی حالت میں نماز میں بہتر ہے فی الجملہ یہ
جَهْلٍ فَفِی الْجُمْلَۃِ مَنْ کَانَ عَالِمًا	بات تو ثابت ہوئی کہ عالم کا سونا بھی عبادت
فَنَوْمُہٗ عِبَادَۃٌ لِاَنَّہٗ یَنْوِیْ بِہٖ	ہے اس لئے کہ وہ طاعت کی غرض سے آرام
النَّشَاطَ عَلَی الطَّاعَۃِ وَمِنْ هُنَا	کی نیت کرتا ہے اور اسی بات کو پیش نظر رکھتے
قِیْلَ نَوْمُ الظَّالِمِ عِبَادَۃٌ لِاَنَّہٗ	ہوئے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ظالم کی نیند بھی
فِیْ تِلْکَ النِّسْبَۃِ عِبَادَۃٌ بِالنِّسْبَۃِ	عبادت ہے اور وہ اس طرح سے کہ سونے
اِلَیْہِ فِیْ تَرْکِ ظُلْمِہٖ ۔	کی حالت میں ظلم ختم ہو چکا۔
۴۲۳ ۔ حَدِیْثُ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ	مومن کی نیت عمل سے بہتر ہے ابن دحیہ
خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ قَالَ ابْنُ دِحْیَۃَ	کہتے ہیں یہ صحیح نہیں بیہقی کہتے ہیں اس کی سند
لَا یَصِحُّ وَقَالَ الْبَیْهَقِیُّ اِسْنَادُہٗ	ضعیف ہے عسکری نے اسے امثال میں انس
ضَعِیْفٌ وَرَوَاہُ الْعَسْکَرِیُّ فِی	سے مرفوعاً روایت کیا ہے، لیکن اس کی سند بھی
الْاَمْثَالِ عَنْ اَنَسٍ بِہٖ مَرْفُوْعًا	ضعیف ہے۔ نواس بن سمعان سے بھی ایک
وَسَنَدُہٗ ضَعِیْفٌ وَلَہٗ طَرِیْقٌ	ضعیف سند کے ساتھ یہ مروی ہے، جیسا کہ
ضَعِیْفٌ عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانَ	زرکشی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ جامع الصغیر میں
کَمَا ذَکَرَہُ الزَّرْکَشِیُّ وَفِی الْجَامِعِ	یہ ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے، مومن کی نیت
الصَّغِیْرِ نِیَّۃُ الْمُؤْمِنِ خَیْرٌ مِّنْ عَمَلِہٖ	اس کے عمل سے بہتر اور منافق کا عمل اس کی
وَعَمَلُ الْمُنَافِقِ خَیْرٌ مِّنْ نِّیَّتِہٖ	نیت سے بہتر، اور ہر ایک اپنی نیت پر عمل

وَكُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى نِيَّتِهٖ فَاِذَا عَمِلَ
الْمُؤْمِنُ عَمَلًا نَارَ فِيْ قَلْبِهٖ نُوْرٌ
رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ
وَاِنَّمَا كَانَتْ نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرًا
مِنْ عَمَلِهٖ لِاَنَّهَا بِاِنْفِرَادِهَا تَصِيْرُ
عِبَادَةً يَتَرَتَّبُ عَلَيْهَا الثَّوَابُ
بِخِلَافِ اَعْمَالِ الْجَوَارِحِ فَاِنَّهَا اِنَّمَا
تَكُوْنُ عِبَادَةً اِذَا صَاحَبَتِ النِّيَّةَ
لِخَيْرٍ مِنْهُمْ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا
كَتَبَهَا اللّٰهُ عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً
وَلِاَنَّ مَكَانَهَا مَكَانُ الْمَعْرِفَةِ اَعْنِيْ
قَلْبَ الْمُؤْمِنِ قَالَ سَهْلٌ مَا خَلَقَ
اللّٰهُ تَعَالٰى مَكَانًا اَعَزَّ وَاَشْرَفَ
عِنْدَهٗ مِنْ قَلْبِ عَبْدِهِ الْمُؤْمِنِ
وَمَا اَعْطٰى كَرَامَةً لِلْخَلْقِ اَعَزَّ عِنْدَهٗ
مِنْ مَعْرِفَةِ الْحَقِّ فَجَعَلَ الْاَعَزَّ
فِي الْاَعَزِّ وَمَا نَشَاَ مِنْ اَعَزِّ الْاَمْكِنَةِ
يَكُوْنُ اَعَزَّ مِمَّا نَشَاَ مِنْ غَيْرِهٖ
قَالَ سَهْلٌ نَفْسُ عَبْدٍ شَغَلَ

کرتا ہے جب مومن بندہ کوئی عمل خیر کرتا ہے
تو اس کے دل میں نور روشن ہو جاتا ہے
طبرانی نے اسے سہل بن سعد سے روایت
کیا ہے ۔ اور مومن کی نیت کا عمل سے
بہتر ہونا اس لئے ہے کہ اس کے ذریعہ ثواب
کا ارادہ کرتا ہے ، بر خلاف اعضا کی عبادت
کے کیونکہ وہ عبادت اس وقت شمار ہو گی
جب کہ اس کے ساتھ نیت بھی شامل ہو اور اگر
مومن خالی نیت کرے اور کوئی عمل نہ کرے
تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ ایک نیکی لکھتا ہے
اور مومن کا دل بھی معرفت کا مقام ہوتا ہے
سہل ؒ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے مومن کے
دل سے زیادہ کوئی معزز اور اشرف مکان پیدا
نہیں فرمایا ۔ اور مخلوق کو معرفت حق سے زیادہ
کوئی عزت کی شے نہیں بخشی ۔ تو گویا عزت کو عزت
کی جگہ میں رکھا ۔ تو جو شے معزز مقام میں نشوونما پا
وہ اس شے سے بہتر ہو گی جس کی تربیت بے مقام
میں ہو سہل ؒ فرماتے ہیں تم اس بات سے اس بندے کو بیا
کرا کر جس نے اس مقام میں پرورش پائی ہو جو اللہ کے

المكان الذي هو اعز الامكنة عنده تعالى بغيره سبحانه وفي انا عند المنكسرة قلوبهم المندرسة قبورهم وما وسعني ارضي و لا سمائي ولكن وسعني قلب عبد المؤمن اشعار بذلك و لانها تبقى بخلاف العمل ولذا قيل الخلود في الجنة والنار جزاء النية ولانها تسلم عن رياء بخلاف العمل ۔

نزدیک ایک معزز مقام ہے اور میں (قول خداوندی) اس حالت میں ٹوٹے ہوئے دلوں کے پاس ہوتا ہے جن کی قبریں (اجسام) گری ہوئی ہیں اور مجھے زمین و آسمان نے وسعت نہیں دی کہ میں اس میں سما سکتا) لیکن مومن بندے کے دل نے مجھے وسعت دی ہے (کہ میں اس میں سما جاتا ہوں) یہ روایت اسی جانب اشارہ کرتی ہے کیونکہ مومن ڈرتا رہتا ہے، اسی باعث کہا جاتا ہے کہ جنت میں اور دوزخ میں داخل ہونا نیت کی جزا ہے اور نیت ریاکاری سے سالم رہتی ہے بخلاف عمل کے ۔

۵۶۴۔ حديث ناكح اليد ملعون لا اصل له كما صرح به الرهاوي في حاشيته على المنار

ہاتھ کا نکاح کرنے والا ملعون ہے (خیال ہے جلق مراد ہے) اس کی کوئی اصل نہیں جیسا کہ رہاوی نے حاشیہ علی المنار میں اس کی تصریح کی ہے ۔

حرف الواو

۵۶۵۔ حديث وصيي وموضع سري وخليفتي في اهلي وخير من اخلف بعدي علي بن ابي طالب موضوع على ما قاله

میرا وصی، میرے بھید کی جگہ میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ اور میرے بعد کے لوگوں میں سب سے بہتر علی ہے، یہ موضوع ہے جیسا کہ

الصَّغَانِیُّ فِی الدُّرِّ الْمُلْتَقِطِ قُلْتُ	صغانی نے درر الملتقط میں لکھا ہے،
وَهُوَ مِنْ مُفْتَرَيَاتِ الشِّيْعَةِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ شیعوں کی مفتریات
الشَّنِيْعَةِ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ فَأَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ	میں سے ہے اللہ تعالیٰ انہیں قتل کرے کیسی
وَكَيْفَ يَأْفِكُوْنَ ۔	کیسی تہمتیں لگاتے ہیں۔
۵۶۶۔ حَدِيْثُ الْوَرْدُ الْاَبْيَضُ	سپید گلاب میرے عرق سے سرخ
خُلِقَ مِنْ عَرَقِيْ وَالْاَحْمَرُ مِنْ عَرَقِ	جبرئیل کے عرق سے اور زرد میرے براق
جِبْرِيْلَ وَالْاَصْفَرُ مِنْ عَرَقِ بُرَاقِيْ	کے عرق سے پیدا کیا گیا ہے، یہ مسند
مَذْكُوْرٌ فِيْ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ وَغَيْرِهِ	فردوس وغیرہ میں مذکور ہے۔ نووی
فَقَالَ النَّوَوِيُّ لَا يَصِحُّ وَقَالَ الْاٰخَرُوْنَ	کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے اور دیگر محدثین
اَنَّهُ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ وَكَذَا ذَكَرَهُ	کہتے ہیں یہ موضوع ہے۔ ملا علی قاری
ابْنُ عَدِيٍّ فِيْ تَرْجَمَةِ الْحَسَنِ	فرماتے ہیں ابن عدی رحمہ نے حسن بن علی
بْنِ عَلِيِّ بْنِ زَكَرِيَّا بْنِ صَالِحِ الْعَدَوِيِّ	بن زکریا بن صالح العدوی البصری
الْبَصْرِيِّ الْمُلَقَّبِ بِالذِّئْبِ عَنْ	کے ترجمہ میں جو ذئب سے ملقب تھے حضرت
عَلِيٍّ اَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ	علی سے روایت کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ
وَالسَّلَامُ قَالَ لَيْلَةَ اُسْرِيَ بِيْ اِلَى	وسلم نے ارشاد فرمایا ہے جس رات مجھے آسمانوں
السَّمَاءِ سَقَطَ اِلَى الْاَرْضِ مِنْ عَرَقِيْ	کی جانب لیجایا گیا تو میرا پسینہ زمین پر گر گیا اس سے
فَنَبَتَ مِنْهُ الْوَرْدُ فَمَنْ اَرَادَ اَنْ	گلاب اگ آیا جو میری خوشبو سونگھنا چاہے وہ گلاب
يَشَمَّ رَائِحَتِيْ فَلْيَشَمَّ الْوَرْدَ مَوْضُوْعٌ	کو سونگھ لے یہ حدیث موضوع ہے۔
۵۶۷۔ حَدِيْثُ الْوُضُوْءُ عَلَى	وضو پر وضو کرنا نور علیٰ نور ہے یہ بعثات

اَلْوُضُوْءُ نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ فِي الْاِحْيَاءِ وَقَالَ مَخْرَجُهٗ لَمْ اَقِفْ عَلَيْهِ وَسَبَقَهٗ لِذٰلِكَ الْمُنْذِرِيُّ وَاَمَّا الْحَافِظُ الْعَسْقَلَانِيُّ فَقَالَ اِنَّهٗ حَدِيْثٌ ضَعِيْفٌ رَوَاهُ رَزِيْنٌ فِيْ مُسْنَدِهٖ ۰

احیاء میں ہے۔ غزالی کہتے ہیں میں اس کے مخرج سے واقف نہیں۔ اس سے پہلے حافظ منذری نے بھی یہی تحریر کیا ہے۔ حافظ عسقلانی فرماتے ہیں یہ حدیث ضعیف ہے رزین نے اسے اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔

۵۶۸۔ حَدِيْثُ وَلَا رَادَّ لِمَا قَضَيْتُ فِيْ حَدِيْثِ الذِّكْرِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فِيْ مُسْنَدِ عَبْدِ بْنِ حُمَيْدٍ وَاَخْرَجَهُ الطَّبْرَانِيُّ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَمَنْ اَنْكَرَهٗ فَهُوَ مُقَصِّرٌ ۰

جب میں فیصلہ کرلوں اسے کوئی رد کرنے والا نہیں۔ یہ مسند عبد بن حمید میں نماز کے بعد ذکر کے بارے میں ہے طبرانی نے اسے سند صحیح کے ساتھ روایت کیا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں، جو اس حدیث کا انکار کرے یہ اس کے علم کا قصور ہے۔

۵۶۹ حَدِيْثُ الْوَلَدِ سِرُّ اَبِيْهِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَدْ سَبَقَهُ الزَّرْكَشِيُّ بِذٰلِكَ

لڑکا اپنے باپ کا راز ہوتا ہے۔ سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں زرکشی نے ان سے پہلے یہی تحریر کیا تھا۔

۵۷۰۔ حَدِيْثُ وَلَدُ الزِّنَا لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ يَدُوْرُ عَلَى الْاَلْسِنَةِ وَلَمْ يَثْبُتْ بِالسُّنَّةِ بَلْ قَالَ الْقَاضِيْ مَجْدُ الدِّيْنِ الشِّيْرَازِيُّ

ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ یہ لوگوں کی زبان پر بہت مشہور ہے، لیکن سنت سے ثابت نہیں، بلکہ مجد الدین شیرازی سفر السعادۃ میں فرماتے ہیں۔ یہ

فِیْ سَفَرِ السَّعَادَةِ هُوَ بَاطِلٌ ۔ | باطل ہے ۔

۵۷۱۔ حَدِیْثُ وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ قَالَ السَّخَاوِیْ لَا اَصْلَ لَهٗ وَقَالَ الزَّرْکَشِیْ کَذِبٌ بَاطِلٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیْ قَالَ الْبَیْهَقِیْ فِیْ شُعَبِ الْاِیْمَانِ تَکَلَّمَ شَیْخُنَا اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْحَافِظُ بُطْلَانَ مَا یَرْوِیْهِ بَعْضُ الْجُهَلَاءِ عَنْ نَبِیِّنَا صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وُلِدْتُ فِیْ زَمَنِ الْمَلِكِ الْعَادِلِ یَعْنِیْ اَنُوْشَرْوَانَ ۔

میں ملک العادل کے زمانہ میں پیدا ہوا سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں۔ یہ جھوٹ ہے، باطل ہے سیوطی کہتے ہیں بیہقی شعب الایمان میں فرماتے ہیں ہمارے شیخ ابو عبد الحافظان تعلیات کے بطلان کے قائل تھے۔ کہ جو بعض جہلاء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ میں ملک العادل یعنی نوشیرواں کے زمانہ میں پیدا ہوا ۔

۵۷۲۔ حَدِیْثُ وَیْلٌ لِلتَّاجِرِ مِنْ بَلٰی وَاللّٰهِ وَوَیْلٌ لِلصَّانِعِ مِنْ غَدٍ وَبَعْدَ غَدٍ قَالَ الْعِرَاقِیْ لَمْ اَقِفْ عَلَیْهِ عَلٰی اَصْلٍ وَذَکَرَ صَاحِبُ مُسْنَدِ الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَنَسٍ بِغَیْرِ اِسْنَادٍ نَحْوَهٗ ۔

تاجر کے لئے مصائب کی تباہی ہے خدا کی قسم دستکار کے لئے کل بھی اور کل کے بعد بھی تباہی ہے ۔عراقی کہتے ہیں میں اس کی اصل سے واقف نہیں صاحب مسند فردوس نے اسے حضرت علیؓ سے بغیر سند کے روایت کیا ہے ۔

۵۷۳۔ حَدِیْثُ وَیْهٌ اِسْمُ شَیْطَانٍ یُرْوٰی مِنْ قَوْلِ عُمَرَ

ویہ شیطان کا نام ہے۔ یہ حضرت عمرؓ اور ابراہیم نخعی جو تابعین کوفہ میں

رضی اللہ عنہ و ابراہیم النخعی وھو من تابعی الکوفۃ فعلی ھذا یکرہ التسمیۃ نحو سیبویہ نفطویہ۔

سے ہے ان سے روایات کیا ہے، اسی وجہ سے اس قسم کے نام رکھنا مکروہ ہے، جیسے سیبویہ، نفطویہ۔

حرف الھاء

۵۷۴ - حدیث الھدیۃ لمن حضر وکذا الھدایا یشترک لا اصل لھما لکن ورد بسند ضعیف من اھدی لہ ھدیۃ فجلساؤہ شرکاؤہ فیھا کما تقدم واللہ اعلم۔

ہدیہ ان لوگوں کے لئے ہے جو حاضر ہوں اور ایسے ہی یہ حدیث کہ ہدایا مشترک ہوتے ہیں دونوں کی کوئی اصل نہیں لیکن یہ حدیث جسے کوئی ہدیہ کیا جائے تو اس کے پاس بیٹھنے والے اس کے شریک ہوتے ہیں یہ سند ضعیف کے ساتھ مروی ہے جیسا کہ گذر چکا۔ واللہ اعلم

۵۷۵ - حدیث ھلاک امتی عالم فاجر وعابد جاھل لم یوجد کذا فی المختصر۔

میری امت کو ہلاک کرنے والا ایک فاجر عالم اور ایک جاہل عابد ہے، یہ کہیں نہیں پائی جاتی جیسا کہ مختصر میں ہے۔

حرف اللام الف

۵۷۶ - حدیث لا ادری نصف العلم قول الشعبی کما رواہ الدارمی فی مسندہ والبیہقی

میں آدھا علم نہیں جانتا۔ یہ شعبی کا قول ہے جیسا کہ دارمی نے اپنی مسند میں اور بیہقی نے اپنی مدخل میں روایت کیا ہے۔ لیکن سعید بن منصور کی

فِي مُدْخَلِهِ لٰكِنْ فِي سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ لَا اَدْرِيْ ثُلُثُ الْعِلْمِ ذَكَرَهُ السُّيُوْطِيُّ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ بَلْ فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض مِنْ قَوْلِهِ مَنْ عَلِمَ فَلْيَقُلْ وَمَنْ لَمْ يَعْلَمْ فَلْيَقُلِ اللّٰهُ اَعْلَمُ فَاِنَّ مِنَ الْعِلْمِ اَنْ تَقُوْلَ لِمَا لَا تَعْلَمُ اَللّٰهُ اَعْلَمُ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ لَا اَدْرِيْ عُزَيْرًا نَبِيٌّ اَمْ لَا وَفِي التَّنْزِيْلِ لَا اَدْرِيْ مَا يُفْعَلُ بِيْ وَلَا بِكُمْ الاية

سنن میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے، میں تہائی علم نہیں جانتا۔ اسے سیوطی نے ذکر کیا ہے سخاوی رح کہتے ہیں صحیح بخاری میں ابن مسعودؓ سے مروی ہے۔ جو جانتا ہو وہ کہہ دے اور نہ جانتا ہو اسے یہ کہنا چاہیے۔ اللہ جانتا ہے، کیونکہ جس بات کو نہ جانتا ہو اس پر یہ کہنا کہ اللہ زیادہ جانتا ہے۔ یہ بھی ایک علم ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے کہ میں نہیں جانتا کہ عزیر نبی تھے یا نہیں۔ اور قرآن میں ہے وہ میں نہیں جانتا کہ میرے اور تمہارے ساتھ کیا سلوک کیا جائے گا۔

۵۷۷۔ حَدِيْثُ لَا بَاْسَ بِبَوْلِ الْحِمَارِ وَكُلِّ مَا اُكِلَ لَحْمُهُ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي اللَّآلِيْ۔

گدھے کے پیشاب اور ہر اس جانور کے پیشاب میں جس کا گوشت کھایا جاتا ہے کوئی حرج نہیں یہ موضوع ہے جیسا کہ لآلی میں ہے۔

۵۷۸۔ حَدِيْثُ لَا بَاْسَ بِالذَّوَاقِ عِنْدَ الْمُشْتَرِيْ لَا اَصْلَ لَهُ۔

خریدتے وقت چکھ لینے میں کوئی حرج نہیں اس کوئی اصل نہیں۔

۵۷۹۔ حَدِيْثُ لَا تَتَوَضَّاْ فِي الْكَنِيْفِ الَّذِيْ تَبُوْلُوْنَ فِيْهِ

اس برتن میں وضو کرو جس میں پیشاب کرتے ہو۔ کیونکہ مومن کے وضو کا پانی

فَإِنَّهُ وَضَعُوا الْمُؤْمِنَ يُوزَنُ مَعَ حَسَنَاتِهِ وَضَعَهُ يَحْيَى بْنُ عَنْبَسَةَ

بھی وزن کیا جائے گا اسے یحییٰ بن عنبسہ نے وضع کیا ہے۔

۵۸۰۔ حَدِيثُ لَا تُسَيِّدُونِي فِي الصَّلٰوةِ قَالَ السَّخَاوِيُّ لَا أَصْلَ لَهُ۔

مجھے نماز میں سردار نہ بناؤ سخاوی رحمہ اللہ کہتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں ہے

۵۸۱۔ حَدِيثُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتْنَةَ فِي آخِرِ الزَّمَانِ فَإِنَّهَا تُبِيرُ أَيْ تُهْلِكُ الْمُنَافِقِينَ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوعًا كَمَا قَالَ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السُّيُوطِيُّ أَنْكَرَهُ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ فِي شَرْحِ الْبُخَارِيِّ وَنَقَلَهُ عَنِ ابْنِ وَهْبٍ أَنَّهُ سُئِلَ عَنْهُ فَقَالَ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ وَلٰكِنْ أَخْرَجَهُ أَبُو نُعَيْمٍ وَفِي سَنَدِهِ ضَعِيفٌ وَمَجْهُولٌ وَسُئِلَ عَنْهُ ابْنُ وَهْبٍ فَقَالَ إِنَّهُ بَاطِلٌ وَقِيلَ لِابْنِ وَهْبٍ إِنَّ فُلَانًا حَدَّثَ عَنْكَ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَا تَكْرَهُوا الْفِتَنَ فَإِنَّ

آخیر زمانہ میں فتنہ کو برا نہ سمجھو، کیونکہ وہ منافقین کو ہلاک کر دیتا ہے۔ اسے دیلمی نے حضرت علیؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے جیسا کہ زرکشیؒ کہتے ہیں۔ سیوطیؒ کہتے ہیں حافظ ابن حجر نے شرح بخاری میں اس کا انکار کیا ہے اور انہوں نے ابن وہب سے نقل کیا ہے کہ وہ اسے باطل قرار دیتے تھے۔ سخاوی کہتے ہیں اسے ابو نعیم نے بھی روایت کیا ہے لیکن اس کی سند میں راوی ضعیف بھی ہے اور مجہول بھی۔ ابن وہب سے اس کے بارے میں دریافت کیا گیا، انہوں نے اسے باطل قرار دیا۔ ابن وہب سے ذکر کیا گیا کہ فلاں شخص آپ کے ذریعہ حضورؐ سے یہ روایت کرتا ہے کہ فتنوں کو برا نہ سمجھو وہ منافقوں

فِيهَا حِصَادُ الْمُنَافِقِيْنَ فَقَالَ ابْنُ وَهْبٍ اَعْمَاهُ اللّٰهُ اِنْ كَانَ كَاذِبًا فَعَمِيَ الرَّجُلُ ۔

کو کاٹتا ہے۔ ابن وہب نے فرمایا۔ اگر وہ جھوٹا ہے۔ تو اسے اللہ اندھا کرے وہ اسی وقت اندھا ہو گیا ۔

۵۸۲ ۔ حَدِيْثُ لَا تَعُدْ مَنْ لَا يَعُوْدُكَ قَوْلُ ابْنِ وَهْبٍ وَيُقَوِّيْهِ مَا يُرْوٰى مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا مَنْ عَادَ مَرْضَانَا عُدْنَا مَرْضَاهُ وَسَنَدُهُ ضَعِيْفٌ وَقَدْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ اَحْمَدَ لِاَبِيْهِ يَا اَبَتِ جَارُنَا مَرِضَ فَمَا نَعُوْدُهُ فَقَالَ لَهُ يَا بُنَيَّ مَا عَادَنَا فَنَعُوْدُهُ قُلْتُ وَلَعَلَّهُ مَحْمُوْلٌ عَلَى التَّادِيْبِ لِمَا فِيْ حَدِيْثٍ ضَعِيْفٍ رَوَاهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنْ اَنْصَارِيٍّ يُقَالُ لَهُ قَيْسٌ قَالَ اُخْبِرْتُ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَنَّهُ قَالَ عُدْ مَنْ لَا يَعُوْدُكَ وَلَعَلَّ الْاَوَّلَ مَحْمُوْلٌ عَلَى الْعَدْلِ وَهٰذَا عَلَى الْفَضْلِ ۔

تو اس کی عیادت نہ کر جو تیری عیادت نہ کرے۔ یہ ابن وہب کا قول ہے اور اس کی تائید وہ حدیث کرتی ہے جو جابرؓ سے مرفوعاً مروی ہے کہ جو ہمارے بیماروں کی عیادت کریگا ہم اس کے بیمار کی عیادت کریں گے لیکن اس کی سند ضعیف ہے۔ عبد اللہ بن احمد نے اپنے والد سے عرض کیا۔ کہ ہمارا پڑوسی بیمار رہے۔ آپ اس کی عیادت نہیں کرتے۔ امام احمد نے فرمایا جب اس نے ہماری عیادت نہیں کی۔ تو ہم اس کی عیادت کیوں کریں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ شاید یہ استحباباً فرمایا کیونکہ ایک حدیث ضعیف میں جسے دیلمی نے ایک انصاری سے روایت کیا ہے جس کا نام قیس تھا کہ ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ خبر پہنچی کہ اس کی عیادت کر جو تیری عیادت کرے تو ہو سکتا ہے۔ پہلی عدل پر اور دوسری فضیلت پر محمول ہو۔

۵۸۳۔ حدیث لا تعظموني في المسجد لا يعرف له أصل۔

مسجد میں میری عظمت نہ کرو۔ اس کی کوئی اصل نہیں پہچانی جاتی۔

۵۸۴۔ حدیث لا تلد الحية إلا الحية من أمثال العرب۔

سانپ سانپ ہی جنتا ہے۔ یہ عرب کی ایک مثال ہے۔

۵۸۵۔ حدیث لا تمارضوا فتمرضوا ولا تحفروا قبوركم فتموتوا ذكره ابن أبي حاتم في العلل عن ابن عباس رضي الله عنهما وقال عن أبيه إنه منكر وأسنده الديلمي إلى وهب بن قيس به مرفوعا وعلى كل حال فلا يصح وأما ما يزيده العوام من قولهم فتقولوا أفتدخلوا النار فلا أصل له أصلا۔

تم جان کر بیمار نہ بنو ورنہ بیمار ہو جاؤ گے اور اپنی قبریں نہ کھودو ورنہ مر جاؤ گے۔ اسے ابن ابی حاتم نے کتاب العلل میں ابن عباس سے روایت کیا ہے اور فرماتے ہیں میں نے اس حدیث کے بارے میں اپنے والد سے دریافت کیا انہوں نے فرمایا یہ منکر ہے۔ دیلمی نے اسے وہب بن قیس سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور کسی حالت میں بھی یہ صحیح نہیں اور عوام جو اس میں یہ زیادتی کرتے ہیں کہ تم مر جاؤ گے تو دوزخ میں داخل ہو جاؤ گے، اس کی قطعاً کوئی اصل نہیں۔

۵۸۶۔ حدیث لا تنظر إلى من قال وانظر إلى ما قال قاله علي كرم الله وجهه كما رواه ابن السمعاني في تاريخه عنه ذكره السيوطي۔

کہنے والے کی جانب نہ دیکھو یہ دیکھو کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جیسا کہ سمعانی نے اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور اس سے سیوطی نے نقل کیا ہے۔

۵۸۷۔ حدیث لا سلام على

کھانے والے پر سلام نہیں۔ اس کی لفظاً

اكل لا اصل له في مبناه وهو
صحيح في معناه حديث لا عذر
من اكل وقال العسقلاني لا اصل
له وليس معناه على اطلاقه صحيحا

کوئی اصل نہیں اور معنوی لحاظ سے یہ صحیح ہے
کیونکہ حدیث میں ہے کہ کھانے والے کے لئے کوئی
عذر نہیں عسقلانی فرماتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں
لیکن معنوی لحاظ سے اس کا اطلاق صحیح نہیں۔

٥٨٨ـ حديث لا غيبة لفاسق
قال احمد منكر وقال الدارقطني
والخطيب والحاكم باطل لكن قال
الزركشي له طرق كثيرة وقد
رواه البيهقي في سننه من حديث
انس رضي الله عنه بلفظ من القى
جلباب الحياء فلا غيبة له وقال
في اسناده ضعف وقال الهروي
في ذم الكلام هو حديث حسن
وساقه عن طرق عن بهز بلفظ
ليس لفاسق غيبة۔

فاسق کے لئے کوئی غیبت نہیں امام احمد
فرماتے ہیں یہ منکر ہے، دارقطنی خطیب اور حاکم
کہتے ہیں یہ باطل ہے، لیکن زرکشی رحمہ کہتے ہیں
اس کی بہت سندات ہیں بیہقی رح نے اپنی
سنن میں حضرت انس سے ان الفاظ کے
ساتھ روایت کیا ہے جو حیا کی چادر
اتار پھینکے اس کے لئے غیبت نہیں اور بیہقی رح
فرماتے ہیں اس کی سند میں ضعف ہے، ہروی رح
ذم الکلام میں فرماتے ہیں یہ حدیث حسن
ہے اور انہوں نے مختلف طریقوں سے اسے
بہز سے روایت کیا ہے۔

٥٨٩ـ حديث لا فتى الا علي
لا سيف الا ذو الفقار لا اصل
له مما يعتمد عليه نعم يذكر
في اثر واه عند الحسن بن عرفة

علی کے علاوہ کوئی جوان نہیں اور
ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں اس کی
کوئی اصل نہیں جس پر اعتماد کیا جا سکے، یہ
ایک بیکار اثر میں حسن بن عرفہ سے مروی ہے

العيد، ومن حديث أبي جعفر
محمد بن علي الباقر قال نادى
ملك من السماء يوم بدر يقال
له رضوان لا سيف إلا ذو الفقار
لا فتى إلا علي وذكره وكذا في
رياض النضرة وقال ذو الفقار
اسم سيف النبي عليه الصلوة
والسلام وسمي بذلك لأنه كانت
فيه حفر صغار فقول وهما يدل
على بطلانه أنه لو نودي بهذا
من السماء في بدر لسمعه الصحابة
الكرام ولنقل عنهم أئمة الفخام
وهذا شبيه ما ينقل من ضرب
النقارة حوالي بدر وينسبونه
إلى الملائكة على وجه الاستمرار
من زمنه عليه الصلوة والسلام
إلى يومنا هذا وهو باطل عقلا
ونقلا وإن كان ذكره ابن المرزوقي
وتبعه القسطلاني في مواهبه

اور ابوجعفر محمد بن علی الباقر سے روایت کیا
ہے، وہ کہتے ہیں، بدر کے روز ایک فرشتہ
نے آسمان سے یہ ندا دی جس کا نام رضوان
تھا، ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں، اور
علیؓ کے علاوہ کوئی جوان نہیں جیسا کہ ریاض
النضرہ میں ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں ذوالفقار
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار کا نام
ہے۔ اس کا یہ نام اس لئے رکھا گیا تھا
کہ اس میں ایک چھوٹا سا گڑھا تھا۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں اس کا بطلان انہی الفاظ
سے ظاہر ہے کہ اگر بدر کے روز آسمان سے
ندا کی جاتی تو اسے صحابہ کرام سنتے اور ان
سے بڑے بڑے ائمہ نقل کرتے۔ یہ ایسا ہی ہے
جیسا کہ بدر کے روز نقاروں کی آواز کو اب
زمانہ زیادہ گذر جانے کے باعث فرشتوں
کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ اور یہ عقلاً بھی
باطل ہے اور نقلاً بھی۔ اگرچہ اس کا ابن
المرزوقی نے ذکر کیا ہے اور عسقلانی نے
ان کی متابعت کی ہے اسی طرح شعلوں کی بدترین

كَذَا مِنْ مُفْتَرِيَاتِ الشِّيعَةِ الشَّنِيعَةِ حَدِيثُ نَادِ عَلِيًّا مَظْهَرَ الْعَجَائِبِ ، تَجِدْهُ عَوْنًا لَكَ فِي النَّوَائِبِ ، بِنُبُوَّتِكَ يَا مُحَمَّدُ بِوِلَايَتِكَ يَا عَلِيُّ ۔

مفتریات میں سے یہ بھی ہے کہ علیؓ کو پکار جو عجائب کا مظہر ہے۔ تو اسے مصائب میں مددگار پائے گا اے محمد تیری نبوت کے ذریعہ اور اے علی تیری ولایت کے ذریعہ (اس کا کہنے والا مشرک اور واجب القتل ہے)

۵۹۰ ۔ حَدِيثُ لَا مَهْرَ أَقَلَّ مِنْ عَشَرَةِ دَرَاهِمَ قَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ الدَّارَقُطْنِيُّ عَنْ جَابِرٍ بِهِ مَرْفُوعًا فِي حَدِيثٍ وَلٰكِنْ سَنَدُهُ وَاهٍ كَانَ فِيهِ بِشْرُ بْنُ عُبَيْدٍ وَهُوَ كَذَّابٌ قَدْ كَانَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ يَقُولُ سَمِعْتُ سُفْيَانَ بْنَ عُيَيْنَةَ يَقُولُ لَمْ أَجِدْ لِهٰذَا أَصْلًا يَعْنِي الْعَشَرَةَ فِي الْمَهْرِ وَيُعَارِضُ حَدِيثُ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ فِي الْوَاهِبَةِ نَفْسَهَا الْتَمِسْ وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ قُلْتُ الْمُعَارَضَةُ تَنْدَفِعُ بِحَمْلِ الْأَوَّلِ عَلَى أَقَلِّ الْمُسَمّٰى مِنَ الْمَهْرِ أَجَلًا وَعَاجِلًا وَالثَّانِي عَلَى الْمُعَجَّلِ

دس درہم سے کم مہر نہیں۔ سخاویؒ کہتے ہیں اسے دارقطنی رحؒ نے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے لیکن اس کی سند بیکار ہے۔ کیونکہ اس میں بشر بن عبید کذاب ہے۔ امام احمد فرمایا کرتے تھے۔ میں نے سفیان بن عیینہ سے سنا کہ میں نے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں پائی اور سہلؓ بن سعد کی حدیث جس میں ہے۔ کہ تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو، اس کے معارض ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ یہ تضاد اس شکل سے ختم ہو جائے گا۔ اگر ہم اول کو اقل مہر آجل قرار دیں، اور دوسری روایات کو مہر عاجل پر محمول کریں۔ اور پہلی روایات

عُرْفًا وَيُؤَيِّدُهُ أَنَّهُ أَيْ مَا رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي السُّنَنِ الْكُبْرَى مِنْ طُرُقٍ ضَعِيفَةٍ لٰكِنَّهَا يَقْوَى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ عَنْ جَابِرٍ فَيَرْتَقِي إِلَى مَرْتَبَةِ الْحَسَنِ وَهُوَ كَافٍ فِي الْحُجَّةِ عَلَى مَا بَيَّنْتُهُ فِي شَرْحِ مُخْتَصَرِ الْوِقَايَةِ وَهُوَ النُّقَايَةُ۔

کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو بیہقیؒ نے سنن الکبریٰ میں مختلف سندات کے ساتھ اگرچہ وہ ضعیف ہیں جابر سے روایت کی ہیں لیکن یہ سندات ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں تو گویا کہ یہ روایت درجہ حسن لغیرہ تک پہنچ گئی جو حجت کے لئے کافی ہے۔ جیسا کہ ہم نے شرح مختصر الوقایہ میں بیان کیا ہے۔

فائدہ۔ لا مھر اقل من عشرۃ دراہم سخاوی کہتے ہیں اسے دارقطنی نے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ لیکن اس کی سند بیکار ہے۔ کیونکہ اس کا ایک راوی بشر بن عبید ہے جو کذاب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ سفیان بن عیینہ فرمایا کرتے تھے میں نے اس کی کوئی اصل نہیں پائی اور یہ حدیث سہل بن سعد والی خاتما من حدید کے بھی خلاف ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں بشر کی تمام احادیث موضوع ہیں۔ دارقطنی کہتے ہیں وہ کذاب ہے۔ دارقطنی نے حضرت علی سے روایت کیا ہے۔ نہ تو دس درہم سے کم میں ہاتھ کاٹا جائے اور نہ دس درہم سے کم مہر ہو۔ ابن حبانؒ فرماتے ہیں اس میں داؤد ضعیف ہے اور شعبی نے علی سے روایت نہیں سنی دارقطنی نے اس سند سے بھی یہ روایت کی ہے عن جویبر عن الضحاک عن النزال بن سبرۃ عن علیؓ۔ اس میں جویبر ضعیف ہے ایک اور سند سے بھی دارقطنی نے اسے ضحاک سے روایت کیا ہے۔ لیکن اس میں محمد بن مروان ابو جعفر مجہول ہے۔ ابو یعلی الموصلی نے اپنی مسند میں یہ حدیث عن مبشر عن ابی الزبیر عن جابرؓ وابی لیلی سے روایت کی ہے ابن حبان نے اسے کتاب الضعفاء میں شمار کیا ہے ملا علی قاری الحنفی فرماتے ہیں۔ اگرچہ سب کی سندات ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کرتی

ہیں اس لئے یہ روایت درجہ حسن تک پہنچ گئی لیکن مولانا عبدالحی لکھنوی اپنی تعلیق الممجد میں فرماتے ہیں کثرت حدیث اس بات پر دال ہیں کہ مہر ہونا چاہیئے اور اس کی مقدار کتنی ہونی چاہیئے۔ یہ احادیث سے ثابت نہیں۔ اور قرآنی آیات بھی اس کی تائید کرتی ہیں اگرچہ ہمارے حنفیہ حضرات اس کا یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ اس قلیل مہر سے مراد مہر معجل ہے۔ جیساکہ ہدایہ میں ہے۔ لیکن اس جواب کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ کیونکہ اس سے یہ لازم آجائے گا۔ کہ حکم قرآن عام تھا۔ وہ خبر واحد کے ذریعہ خاص ہو جائے گا۔ شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ان تبتغوا باموالکم محصنین۔ پس اسی لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وجوب مہر کو بدستور باقی رکھا اور اس میں کوئی ایسی حد جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہو سکے مقرر نہیں فرمائی کیونکہ اظہار اہتمام میں لوگوں کی عادات مختلف اور رغبتوں کے درجات مختلف ہیں اور مال کی حرص میں ان کے جدا جدا طبقات ہیں۔ پس ان پر ان کی حد معین کرنا ناممکن ہے جس طرح اشیاء مرغوبہ کی قیمت ایک حد معین کے ساتھ منضبط کرنا ناممکن ہے۔ اسی وجہ سے آپ نے ایک شخص سے فرمایا تلاش کر چاہے لوہے کی انگوٹھی کیوں نہ ہو اور فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کے مہر میں مٹھی بھر ستو یا چھوارے دے دیئے۔ تو اس نے اس عورت کو اپنے اوپر حلال کر لیا لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج اور صاحبزادیوں کے مہر میں بارہ اوقیہ متعین کئے ہیں۔ حضرت عمر فرمایا کرتے تھے۔ عورتوں کے مہر زیادہ مقرر نہ کرو۔ اگر یہ دنیا میں عزت یا پرہیزگاری کا ذریعہ ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے زیادہ حقدار تھے۔ برہان الدین الحلبی فرماتے ہیں بغوی اس حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں۔ مولانا شبیر احمد عثمانی فتح الملہم میں تحریر فرماتے ہیں۔ ابن ابی حاتم نے اس روایت کی

یہ سند بیان کی ہے۔ عمرو بن عبد اللہ الاودی۔ وکیع۔ عباد بن منصور قاسم بن محمد۔ جابر۔ اور حافظ ابن حجر اسے نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ سند حسن ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں۔ یہ روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ۔ عامر شعبیؒ۔ اور ابراہیم نخعی سے بھی مروی ہے۔ اگرچہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ دس درہم سے کم مہر متعین نہ کیا جائے۔ اور موجودہ دور میں تو اس کی بھی کوئی حیثیت نہیں۔ لیکن چونکہ احادیث صحیحہ سے اس کی مقدار ثابت نہیں ہوتی اس لئے اسے محدود کرنا جائز نہ ہوگا۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قرآن کے بدلے نکاح پڑھانا یہ آپ کی خصوصیت ہے۔

۵۹۱۔ حَدِیْثُ لَا هَمَّ اِلَّا هَمُّ الدِّیْنِ وَلَا وَجَعَ اِلَّا وَجَعُ الْعَیْنِ قَالَ الزَّرْکَشِیُّ قَالَ اَحْمَدُ لَا اَصْلَ لَہٗ وَاَخْرَجَہُ الْبَیْهَقِیُّ فِی الشُّعَبِ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ مَرْفُوْعًا ثُمَّ قَالَ اِنَّہٗ مُنْکَرٌ وَقَالَ السُّیُوْطِیُّ ھُوَ فِیْ مُعْجَمِ الطَّبْرَانِیِّ الصَّغِیْرِ مِنْ حَدِیْثِ جَابِرٍ وَذَکَرَ الزَّرْکَشِیُّ عَنِ ابْنِ الْمَدِیْنِیِّ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَقُوْلُ خَمْسَةُ اَحَادِیْثَ یَرْوُوْنَهَا وَلَیْسَ لَهَا اَصْلٌ وَذَکَرَ

دین کی کوشش کے علاوہ کوئی کوشش نہیں اور آنکھ کے درد کے علاوہ کوئی درد نہیں زرکشی کہتے ہیں امام احمد کا قول ہے اس کی کوئی اصل نہیں بیہقیؒ نے شعب میں اسے جابرؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور وہ فرماتے ہیں یہ منکر ہے سیوطی کہتے ہیں یہ معجم الطبرانی الصغیر میں جابرؓ سے مروی ہے۔ زرکشیؒ ابن المدنی سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے والد فرماتے پانچ حدیثیں ہم ایسی روایت کرتے ہیں جس کی کوئی اصل نہیں جن میں سے ایک روایت یہ بھی ہے اور انہوں نے اسے

مِنْهَا هٰذَا الْحَدِيْثُ بِلَفْظِ لَا غَمَّ اِلَّا غَمُّ الدِّيْنِ ۔	ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ دین کے غم کے علاوہ کوئی غم نہیں ۔
۵۹۲ ۔ حَدِيْثُ لَا يَاْبَى الْكَرَامَةَ اِلَّا حِمَارٌ هُوَ مِنْ قَوْلِ عَلِيٍّ عَلٰى مَا يُقَالُ ذَكَرَهُ الدَّيْلَمِيُّ قَالَ السَّخَاوِيُّ وَهُوَ كَذٰلِكَ فِيْ سُنَنِ سَعِيْدِ بْنِ مَنْصُوْرٍ اَنَّ عَلِيًّا اُلْقِيَتْ لَهُ وِسَادَةٌ فَجَلَسَ عَلَيْهَا وَقَالَ ذٰلِكَ وَقَدْ اَخْرَجَهُ الدَّيْلَمِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِهٖ مَرْفُوْعًا قَالَ السُّيُوْطِيُّ اَخْرَجَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي الشُّعَبِ عَنْ عَلِيٍّ رض مَوْقُوْفًا ۔	عزت کا سوائے گدھے کے کوئی انکار نہیں کر سکتا ۔ یہ حضرت علی رض کا قول ہے جیسا کہ دیلمی نے ذکر کیا ہے سخاوی کہتے ہیں ۔ سنن سعید بن منصور میں ہے کہ حضرت علی رض کے لئے فرش بچھایا وہ اس پر بیٹھ گئے ۔ اور یہ بات فرمائی دیلمی نے اسے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوعاً روایت کیا ہے ۔ سیوطی کہتے ہیں اسے بیہقی نے شعب میں حضرت علی رض سے موقوفاً روایت کیا ہے ۔
۵۹۳ ۔ حَدِيْثُ لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ جَهْلُ الْفَرَائِضِ وَالسُّنَنِ وَيَحِلُّ لَهٗ جَهْلُ مَا سِوٰى ذٰلِكَ مَوْضُوْعٌ كَمَا فِي الذَّيْلِ ۔	کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ فرائض اور سنن سے جاہل رہے اور باقی تمام چیزوں سے جاہل رہنا جائز ہے ۔ یہ موضوع ہے ۔ جیسا کہ ذیل میں ہے
۵۹۴ ۔ حَدِيْثُ لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنْيَةٍ زَعَمَ ابْنُ طَاهِرٍ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ اَنَّ هٰذَا الْحَدِيْثَ مَوْضُوْعٌ	جنت میں زنا کرنے والی کا لڑکا داخل نہ ہوگا ابن طاہر اور ابن جوزی کہتے ہیں یہ موضوع ہے لیکن ابو نعیم نے حلیہ میں مجاہد کے ذریعہ ابو ہریرۃ سے

لَكِنْ رَوَاهُ أَبُو نُعَيْمٍ فِي الْحِلْيَةِ عَنْ مُجَاهِدٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَرْفُوعًا وَأَعَلَّهُ الدَّارَقُطْنِيُّ بِأَنَّ مُجَاهِدًا لَمْ يَسْمَعْهُ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ ۔

روایت کیا ہے دار قطنی نے اس پر جرح کی ہے کہ مجاہد نے ابو ہریرہ سے کوئی روایت نہیں سنی تو یہ روایت مرسل ہوئی اور مجاہد کی مرسلات قابل قبول ہیں۔

۵۹۵۔ حَدِيْثُ لَا يَسْتَحِي الشَّيْخُ أَنْ يَتَعَلَّمَ الْعِلْمَ كَمَا لَا يَسْتَحِي أَنْ يَأْكُلَ الْخُبْزَ غَيْرُ مَعْرُوْفٍ ۔

شیخ علم حاصل کرنے سے نہیں شرماتا جیسے روٹی کھانے سے نہیں شرماتا ہے غیر معروف ہے۔

۵۹۶۔ حَدِيْثُ لَا يَتَعَلَّمُ الْعِلْمَ مُسْتَحِيٌ وَلَا مُتَكَبِّرٌ قَوْلُ مُجَاهِدٍ كَمَا فِي صَحِيْحِ الْبُخَارِيِّ عَنْهُ تَعْلِيْقًا ۔

شرم کرنے والا اور متکبر علم حاصل نہیں کر سکتا۔ یہ مجاہد کا قول ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں معلقاً مروی ہے۔

۵۹۷۔ حَدِيْثُ لَا يَسْتَدِيْرُ الرَّغِيْفُ وَيُوْضَعُ بَيْنَ يَدَيْكَ حَتّٰى يَعْمَلَ فِيْهِ ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّوْنَ صَانِعًا أَوَّلُهُمْ مِيْكَائِيْلُ قَالَ الْعِرَاقِيُّ لَمْ أَجِدْ لَهٗ أَصْلًا ۔

چپاتی تیار ہو کر اس وقت تک تیرے سامنے نہیں رکھی جاتی جب تک تین سو ساٹھ کاریگر اس میں کام نہیں کر لیتے سب سے پہلے ان میں میکائیل ہیں۔ عراقی کہتے ہیں اس کی اصل کہیں نہیں پائی جاتی۔

۵۹۸۔ حَدِيْثُ لَا يُعَذِّبُ اللّٰهُ بِمَسْئَلَةٍ اخْتُلِفَ فِيْهَا قَالَ السَّخَاوِيُّ أَظُنُّهُ مِنْ كَلَامِ بَعْضِ السَّلَفِ قُلْتُ وَسَمِعْتُ بَعْضَ

اللہ تعالیٰ اس مسئلہ پر عذاب نہ دے گا جس میں اختلاف ہو سخاوی کہتے ہیں میرا خیال ہے کہ یہ بعض سلف کا قول ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں میں نے اپنے بعض مشائخ

مَا اُنْبِيَ يَقُولُ مَنْ تَبِعَ عَالِمًا لَقِيَ اللهَ
سَالِمًا وَيُقَوِّيْهِ قَوْلُهُ تَعَالٰى فَاسْئَلُوْا
اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ
وَحَدِيْثُ اَصْحَابِيْ كَالنُّجُوْمِ بِاَيِّهِمْ
اقْتَدَيْتُمْ اهْتَدَيْتُمْ وَقَدْ تَقَدَّمَ
زِيَادَةُ كَلَامٍ عَلٰى هٰذَا فِيْ حَدِيْثِ
اخْتِلَافُ اُمَّتِيْ رَحْمَةٌ ۔

۵۹۹ حدیث لَا اَلَا اَلَا دَكَ
يَا اللهُ اَنَّهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ مُحِيْطٌ بِهِ
عَمَلَكَ كَعَسْهَلُوْنَ وَبِالْحَقِّ
اَنْزَلْنَاهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ قَالَ
السَّخَاوِيُّ هٰذِهِ الْاَلْفَاظُ اشْتُهِرَتْ
فِيْ كَثِيْرٍ مِنَ الْبِلَادِ بِاَنَّهَا حَفَظَةٌ
رَمَضَانَ تَحْفَظُ مِنَ الْغَرَقِ وَالسَّرَقِ
وَالْحَرَقِ وَسَائِرِ الْاٰفَاتِ وَتُكْتَبُ
فِيْ اٰخِرِ جُمُعَةٍ مِنْهُ وَالْخَطِيْبُ
يَخْطُبُ عَلَى الْمِنْبَرِ وَهِيَ بِدْعَةٌ
لَا اَصْلَ لَهَا وَكَانَ الْعَسْقَلَانِيُّ
يُنْكِرُهَا وَهُوَ قَائِمٌ عَلَى الْمِنْبَرِ

سے سنا کہ جو عالم کی اتباع کرے اللہ تعالیٰ
سے سالم ملے گا، اور قرآن بھی اس کی تائید کرتا
ہے، اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے دریافت
کرلو، اور حدیث ہے میرے صحابہ ستاروں
کیطرح ہیں جس کی بھی اقتدا کروگے ہدایت
پاجاؤگے، اور اس میں کچھ طرح کلام اس حدیث کے
تحت گزر چکا کہ میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے

لا الا الا ادک انہ سمیع علیم محیط بہ علمک
کعسہلون بالحق وانزلناہ وبالحق نزل سخاوی
کہتے ہیں میرا خیال ہے، یہ خیال اکثر شہروں
میں لوگوں کے زبان پر عام ہے، ان کا خیال
ہے، کہ یہ رمضان کے محافظ ہیں، غرق چوری
اور جلنے سے محفوظ رہتے ہیں، اور رمضان کے
آخیر جمعہ میں اسے لکھا جائے جس وقت خطیب
منبر پر خطبہ دے رہا ہو، یہ بدعت ہے اس
کی کوئی اصل نہیں، حافظ عسقلانی رح نے اس
کا انکار اس وقت کیا تھا جب وہ منبر پر
کھڑے خطبہ دے رہے، اور اثنا خطبہ میں
لوگوں کو یہ لکھتے، دیکھا ملا علی قاری رح

حَتّٰی فِیْ اَثْنَاءِ الْخُطْبَۃِ حَتّٰی یَرٰی مَنْ یَکْتُبُھَا قَدْ تَسْکُتُ وَکَلِمَۃُ کَعْسَھُلُوْنَ مَجْھُوْلَۃٌ لَا یُدْرٰی مَعْنَاھَا فَتَحْرُمُ رُقْیَاھَا اَوْ یُحْتَمَلُ اَنْ یَکُوْنَ کَلِمَۃَ کُفْرٍ یَکْفُرُ بِھَا مُتَکَلِّمُھَا ۔

فرماتے کعسہلون کا جملہ مجہول ہے اس کے معنی معلوم نہیں، اس سے جھاڑ پھونک حرام ہے، ہو سکتا ہے کہ یہ کلمہ کفر ہو اس صورت میں اس کا بولنے والا کافر ہو گا۔

حَرْفُ الْیَاءِ اٰخِرُ الْحُرُوْفِ

۶۰۰۔ حَدِیْثُ یَا اَبَا ھُرَیْرَۃَ اِذَا تَوَضَّأْتَ فَقُلْ بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ فَاِنَّ حَفَظَتَکَ لَا یَسْتَرِیْحُ یَکْتُبُوْنَ لَکَ الْحَسَنَاتِ حَتّٰی تُحْدِثَ مِنْ ذٰلِکَ الْوُضُوْءِ مُنْکَرٌ ۔

اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جب تو وضو کیا کرے تو یوں کہا کر بسم اللہ والحمد للہ فان حفظتک لا یستریح۔ تیرے لئے اس وقت تک نیکیاں لکھی جائیں گی جبتک تیرا وضو نہ ٹوٹے گا۔ یہ منکر ہے۔

۶۰۱۔ حَدِیْثُ یَا اَحْمَدُ بِطُوْلِہٖ مَوْضُوْعٌ کَمَا صَرَّحَ بِہِ الصَّغَانِیُّ ۔

اے احمد، یہ لمبی حدیث ہے اور موضوع ہے جیسا کہ صغانی کہتے ہیں۔

۶۰۲۔ حَدِیْثُ یَا حُمَیْرَاءُ قَالَ الْمِزِّیُّ کُلُّ حَدِیْثٍ فِیْہِ یَا حُمَیْرَاءُ فَھُوَ مَوْضُوْعٌ ۔

اے حمیرا ر۔ مزی رح کہتے ہیں جس حدیث میں یہ لفظ ہو وہ موضوع ہے۔

۶۰۳۔ حَدِیْثُ یَا خَیْلَ اللّٰہِ ارْکَبِیْ رَوَاہُ الْعَسْکَرِیُّ فِی الْاَمْثَالِ

اے اللہ کے لشکر سوار ہو جاؤ اسے عسکری نے امثال میں انس بن مالک سے

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ حَارِثَةَ بْنَ النُّعْمَانِ قَالَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ اُدْعُ اللّٰهَ لِيْ بِالشَّهَادَةِ فَدَعَا لَهُ فَنُوْدِيَ يَوْمًا يَا خَيْلَ اللّٰهِ ارْكَبِيْ فَكَانَ اَوَّلَ فَارِسٍ رَكِبَ وَاَوَّلَ فَارِسٍ اُسْتُشْهِدَ ذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ وَقَالَ السَّخَاوِيُّ رَوَاهُ ابْنُ عَائِذٍ فِي الْمَغَازِيْ عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ مُسْلِمٍ عَنْ سَعِيْدِ ابْنِ بَشِيْرٍ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَوْمَئِذٍ يَعْنِيْ يَوْمَ بَنِيْ قُرَيْظَةَ بَعْدَ يَوْمِ الْاَحْزَابِ مُنَادِيًا يُنَادِيْ يَا خَيْلَ اللّٰهِ ارْكَبِيْ وَعَنِ السُّهَيْلِيِّ فِيْ رَوْضِهِ فِيْ غَزْوَةِ حُنَيْنٍ هٰذِهِ اللَّفْظَةُ لِصَحِيْحِ مُسْلِمٍ فَلْيَنْظُرْ۔

روایت کیا ہے، حارثہ بن النعمان نے عرض کیا یا رسول اللہ میرے لئے شہادت کی دعا فرمائیے آپ نے ان کے لئے دعا فرمائی، انس کہتے ہیں ایک روز اعلان کیا گیا اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا تو سب سے پہلے سوار ہونے والے اور سب سے اول شہید ہونے والے حارثہ بن النعمان تھے۔ زرکشی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ سخاوی رہ کہتے ہیں ابن عائذ نے مغازی میں ولید بن مسلم کے ذریعہ قتادہ سے روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ کے روز جنگ احزاب کے بعد ایک منادی بھیجا جو یہ ندا کر رہا تھا، اے اللہ کے لشکر سوار ہو جا۔ سہیلی نے اپنی روضۃ الانف میں غزوہ حنین کے بارے میں ان الفاظ کو صحیح مسلم کی جانب منسوب کیا ہے۔ وہاں دیکھ لینا چاہیئے۔

۱۱۰۴۔ حَدِّثْنَا يَا شَيْخُ اِنْ اَرَدْتَ السَّلَامَةَ فَاطْلُبْهَا فِيْ سَلَامَةِ غَيْرِكَ مِنْكَ يُرْوٰى عَنْ

اے شیخ اگر تو سلامتی چاہتا ہے تو اپنے غیر کی سلامتی تلاش کر یہ شیخ ابو اسحٰق الشیرازی سے مروی ہے کہ میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ

عَنِ الشَّيْخِ اَبِيْ اِسْحَاقَ الشِّيْرَازِيْ رَحِمَهُ
قَالَ رَاَيْتُ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ فِي الْمَنَامِ فَسَاَلْتُهُ عَنْ
حَدِيْثٍ اَسْمَعُهُ مِنْهُ وَاَرْوِيْهِ عَنْهُ
فَقَالَ لِيْ يَا شَيْخُ وَذَكَرَهُ وَكَانَ يَفْتَخِرُ
بِذٰلِكَ وَيَقُوْلُ سَمَّانِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ شَيْخًا
كَذَا ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَقَالَ الْمَنُوْفِيُّ
لَا اِنْكَارَ فِيْ رِوَايَةٍ مِثْلِ هٰذَا عَنْهُ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِي الْمَنَامِ
وَلَا فِي الْعَمَلِ بِهٖ فَاِنَّهُ لَيْسَ حُكْمًا
يَاْتِيْ فِيْهِ الْخِلَافُ الَّذِيْ ذَكَرَهُ
اَصْحَابُنَا فِي الْخَصَائِصِ وَقَالَ
النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ مَا تَقَرَّرَ
فِي الشَّرْعِ لَا يَتَغَيَّرُ بِسَبَبِ مَا يَرَاهُ
النَّائِمُ ثُمَّ قَالَ وَهٰذَا فِيْ مَنَامٍ
يَتَعَلَّقُ بِاِثْبَاتِ حُكْمٍ عَلٰى خِلَافِ
حُكْمِ الْوُلَاةِ اَمَّا اِذَا رَاٰهُ يَاْمُرُهُ
بِمَا هُوَ مَنْدُوْبٌ اَوْ نَهَاهُ عَنْ

علیہ وسلم کو دیکھا۔ میں نے آپ سے ایک
حدیث سننے کی خواہش کی تاکہ میں اوروں سے
روایت کرسکوں، آپ نے مجھ سے فرمایا اے
شیخ۔ اور انہوں نے پھر یہ روایت بیان کی
ابواسحٰق اسے بیان کرکے بہت خوش ہوئے اور
فرماتے کہ میرا نام شیخ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
رکھا ہے۔ جیسا کہ سخاوی نے اس کا ذکر کیا ہے
منوفی کہتے ہیں اس قسم کی روایات کا جو نبی کریم
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خواب میں مروی
ہیں چاہے وہ عمل کے بارے میں ہوں انکار نہیں
مگر جس معاملہ میں ہمیں نقلاً روایت اس کے خلاف
پہنچی ہو۔ وہاں یہ حکم نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ ہمارے
اصحاب نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ نووی شرح مسلم
میں فرماتے ہیں جو شے شریعت میں متعین ہو چکی
تو سونے والے کی خواب کی بنا پر اس میں تغیر نہیں ہوسکتا
پھر آگے چل کر فرماتے ہیں یہ وہ حکم خواب سے ثابت ہو
اور وہ احکام ظاہریہ کے خلاف ہو تو تین حال سے
خالی نہیں، یا تو اس کا ارادہ امر مستحب کا ہے یا اس کام
سے روکنے کا ہے جس سے منع کیا گیا ہے یا کسی فعل کی

مُنْزِيٍّ عَنْهُ أَوْ أَرْشَدَهُ إِلَى فِعْلِ مَصْلَحَةٍ فَلَا خِلَافَ فِي اسْتِحْبَابِ الْعَمَلِ عَلَى وَفْقِهِ لِأَنَّ ذٰلِكَ لَيْسَ حُكْمًا بِالْمَنَامِ بَلْ مِمَّا تَقَرَّرَ مِنْ أَصْلِ ذٰلِكَ الشَّيْءِ ۔

جانب ہدایت کا ہے۔ تو ان پر عمل کے استحباب میں کوئی اختلاف نہیں کیونکہ یہ خواب میں حکم نہیں۔ بلکہ اس کی اصل کا تقرر تو مستقل میں آچکا تھا۔

۶۰۵۔ حَدِيثُ يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ عَزِّي غَيْرِي قَالَهُ عَلِيٌّ كَرَّمَ اللهُ وَجْهَهُ إِذْ جَاءَهُ ابْنُ الْقَيَّاحِ فَقَالَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ امْتَلَأَ بَيْتُ الْمَالِ مِنْ صَفْرَاءَ وَبَيْضَاءَ فَقَالَ اللهُ أَكْبَرُ وَقَامَ مُتَوَكِّئًا عَلَى ابْنِ الْقَيَّاحِ حَتَّى قَامَ عَلَى بَيْتِ الْمَالِ وَنُودِيَ فِي النَّاسِ فَأَعْطَاهُمْ جَمِيعَ مَا فِي بَيْتِ مَالِ الْمُسْلِمِينَ وَهُوَ يَقُولُ يَا صَفْرَاءُ يَا بَيْضَاءُ عَزِّي غَيْرِي هَا وَهَا حَتَّى مَا بَقِيَ مِنْهُ دِرْهَمٌ وَلَا دِينَارٌ ثُمَّ أَمَرَ بِنَضْحِهِ أَوْ بِرَشِّهِ وَصَلَّى فِيهِ رَكْعَتَيْنِ ذَكَرَهُ غَيْرُ وَاحِدٍ مِنْ

یا زرد (دینار) یا سپید (درہم) میرے علاوہ کسی اور کی عزت کر۔ یہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے جب ان کے پاس ابن القیاح آیا اور اس نے عرض کیا اے امیر المومنین بیت المال زرد اور سپید سے بھر گیا انہوں نے فرمایا اللہ اکبر اور ابن القیاح پر ٹیک لگا کر کھڑے ہو گئے حتی کہ بیت المال پر گئے اور لوگوں میں اعلان کرا دیا بیت المال میں جتنا بھی مال تھا سب لوگوں میں تقسیم کرا دیا اور یہ فرماتے جاتے تھے۔ اے صفراء۔ اے بیضا (میرے علاوہ کسی اور کی عزت کر) حتی کہ بیت المال میں نہ کوئی درہم باقی رہا۔ نہ دینار۔ پھر بیت المال میں جھاڑو دینے کا حکم دیا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کو

الْاَئِمَّۃِ ۔	بہت سے ائمہ نے ذکر کیا ہے ۔
۶۰۶۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اِذَا تَزَوَّدْتَ فَلَا تَنْسَ الْبَصَلَ قَالَ السَّخَاوِیُّ ھُوَ کَذِبٌ بَحْتٌ وَکَذَا مَا اَوْرَدَہٗ الدَّیْلَمِیُّ عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ الْحَارِثِ الْاَنْصَارِیِّ اَخْرَجَہٗ بِہٖ مَرْفُوْعًا عَلَیْکُمْ بِالْبَصَلِ فَاِنَّہٗ یُطَیِّبُ النُّطْفَۃَ وَیُصَحِّحُ الْوَلَدَ ۔	اے علی جب تو زاد سفر میں جائے ۔ تو پیاز کو نہ بھول سخاوی رح کہتے ہیں یہ صاف جھوٹ ہے ۔ اسی طرح دیلمی رح نے عبداللہ بن الحارث الانصاری سے مرفوعًا روایت کیا ہے ۔ کہ تم پیاز کو لازم پکڑ لو ۔ کیونکہ وہ نطفوں کو صاف کرتا اور اولاد صحیح پیدا کرتا ہے ۔
۶۰۷۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اِتَّخِذْ لَکَ النَّعْلَیْنِ مِنْ حَدِیْدٍ وَاَفْنِھِمَا فِیْ طَلَبِ الْعِلْمِ قَالَ ابْنُ تَیْمِیَّۃَ مَوْضُوْعٌ وَفِی الذَّیْلِ ھُوَ کَمَا قَالَ ۔	اے علی اپنے لئے لوہے کے دو جوتے بنالے اور انہیں طلب علم میں فنا کر دے ابن تیمیہ رح کہتے ہیں ۔ یہ موضوع ہے ۔ ذیل میں بھی ایسا ہی قول ہے ۔
۶۰۸۔ حَدِیْثُ یَا عَلِیُّ اُدْعُ بِصَحِیْفَۃٍ وَدَوَاۃٍ فَاَمْلٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَتَبَ عَلِیٌّ وَشَھِدَ جِبْرِیْلُ ثُمَّ طُوِیَتِ الصَّحِیْفَۃُ قَالَ الرَّاوِیُّ فَمَنْ حَدَّثَکُمْ اَنَّہٗ یَعْلَمُ مَا فِی الصَّحِیْفَۃِ اِلَّا مُمْلِیْھَا وَکَاتِبُھَا وَشَاھِدُھَا فَلَا تُصَدِّقُوْہُ وَھٰذَا	اے علی کاغذ اور دوات لا ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بولنا شروع فرمایا ۔ علی رض نے لکھا ۔ اور جبرائیل ع نے شہادت دی پھر کاغذ لپیٹ دیا گیا ۔ راوی کہتا ہے ۔ جو شخص تجھ سے کہتا ہے کہ وہ یہ بات جانتا ہے کہ صحیفہ میں کیا تھا ۔ سوائے لکھوانے والے اور شاہد کے علاوہ اس کی تصدیق نہ کرنا

فِي الْمَرَضِ الَّذِي تُوُفِّيَ فِيهِ قَالَ الصِّغَانِيُّ فِي الدُّرَرِ الْمُلْتَقَطِ إِنَّهُ مَوْضُوعٌ انْتَهَى وَقَدْ قَالَ بَعْضُ الْمُحَقِّقِينَ إِنَّ وَصَايَا عَلِيٍّ الْمُصَدَّرَةِ بِيَا النِّدَاءِ كُلُّهَا مَوْضُوعَةٌ غَيْرَ قَوْلِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا عَلِيُّ أَنْتَ مِنِّي بِمَنْزِلَةِ هَارُونَ مِنْ مُوسٰى إِلَّا أَنَّهُ لَا نَبِيَّ بَعْدِي

اور یہ واقعہ اس مرض میں پیش آیا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ صغانی درالملتقط میں فرماتے ہیں یہ موضوع ہے۔ بعض محققین کہتے ہیں کہ علیؓ کے بارے میں وہ وصیتیں جس میں کلمہ ندائیہ ہے سب کی سب موضوع ہیں سوائے اس حدیث کے یا علی انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ الخ۔

٦٠٩۔ حَدِيثُ يَا وَيْحَ مَنْ قَالَ الْغِنٰى بَعْدَ فَاقَةٍ كَلَامُ بَعْضِ الْكِرَامِ وَلَيْسَ عَلٰى إِطْلَاقِهِ فِي الْمَرَامِ۔

افسوس ہے اس شخص پر جسے غنی فاقہ کے بعد حاصل ہوا۔ بعض بزرگوں کا قول ہے۔ اور اس کی مراد بھی ظاہر نہیں۔

٦١٠۔ حَدِيثُ يُؤْجَرُ الْمَرْءُ عَلٰى رَغْمِ أَنْفِهِ هُوَ مَعْنٰى حَدِيثِ عَجِبَ رَبُّنَا مِنْ قَوْمٍ يُقَادُونَ لِلْجَنَّةِ بِالسَّلَاسِلِ وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ وَفُسِّرَ السَّلَاسِلُ بِالْقُيُودِ لِلْأُسَارٰى وَفِي مَعْنَاهُ الْفَقْرُ وَالْمَرَضُ وَسَائِرُ الْبَلَايَا۔

آدمی کو ناک رگڑنے پر اجر دیا جاتا ہے یہ معنی ہیں اس حدیث کے جس میں آتا ہے ہمارا رب اس قوم سے متعجب ہوتا ہے جو زنجیروں کے ساتھ جنت کی جانب مجبور کر کے کھینچے جائیں گے۔ زنجیروں سے مراد قیدیوں کی زنجیریں ہیں۔ اور مراد فقر و مرض وغیرہ مصائب بھی ہیں۔

۶۱۱۔ حَدِیْثُ یَؤُمُّ الْقَوْمَ اَحْسَنُہُمْ وَجْہًا مَوْضُوْعٌ کَمَا فِی اللَّآلِی مَعَ اَنَّہٗ لَیْسَ عَلٰی اِطْلَاقِہٖ۔	لوگوں کی امامت خوبصورت چہرے والا کرے۔ یہ موضوع ہے اور اپنے اطلاق پر بھی نہیں۔
۶۱۲۔ حَدِیْثُ یَدُ عَدُوِّکَ اِذَا لَمْ تَقْدِرْ عَلٰی قَطْعِہَا قَبِّلْہَا ذَکَرَہٗ فِی الْمَجَالِسِ عَنِ الْمَنْصُوْرِ اِذَا مَدَّ اِلَیْکَ عَدُوُّکَ یَدَہٗ فَاِنْ قَدَرْتَ عَلٰی قَطْعِہَا فَاقْطَعْہَا وَاِلَّا فَقَبِّلْہَا قُلْتُ ھُوَ یَقْرُبُ مِنْ حَدِیْثِ یَتَرَقَّصُ الْقِرْدُ فِیْ دَوْلَتِہٖ وَتَقَدَّمَ اُسْجُدْ لَہٗ فِیْ صَوْلَتِہٖ۔	اگر تو اپنے دشمن کا ہاتھ کاٹنے پر قادر نہ ہو، تو اس کے ہاتھ چوم لے یہ مجالس میں منصور سے مروی ہے۔ اگر تیری جانب تیرا دشمن ہاتھ بڑھائے تو اسے کاٹ سکتا ہو تو کاٹ دے ورنہ اسے چوم لے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، یہ اس حدیث کے زیادہ قریب ہے، جو مال دار کی بڑائی کے بیان میں آتی ہے۔
۶۱۳۔ حَدِیْثُ یٰسٓ لِمَا قُرِئَتْ لَہٗ قَالَ السَّخَاوِیُّ لَا اَصْلَ لَہٗ بِھٰذَا اللَّفْظِ وَھُوَ بَیْنَ جَمَاعَۃِ الشَّیْخِ اِسْمٰعِیْلَ الْجَبَرْتِیِّ بِالْیَمَنِ قَطْعِیٌّ بِالتَّجْرِبَۃِ قُلْتُ وَقَدْ بَلَغَنِیْ اَنَّ شِیْعِیًّا قَرَأَ الْقِرَاءَاتِ السَّبْعَ عَلٰی شَیْخٍ مِّنْ اَھْلِ السُّنَّۃِ وَسَافَرَ اِلٰی بِلَادِہٖ فَقِیْلَ لَہٗ مَا اَحْسَنَکَ اِذَا	سورۃ یٰسٓ ہر کام کے لئے بھی پڑھی جائے سخاوی کہتے ہیں ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں اور شیخ اسماعیل الجبرتی کی جماعت میں تجربہ کی بنا پر یمن میں زیادہ مشہور ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں مجھے یہ خبر پہنچی ہے، کہ ایک شیعہ نے اہل سنت والجماعت کے ایک شیخ سے قرآت سبعہ پڑھی جب وہ اپنے شہر واپس گیا تو اس سے لوگوں نے کہا تو نے بہت

عيبك في ان شيخك سني فقال ما يضرني انما المحتسب العسل وتركت الظروف فوصل كلامه الى الشيخ فنادى أصحابه من القراء وقرأوا يس الى رجعته اليهم فلما تموها سلب القراءة عن قلب الشيعي فرجع الى الشيخ وتاب من بدعته وخلص من غفلته وافاض الله عليه من رحمته ۰

اچھا کیا۔ لیکن تجھ میں ایک عیب ہے کہ تیرا شیخ سنی ہے۔ اس نے جواب دیا مجھے اس سے کوئی ضرر نہیں پہنچا۔ کیونکہ میں نے شہد چاٹ لیا اور برتن چھوڑ دیا۔ یہ بات شیخ تک پہنچی۔ تو انہوں نے اپنے قاری شاگردوں کو آواز دی انہوں نے سورت یٰسٓ شیعہ واپس لوٹنے کے لئے پڑھی جب انہوں نے اسے مکمل کیا تو اس شیعہ کے دل سے قرأت سلب ہو چکی تھی سو وہ شیخ کے پاس لوٹ کر آیا اور اپنی بدعت سے توبہ کی اپنی غفلت سے چھٹکارا پایا اور اللہ نے اس پر رحمتیں نازل فرمائیں

۶۱۴ - حديث يصوم اهل فيا هذا يقال حين يرى الهلال بمكان دون مكان اذا اختلفت المطالع قال السخاوي وهو شيء ما علمته يعني في الحديث والا ففي الفقه معروف وبالاختلاف موصوف ۰

روزہ رکھے جس پر چاند ظاہر ہو جائے۔ یہ اس وقت بولا جاتا ہے جب کہ چاند مطالع کے مختلف ہونے کی بنا پر ہر ایک جگہ نظر آئے اور دوسری جگہ نظر نہ آئے سخاوی کہتے ہیں میں نے اسے باعتبار حدیث کہیں نہیں پایا۔ ورنہ یہ فقہ میں معروف ہے اور اختلاف میں مشہور ہے۔

۶۱۵ - حديث يساق الى مصر كل قصير العمر اخرجه ابو نعيم

ہر چھوٹی عمر والا مصر کی طرف چلایا جائیگا اور ابو نعیم نے اور طبرانی نے کبیر میں ابن حبان

وَالطَّبْرَانِيُّ فِي الْكَبِيْرِ وَابْنُ شَاهِيْنَ وَابْنُ السَّكَنِ فِي الصَّحَابَةِ وَابْنُ يُوْنُسَ وَغَيْرُهُمْ كُلُّهُمْ مِنْ طَرِيْقِ مُوْسَى بْنِ عَلِيِّ بْنِ رَبَاحٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ جَدِّهِ رَبَاحٍ رَفَعَهُ اَنَّ مِصْرَ سَتُفْتَحُ بَعْدِيْ فَانْتَفِعُوْا خَيْرَهَا اَيْ اُطْلُبُوْا نَفْعَهَا وَلَا تَتَّخِذُوْهَا دَارًا فَاِنَّهُ يُسَاقُ اِلَيْهَا اَقَلُّ النَّاسِ اَعْمَارًا هٰذَا اللَّفْظُ الْاَوَّلُ وَلِلْبَاقِيْنَ بِمَعْنَاهُ قَالَ ابْنُ يُوْنُسَ اَنَّهُ مُنْكَرٌ جِدًّا وَقَالَ اَعَاذَ اللّٰهُ مُوْسٰى اَنْ يُّحَدِّثَ بِمِثْلِ هٰذَا فَاِنَّهُ كَانَ اَتْقٰى لِلّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ وَتَبِعَهُ ابْنُ الْجَوْزِيِّ فَاَوْرَدَهُ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ اَنَّهُ لَا يَصِحُّ ۔

اور ابن السکن نے صحابہ میں اور ابن یونس وغیرہ نے وغیرہ نے موسیٰ بن علی بن رباح عن ابیہ عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے: مصر عنقریب میرے بعد فتح ہو جائے گا۔ اس کی بھلائی سے تو فائدہ حاصل کرو اور اسے گھر نہ بناؤ کیونکہ اس کی جانب وہ لوگ کھینچے جائیں گے، جن کی عمریں کم ہوں گی۔ ابن یونس کہتے ہیں یہ بہت منکر ہے اور میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ موسیٰ اس جیسی حدیث بیان کریں، کیونکہ وہ اللہ تعالے سے اس بارے میں بہت ڈرنے والے تھے۔ ابن الجوزی رحمہ اللہ تعالے نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ بخاری کہتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے:

٦١٢ - حَدِيْثُ يَقِي الْحَرَّ الَّذِيْ يَقِي الْبَرْدَ مَعْنَاهُ صَحِيْحٌ وَلَيْسَ بِحَدِيْثٍ ذَكَرَهُ ابْنُ الرَّبِيْعِ قُلْتُ هُوَ مُسْتَفَادٌ مِنْ قَوْلِهِ تَعَالٰى وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ

گرمی سے وہی چیز بچاتی ہے جو سردی سے بچاتی ہے۔ اس کے معنی صحیح ہیں لیکن یہ صحیح نہیں جیسا کہ ابن الربیع نے ذکر کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں: یہ اللہ تعالیٰ کے اس قول سے مستفاد ہے وہ اور پاجامے

الحرارة والبرد فهو من باب الاكتفاء بذكر احد الضدين عن الآخر فتأمل وتدبر۔

تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں اور سردی سے بھی یہ باب اکتفا سے تعلق رکھتی ہے یعنی ایک ضد ذکر کر کے دوسری مراد لی گئی ہے، خوب غور کر لو۔

۶۱۷ - حديث اليقين الايمان كله موضوع على ما ذكره الصغاني

یقین پورا ایمان ہے یہ موضوع ہے، جیسا کہ صغانی نے ذکر کیا ہے۔

۶۱۸ - حديث يوم الاربعاء يوم نحس مستمر اخرجه الطبراني في الاوسط عن جابر رضي الله عنه قال السخاوي لا اصل له وفي فضيلته والتنفير منه احاديث كلها واهية قلت وعلى تقديره ومخرجه من الحديث اربعتهم فهو تفسير لقوله تعالى يوم نحس مستمر بانه يوم الاربعاء وقد كان نحسا وشؤما على الاعداء وكان سعدا ومباركا على الاولياء قال ولكن اما يروى في ايام الاسبوع مرفوعا يوم السبت يوم مكر وخديعة ويوم الاحد

بدھ کا دن برابر منحوس ہے اسے طبرانی نے اوسط میں جابر سے روایت کیا ہے، سخاوی کہتے ہیں اس کی کوئی اصل نہیں اس کی فضیلت یا اس کے منحوس ہونے کے بارے میں جتنی روایات ہیں، سب کی سب واہیات ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی صحت کو چار باتیں ثابت کرتی ہیں، ایک تو اللہ تعالیٰ کے اس قول یوم نحس مستمر کی تفسیر کہ وہ بدھ کا روز اور وہ دشمنوں کے لئے نحس تھا لیکن دوستوں کے لئے مبارک اور سعد تھا۔ ایسے ہی ہفتہ کے دنوں کے بارے میں مرفوع روایت ہے کہ ہفتہ کا روز مکر اور دھوکہ کا دن ہے، اتوار کا دن درخت لگانے اور تعمیر کا دن ہے، پیر کا دن سفر اور طلب رزق کے لئے ہے، منگل کا دن لڑائی اور

يَوْمُ غَرْبٍ وَبَلَاءٍ وَالْاِثْنَيْنِ يَوْمُ سَفَرٍ وَطَلَبِ رِزْقٍ وَالثُّلَاثَاءُ يَوْمُ حَدِيْدٍ وَبَأْسٍ وَالْاَرْبِعَاءُ يَوْمُ لَا اَخْذَ وَلَا اِعْطَاءَ وَالْخَمِيْسُ يَوْمُ طَلَبِ الْحَوَائِجِ وَالْجُمُعَةُ يَوْمُ خِطْبَةِ النِّكَاحِ اَخْرَجَهُ اَبُوْ يَعْلٰى مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ عَبَّاسٍ فَهُوَ ضَعِيْفٌ اَيْضًا لٰكِنْ يُرْوٰى عَنْ عَائِشَةَ اَنَّهَا قَالَتْ اِنَّ اَحَبَّ الْاَيَّامِ اِلَيَّ يَخْرُجُ فِيْهِ مُسَافِرِيْ وَاَنْكِحُ فِيْهِ وَاَخْتِنُ فِيْهِ صَبِيِّيْ يَوْمُ الْاَرْبِعَاءِ انْتَهٰى كَلَامُ السَّخَاوِيْ وَتَقَدَّمَ بَعْضُ الْكَلَامِ عَلٰى حَدِيْثِ مَا بُدِئَ شَيْءٌ يَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ اِلَّا وَتَمَّ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ ۔

تکلیف کا دن ہے، اور بدھ کا دن وہ ہے جس میں نہ کوئی شئے لی جاتی ہے نہ دی جاتی ہے، جمعرات کا دن حاجت طلب کرنے کا دن ہے اور جمعہ کا دن نکاح کا دن ہے اسے ابو یعلی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، لیکن یہ بھی ضعیف ہے لیکن حضرت عائشہ رض سے یہ روایت ہے، کہ مجھے تمام دنوں میں سب سے زیادہ محبوب جس میں مسافر سفر کو جائے اسی میں نکاح پڑھا جائے۔ اور بچہ کی ختنہ کی جائیں وہ بدھ کا روز ہے۔ یہاں تک کہ سخاوی کا کلام تھا اور کچھ کلام اس بارے میں پہلے اس حدیث کے تحت گذر چکا کہ جو کام بدھ کے روز شروع کیا جاتا ہے وہ پورا ہوتا ہے۔

۴۱۹ - حَدِيْثُ يَوْمُ صَوْمِكُمْ يَوْمُ نَحْرِكُمْ لَا اَصْلَ لَهٗ كَمَا قَالَ اَحْمَدُ وَغَيْرُهٗ ذَكَرَهُ السَّخَاوِيُّ وَذَكَرَهُ الزَّرْكَشِيُّ بِلَفْظِ نَحْرِكُمْ يَوْمَ

تمہارے روزہ کا دن تمہاری قربانی کا روز ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، جیسا کہ امام احمد وغیرہ کا قول ہے، اسے سخاوی نے ذکر کیا ہے، زرکشی اسے نقل کرنے کے

صُومُوا صَوْمَكُمْ ثُمَّ قَالَ اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ
لَا اَصْلَ لَهُ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ يُحْمَلُ
عَلَى الْغَالِبِ اَوْ عَلَى سَنَةٍ وَرَدَتْ
وَهُوَ عَامُ حَجَّةِ الْوَدَاعِ اَوْ غَيْرِهِ وَ
اللهُ اَعْلَمُ۔

بعد کہتے ہیں۔ امام احمد رح فرمایا کرتے
تھے۔ اس کی کوئی اصل نہیں ملا علی قاری
فرماتے ہیں اسے اغلب یا سنت پر محمول
کیا جائے جیسا کہ عام حجۃ الوداع وغیرہ میں
وارد ہے۔

فَصْلٌ

قَالَ شَيْخُ مَشَايِخِنَا الْحَافِظُ
شَمْسُ الدِّيْنِ السَّخَاوِيُّ فِيْ خَاتِمَةِ
الْمَقَاصِدِ الْحَسَنَةِ فِيْ بَيَانِ الْاَحَادِيْثِ
الْمُشْتَهِرَةِ عَلَى الْاَلْسِنَةِ وَاِذَا انْتَهَى
مَا اَوْرَدْنَاهُ مِمَّا اسْتَحْضَرْنَاهُ
فَنُلْحِقُ بِذٰلِكَ مَا اشْتَهَرَ مِنْ
لِقَاءِ بَعْضِ الْاَئِمَّةِ وَنَحْوِهِمْ
بِبَعْضٍ وَكَوْنِ التَّصَانِيْفِ بِضَعَاتٍ
لِاُنَاسٍ وَقُبُوْرًا لِاَقْوَامٍ ذَوِيْ
جَلَالَةٍ مَعَ بُطْلَانِ ذٰلِكَ كُلِّهِ وَ
لِنَاسٍ يُذْكَرُوْنَ بَيْنَ كَثِيْرٍ مِنَ
الْعَوَامِّ بِالْعِلْمِ اِمَّا مُطْلَقًا اَوْ فِيْ

ہمارے شیخ حافظ شمس الدین السخاوی
اپنی کتاب مقاصد الحسنہ فی بیان الاحادیث
کے خاتمہ میں فرماتے ہیں کہ وہ روایات جو
آئمہ کی ایک دوسرے سے ملاقات کے بارے میں
اور ایسے ہی وہ تصانیف جو بڑے بڑے
لوگوں کی قبروں کے بارے میں لکھی گئیں ہیں
سب کی سب باطل ہیں، اور عوام میں علم
کے ساتھ بہت تذکرہ ہے۔ وہ علم مطلق ہو
یا خصوصی۔ بعض اوقات جس کا صحیح علم
نہیں ہوتا۔ اس میں تقلید سے بھی کام
لیا جاتا ہے۔ جو لوگ صفات کے ساتھ
متصف تھے وہ اس قسم کی روایات

خُصُوصِ عِلْمٍ مُعَيَّنٍ وَرُبَّمَا تَسَاهَلَ فِي ذٰلِكَ مَنْ لَا مَعْرِفَةَ لَهُ بِذٰلِكَ تَغْلِيْبًا أَوِ اسْتَصْحَبَ مَا كَانَ مُتَّصِفًا بِهِ ثُمَّ زَالَ بِالتَّرْكِ أَوْ تَشَاغَلَ بِمَا انْسَلَخَ بِهِ عَنِ الْوَصْفِ الْأَوَّلِ وَهُوَ فِي جَمِيْعِ هٰذَا كَثِيْرٌ لَا يَنْحَصِرُ فَمِنَ الْأَوَّلِ قَوْلُ ابْنِ تَيْمِيَّةَ مَا اشْتَهَرَ مِنْ أَنَّ الشَّافِعِيَّ وَأَحْمَدَ اجْتَمَعَا بِشَيْبَانَ الرَّاعِيْ وَسَأَلَاهُ فَبَاطِلٌ بِاتِّفَاقِ أَهْلِ الْمَعْرِفَةِ لِأَنَّهُمَا لَمْ يُدْرِكَاهُ قَالَ وَكَذٰلِكَ مَا ذَكَرُوْهُ مِنْ أَنَّ الشَّافِعِيَّ اجْتَمَعَ بِأَبِيْ يُوْسُفَ عِنْدَ الرَّشِيْدِ بَاطِلٌ فَلَمْ يَجْتَمِعِ الشَّافِعِيُّ بِالرَّشِيْدِ إِلَّا بَعْدَ مَوْتِ أَبِيْ يُوْسُفَ وَقَالَ الْحَافِظُ ابْنُ حَجَرٍ وَكَذَا الرِّحْلَةُ الْمَنْسُوْبَةُ لِلشَّافِعِيِّ إِلَى الرَّشِيْدِ وَأَنَّ مُحَمَّدَ ابْنَ الْحَسَنِ حَرَّضَهُ عَلٰى قَتْلِهِ وَإِنْ أَخْرَجَهَا الْبَيْهَقِيُّ فِي مَنَاقِبِ الشَّافِعِيِّ

کے ترک میں مشغول رہے، اس کے باوجود یہ لوگوں میں بہت عام ہیں جن کا انحصار بھی ممکن نہیں۔ پہلی قسم کی روایات میں یہ بہت مشہور ہے کہ امام شافعیؒ اور امام احمد بن حنبل رح شیبان راعی کے پاس جمع ہوئے اور ان سے سوالات کئے۔ ابن تیمیہ رح فرماتے ہیں یہ باتفاق رائے باطل ہے۔ کیونکہ ان دونوں حضرات نے شیبان رح کا زمانہ نہیں پایا ایسے ہی یہ جو بیان کیا جاتا ہے کہ امام شافعیؒ امام ابو یوسف کے ساتھ رشید کے پاس جمع ہوئے۔ یہ بھی باطل ہے۔ کیونکہ امام امام شافعی رشید کے پاس ابو یوسفؒ کی وفات کے بعد پہنچے تھے۔ حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں ایسے ہی یہ واقعہ جو امام شافعیؒ کی جانب منسوب ہے کہ وہ سفر کر کے رشید کے پاس گئے اور امام محمد بن الحسن الشیبانی نے رشید کو ان کے قتل پر ابھارا۔ اور اسے بیہقیؒ نے مناقب شافعیؒ میں روایت کیا ہے یہ بھی موضوع

وغيره فهو موضوعة مكذوبة
ومن الثاني قول الميموني سمعت
أحمد بن حنبل يقول ثلاثة
كتب ليس لها أصول المغازي
والملاحم والتفسير قال الخطيب
في جامعه هذا محمول على كتب
مخصوصة في هذه المعاني الثلاثة
غير معتمد عليها لعدم عدالة
ناقليها وزيادة القصاص فيها
وأما كتب الملاحم فجميعها
بهذه الصفة وليس يصح في
ذكر الملاحم المرتقبة والفتن
المنتظرة غير أحاديث يسيرة
وأما كتب التفسير فمن أشهرها
كتابا الكلبي ومقاتل بن سليمان
وقد قال أحمد في تفسير الكلبي
من أوله إلى آخره كذب قيل له
فيحل النظر فيه قال لا قلت وقد
قال الزركشي وكتاب مقاتل

ہے اور جھوٹ ہے حالانکہ امام محمد امام شافعی کے
استاد اور سوتیلے باپ ہیں اور امام شافعی انکے بارے
میں فرماتے ہیں میں نے محمد بن الحسن سے اونٹ کے
بوجھ کے برابر علم حاصل کیا) اور ایسے ہی میمونی کا یہ
قول کہ امام احمد فرمایا کرتے تھے کہ تین قسم کی کتابوں کا
کوئی اصول نہیں مغازی، ملاحم اور تفسیر خطیب اپنی
جامع میں فرماتے ہیں یہ ان مضامین کی ان خاص کتب
کے بارے میں ہے کہ جن پر کوئی اعتماد نہیں کیا جاسکتا
اس لئے کہ ان کے ناقل صاحب عدالت نہ تھے علاوہ
اسمیں قصوں کی بھرمار تھی۔ ملاحم کا جہاں تک تعلق ہے
تو اس مضمون کی تمام کتب اس صفت کے ساتھ موصوف
ہیں اور آئندہ آنیوالے فتنوں کے بارے میں چند
احادیث کے علاوہ کوئی صحیح نہیں اور جہاں تک کتب
تفسیر کا تعلق ہے تو اس میں سب سے زیادہ مشہور
کلبی اور مقاتل بن سلیمان کی کتابیں ہیں۔ امام
احمد بن حنبل تفسیر کلبی کے بارے میں فرماتے ہیں کہ
وہ از اول تا آخر جھوٹ ہے ان سے دریافت
کیا گیا کہ اسے دیکھنا بھی جائز ہے یا نہیں۔
انہوں نے فرمایا نہیں۔ زرکشی کہتے ہیں مقاتل

قَرِیْبٌ مِنْهُ قَالَ السُّیُوْطِیُّ وَمِنْهُ كُتُبٌ صَحِیْحَةٌ وَنُسَخٌ مُعْتَبَرَةٌ بَیَّنْتُ حَالَهَا فِی اٰخِرِ كِتَابِ الْاِتْقَانِ فِی عُلُوْمِ الْقُرْاٰنِ وَسَطَرْتُهَا كُلَّهَا فِی تَفْسِیْرِ الْمُسْنَدِ اِنْتَهٰى وَاَمَّا الْمَغَازِیْ فَمِنْ اَشْهَرِهَا كِتَابُ مُحَمَّدِ بْنِ اِسْحٰقَ وَكَانَ یَاْخُذُ مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ وَقَدْ قَالَ الشَّافِعِیُّ كُتُبُ الْوَاقِدِیِّ كَذِبٌ وَلَیْسَ فِی الْمَغَازِیْ صَحِیْحٌ مِنْ مَغَازِیْ مُوْسٰى بْنِ عُقْبَةَ اِنْتَهٰى ۔

کی تفسیر بھی اسی کے قریب قریب ہے سیوطی کہتے ہیں تفسیر کا جہانتک تعلق ہے اسمیں صحیح کتابیں اور معتبر نسخے بھی موجود ہیں جن کا حال میں نے کتاب الاتقان فی علوم القرآن کے اخیر میں کیا ہے۔ مغازی کا جہاں تک معاملہ ہے اس میں مشہور محمد بن اسحاق کی کتاب ہے اور وہ اہل کتاب سے نقل کرتا ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ تعالے فرماتے ہیں واقدی کی کتابیں جھوٹی ہیں۔ اور مغازی میں موسےٰ بن عقبہ کی مغازی کے علاوہ کوئی کتاب صحیح نہیں ؂

وَمِنَ الْقُبُوْرِ مَا بَیْنَ كَرَكِ بِجَبَلِ لُبْنَانَ مِنَ الْبِقَاعِ اَنَّهٗ قَبْرُ نُوْحٍ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاِنَّمَا حَدَثَ فِی اَثْنَاءِ الْمِائَةِ السَّابِعَةِ وَالْمَشْهَدُ الَّذِیْ یُنْسَبُ لِاُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ بِالْجَانِبِ الشَّرْقِیِّ مِنْ دِمَشْقَ مَعَ اتِّفَاقِ الْعُلَمَاءِ اَنَّهٗ لَمْ یَقْدِمْ مِنْهَا فَضْلًا عَنْ دَفْنِهٖ فِیْهَا وَالْمَكَانُ

ایسے ہی قبروں کا معاملہ ہے یہ جو کہا جاتا ہے کہ جبل لبنان کی ایک گھاٹی میں حضرت نوح ؑ کی قبر ہے۔ اور یہ بات ساتویں صدی میں بیان کی گئی ایسے ہی دمشق کی جانب شرقی میں ایک مشہد ابی ؓ بن کعب کے نام سے منسوب ہے حالانکہ تمام علما متفق ہیں کہ ابی ؓ دمشق تشریف ہی نہیں لائے کجا کہ وہاں دفن ہونا ایسے

لابن عمر من الجبل الذي بالمعلاة
لا يصح من وجه لانهم اتفقوا على
انه توفي بمكة والمكان الذي
ينسب لعقبة بن عامر من قرافة
مصر انما هو بمنام امراة بعصرهم
بعد مدة متطاولة والمكان
المنسوب لابي هريرة بعسقلان
انما هو قبر حيدرة بن خيشنة
كما جزم به بعض الحفاظ الشاميين
ولكن جزم ابن حبان وتبعه
شيخنا بالاول والمكان المعروف
بالمشهد الحسيني من القاهرة
ليس الحسين مدفونا به
بالاتفاق وانما فيه رأسه فيما
ذكره بعض المصريين ونفاه
بعضهم قاله شيخنا يعني العسقلاني
واما التقي بن تيمية فقد رأيت
له جوابا بالغ في انكار ذلك واهال
فيه والمكان المعروف بالسيدة

جبل مولات میں ایک مکان ابن عمرؓ کی
جانب منسوب ہے، وہ بھی کسی طرح صحیح نہیں
کیونکہ تمام علماء متفق ہیں کہ ابن عمر رضی اللہ
عنہ کی وفات مکہ معظمہ میں ہوئی۔ ایسے
ہی ایک مصر میں ایک مکان عقبہ بن عامر
کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ایک
طویل مدت کے بعد بعض لوگوں نے یہ بات
خواب میں دیکھی تھی۔ اسی طرح عسقلان میں جو
مکان ابوہریرہؓ کی جانب منسوب ہے
وہ حیدر بن خیشنہ کی قبر ہے، جیسا کہ بعض شامی
حفاظ نے اس کی تصریح کی ہے۔ اگرچہ
ابن حبان اور ہمارے شیخ نے قول اول کو
تسلیم کیا ہے۔ قاہرہ میں وہ مقام جو مشہد
حسینؓ کے نام سے مشہور رہا ہے۔ وہاں حضرت
حسینؓ بالاتفاق دفن نہیں۔ بلکہ وہاں صرف
ان کا سر ہے۔ اس کا بعض مصریین نے ذکر کیا ہے۔ اور
بعض مصریین منکر ہیں۔ جیسا کہ ہمارے شیخ ابن حجر
العسقلانی نے اس کا ذکر کیا ہے
میں نے امام تقی رح بن تیمیہ کا ایک

نفيسة ابنة الحسن بن زيد بن الحسن بن علي بن ابي طالب رضي فقد ذكره بعض اهل المعرفة ان خصوص هذا المحل الذي الذي يزار ليس هو قبرها ولكنها في تلك البقعة بالاستفاضة واستفاد ذلك مع ما بعده بطول وهو جدير بان اراده في تاليف انتهى.

جواب دیکھا ہے جس میں انہوں نے اس کا شدت سے انکار کیا ہے اور کافی طویل جواب ہے۔ نفیسہ بنت حسن بن علی بن ابی طالب کی جانب جو مکان مشہور ہے جس کا بعض اہل معرفت نے اس کی زیارت کا خصوصیت سے ذکر کیا ہے۔ یہ ان کی قبر نہیں۔ اگرچہ وہ اسی گھاٹی میں مدفون ہیں۔

فصل

اقول ومما يلحق به ما قاله العلامة الشيخ محمد بن الجزري لا يصح تعيين قبر نبي غير قبر نبينا عليه الصلوة والسلام نعم سيدنا ابراهيم عليه السلام في تلك القرية لا بخصوص تلك البقعة انتهى وكانه فيه اشارة الى ان لا وجود لنور القمر و

ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ وہ بات بھی پیش نظر رکھنی چاہیئے جو علامۃ الشیخ محمد بن الجزری نے فرمائی ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علاوہ کسی نبی کی قبر کی تعیین صحیح نہیں۔ ہاں سیدنا ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام اس گاؤں میں مدفون ہیں نہ کہ خاص اس مکان میں جس کی جانب ان کی نسبت ہے۔ اور گویا کہ یہ اشارہ اسی امر کی جانب ہے کہ سورج کی روشنی جب ظاہر ہو گئی تو چاند

الکواکب بعد ظہور ضیاء الشمس ولیماء الی نسخ سائر الادیان فی جمیع الاماکن و الازمان و لئلا یشارکہ احد فی زیارتہ لتعظیم لہ الشان کما ذکر من الحکمۃ فی دفنہ علیہ السلام بالمدینۃ لئلا ینقص رتبتہ لو دفن بمکۃ فی جنب بیت اللہ الحرام و دفن بمکۃ کثیر من الصحابۃ الکرام و اما مقابرھم فغیر معروفۃ کما ذکرہ الاعلام حتی قبر خدیجۃ انما بنی علی ما وقع لبعضھم من المنام ثم اختلفوا فی مکان مولدہ علیہ الصلوۃ والسلام و ان اشتھر عند اھل مکۃ بالموضع المعروف عند الانام۔

اور ستاروں کی چمک کا وجود کہاں باقی رہا اور یہ چیز خود اس بات کی جانب اشارہ کرتی ہے کہ اب تمام مقامات اور تمام زمانوں میں کل ادیان ومذاہب کا نسخ ہو چکا۔ ورنہ آپ کی زیارت میں کوئی نہ کوئی اور بھی اسی عظمت وشان کے ساتھ شریک ہوتا اور یہی حکمت تھی جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مدینہ منورہ میں دفن کیا گیا کیونکہ اگر مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ کے پہلو میں دفن کیا جاتا۔ تو آپ کے رتبہ میں کمی آتی۔ اگرچہ مکہ معظمہ میں بہت سے صحابہ کرام دفن کئے گئے لیکن ان کی قبریں غیر معروف ہیں جیسا کہ خود نشانات ظاہر کرتے ہیں۔ حتی کہ حضرت خدیجہ کی قبر بھی بعض لوگوں کے خواب پر بنائی گئی۔ پھر اس امر میں بھی اختلاف ہے۔ کہ حضور کی جائے پیدائش کون سی ہے اگرچہ اہل مکہ کے نزدیک اس سلسلہ میں ایک مقام مشہور ہے۔

اما ما احدثوا من مواليد ابی بکر و عمر و علی رضی اللہ عنھم

اسی طرح ابوبکرؓ و عمرؓ اور علیؓ کی جائے پیدائش کا کچھ لوگ ذکر کرتے ہیں حالانکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں تو ان کی جائے

مَعَ عَدَمِ ثُبُوْتِهَا فَلَا يَظْهَرُ وَجْهُ	پیدائش کے ساتھ تبرک کی کوئی صورت ہی نہیں کیونکہ
التَّبَرُّكِ بِأَرْضِهَا إِلَّا بِاعْتِبَارِ مَآلِ	اعتبار تو ان کے انجام کا ہا دسا خیر عمر میں ان کی قدر و
أَمْرِهِمْ وَعُلُوِّ قَدْرِهِمْ فِي أَوَاخِرِ	منزلت کا ہے اور پیدائش کے انہیں کوئی ولایت حاصل
عُمُرِهِمْ وَإِلَّا فَحِيْنَ وِلَادَتِهِمْ لَمْ	نہ تھی کیونکہ پیدائش بھی کفار کے گھر میں ہوئی اور نشوو
يَكُنْ لَهُمْ شَيْءٌ مِنْ وِلَايَتِهِمْ نَعَمْ	نما بھی اور خود بھی ایک مدت تک کافر رہے ہاں اس
لَهُمْ فِي الْأَحْوَالِ اللَّاحِقَةِ أَنَّهُمْ	لحاظ سے کہ ان کے لئے مستقبل میں نیکی سبقت
سَبَقَتْ لَهُمُ الْحُسْنٰى فِي الْأَحْوَالِ	کر چکی تھی۔ جیسا کہ مستقبل کے واقعات
السَّابِقَةِ ۔	نے ثابت کیا۔
وَمِنْ جُمْلَةِ مُفْتَرَيَاتِ	اسی طرح شیعوں کی بیہودگیوں میں سے
الشِّيْعَةِ الشَّنِيْعَةِ جَعَلَ صُوْرَةَ	ایک یہ بھی ہے کہ علیؓ کی قبر کے پہلو میں آدم
قَبْرِ آدَمَ وَنُوْحٍ عَلَيْهِمَا السَّلَامُ	اور نوح علیہ السلام کی قبر بھی بنادی حالانکہ
بِجَنْبِ قَبْرِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مَعَ	خود حضرت علی کی قبر ثابت نہیں وہ بھی ایک
أَنَّ قَبْرَهُ أَيْضًا لَيْسَ بِثَابِتٍ إِنَّمَا	خواب کی بنیاد پر بنائی گئی تھی۔ اور غالباً
بُنِيَ عَلٰى أَمْرِ الْمَنَامِ وَنَحْوِهِ مِنَ الْكَلَامِ	انہوں نے یہ فعل اس لئے اختیار کیا کہ جب
وَلَعَلَّ الْبَاعِثَ عَلٰى مَا فَعَلُوْهُ	انہوں نے یہ دیکھا کہ صحابہ کرام میں ابوبکرؓ و
أَنَّهُمْ لَمَّا رَأَوْا مَقَامَ الشَّيْخَيْنِ مِنَ	عمرؓ کو جو مقام حضور کے پہلو میں دفن ہونے
الصَّحَابَةِ الْكِرَامِ فِي ضَرِيْحَتِهِ عَلَيْهِ	سے حاصل ہے۔ وہ اور کسی کو حاصل نہیں
السَّلَامُ قَصَدُوْا بِالتَّزْوِيْرِ جَبْرَ عَلِيٍّ	تو انہوں نے جھوٹی قبریں بنانے کا ارادہ
رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ عَنْ تَفَرُّدِهِ فِيْ	کرلیا۔ تاکہ حضرت علی کو بھی کوئی مقام حاصل

ذلك المقام.

حاصل ہو سکے۔

وكذا ما ينسبون من ابراء الاعمى والابرص والمقعد ونحوهم في مقبرة الامام علي بن موسى الرضا عليه وعلى ابائه التحية والثناء فانه زور وبهتان وكذا ما ادعاه جهلة اهل الحرمين برؤية النور عند قبره عليه السلام بخصوص ليلة المعراج فانه لا ريب من عمل اهل البطلان والزور.

اسی طرح یہ باتیں جو منسوب کی جاتی ہیں، کہ علی بن موسیٰ الرضا ر کے مقبرہ میں اندھا بینا اور بیکار ہاتھ والا کارآمد ہو جاتا ہے یہ سب جھوٹ اور بہتان ہے اسی طرح اہل مکہ اور اہل مدینہ کے جہلاء کا یہ دعویٰ کہ لیلۃ المعراج میں حضور کی قبر مبارک کے قریب نور نظر آتا ہے، یہ بھی جھوٹ ہے اور جھوٹے آدمیوں کی باتیں ہیں اکیونکہ معراج کے بارے میں حدیث و تاریخ معین ثابت نہیں۔

واما نوره عليه الصلوة والسلام فهو في غاية من الظهور شرقا وغربا واول ما خلق الله نوره وسماه في كتابه نورا وفي دعائه عليه الصلوة والسلام اللهم اجعلني نورا وفي التنزيل يريدون ان يطفئوا نور الله بافواههم ويابى الله الا ان يتم نوره وقال تعالى الله نور السموات

رہا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نور مبارک وہ تو شرقاً اور غرباً ظاہر ہی ہے، سب سے پہلے اللہ نے آپ کے نور کو پیدا کیا۔ اور اپنی کتاب میں بھی آپ کا نام نور رکھا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی دعا میں فرماتے اے اللہ میرے لئے نور پیدا فرما دیجئے، اور قرآن میں ہے یہ لوگ اللہ کے نور کو اپنے مونہوں سے بجھانا چاہتے ہیں، حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے نور کو مکمل فرما کر رہیں گے، دوسرے مقام پر فرماتا ہے، اللہ تعالیٰ زمین و آسمان کا نور ہے اس کے نور

وَالْاُذُنِ مَثَلُ نُوْرِهٖ فِيْ قَلْبِ مُحَمَّدٍ وَقَالَ عَزَّوَجَلَّ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ لٰكِنْ هٰذَا النُّوْرُ لَيْسَ لَهُ الظُّهُوْرُ اِلَّا فِيْ عَيْنِ اَهْلِ الْبَصِيْرَةِ فَاِنَّهَا لَا تَعْمَى الْاَبْصَارُ وَلٰكِنْ تَعْمَى الْقُلُوْبُ الَّتِيْ فِي الصُّدُوْرِ.

کی مثال اس طاق کی طرح ہے (طاق سے مراد حضور کا دل) ومن لم یجعل اللہ لہ نوراً فما لہ من نور۔ لیکن یہ نور وہ ہے جس کا ظہور نہیں (بالفاظ دیگر یہ نور قلب ہے یا نور ایمان ہے۔ اہل بصیرت کو وہ نظر آجاتا ہے، لیکن جن کے دل اندھے ہیں، وہ کیا دیکھیں گے۔

وَفِي الْخُلَاصَةِ قَالَ الشَّيْخُ قَدْ صُنِّفَ كُتُبٌ فِي الْحَدِيْثِ وَجَمِيْعُ مَا احْتَوَتْ عَلَيْهِ مَوْضُوْعٌ كَمَوْضُوْعَاتِ الْقُضَاعِيِّ وَمِنْهَا الْاَرْبَعُوْنَ الْوَدْعَانِيَّةُ وَمِنْهَا وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ سِوَى الْحَدِيْثِ الْاَوَّلِ وَهُوَ يَا عَلِيُّ اَنْتَ مِنِّيْ بِمَنْزِلَةِ هَارُوْنَ مِنْ مُّوْسٰى غَيْرَ اَنَّهٗ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ قَالَ الصَّغَانِيُّ وَمِنْهَا وَصَايَا عَلِيٍّ كُلُّهَا الَّتِيْ اَوَّلُهَا يَا عَلِيُّ لِلْمُؤْمِنِ ثَلَاثُ عَلَامَاتٍ وَفِيْ اٰخِرِهَا النَّهْيُ عَنِ الْمُجَامَعَةِ فِيْ

خلاصہ میں ہے شیخ فرماتے ہیں حدیث کی وہ کتابیں اور دیگر قسم کی وہ کتب جو اس نور کے ظہور کے بارے میں تصنیف کی گئیں سب موضوع ہیں جیسا کہ موضوعات قضاعی۔ اسی طرح ابن ودعان کی اربعون۔ اور کتاب وصایا علیؓ تمام کی تمام موضوع ہے سوائے پہلی حدیث یا علیؓ انت منی بمنزلۃ ہارون من موسیٰ غیر انہ لا نبی بعدی۔ صغانی فرماتے ہیں وصایا علیؓ سب کی سب موضوع ہے اس کی پہلی روایت یہ ہے کہ فلاں کے لیے تین علامتیں ہیں اور اخیر میں خاص خاص اوقات میں صحبت سے منع کیا گیا، اور آخری

أو كانت مخصوصة بك كلها موضوعة و
آخر هذه الوصايا يا علي أعطيتك
في هذه الوصية علم الأولين و
الآخرين وضعها حماد بن عمرو
النصيبي وقال السيوطي في اللآلي
وكذا وصايا علي موضوعة والمتهم
به حماد بن عمرو وكذا وصاياه
التي وضعها عبد الله بن زياد
بن سمعان أو شيخه قال الصغاني
وأول هذه الموضوعات كان
الموت فيها على غيرنا كتب وقد
ذكرناه مع غيره من موضوعات
الشباب وآخرها ما من بيت إلا
وملك يقف على بابه خمس مرات
فإذا وجد الإنسان قد نفد
أكله وانقطع أجله ألقى عليه
غم الموت فغشيته كرباته و
غمرته سكراته قال السيوطي في
الذيل إن الأربعين الودعانية

وصیت یہ ہے کہ میں اے علی تجھے اس وصیت
میں اولین وآخرین کا علم عطا کرتا ہوں اسے
حماد بن عمرو النصیبی نے وضع کیا تھا۔ سیوطی
لآلی میں فرماتے ہیں اسی طرح وصایا علی بھی
سب موضوع ہیں۔ اور ان کی وضع کی تہمت
حماد بن عمرو پر ہے۔ اسی طرح وہ وصایا علی
جو عبد اللہ بن زیاد بن سمعان یا اس کے
شیخ نے وضع کی تھیں سب موضوع ہیں۔
صغانی کہتے ہیں۔ اس کی اول روایت یہ ہے
کان الموت فیہا علی غیرنا۔ اور آخری روایت
یہ ہے۔ کہ کوئی گھر ایسا نہیں جہاں فرشتہ
پانچ بار دروازے پہ نہ ٹھہرتا ہو جب انسان
کا رزق ختم ہوجاتا۔ اور اس کی مدت
پوری ہوجاتی ہے۔ تو اس پر موت کا غم ڈال
دیا جاتا ہے۔ تو اس کی مصیبت اسے
بے ہوش کر دیتی ہے۔ اور اس کی عمر میں
سکرات پیدا ہوجاتے ہیں۔ سیوطی ذیل میں
فرماتے ہیں ان اربعین ودعانیہ میں سے اس
طریقے کے ساتھ کوئی حدیث مرفوع صحیح نہیں

لَا يَصِحُّ فِيْهَا حَدِيْثٌ مَرْفُوْعٌ عَلَى
هٰذَا النَّسَقِ فِيْ هٰذِهِ الْاَسَانِيْدِ
وَاِنَّمَا يَصِحُّ مِنْهَا اَلْفَاظٌ يَسِيْرَةٌ وَاِنْ
كَانَ كَلَامُهَا حَسَنًا وَمَوْعِظَةً فَلَيْسَ
كُلُّ مَا هُوَ حَقٌّ حَدِيْثًا بَلْ عَكْسُهُ
وَهِيَ مَسْرُوْقَةٌ سَرَقَهَا ابْنُ وَدْعَانَ
مِنْ وَاضِعِهَا زَيْدِ بْنِ رِفَاعَةَ وَ
يُقَالُ اَنَّهُ الَّذِيْ وَضَعَ رَسَائِلَ
اِخْوَانِ الصَّفَا وَكَانَ مِنْ اَجْهَلِ
خَلْقِ اللّٰهِ فِي الْحَدِيْثِ وَاَقَلِّهِمْ حَيَاءً
وَاَجْرَئِهِمْ عَلَى الْكَذِبِ قَالَ الصَّغَانِيُّ
وَمِنْهَا كِتَابُ فَضْلِ الْعُلَمَاءِ لِلْمُحَدِّثِ
شَرَفِ الْبَلْخِيِّ وَاَوَّلُهُ مَنْ تَعَلَّمَ مَسْئَلَةً
مِنَ الْفِقْهِ فَلَهُ كَذَا وَمِنَ الْاَحَادِيْثِ
الْمَوْضُوْعَةِ بِاِسْنَادٍ وَاحِدٍ اَحَادِيْثُ
الشَّيْخِ الْمَعْرُوْفِ بِابْنِ اَبِي الدُّنْيَا هُوَ
الَّذِيْ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُ اَدْرَكَ عَلِيًّا وَ
عُمَرَ طَوِيْلًا وَاَخَذَ بِرِكَابِهِ فَرَكِبَ
وَاَصَابَهُ رِكَابُهُ فَشَجَّهُ فَقَالَ مَدَّ اللّٰهُ

ہاں ان میں سے کچھ تھوڑے سے الفاظ
صحیح ہیں۔ اگرچہ کلام عمدہ اور ناصحانہ ہے
لیکن یہ تو ضروری نہیں کہ جو بات حق ہو وہ
حدیث بھی ہو۔ ہاں یہ ضروری ہے کہ ہر حدیث
حق ضرور ہو گی، اور یہ سب روایات چوری
ہیں اسے ابن ودعان نے زید بن رفاعہ کی دودھ
پلانے والی سے چوری کیا تھا، یہ بھی کہا جاتا
ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے رسائل اخوان
الصفا، وضع کئے۔ یہ حدیث کے معاملہ میں
تمام مخلوق میں سب سے زیادہ جاہل سب سے
زیادہ بے حیا، اور سب سے زیادہ جھوٹ پر جری
تھا۔ صغانی فرماتے ہیں، اسی قسم کی کتب میں سے
کتاب فضل العلماء بھی ہے جسے محدث شرف البلخی
نے تصنیف کیا ہے اور اس کی پہلی روایت یہ ہے
کہ جو فقہ کا ایک مسئلہ بھی حاصل کرے اسکیلئے اتنا اجر ہے اسی
طرح شیخ ابن ابی الدنیا کے بارے میں جو لوگوں میں روایت مشہور ہے
وہ بھی موضوع ہے کہ ابن ابی الدنیا علی اور عمر کے ساتھ کافی مدت
تک رہے اور گھوڑے کی رکاب پکڑ کر سوار ہوئے۔ تو عمر کی رکاب نے
انہیں زخمی کر دیا۔ حضرت عمر نے انہیں عمر کی برکت کی دعا دی

فِي مَعْنَاهُ وَكَذَا أَحَادِيثُ ابْنِ نَسْطُورٍ
الرُّومِيِّ وَأَحَادِيثُ بِشْرٍ وَنُعَيْمِ بْنِ
سَالِمٍ وَخِرَاشٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَحَادِيثُ
دِينَارٍ عَنْهُ وَأَحَادِيثُ أَبِي هُدْبَةَ
إِبْرَاهِيمَ بْنِ هُدْبَةَ الْقَيْسِيِّ •

وَمِنْهَا كِتَابٌ يُدْعَى بِمُسْنَدِ
أَنَسٍ الْبَصْرِيِّ مِقْدَارُ ثَلَاثِمِائَةٍ
يَرْوِيهِ سَمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ
أَنَسٍ وَأَوَّلُهُ أُمَّتِي فِي سَائِرِ الْأُمَمِ
كَالْقَمَرِ فِي النُّجُومِ وَفِي الذَّيْلِ
سَمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ لَا
يَكَادُ يُعْرَفُ أُلْصِقَتْ بِهِ نُسْخَةٌ
مَكْذُوبَةٌ قَطَعَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهَا وَفِي
لِسَانِ الْمِيزَانِ هِيَ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ
بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ
هَارُونَ عَنْ سَمْعَانَ فَذَكَرَ النُّسْخَةَ
وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِمِائَةِ حَدِيثٍ
أَكْثَرُ مُتُونِهَا مَوْضُوعَةٌ انْتَهَى قَالَ
الصَّغَانِيُّ وَمِنْهَا الْأَحَادِيثُ الْمَكِّيُّ

اسی طرح ابن نسطور الرومی بشر اور نعیم بن سالم کی احادیث
ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے
انس رضی سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انس
سے روایتیں اور ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ القیسی
کی احادیث سب موضوع ہیں •

اسی طرح وہ کتاب جو مسند انس رضی کے نام سے
مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی
نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے قریب
روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے کہ
میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جیسے
کہ چاند تاروں میں ذیل میں ہے سمعان بن المہدی
پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے
منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے
والے کو قطع کرے لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ
محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول
ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے
سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے
جس میں تین سو سے زیادہ روایتیں ہیں۔
اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

فِي عَشْرِهِ مَنْ أَوْ أَحَادِيثُ أَبِنِ نَسْطُوْرِ	اسی طرح ابن نسطور الرومی بشر اور نعیم بن سالم کی اولاد
الرُّوْمِيِّ وَأَحَادِيثُ بِشْرٍ وَنَعِيْمِ بْنِ	ایسے ہی خراش کی ہے وہ احادیث جو اس نے
سَالِمٍ وَخِرَاشٍ عَنْ أَنَسٍ وَأَحَادِيثُ	انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہیں۔ ایسے ہی دینار کی انس
دِيْنَارٍ عَنْهُ وَأَحَادِيثُ أَبِي هُدْبَةَ	سے روایتیں اور ابو ہدبہ ابراہیم بن ہدبہ العیسی
إِبْرَاهِيْمَ بْنِ هُدْبَةَ الْقَيْسِيِّ۔	کی احادیث سب موضوع ہیں ۔
وَمِنْهَا كِتَابٌ يُسَمَّى بِمُسْنَدِ	اسی طرح وہ کتاب جو مسند انس رضی اللہ عنہ کے نام سے
أَنَسٍ الْبَصْرِيِّ مِقْدَارُ ثَلَاثِ مِائَةٍ	مشہور ہے اور انس سے اسے سمعان بن المہدی
يَرْوِيْهِ سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ	نے روایت کیا ہے جس میں تین سو کے قریب
أَنَسٍ وَأَوَّلُهُ أُمَّتِيْ فِيْ سَائِرِ الْأُمَمِ	روایات ہیں اور پہلی حدیث اس کی یہ ہے۔ کہ
كَالْقَمَرِ فِي النُّجُوْمِ وَفِي الذَّيْلِ	میری امت تمام امتوں میں ایسی ہی ہے جب
سِمْعَانُ بْنُ الْمَهْدِيِّ عَنْ أَنَسٍ رضی اللہ عنہ كَا	کہ چاند تاروں میں ذیل میں ہے سمعان بن المہدی
يَكَادُ يُعْرَفُ أَلْصَقَتْ بِهِ نُسْخَةٌ	پہچانا نہیں جاتا اس نے ایک جھوٹا نسخہ انس سے
مَكْذُوْبَةٌ قَطَعَ اللّٰهُ مَنْ وَضَعَهَا وَفِيْ	منسوب کر دیا ہے اللہ تعالیٰ اس کے وضع کرنے
لِسَانِ الْمِيْزَانِ هِيَ مِنْ رِوَايَةِ مُحَمَّدِ	والے کو قطع کرے لسان المیزان میں ہے یہ نسخہ
بْنِ مُقَاتِلٍ الرَّازِيِّ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ	محمد بن مقاتل الرازی کی روایت سے منقول
هَارُوْنَ عَنْ سِمْعَانَ فَذَكَرَ النُّسْخَةَ	ہے اور وہ اسے جعفر بن ہارون کے واسطے
وَهِيَ أَكْثَرُ مِنْ ثَلَاثِ مِائَةِ حَدِيْثٍ	سمعان سے ایک نسخہ کی روایت کرتا ہے
أَكْثَرُ مُتُوْنِهَا مَوْضُوْعَةٌ انْتَهَى قَالَ	جس میں تین سو سے زیادہ روایتیں ہیں ،
الصَّغَانِيُّ وَمِنْهَا الْأَحَادِيْثُ الَّتِيْ	اور ان کے اکثر متون موضوع ہیں صغانی

تُرْوٰی فِی تَسْمِیَتِہَا بِاَحْمَدَ لَا تَثْبُتُ شَیْءٌ مِنْہَا ۔

کہتے ہیں اسی طرح وہ احادیث جن میں یا احمدؒ کا لفظ آئے ایک بھی ثابت نہیں ۔

وَمِنْہَا خُطْبَۃُ الْوَدَاعِ مِنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ رَفَعَہٗ وَاَوَّلُہٗ لَا یَرْکَبُ اَحَدُکُمُ الْبَحْرَ عِنْدَ ارْتِجَاجِہٖ قُلْتُ وَمِنْہَا مَسَائِلُ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ سَلَامٍ فِی امْتِحَانِہِ النَّبِیَّ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ وَھِیَ تَنْدُرُ کُرَّاسَۃً مِنْ مُہْمَلَاتِ الْکَلَامِ وَفِی اللَّآلِی الْخُطْبَۃُ الْاَخِیْرَۃُ عَنْ اَبِی ھُرَیْرَۃَ وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ بِطُوْلِہَا مَوْضُوْعَۃٌ اُتُّہِمَ بِہٖ مَیْسَرَۃُ بْنُ عَبْدِ رَبِّہٖ لَا بُوْرِکَ فِیْہِ مِنْ عِنْدِ رَبِّہٖ ۔

اسی قسم کی روایات میں سے خطبۃ حجۃ الوداع بھی ہے جو ابو الدرداء سے مرفوعاً مروی ہے جسکی ابتدا یہ ہے کہ کوئی تم میں سے سمندر کا سفر تموج کے وقت نہ کرے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح وہ سوالات ہیں جو عبد اللّٰہ بن سلام نے حضور کا امتحان لیتے وقت سنے تھے اور وہ ایک اچھا خاصہ رسالہ ہے جو مہملات سے پر ہے لآلی میں ہے آخری خطبہ میں ابو ہریرہؓ اور ابن عباسؓ سے ایک لمبی روایت مروی ہے جو موضوع ہے اسے میسرہ بن عبد ربہ نے وضع کیا تھا خدا کے سامنے اسے برکت عطا نہ ہو ۔

وَفِی الْوَجِیْزِ قَالَ ابْنُ عَدِیٍّ کَتَبْتُ جُمْلَۃً عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ الْاَشْعَثِ عَنْ مُوْسٰی بْنِ اِسْمٰعِیْلَ وَابْنِ مُوْسٰی بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ اٰبَائِہٖ اِلٰی عَلِیٍّ رَفَعَہَا اَخْرَجَ اِلَیْنَا نُسْخَۃً قَرِیْبًا مِنْ اَلْفِ حَدِیْثٍ عَنْ مُوْسَی الْمَذْکُوْرِ

وجیز میں ہے ابن عدی کہتے ہیں میں نے محمد بن اشعث سے احادیث لکھیں جنہیں وہ موسیٰ بن اسمٰعیل اور ابن موسیٰ بن جعفر کے واسطے سے حضرت علی سے مرفوعاً روایت کرتا تھا انہیں ہمارے سامنے ایک نسخہ نکالا جس میں ایک ہزار سے زائد موسیٰ المذکور سے روایات مروی تھیں اور عام روایات اس کی منکر تھیں دار قطنی فرماتے ہیں یہ بھی ایک

مِنْ اٰبَائِہٖ بِخَطٍّ طَرِيٍّ عَلَامَتُهَا مَنَاكِيْرُ
قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ اِنَّهٗ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ
وَضَعَ ذٰلِكَ الْكِتَابَ يَعْنِيْ
الْعُلْوِيَّاتِ قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ وَ
سَمَّاهُ السُّنَنَ وَكُلُّهٗ بِسَنَدٍ وَاحِدٍ
مِنْهُ لَا خَيْلَ اَبْقٰى عَنْ اَوْلَادِهِمْ
لِامْرَأَةٍ كَابْنَةِ الْعَمِّ وَعَبْدِ اللّٰهِ
وَابْنِ اَحْمَدَ عَنْ اَبِيْهِ عَنْ عَلِيٍّ
الرِّضَا وَاَبِيْهِ غَيْرُ مَرْضِيَّةٍ وَكَذَا
نِسْبَتُهٗ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ
غَيْرُ صَحِيْحَةٍ اِنْ كَانَ الْمُرَادُ بِهٖ
الْاِمَامَ اَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ فَتَأَمَّلْ
فَاِنَّهٗ مَحَلُّ زَلَلٍ ثُمَّ اَسْتَحَقَّ الْمُطْلِقَ
لَهُ الْاَبَاطِيْلُ وَمِنْهَا لَا يَحِلُّ لِامْرَأَةٍ
تُؤْمِنُ بِاللّٰهِ اَنْ تَضَعَ الْفَرْجَ عَلَى
السَّرْجِ وَمَنْ مَنَعَ الْمَاعُوْنَ لَزِمَهٗ
طَرْفُ الْخَجَلِ قَدَّتْ وَالثَّانِيْ مُسْتَفَادٌ
مِنْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ
وَمِنْهَا لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ

اللہ کا عذاب ہے۔ بلکہ یہ کتاب یعنی علویات وضع کی گئی
عسقلانی فرماتے ہیں اس کا نام انہوں نے سنن رکھا
ہے اور سب کی سب ایک ہی سند سے مروی ہیں۔
اس میں سے ایک روایت یہ بھی ہے کوئی سیاہ و سرخ
گھوڑا باقی نہ رہے گا۔ اور یہ احادیث ایک عورت سے
جو چچا زاد بہن ہے اور عبداللہ بن احمد، احمد، علی الرضا
کے ذریعہ ایک نسخہ روایت کیا جاتا ہے جو موضوع ہے
اور باطل ہے اس کے وضع کی نسبت عبداللہ یا احمد
کی جانب تو ہو نہیں سکتی جیسا کہ بعض اصحاب کو غلط
فہمی ہے اسی طرح وضع کی نسبت رضا یا ان کے والد
کی جانب یہ بھی بہتر نہیں اور عبداللہ بن احمد کی جانب بھی
ہرگز بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ اگر اس سے مراد امام احمد بن
حنبل ہیں تو یہ تو تباہی کا مقام ہے پھر غلطی کی باطل روایات
بھی اسی کی مستحق ہیں جس کی ایک روایت یہ ہے کہ وہ
عورت جو اللہ پر ایمان رکھتی ہو یہ حلال نہیں کہ وہ اپنی
شرمگاہوں کو چراغوں پر رکھے اور جو مانگنے والے کو روکے
اس کے لئے خجل لازم ہو گیا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
یہ دوسری روایت اللہ تعالیٰ کے قول ویمنعون
الماعون سے مستفاد ہے ایسے ہی یہ روایت کہ اللہ

إِلَيْهِ وَمِنْهَا لَا تَقُولُوا مُسَيْجِدٌ وَلَا	تعالیٰ دیکھنے والے پر اور جس شئے کی جانب دیکھا
مُصَيْحِفٌ وَنَهَى عَنْ تَصْغِيرِ الْأَسْمَاءِ	جائے اس پر لعنت فرماتا ہے ایسے ہی یہ روایت کہ
أَيِ الْمُعَظَّمَةِ وَأَنْ تُسَمَّى حَمْدُونَ	مسجد اور مصحف نہ کہا کرو اور مصغر نام نہ رکھا کرو اور نہ
أَوْ عُلْوَانَ أَوْ عُمَيْوِشَ وَغَيْرَهَا وَ	حمدون، علوان اور عمیوش وغیرہ نام رکھو۔ ابن جریج عطا
رُوِيَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ عَنْ عَطَاءٍ عَنْ	ابو سعید کے ذریعہ جماع کے بارے میں حضرت علیؓ کیلئے
أَبِي سَعِيدٍ الْوَصِيَّةُ لِعَلِيٍّ فِي	وصیت روایت کی جاتی ہے، کہ کس طرح جماع کیا جائے اس
الْجِمَاعِ وَكَيْفَ يُجَامِعُ فَانْظُرْ إِلَى	دجال کو دیکھئے کہ جھوٹ میں کتنا جری ہے۔ ملا علی
هَذَا الدَّجَّالِ مَا أَجْرَأَهُ قُلْتُ أَرَادَ	قاری فرماتے ہیں یہاں دجال سے مراد ابن جریج نہیں
بِالدَّجَّالِ الرَّاوِيَ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ	ورنہ وہ تو بہت بڑے امام ہیں۔ بلکہ ابن جریجؒ سے
وَإِلَّا فَهُوَ إِمَامٌ جَلِيلٌ ۔	روایت کرنے والا مراد ہے
وَقَالَ الدَّيْلَمِيُّ أَسَانِيدُ	دیلمیؒ کہتے ہیں کتاب العروس کی اسناد جو ابو
كِتَابِ الْعَرُوسِ لِأَبِي الْفَضْلِ	الفضل جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن علی بن الحسین
جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ	بن علی تک پہنچتی ہیں، سب واہیات ہیں ان پر
بْنِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ وَاهِيَةٌ لَا	کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا اور روایات بھی
يُعْتَمَدُ عَلَيْهَا وَأَحَادِيثُهُ مُنْكَرَةٌ ۔	سب منکر ہیں ۔
قُلْتُ وَمِنَ الْقَوَاعِدِ الْكُلِّيَّةِ	ملا علی قاری فرماتے ہیں اسی باعث قاعدہ کلیہ ہے
أَنَّ نَقْلَ الْأَحَادِيثِ النَّبَوِيَّةِ وَ	کہ احادیث نبویہ، فقہی مسائل اور تفسیر قرآنیہ بجز کتب
الْمَسَائِلِ الْفِقْهِيَّةِ وَالتَّفَاسِيرِ الْقُرْآنِيَّةِ	متداولہ کے کسی سے روایت کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ دیگر
لَا يَجُوزُ إِلَّا مِنَ الْكُتُبِ الْمُتَدَاوَلَةِ	کتب پر کوئی اعتماد نہیں کیا جا سکتا، اسلئے کہ ناقد

لعدم الاعتماد على غيرها من وضع الزنادقة الملاحدة بخلاف كتب المحفوظة فإن نسخها يكون صحيحة متعددة و قد حكى السيوطي عن ابن الجوزي أن من وقع في حديثه الموضوع والكذب والقلب أنواع منهم من غلب عليه الزهد فغفل عن الحفظ أو ضاعت كتبه فحدث عن حفظه فغلط في نقله ومنهم قوم ثقات لكن اختلطت عقولهم في أواخر أعمارهم ومنهم من روى الخطأ سهوا فلما رأى الصواب وأيقن لم يرجع أنفة أن ينسبوه إلى الغلط و منهم زنادقة وضعوه قصدا إلى إفساد الشريعة وإيقاع الشك والتلاعب بالدين و قد كان بعض الزنادقة يتغفل

اور ملاحدہ نے اس میں بہت کچھ الحاق کیا ہے بخلاف کتب محفوظہ کے کیونکہ ان کے نسخے صحیح اور متعدد ہوتے ہیں سیوطی نے ابن الجوزی سے روایت کیا ہے کہ احادیث میں جو موضوع، جھوٹ اور دیگر مختلف قسم کی روایات داخل ہوئیں یہ ان لوگوں کی جانب سے داخل ہوئیں جن پر زہد غالب تھا یا تو ان کا حافظہ کمزور ہو گیا۔ یا ان کی کتابیں ضائع ہو گئیں اور انہوں نے اپنے حافظہ سے احادیث بیان کرنی شروع کیں اور اسے روایت کرنے میں غلطی کھائی۔ ایسے ہی اس قوم سے بھی نقصان پہنچا جو خود ثقہ تھے لیکن اخیر عمر میں ان کی عقلیں جواب دے گئیں۔ بعض رواۃ اس قسم کے بھی ہیں جنہوں نے بھول سے غلط روایت بیان کی، جب انہیں صحت کا علم ہوا تو انہوں نے صحیح جانب اس خیال سے رجوع نہ کیا کہ لوگ انہیں غلط بیانی کی طرف منسوب کریں گے ان میں سے زنادقہ بھی ہیں۔ جنہوں نے قصداً حدیثیں وضع کیں ان کا مقصد دین میں فساد، اختلاف باہمی اور دین کو ایک کھیل کی حیثیت دینا تھا بعض زنادقہ شیخ کی فضیلت بیان کرتے جس کے باعث شیخ درس میں وہ شئے بھی بیان کر جاتا جو حدیث میں نہ تھی بعض اشخاص وہ بھی تھے جنہوں نے دین کی نفرت کے لئے حدیثیں وضع

الشيخ فيدس في كتابه ما ليس من حديثه ومنهم من يضع نصرة لمذهبه ومنهم من يضع حسبة ترغيبا وترهيبا ومنهم من اجاز وضع الاسانيد لكلام حسن ومنهم من قصد التقريب الى السلطان ومنهم القصاص لانهم يريدون احاديث ترقق وتنفق لديهم .

کیں بعض وہ لوگ بھی تھے جو ترغیب و ترہیب کی احادیث ثواب سمجھ کر وضع کرتے بعض وہ بھی تھے جنہوں نے ہر عمدہ بات کے لئے سند وضع کرنا جائز سمجھا تھا۔ بعضوں کا مقصد وضع حدیث سے بادشاہوں کا تقرب تھا۔ انہیں میں سے قصہ گو بھی تھے جن کا مقصد یہ تھا۔ کہ لوگوں سے ایسی روایات بیان کی جائیں جس سے لوگوں کے دل نرم ہوں اور پھر وہ ہم پہ مال خرچ کریں ؛

وروی عن مالك قال دخلت على المامون والمجلس خاص باهله فاذا بين الخليفة والوزير فرجة فجلست بينهما فحدثته مرفوعا اذا ضاق المجلس باهله فبين كل سيدين مجلس عالم في الذيل هو منكر ومالك لم يبق الا زمن المامون .

امام مالک سے روایت کیا جاتا ہے کہ جب میں امون کے پاس گیا اور وہ اپنی مجلس خاص میں بیٹھا ہوا تھا تو خلیفہ اور وزیر کے مابین کچھ جگہ باقی تھی۔ میں ان دونوں کے درمیان بیٹھ گیا اور میں نے مامون سے یہ مرفوع روایت بیان کی کہ جب جگہ تنگ ہو تو عالم کی جگہ دو سرداروں کے درمیان ہوتی ہے۔ ذیل میں ہے یہ روایت منکر ہے۔ اور امام مالک امون کی خلافت سے قبل ہی وفات پا گئے تھے۔

وفي الذيل اخرج الحارث بن اسامة في مسنده عن داود

ذیل میں ہے حارث بن اسامہ نے اپنی مسند میں داؤد بن المجر سے تیس سے اشعار تیس نقل

الْمُخْتَبَرِ بِضْعًا وَثَلَاثِيْنَ حَدِيْثًا
قَالَ الْعَسْقَلَانِيُّ كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ.
مِنْهَا اَنَّ الْاَحْمَقَ يُصِيْبُ
بِحُمْقِهٖ اَعْظَمَ مِنْ فُجُوْرِ الْفَاجِرِ
وَاِنَّمَا يَرْتَفِعُ الْعِبَادُ غَدًا فِي الدَّرَجَاتِ
وَيَنَالُوْنَ الزُّلْفٰى مِنْ رَبِّهِمْ عَلٰى
قَدْرِ عُقُوْلِهِمْ.
وَمِنْهَا اَفْضَلُ النَّاسِ
اَعْقَلُ النَّاسِ.
وَمِنْهَا قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ
مَا اَعْقَلَ هٰذَا النَّصْرَانِيَّ فَزَجَرَهٗ
فَقَالَ مَهْ اِنَّ الْعَاقِلَ مَنْ عَمِلَ
بِطَاعَةِ اللّٰهِ.
وَوَضَعَ سُلَيْمَانُ بْنُ مُوْسٰى
بِضْعًا وَعِشْرِيْنَ حَدِيْثًا مِنْهَا
قِيْلَ لِعَلْقَمَةَ مَا اَعْقَلَ النَّصَارٰى
فَقَالَ مَهْ قَدْ كَانَ ابْنُ مَسْعُوْدٍ كَانَ
يَنْهَانَا اَنْ نُسَمِّيَ الْكَافِرَ عَاقِلًا وَ
مِنْهَا رَكْعَتَانِ مِنَ الْعَاقِلِ اَفْضَلُ

کی ہیں۔ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں۔ یہ تمام کی
تمام موضوع ہیں۔
اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے، کہ
جب کوئی احمق اپنی کسی بڑی حماقت کی بنا پر کوئی
بڑائی کر بیٹھتا، تو وہ لوگوں کے درجے بلند کرتا
اور خدا سے اپنی بد عقلی کی بنا پر رحمت کا بھی
طالب رہتا۔
اسی قسم کی ایک روایت یہ ہے کہ لوگوں میں سب سے
افضل وہ ہے جو سب سے زیادہ عاقل ہو۔
اسی طرح یہ روایت کہ آپ سے عرض کیا گیا۔ یا
رسول اللہ یہ نصرانی کتنا عاقل ہے تو آپ نے اسے ڈانٹا
اور فرمایا کہ عاقل وہ ہے۔ جو اللہ کی طاعت
کرے۔
سلیمان بن موسیٰ نے بیس سے زیادہ روایات
وضع کیں جن میں سے ایک یہ ہے کہ علقمہ سے عرض
کیا گیا کہ نصاریٰ کتنے عقلمند ہیں۔ انہوں نے کہا
ہمیں ابن مسعود کسی نصرانی کو عاقل کہنے سے منع کرتے
تھے۔ اسی سلیمان کی موضوع روایتوں میں سے یہ بھی
ہے کہ عاقل کی دو رکعت نماز جاہل کی ستر رکعت

مِنْ سَبْعِيْنَ رَكْعَةً مِنَ الْجَاهِلِ وَ
لَوْ قُلْتُ سَبْعَمِائَةِ رَكْعَةٍ لَكَانَ
كَذٰلِكَ وَمِنْهَا أَنَّ عَدِيَّ بْنَ
حَاتِمٍ الطَّائِيْ أَبَاهُ وَذَكَرَ مِنْ سُؤْدَدِهِ
وَشَرَفِهِ وَعَقْلِهِ فَقَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ إِنَّ الشَّرَفَ
وَالسُّؤْدَدَ وَالْعَقْلَ فِي الدُّنْيَا وَ
الْآخِرَةِ لِلْعَامِلِ بِطَاعَةِ اللهِ فَقَالَ
يَا رَسُوْلَ اللهِ إِنَّهُ كَانَ يَقْرِي
الضَّيْفَ وَيُطْعِمُ الطَّعَامَ وَيَصِلُ
الْأَرْحَامَ وَيُعِيْنُ النَّوَائِبَ يَفْعَلُ
وَيَفْعَلُ فَهَلْ يَنْفَعُهُ ذٰلِكَ شَيْئًا
قَالَ لَا إِنَّ أَبَاكَ لَمْ يَقُلْ قَطُّ رَبِّ
اغْفِرْ لِيْ خَطِيْئَتِيْ يَوْمَ الدِّيْنِ
وَفِي الذَّيْلِ أَيْضًا أَنَّ قِصَّةَ رِحْلَةِ
بِلَالٍ ثُمَّ رُجُوْعِهِ إِلَى الْمَدِيْنَةِ
بَعْدَ رُؤْيَتِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فِي الْمَنَامِ وَأَذَانِهِ بِهَا وَارْتِجَاجِ
أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ لَا أَصْلَ لَهُ وَهِيَ

نمازوں سے بہتر ہے۔ اگر میں سات سو بھی کہوں، تو
کوئی بات نہیں۔ اس کی ایک روایت یہ بھی ہے
کہ عدی بن حاتم الطائی نے اپنے والد کی سرداری
اس کی عزت و شرف اور عقل حضور کے سامنے بیان
کی۔ آپ نے فرمایا۔ سرداری، عزت اور عقل دنیا و
آخرت میں اللہ کی اطاعت کرنے والے کے
لئے ہے عدی نے عرض کیا یا رسول اللہ
وہ مہمان داری کرتا۔ لوگوں کو کھانا کھلاتا۔ صلہ
رحمی کرتا۔ اور مصائب میں مدد کرتا اور اسی قسم کے
دیگر امور انجام دیتا تو کیا اسے کوئی شے بھی فائدہ
پہنچائے گی۔ آپ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ تیرے باپ نے
کبھی نہیں کہا کہ اے میرے خداوند قیامت کے روز
میرے گناہ معاف کرنا۔ معنوی لحاظ سے اتنی بات تو صحیح
ہے کہ بحالت کفر کوئی بھلائی بھی فائدہ نہیں پہنچاتی۔ ذیل
میں ہے۔ اسی طرح بلال کے کوچ کر جانے اور
پھر مدینہ واپس آنے کا واقعہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کو خواب میں دیکھنے کے بعد مدینہ
واپس آگئے، وہاں اذان دی جس سے اہل مدینہ
کانپ گئے۔ اس کی کوئی اصل نہیں۔ یہ احادیث موضوع

بنیتہ الموضع انتہٰی وکان ابن حجر المکی ما اطلع علیہ وذکرہ فی کتابہ الموضوع للزیادۃ وفی الذیل ایضا انہ علیہ الصلوۃ والسلام لما اراد ان یبنی مسجد المدینۃ اتاہ جبرئیل علیہ السلام فقال ابنہ سبعۃ اذرع طولا فی السماء غیر مزخرفۃ ولا منقشۃ لم توجد ولہ ایضا انہ علیہ الصلوۃ والسلام اذا کان یصلی ظن الظان انہ جسد لا روح فیہ

وفی المختصر الرجلان من امتی یقومان الی الصلوۃ ورکوعہما وسجودہما واحد وانما بین صلوتیہما کما بین السماء والارض موضوع وفیہ ایضا کان علیہ الصلوۃ والسلام لا یجلس الیہ احد یصلی الا خفف صلوتہ واقبل علیہ فقال الک حاجۃ فاذا

ہے۔ ابن حجر المکی نے اس پر مطلع کیا ہے اور اپنی کتاب الموضوع میں کچھ زیادتی کے ساتھ اس کا ذکر کیا ہے۔ ذیل میں ہے سلیمان کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد نبوی بنانے کا ارادہ فرمایا تو جبرائیل علیہ السلام آئے اور انہوں نے فرمایا اسے سات گز اونچی بناؤ۔ اور اس میں کسی قسم کے نقش ونگار نہ ہوں اس کی ایک ذیل میں یہ بھی ہے۔ کہ جب حضور نماز پڑھتے تو دیکھنے والا یہ خیال کرتا کہ یہ ایسا جسم ہے کہ جس میں روح نہیں۔

مختصر میں ہے کہ میری امت میں دو آدمی ایسے ہونگے کہ جب وہ نماز کو کھڑے ہوں گے تو ان کے رکوع وسجود برابر ہوں گے اور ان دونوں کی نمازوں کے مابین اتنا ہی فرق (باعتبار درجہ) ہوگا جتنا زمین وآسمان کے مابین، یہ روایت موضوع ہے۔ مختصر میں ہے کہ جب حضور نماز پڑھتے ہوتے اور کوئی آپ کے پاس آکر بیٹھتا۔ تو آپ نماز ہلکی کر دیتے اور اس کی جانب متوجہ ہو کر اس کی حاجت دریافت

فرغ من حاجته عاد الى صلوته لم يوجد .

وفيه ايضا لا يصح في صلوة الاسبوع شئ وفي ليلة الجمعة اثنتي عشرة ركعة بالاخلاص عشر مرات باطل لا اصل له وكذا ركعات باذا زلزلت خمسة عشرة مرة وفي رواية خمسين مرة والكل منكر باطل ويوم الجمعة ركعتان والاربع والاثنا عشر لا اصل له وقيل الجمعة اربع ركعات بالاخلاص خمسين مرة لا اصل له وكذا صلوة عاشوراء وصلوة الرغائب موضوع بالاتفاق وكذا بقية صلوات ليالي رجب وليلة السابع والعشرين من رجب وليلة النصف من شعبان مائة ركعة في كل ركعة عشر مرات

فرماتے اور اسے پورا کرنے کے بعد نماز شروع فرماتے، یہ کہیں نہیں پائی جاتی۔

نیز مختصر میں ہے کہ ہفتہ کی نمازوں کے بارے میں جو روایات آتی ہیں وہ بھی صحیح نہیں، ایسے ہی جمعہ کی رات کو بارہ رکعت نماز پڑھنا اور ہر رکعت میں دس دس بار سورت اخلاص پڑھنا یہ باطل ہے، اس کی کوئی اصل نہیں، ایسے ہی وہ رکعتیں جن میں اذا زلزلت پندرہ پندرہ بار پڑھی جائے، اور ایک روایت میں پچاس بار کا ذکر ہے، یہ سب کی سب منکر ہیں اور باطل ہیں ایسے ہی جمعہ کے دن میں دو چار اور بارہ رکعتوں کی روایات ہیں ان کی بھی کوئی اصل نہیں، ایسے ہی یہ روایت کہ جمعہ کے روز چار رکعت نماز پڑھی جائے اور ہر ایک میں سورت اخلاص پچاس پچاس بار پڑھی جائے اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔ اسی طرح عاشورہ کی نماز اور صلوۃ الرغائب بالاتفاق موضوع ہیں اسی طرح بقیہ وہ نمازیں جو رجب کی راتوں میں اور علی الخصوص ستائیسویں رجب کی رات میں اور اسی طرح شعبان کی پندرھویں رات میں سو رکعت نماز پڑھنا اور ہر ایک میں سورت اخلاص دس بار پڑھنا اور نمازوں

بِالْاِخْلَاصِ وَلَا تَغْتَرَّ بِذِكْرِهَا فِيْ قُوْتِ الْقُلُوْبِ وَاِحْيَاءِ الْعُلُوْمِ وَلَا بِذِكْرِ الثَّعْلَبِيِّ فِيْ تَفْسِيْرِهِ وَكَذَا فِيْ شَرْحِ الْاَوْرَادِ.

ثُمَّ فِي الْمَوَاهِبِ مَا يَذْكُرُهُ الْقُصَّاصُ مِنْ اَنَّ الْقَمَرَ دَخَلَ فِيْ جَيْبِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَخَرَجَ مِنْ كُمِّهِ لَيْسَ لَهُ اَصْلٌ كَمَا حَكَاهُ الشَّيْخُ بَدْرُ الدِّيْنِ الزَّرْكَشِيُّ عَنْ شَيْخِهِ الْعِمَادِ بْنِ كَثِيْرٍ وَفِيْ حَيٰوةِ الْحَيَوَانِ لِلدَّمِيْرِيِّ قَالَ الْقُرْطُبِيُّ يُقَالُ لِلصُّرَدِ الصَّوَّامُ وَرُوِيَ فِيْ مُعْجَمِ عَبْدِ الْبَاقِيْ بْنِ قَانِعٍ عَنْ اَبِيْ غَلِيْظٍ اُمَيَّةَ بْنِ خَلَفٍ الْجُمَحِيِّ قَالَ رَاٰنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى يَدَيَّ صُرَدٌ فَقَالَ هٰذَا اَوَّلُ طَائِرٍ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ وَالْحَدِيْثُ مِثْلُ اسْمِهِ غَلِيْظٌ فَقَدْ قَالَ الْحَاكِمُ هُوَ مِنْ

کا جو ذکر قوت القلوب یا احیاء العلوم میں ہے اس سے کوئی دھوکہ نہ کھائے ایسے ہی ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور شرح الاوراد میں جو اس کا ذکر ہے اس سے بھی کوئی دھوکہ نہ کھائے۔

مواہب میں ہے کہ قصہ گو جو یہ ذکر کرتے ہیں کہ چاند نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کے گریبان میں سے داخل ہو کر آپ کی آستین سے نکل گیا۔ اس کی بھی کوئی اصل نہیں جیسا کہ شیخ بدر الدین الزرکشی نے شیخ عماد بن کثیر سے نقل کیا ہے۔ حیوٰۃ الحیوان للدمیری میں ہے۔ قرطبی رح کہتے ہیں صرد ایک پرندہ کو بہت روزہ رکھنے والا بولا جاتا ہے۔ اور معجم عبد الباقی القانع میں یہ روایت موجود ہے کہ ابو غلیظ امیہ بن خلف الجمحی کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دیکھا اور میرے ہاتھ پر صرد پرندہ تھا۔ آپ نے فرمایا یہ پہلا پرندہ ہے جس نے عاشورہ کا روزہ رکھا تھا۔ اور یہ حدیث غلیظ نام کی طرح غلط ہے۔ حاکم فرماتے ہیں

الْاَحَادِيْثُ الَّتِيْ وَضَعَهَا قَتَلَةُ الْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَهُوَ حَدِيْثٌ بَاطِلٌ وَرُوَاتُهٗ مَجْهُوْلُوْنَ انتهى وَقَدْ اشْتَهَرَ بَيْنَ الْعُلَمَاءِ اَنَّ زَمَانَ الرُّؤْيَا فِيْ اَيَّامِ الْوَحْيِ كَانَ سِتَّةَ اَشْهُرٍ فَقَدْ صَرَّحَ التُّوْرِبِشْتِيُّ بِاَنَّهٗ لَيْسَ لَهٗ اَصْلٌ وَوَافَقَهُ النَّوَوِيُّ فِيْ شَرْحِ مُسْلِمٍ.	یہ حدیث حضرت حسین کے قاتلوں نے وضع کی تھی۔ یہ حدیث باطل ہے۔ اور اس کے رواۃ مجہول ہیں۔ اور یہ جو علماء میں مشہور ہے کہ خواب کا زمانہ ایام وحی میں چھ ماہ رہا۔ توربشتی نے تصریح کی ہے۔ کہ اس کی کوئی اصل نہیں اور نووی نے بھی شرح مسلم میں ان کی موافقت کی ہے۔
وَاَمَّا مَا اَخْرَجَهُ الدُّوْلَابِيُّ عَنِ الْحُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ قَالَ كَانَ رَأْسُ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ وَهُوَ يُوْحٰى اِلَيْهِ فَلَمَّا سُرِّيَ عَنْهُ قَالَ يَا عَلِيُّ صَلَّيْتَ الْعَصْرَ قَالَ لَا قَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ كَانَ فِيْ حَاجَتِكَ وَحَاجَةِ رَسُوْلِكَ فَرُدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ فَرَدَّهَا عَلَيْهِ فَصَلّٰى وَغَابَتِ الشَّمْسُ فَقَدْ قَالَ الْعُلَمَاءُ اَنَّهٗ حَدِيْثٌ مَوْضُوْعٌ وَلَمْ تُرَدَّ الشَّمْسُ لِاَحَدٍ وَاِنَّمَا	اور دولابی نے جو یہ حضرت حسین سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سر مبارک علی کی گود میں تھا اور آپ پر وحی نازل ہو رہی تھی جب وحی ختم ہوئی تو آپ نے دریافت فرمایا اے علیؓ تم نے عصر کی نماز پڑھی۔ انہوں نے عرض کیا نہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے اللہ تو جانتا ہے کہ علی تیرے اور تیرے رسول کے کام میں تھا تو سورج لوٹا دیا گیا۔ علیؓ نے نماز پڑھی اور سورج غروب ہو گیا۔ علماء کہتے ہیں یہ حدیث موضوع ہے اور سورج بجز یوشع بن نون

خبیث لیس بصحیح بل لم یکن الا
ریاض النضرۃ فی مناقب العشرۃ
الا انہ ذکرہ فی الشفاء من الروایۃ
الطحاوی وبینت وجہہ فی
شرحہ وکذا فی السیر علی وجہ
الاستیفاء۔

وقال الشیخ الجزری فی
شرح المصابیح واما ما یزاد بعد
قولہ اللھم انت السلام ومنک
السلام من نحو والیک یرجع السلام
فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دارک
دار السلام فلا اصل لہ بل ھو
مختلق بعض القصاص۔

وحکی الشیخ العلامۃ الزین
العراقی انہ اشتہر بین العوام ان
من قطع صلوۃ الضحی یعمی فترکھا
اکثرھم یعنی فصار کثیر منھم
یترکھا اصلا لذلک ولیس لما
قالوہ اصل بل الظاہر انہ مما

کے کسی کے لئے نہیں لوٹایا گیا۔ جیسا کہ
ریاض النضرہ فی مناقب العشرہ میں ہے
مگر اس واقعہ کو قاضی عیاض نے شفاء میں
طحاوی کے ذریعہ روایت کیا ہے ہم نے
اس کی شرح میں اس کی وجہ بیان کردی ہے
یہ واقعہ سیر میں بھی پورے طور پر موجود ہے۔

شیخ جزری شرح مصابیح میں فرماتے ہیں۔
اور یہ جو لوگ حضور کے اس قول اللھم انت
السلام ومنک السلام کے بعد جو یہ زیادتی
کرتے ہیں۔ والیک یرجع السلام
فحینا ربنا بالسلام وادخلنا دار السلام اس
کی بھی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ بعض قصہ گوؤں
کی داخل کی ہوئی ہے۔

شیخ علامۃ الزین العراقی فرماتے ہیں لوگوں
میں مشہور ہے جو چاشت کی نماز قطع کرے گا یعنی
گاہے گاہے چھوڑ دیگا وہ اندھا ہو جائے گا ایسے
لوگوں نے اسی باعث بالکل ترک کر رکھی ہے اور
جیسا کہ ان کا خیال ہے اس کی کوئی اصل نہیں
بلکہ ظاہر شئے یہ ہے کہ شیطان نے ان کی زبان سے

أَلْقَاهُ الشَّيْطَانُ عَلَى أَلْسِنَتِهِمْ لِتَحْرِمَهُمُ الْخَيْرَ الْكَثِيرَ قُلْتُ وَمِنْ هُنَا تَرَكَ النِّسَاءُ صَلَاةَ الضُّحَى وَنَحْوَهَا بِحُدُوثِ الْحَيْضِ فِيهِنَّ وَقَدْ تَقَدَّمَ بُطْلَانُ حَدِيثِ تَارِكِ الْوِرْدِ مَلْعُونٌ ۔

یہ بات جاری کرائی ہے تاکہ وہ خیر کثیر سے محروم رہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں عورتیں اسی باعث چاشت کی نماز نہیں پڑھتیں کیونکہ ایام کے زمانہ میں وہ پڑھنے سے مجبور رہیں اور اس حدیث کا رد کہ ورد ترک کرنے والا ملعون ہے ، بطلان گزر چکا۔

وَقَالَ ابْنُ أَمِيرِ الْحَاجِّ وَفِي ذِي الْحُلَيْفَةِ آبَارٌ تُسَمِّيهَا الْعَوَامُّ آبَارَ عَلِيٍّ وَأَنَّهُ قَاتَلَ الْجِنَّ فِي بَعْضِ تِلْكَ الْآبَارِ وَهُوَ كَذِبٌ مِنْ قَائِلِهِ ۔

ابن ابی الحاج کہتے ہیں، ذوالحلیفہ میں کچھ کنوئیں ہیں جو حضرت علی رض کے نام سے موسوم ہیں اور کہا جاتا ہے کہ حضرت نے ان کنوؤں میں جنات سے جنگ کی تھی۔ یہ کہنے والے کا جھوٹ ہے۔

فَصْلٌ

وَقَدْ سُئِلَ ابْنُ قَيِّمِ الْجَوْزِيَّةِ هَلْ يُمْكِنُ مَعْرِفَةُ الْحَدِيثِ الْمَوْضُوعِ بِضَابِطٍ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُنْظَرَ فِي سَنَدِهِ فَقَالَ هٰذَا سُؤَالٌ عَظِيمُ الْقَدْرِ وَإِنَّمَا يَعْرِفُ ذٰلِكَ مَنْ تَضَلَّعَ فِي مَعْرِفَةِ السُّنَنِ الصَّحِيحَةِ

امام ابن القیم الجوزی سے دریافت کیا گیا، کیا کسی موضوع حدیث کے بغیر سند کے کسی قاعدہ سے اس کا پہچاننا ممکن ہے یا نہیں انہوں نے فرمایا یہ تو بڑا سوال ہے۔ اور اس کو وہی شخص پہچان سکتا ہے جو سنن صحیحہ کی معرفت اتنے درجہ کی رکھتا ہو کہ سنن صحیحہ اس کے گوشت اور خون تک میں سرایت کر چکی ہو اور اسے اس میں ملکہ پیدا ہو گیا ہو

وَخَالَطَتْ بِلَحْمِهِ وَدَمِهِ وَصَارَ لَهُ فِيْهَا مَلَكَةٌ وَاخْتِصَاصٌ شَدِيْدٌ بِمَعْرِفَةِ السُّنَنِ وَالْآثَارِ وَمَعْرِفَةِ سِيْرَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَهَدْيِهِ فِيْمَا يَأْمُرُ بِهِ وَيَنْهٰى عَنْهُ وَيُخْبِرُ عَنْهُ وَيَدْعُوْ إِلَيْهِ وَيُحِبُّهُ وَيَكْرَهُهُ وَيَشْرَعُهُ لِلْأُمَّةِ بِحَيْثُ كَأَنَّهُ مُخَالِطُهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بَيْنَ أَصْحَابِهِ الْكِرَامِ فَمِثْلُ هٰذَا يَعْرِفُ مِنْ أَحْوَالِهِ وَهَدْيِهِ وَكَلَامِهِ وَأَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ وَمَا يَجُوْزُ أَنْ يُخْبِرَ بِهِ وَمَا لَا يَجُوْزُ مَا لَا يَعْرِفُهُ غَيْرُهُ وَهٰذَا شَأْنُ كُلِّ مَتْبُوْعٍ مَعَ تَابِعِهِ فَلِلْأَخَصِّ بِهِ الْحَرِيْصِ عَلٰى تَتَبُّعِ أَقْوَالِهِ وَأَفْعَالِهِ مِنَ الْعِلْمِ بِهَا وَالتَّمْيِيْزِ بَيْنَ مَا يَصِحُّ أَنْ يُنْسَبَ إِلَيْهِ وَمَا لَا يَصِحُّ لَيْسَ لِمَنْ لَا يَكُوْنُ كَذٰلِكَ وَهٰذَا شَأْنُ الْمُقَلِّدِيْنَ

اور اس امر کی خصوصیت پیدا ہو گئی ہو۔ کہ وہ سنن آثار اور سیرت رسول سے واقف ہونے کے علاوہ اس امر کو بھی خوب جانتا ہو کہ حضور کن باتوں کا حکم دیتے اور کن امور سے منع فرماتے کونسی کونسی خبریں بیان فرمائیں، کیا کیا دعا فرمائی، کس بات کو پسند فرماتے اور کس بات کو برا سمجھتے اور امت کے لئے کونسی بات شروع فرمائی۔ گویا کہ اسے اتنا ملکہ ہو کہ جیسا کہ وہ خود صحابہ کے ساتھ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہر وقت اختلاط رکھتا ہو۔ اسی طرح آپ کے احوال، آپ کی عادات و شمائل آپ کے اقوال و افعال کس بات کے جائز ہونے کی خبر بیان فرمائی اور کس شے کے ناجائز ہونے کی۔ اور ان امور سے وہ اس حد تک واقف ہو کہ اس کے علاوہ دوسرا انہیں نہ پہچان سکے کیونکہ ہر مقتدا کی اپنے مقتدی کے ساتھ یہی شان ہوتی ہے۔ اور اس میں یہ خصوصیت ہونی چاہیئے کہ وہ آپ کے اقوال و افعال کا علم حاصل کرنے پر حریص ہو اور اس بات کی تمیز کر سکے کہ کونسی شئے کی حضور کے ساتھ نسبت صحیح ہے اور کس شئے کی غلط ہے کیونکہ

مع أئمتهم يعرفون من أقوالهم ونصوصهم ومذاهبهم ومن أسانيدهم ومشاربهم ما لا يعرفه غيرهم.

آپ اور لوگوں کی طرح نہیں ہیں، مقلدین کا بھی اپنے ائمہ کے ساتھ یہی قاعدہ ہے کہ وہ اپنے ائمہ کے اقوال، ان کی نصوص، مذہب، طریقہ کار اور ان کا مشرب اس حد تک پہچانتے ہیں کہ کوئی دوسرا انہیں پہچانتا۔

فمن ذلك ما رواه جعفر بن حسن عن أبيه عن ثابت عن أنس يرفعه من قال سبحان الله وبحمده غرس الله له ألف ألف نخلة في الجنة أصلها ذهب فجعفر هذا هو جعفر بن حسن بن فرقد أبو سليمان القصازي البصري قال ابن عدي أحاديثه منكرة قال الأزدي يتكلمون فيه وأما أبوه فقال يحيى بن معين لا شيء ولا يكتب حديثه قال النسائي والدارقطني ضعيف وقال ابن حبان خرج من حد العدالة وقال ابن عدي عامة أحاديثه غير محفوظة.

اس قسم کی مثالوں میں سے وہ روایت بھی ہے جو جعفر بن حسن نے حسن ثابت کے واسطے سے انسؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے، جو سبحان اللہ وبحمدہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک لاکھ درخت لگا دیتا ہے جس کی جڑ سونے کی ہوتی ہے۔ تو یہ جعفر جعفر بن حسن بن فرقد ابو سلیمان القصازی البصری ہے۔ ابن عدی کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں۔ ازدی کہتے ہیں محدثین کو اس میں کلام ہے۔ رہا اس کا باپ حسن تو اس کے بارے میں یحییٰ بن معین فرماتے ہیں کوئی شے نہیں اور اس کی احادیث نہ لکھی جائیں۔ نسائی اور دارقطنی فرماتے ہیں، یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان رح کہتے ہیں، وہ حد عدالت سے باہر ہے۔ ابن عدی رح کہتے ہیں اس کی عام احادیث غیر محفوظ ہیں۔

وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ ابْنُ	ان روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابن
مُنْدَةَ وَغَيْرُهُ مِنْ حَدِيْثِ اَحْمَدَ	مندہ وغیرہ نے احمد بن عبداللہ الجوبیاری
بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْجُوْبَارِيِّ الْكَذَّابِ	الکذاب سے اس سند کے ساتھ شقیق ابراہیم
عَنْ شَقِيْقٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ بْنِ اَدْهَمَ	بن ادہم، یزید، اویس قرنی حضرت عمرؓ
عَنْ يَزِيْدَ عَنْ اُوَيْسٍ الْقَرْنِيِّ عَنْ	اور حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی
عُمَرَ وَعَلِيٍّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ	اللہ علیہ وسلم نے ان الفاظ کے ساتھ دعا فرمائی
وَالسَّلَامُ مَنْ دَعَا بِهٰذِهِ الْاَسْمَاءِ	اللھم انت حی لا تموت وغالب لا تغلب و
اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَيٌّ لَا تَمُوْتُ وَغَالِبٌ	بصیر لا ترتاب وسمیع لا تشک وصادق لا
لَا تُغْلَبُ وَبَصِيْرٌ لَا تَرْتَابُ وَ	کذب وحمد لا تطعم وعالم لا تعلم۔ اس کے
سَمِيْعٌ لَا تَشُكُّ وَصَادِقٌ لَا تَكْذِبُ	بعد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے
وَصَمَدٌ لَا تُطْعَمُ وَعَالِمٌ لَا تُعَلَّمُ	حق دے کر بھیجا ہے، جو ان کلمات کے ساتھ
اِلٰى اَنْ قَالَ فَوَالَّذِيْ بَعَثَنِيْ	دعا کرے گا۔ تو لوہے کے تختے بھی پگھل جائیں گے
بِالْحَقِّ لَوْ اُدْعِيَ بِهٰذِهِ الدَّعَوَاتِ	پانی ساکن ہو جائے گا۔ اور جو اسے سوتے وقت
عَلٰى صَفَائِحِ الْحَدِيْدِ لَذَابَتْ	پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے ہر حرف کے بدلے
وَعَلٰى مَاءٍ جَارٍ لَسَكَنَ وَمَنْ دَعَا	سات لاکھ فرشتے بھیجے گا، جو اس کے لئے تسبیح
عِنْدَ مَنَامِهٖ بِهَا بُعِثَ بِكُلِّ	و استغفار کریں گے۔ اس کی متابعت ایک
حَرْفٍ مِنْهَا سَبْعُمِائَةِ اَلْفِ مَلَكٍ	دوسرے کذاب، سلیمان بن عیسیٰ نے بھی
يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لَهٗ وَ	کی ہے۔ وہ اسے ثوری کے ذریعہ ابراہیم
تَابَعَهٗ كَذَّابٌ اٰخَرُ سُلَيْمَانُ بْنُ	بن ادہم سے روایت کرتا ہے۔ یہ اور اسی

بْنَ عِیْسٰی عَنِ الثَّوْرِیِّ عَنْ اِبْرَاهِیْمَ بْنِ اَدْهَمَ وَهٰذَا وَاَمْثَالُهٗ مِمَّا لَا یَرْتَابُ مَنْ لَهٗ اَدْنٰی مَعْرِفَةٍ بِالنَّبِیِّ عَلَیْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَکَلَامِهٖ اَنَّهٗ مَوْضُوْعٌ مُخْتَلَقٌ وَاِفْکٌ مُفْتَرٰی عَلَیْهِ ۔	قسم کی دیگر مثالیں ایسی ہیں۔ کہ جسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام سے ادنیٰ معرفت بھی حاصل ہو گی وہ اسے قبول نہیں کر سکتا۔ کیونکہ یہ کلام موضوع اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت ہے ۔
وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ عَبَّاسُ بْنُ الضَّحَّاكِ الْبَلْخِیُّ کَذَّابٌ اَشِرٌ عَنْ عُمَرَ بْنِ ضَحَّاكٍ مَجْهُوْلٌ لَا یُعْرَفُ عَنِ ابْنِ مُعَاوِیَةَ عَنِ الْاَعْمَشِ عَنْ اَبِیْ صَالِحٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ کَتَبَ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ لَمْ یُبْقِهِ الْهَاءَ الَّتِیْ فِی اللّٰهِ لَا کَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ حَسَنَةٍ وَمَحَا عَنْهُ اَلْفَ اَلْفِ سَیِّئَةٍ وَرَفَعَ لَهٗ اَلْفَ اَلْفِ دَرَجَةٍ	اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے۔ جو عباس بن الضحاک البلخی اشر نے اس سند کے ذریعہ۔ عمر بن الضحاک المجہول لا یعرف ابن معاویہ۔ اعمش۔ ابو صالح۔ ابو ہریرہؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ جو شخص بسم اللہ الرحمان الرحیم لکھے تو اللہ کی ہا ابھی پوری نہ ہو گی۔ کہ اللہ اس کے لئے ایک لاکھ نیکیاں لکھے گا۔ اور ایک لاکھ برائیاں مٹائے گا۔ اور ایک لاکھ درجے بلند فرمائے گا۔
وَمِنْ ذٰلِكَ مَا رَوَاهُ اَبُو الْعَلَاءِ عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ یَرْفَعُهٗ مَنْ کَفَّنَ مَیِّتًا فَاِنَّ لَهٗ بِکُلِّ شَعْرَةٍ	انہی روایات میں سے وہ بھی ہے جو ابو العلاءؒ نے نافع کے ذریعہ ابن عمر سے مرفوعاً روایت کی ہے جو میت کو کفن دے تو اس کے لئے ہر بال

تصيب كفنه عشر حسنات و ابو العلاء هذا يروي عن نافع ما ليس في حديثه ولا يجوز الاحتجاج به وهذا الحديث قد رواه الحسن بن سفيان حدثنا ابو الربيع الزهراني حدثنا الصلت بن الحجاج حدثنا ابو العلاء قال الدارقطني يقال ان ابا العلاء هو الخفاف الكوفي واسمه خالد بن طهمان انتهى وقال يحيى بن معين هو ضعيف خلط قبل موته بعشر سنين وكان قبل ذلك ثقة وكان في تخليطه كل ما جاؤا به يقرؤه ۔

ومن ذلك حديث يرويه محمد بن عبد الرحمن البيلماني عن ابن عمر عن النبي عليه الصلوة والسلام من صام يوم صبيحة يوم الفطر فكانما صام الدهر

کے بدلے جو کفن کو لگے۔ دس نیکیاں ہوں گی یہ ابو العلاء جو نافع سے روایت کرتا ہے اس کا حدیث میں کوئی درجہ نہیں اور نہ اس سے احتجاج جائز ہے۔ اس حدیث کو حسن بن سفیان نے اس سند کے ساتھ ابو الربیع الزہرانی صلت بن الحجاج۔ ابو العلاء روایت کیا ہے۔ دارقطنی رح کہتے ہیں یہ ابو العلاء خفاف الکوفی ہے اور اس کا نام خالد بن طہمان ہے یحیی بن معین فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے اور وفات سے دس سال قبل اس کا حافظہ خراب ہو گیا تھا۔ اگرچہ اس سے قبل یہ ثقہ تھا خرابی حافظہ کے بعد جو الفاظ بھی لوگ اس کے سامنے پڑھ دیتے وہ اسے حدیث میں داخل کر دیتا۔

اسی قسم کی وہ روایت بھی ہے جو محمد بن البیلمانی نے ابن عمرؓ سے مرفوعاً روایت کی ہے جو عید کے دن صبح روزہ رکھے گویا اس نے ساری زندگی کے روزے رکھے یہ حدیث باطل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ

وَهٰذَا حَدِيْثٌ بَاطِلٌ مَوْضُوْعٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ الْبَيْلَمَانِيْ يَرْوِيْ الْمَنَاكِيْرَ قَالَ الْبُخَارِيُّ وَاَبُوْ حَاتِمِ الرَّازِيُّ وَالنَّسَائِيُّ هُوَ مُنْكَرُ الْحَدِيْثِ وَقَالَ يَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ وَالْحُمَيْدِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ حَدَّثَ عَنْ اَبِيْهِ بِنُسْخَةٍ فِيْهَا ثَمَانِيْنَ حَدِيْثًا كُلُّهَا مَوْضُوْعَةٌ لَا يَجُوْزُ الْاِحْتِجَاجُ بِهِ وَلَا ذِكْرُهُ اِلَّا عَلٰى وَجْهِ التَّعَجُّبِ بِهِ

علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہے ابن البیلمانی منکر روایات بیان کیا کرتا تھا۔ بخاری رح ابوحاتم رازی اور نسائی کہتے ہیں اس کی حدیث منکر ہے۔ یحیی بن معین کہتے ہیں یہ کوئی شئے نہیں۔ دارقطنی رح اور حمیدی رح کہتے ہیں یہ ضعیف ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ اپنے والد کے ایک نسخہ سے روایت کیا کرتا تھا جس میں اسی حدیثیں تھیں اور سب کی سب موضوع تھیں۔ ان میں سے کسی کے ساتھ احتجاج جائز نہیں، ہاں تعجب کے طور پر اسے ذکر کر سکتا ہے۔

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ صَامَ يَوْمَ عَاشُوْرَاءَ كَتَبَ اللّٰهُ لَهٗ عِبَادَةَ سِتِّيْنَ سَنَةً فَهٰذَا بَاطِلٌ يَرْوِيْهِ حَبِيْبُ بْنُ اَبِيْ حَبِيْبٍ عَنْ اِبْرَاهِيْمَ الصَّائِغِ عَنْ مَيْمُوْنِ بْنِ مِهْرَانَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَحَبِيْبٌ هٰذَا غَيْرُ حَبِيْبٍ كَانَ يَضَعُ الْاَحَادِيْثَ

ایسے ہی روایت جو عاشورہ کے روز روزہ رکھے۔ اللہ تعالٰے اس کے لئے ساٹھ سال کی عبادت لکھتا ہے۔ یہ باطل ہے۔ اسے حبیب بن ابی حبیب۔ ابراہیم الصائغ میمون بن مہران۔ ابن عباس کے ذریعہ روایت کرتا ہے اور یہ حبیب وہ حبیب نہیں جو احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثٌ يَرْوِيْهِ

اسی قسم کی ایک روایت وہ بھی ہے جو ذکر کیا

زَكَرِيَّا بْنُ دُوَيْلٍ الْكِنْدِيُّ الْكَذَّابُ الْأَكْثَرُ عَنْ حُمَيْدٍ الطَّوِيْلِ عَنْ أَنَسٍ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ دَاوَمَ عَلٰى صَلٰوةِ الضُّحٰى وَلَمْ يَقْطَعْهَا إِلَّا مِنْ عِلَّةٍ كُنْتُ أَنَا وَهُوَ فِي الْجَنَّةِ فِيْ زَوْرَقٍ مِنْ نُوْرٍ فِيْ بَحْرٍ مِنْ نُوْرٍ حَتّٰى نَزُوْرَ رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ ۔

بن دویل الکندی الکذاب الاکثر نے حمید کے ذریعہ انس سے مرفوعاً روایت کی ہے، جو نماز چاشت پر مداومت کرے اور اسے درمیان میں قطع نہ کرے تو وہ اور میں جنت میں نور کی ایک کشتی میں نور کے سمندر میں ساتھ سوار ہوں گے۔ اور رب العلمین کی ایک ساتھ زیارت کریں گے۔

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثٌ يَرْوِيْهِ عُمَرُ بْنُ رَاشِدٍ عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِيْ كَثِيْرٍ عَنْ أَبِيْ سَلَمَةَ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ سِتَّ رَكَعَاتٍ لَمْ يَتَكَلَّمْ بَيْنَهُنَّ بِشَيْءٍ عَدَلْنَ لَهُ بِعِبَادَةِ اثْنَتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً وَعُمَرُ هٰذَا قَالَ غَيْرُ الْإِمَامِ أَحْمَدُ وَيَحْيَى بْنُ مَعِيْنٍ وَالدَّارَقُطْنِيُّ ضَعِيْفٌ وَقَالَ أَحْمَدُ أَيْضًا لَا يُسَاوِيْ حَدِيْثُهُ شَيْئًا وَقَالَ الْبُخَارِيُّ هٰذَا حَدِيْثٌ مُنْكَرٌ

انہی روایات میں سے وہ روایت بھی ہے جو عمر بن راشد نے یحیی بن ابی کثیر، ابو سلمہ کے ذریعہ ابو ہریرہ سے کی ہے۔ جو شخص بعد المغرب چھ رکعت نماز پڑھے اور ان میں درمیان میں کوئی بات نہ کرے۔ تو اس کی یہ چھ رکعتیں بارہ سال کی عبادت کے برابر ہوں گی (یہ روایت ابن ماجہ میں ہے) امام احمد یحیی بن معین اور اور دار قطنی اس عمر بن راشد کے بارے میں فرماتے ہیں یہ ضعیف ہے امام احمد یہ بھی فرماتے ہیں اس کی حدیث کسی شئے کی بھی مساوی نہیں امام بخاری فرماتے ہیں یہ حدیث منکر ہے اور انہوں نے اسے بہت ضعیف قرار دیا۔ ابن حبان فرماتے

ضَعْفُهُ جِدًّا وَقَالَ ابْنُ حِبَّانَ لَا
يَحِلُّ ذِكْرُهُ إِلَّا عَلَى سَبِيلِ الْقَدْحِ
فَإِنَّهُ يَضَعُ الْحَدِيثَ عَلَى مَالِكٍ وَ
ابْنِ أَبِي ذِئْبٍ وَغَيْرِهِمَا مِنَ الثِّقَاتِ

ہیں اس کا ذکر بھی جائز نہیں بجز اس کے کہ اس
روایت پر جرح مقصود ہو کیونکہ عمر بن راشد امام
مالک اور ابن ابی ذئب وغیرہ جیسے ثقات پر
احادیث وضع کیا کرتا تھا۔

وَمِنْ ذَٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ
صَلَّى يَوْمَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ
الْحَمْدُ وَآمَنَ الرَّسُولُ إِلَى آخِرِهَا
كُتِبَ لَهُ أَلْفُ حَجَّةٍ وَأَلْفُ عُمْرَةٍ
وَأَلْفُ غَزْوَةٍ وَبِكُلِّ رَكْعَةٍ أَلْفُ
أَلْفِ صَلَاةٍ وَجَعَلَ بَيْنَهُ بَيْنَ
النَّارِ أَلْفَ خَنْدَقٍ فَقَبَّحَ اللهُ
وَاضِعَهُ مَا أَجْرَأَ عَلَى اللهِ وَرَسُولِهِ

اسی قسم کی یہ روایت ہے جو اتوار کے دن ایک سلام سے
چار رکعت پڑھے اور ہر ایک میں سورۃ فاتحہ اور آمن
الرسول سے آخر سورت تک پڑھے تو اسکے لئے اللہ
تعالیٰ ایک ہزار حج، ایک ہزار عمرہ اور ایک ہزار
غزوہ کا ثواب لکھتا ہے اور ہر رکعت کے بدلے ایک
لاکھ نمازوں کا ثواب دے اسکے اور دوزخ کے مابین ایک
ہزار خندق حائل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس
روایت کو وضع کرنے والے کی صورت بگاڑ دے وہ
اللہ اور رسول پر جھوٹ بولنے میں کتنا جری ہے۔

وَمِنْ ذَٰلِكَ حَدِيثُ مَنْ
صَلَّى لَيْلَةَ الْأَحَدِ أَرْبَعَ رَكَعَاتٍ
يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ
مَرَّةً وَقُلْ هُوَ اللهُ أَحَدٌ خَمْسَةَ
عَشَرَ مَرَّةً أَعْطَاهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ
ثَوَابَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ عَشْرَ مَرَّاتٍ

اسی طرح یہ حدیث کہ جو اتوار کی شب میں
چار رکعت پڑھے، اور ہر رکعت میں سورۃ
فاتحہ ایکبار اور سورت اخلاص پندرہ پندرہ
بار تو اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے روز
دس بار قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے
کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جب وہ قبر سے نکالا

وَعَمِلَ بِمَا فِي الْقُرْآنِ وَيُخْرَجُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ مِنْ قَبْرِهِ وَوَجْهُهُ مِثْلُ الْقَمَرِ لَيْلَةَ الْبَدْرِ وَيُعْطِيْهِ اللّٰهُ بِكُلِّ رَكْعَةٍ أَلْفَ مَدِيْنَةٍ مِنْ لُؤْلُؤٍ فِي كُلِّ مَدِيْنَةٍ أَلْفَ قَصْرٍ مِنْ زَبَرْجَدٍ فِي كُلِّ قَصْرٍ أَلْفَ دَارٍ مِنَ الْيَاقُوْتِ وَفِي كُلِّ دَارٍ أَلْفَ بَيْتٍ مِنَ الْمِسْكِ وَفِي كُلِّ بَيْتٍ أَلْفَ سَرِيْرٍ وَاسْتَمَرَّ هٰذَا الْكَذَّابُ الْأَشِرُ عَلَى الْأَلْفِ۔

جلے گا، تو اس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا ہوگا۔ اور اللہ تعالےٰ اسے ہر رکعت کے بدلے ایک ہزار موتیوں کے شہر عطا فرمائے گا۔ اور ہر شہر میں ایک ہزار زبرجد کے محل ہوں گے اور ہر قصر میں ایک ہزار یاقوت کے مکان اور ہر مکان میں ایک ہزار مشک کے کمرے اور ہر کمرے میں ایک ہزار تخت ہوں گے علیٰ ہذا القیاس اسی طرح یہ کذاب اور بدمعاش ایک ہزار کی قید لگاتا چلا گیا۔

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ مَنْ صَلّٰى يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ سِتَّ رَكَعَاتٍ يَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ فَاتِحَةَ الْكِتَابِ مَرَّةً وَعِشْرِيْنَ مَرَّةً قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ بَعْدَ ذٰلِكَ عَشْرَ مَرَّاتٍ أَعْطَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ثَوَابَ أَلْفِ صِدِّيْقٍ وَأَلْفِ عَابِدٍ وَأَلْفِ زَاهِدٍ فَقَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهُ وَمُخْتَلِقَهُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ

بعینہ یہ روایت جو دوشنبہ کی رات میں چھ رکعت نماز پڑھے ہر ایک میں سورت فاتحہ ایک بار اور سورت اخلاص بیس بار پڑھے اور بعد میں دس بار استغفار کرے، تو اللہ تعالےٰ اسے قیامت کے روز ایک ہزار صدیق، ایک ہزار عابد اور ایک ہزار زاہدوں کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے واضع اور حضور پر جھوٹ بولنے والے کی صورت بگاڑے

الصلوٰۃ والسلام وھو من عمل الجوئباری الخبیث۔	یہ احمد بن عبد اللہ الجوئباری الکذاب الخبیث کا کام ہے۔
ومن ذلک الحدیث من صلی لیلۃ الاثنین اربع رکعات یقرأ فی کل رکعۃ فاتحۃ الکتاب مرۃ وآیۃ الکرسی مرۃ وقل ھو اللہ احد مرۃ وقل اعوذ برب الفلق مرۃ وقل اعوذ برب الناس مرۃ غفرت ذنوبہ کلھا واعطاہ اللہ قصرا فی الجنۃ من درۃ بیضاء فی جوف القصر سبعۃ ابیات طول کل بیت ثلاثۃ آلاف ذراع وعرضہ مثل ذلک واستمر ھذا الکذاب الخبیث علی حدیث طویل فیہ من ھذہ المجازفات	یہ بھی ایک روایت ہے۔ جو دو شنبہ کی رات کو چار رکعت نماز پڑھے ہر رکعت میں سورت فاتحہ ایک بار آیت الکرسی ایک بار۔ قل ہو اللہ ایک بار قل اعوذ برب الفلق ایک بار قل اعوذ برب الناس ایک بار پڑھے۔ تو اللہ تعالے اس کے تمام گناہوں کا۔ کفارہ فرما دے گا اور اس کے لئے اللہ تعالے جنت میں ایک محل بنائے گا۔ جو سپید موتیوں کا ہوگا۔ ہر محل میں سات گھر ہوں گے۔ جن کا طول وعرض تین ہزار گز ہوگا۔ اسی طرح اس کذاب خبیث نے ایک لمبی حدیث بیان کی۔ جس میں یہی خرافات بھری ہوئی ہیں
وھو من عمل الحسین بن ابراھیم کذاب دجال یروی عن محمد بن طاھر وقد صنع من ھذا الضرب احادیث صلوۃ یوم الاحد ولیلۃ	اور یہ تمام شرارت حسین بن ابراہیم کذاب و دجال کی

الْاَحَدِ وَيَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَلَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ وَيَوْمِ الثَّلَاثَاءِ وَلَيْلَةِ الثَّلَاثَاءِ وَهٰكَذَا فِيْ سَائِرِ اَيَّامِ الْاُسْبُوْعِ وَلَيَالِيْهِ۔	کی ہے۔ جو محمد بن طاہر سے روایت کرتا ہے۔ اسی طرح اس نے ہفتے کے تمام ایام کے لئے اس نے احادیث وضع کیں۔
وَهٰذَا بَابٌ وَاسِعٌ جِدًّا وَاِنَّمَا ذَكَرْنَا مِنْهُ نُبْذَةً يَسِيْرَةً لِتَعْرِفَ بِهٖ اَنَّ هٰذِهِ الْاَحَادِيْثَ وَاَمْثَالَهَا مِمَّا فِيْهِ هٰذِهِ الْمُجَازَفَاتُ الْقَبِيْحَةُ الْبَارِدَةُ كُلُّهَا كَذِبٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اِعْتَنٰى بِهَا كَثِيْرٌ مِنَ الْجُهَّالِ بِالْحَدِيْثِ مِنَ الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى الزُّهْدِ وَالْفَقْرِ وَكَثِيْرٌ مِنَ الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى الْفِقْهِ وَالْاَحَادِيْثُ الْمَوْضُوْعَةُ عَلَيْهَا ظُلْمَةٌ وَرِكَّةٌ وَمُجَازَفَاتٌ بَارِدَةٌ تُنَادِيْ عَلٰى وَضْعِهَا وَاخْتِلَاقِهَا مِثْلُ حَدِيْثِ مَنْ صَلَّى الضُّحٰى كَذَا وَكَذَا رَكْعَةً اُعْطِيَ ثَوَابَ سَبْعِيْنَ نَبِيًّا وَكَانَ هٰذَا الْكَذَّابُ	یہ باب بہت وسیع ہے ہم نے اس میں سے کچھ تھوڑا سا جز و بیان کیا ہے تاکہ اس قسم کی احادیث کی پہچان پیدا ہو جائے کہ جن روایات میں اس قسم کی خرافات قبیحہ ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اور اسی قسم کی احادیث ان جہلاء نے وضع کی ہیں، جو زہد، فقر اور تصوف کے ساتھ منسوب ہیں (اور اس کی تصدیق کرنا چاہیں تو آجکل پیروں کو دیکھ لیں وہ صحیح طور پر اپنے ان شیاطین آباء کے جانشین ہیں) اور بہت سی روایات وہ ہیں، جو فقہ کی جانب منسوب ہیں۔ اور ان موضوع روایات پر ایک ظلمت، رکاکت اور خرافات ظاہر ہوتی ہے، جو خود اس کے موضوع ہونے کو بیان کر دیتی ہے، مثلاً

الخبيث لم يعلم أن غير النبي لو صلى عمر نوح لم يعط ثواب نبي واحد وكقوله من اغتسل يوم الجمعة بنية وخشية كتب الله بكل شعرة نورا يوم القيامة ورفع الله له بكل قطرة درجة في الجنة من الدر والياقوت والزبرجد بين كل درجتين مسيرة مائة عام وهو في حديث طويل قبح الله واضعه وهو من عمل عمر بن صبيح الكذاب الخبيث والله أعلم .

یہ روایت جو چاشت کی اتنی اتنی رکعت نماز پڑھے تو اسے ستر انبیاء کا ثواب دیا جاتا ہے اور یہ خبیث کذاب اتنی بات نہیں جانتا کہ اگر کوئی شخص نبی کے علاوہ عمر نوح کے برابر بھی نماز پڑھے تو اسے ایک نبی کی نماز کا ثواب نہیں مل سکتا ایسے ہی یہ قول کہ جو جمعہ کے روز ڈرتے ہوئے غسل کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ہر بال کے بدلے قیامت کے روز نور اور ہر قطرہ کے بدلے جنت میں موتی یاقوت اور زبرجد کا ایک درجہ عطا فرمائے گا اور ہر دو درجوں کے درمیان سو سال کی مسافت ہوگی اس طرح اس نے ایک لمبی حدیث روایت کی اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت خراب کرے اور یہ روایت عمر بن صبیح الکذاب الخبیث کی وضع کردہ ہے

فصل

ونحن ننبه على أمور كلية يعرف بها كون الحديث موضوعا .

اب ہم ان امور کلیہ کو بتانا چاہتے ہیں جن کے ذریعہ حدیث کے موضوع ہونے کا علم حاصل ہو جائے ۔

فمنها اشتماله على أمثال

اول یہ ہے کہ حدیث ایسی امثال و خرافات

هٰذِهِ الْمُجَازَفَاتُ الَّتِي لَا يَقُولُ
مِثْلَهَا رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ وَهِيَ كَثِيرَةٌ كَقَوْلِهِ فِي
الْحَدِيثِ الْمَكْذُوبِ مَنْ قَالَ
لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ تِلْكَ
الْكَلِمَةِ طَائِرًا لَهُ سَبْعُونَ أَلْفَ
لِسَانٍ لِكُلِّ لِسَانٍ سَبْعُونَ أَلْفَ
لُغَةٍ يَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ لَهُ وَمَنْ
فَعَلَ كَذَا وَكَذَا أُعْطِيَ فِي الْجَنَّةِ
سَبْعِينَ أَلْفَ مَدِينَةٍ فِي كُلِّ
مَدِينَةٍ سَبْعِينَ أَلْفَ قَصْرٍ فِي
كُلِّ قَصْرٍ سَبْعِينَ أَلْفَ حَوْرَاءَ
وَأَمْثَالُ هٰذِهِ الَّتِي لَا يَخْلُو حَالُ
وَاضِعِهَا مِنْ أَحَدِ الْأَمْرَيْنِ إِمَّا
أَنْ يَكُونَ فِي غَايَةٍ مِنَ الْجَهْلِ
وَالْحُمْقِ وَإِمَّا أَنْ يَكُونَ زِنْدِيقًا
فَقَصَدَ التَّنْقِيصَ بِرَسُولِ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ بِإِضَافَةِ
مِثْلِ هٰذِهِ الْكَلِمَاتِ إِلَيْهِ.

پر مشتمل ہو کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
وسلم نے اس جیسی بات نہ فرمائی ہو
اور یہ مکذوبین کی روایات میں بکثرت
پایا جاتا ہے۔ مثلاً یہ روایت جو شخص
لا الہ الا اللہ کہے، تو اللہ تعالے اس
کلمہ سے ایک پرندہ پیدا فرماتا ہے۔
جس کی ستر زبانیں ہوتی ہیں اور ہر زبان
میں ستر لغت ہوتے ہیں۔ اور وہ اللہ
سے اس کے لئے استغفار کرتے ہیں
یا اسی قسم کی دیگر روایات جن میں
یہ آتا ہے کہ جو فلاں فلاں عمل کرے۔ تو
جنت میں اسے ستر شہر عطا کئے جائیں گے
ہر شہر میں ستر ہزار قصر اور ہر قصر میں ستر
ہزار حوریں ہوں گی۔ اور اس قسم کی
مثالیں دو حال سے خالی نہیں، یا تو ان
کا واضع انتہا کی درجہ جاہل اور احمق ہے
یا زندیق ہے۔ کہ اس قسم کے کلمات حضور
کی جانب منسوب کر کے آپ کی تنقیص
کا ارادہ مقصود تھا۔

وَمِنْهَا أَنْ يُكَذِّبَ الْحِسُّ لَهُ
كَحَدِيثِ الْبَاذِنْجَانِ لِمَا أُكِلَ لَهُ
وَحَدِيثُ الْبَاذِنْجَانِ شِفَاءٌ مِنْ
كُلِّ دَاءٍ، قَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهُمَا فَإِنَّهُ لَوْ
قَالَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ الْأَطِبَّاءِ لَسُخِرَ
النَّاسُ مِنْهُ وَلَوْ أَكَلَ الْبَاذِنْجَانَ
لِلْحُمَّى السَّوْدَاءِ الْغَالِبَةِ وَكَثِيرٍ
مِنَ الْأَمْرَاضِ لَمْ يَزِدْهَا إِلَّا شِدَّةً
وَلَوْ أَكَلَهُ فَقِيرٌ لِيَسْتَغْنِيَ لَمْ يُفِدْهُ
الْغِنَى أَوْ جَاهِلٌ لِيَتَعَلَّمَ لَمْ يُفِدْهُ
الْعِلْمَ وَكَذٰلِكَ حَدِيثُ إِذَا عَطَسَ
الرَّجُلُ عِنْدَ الْحَدِيثِ فَهُوَ صِدْقٌ
وَهٰذَا وَإِنْ صَحَّحَهُ بَعْضُ النَّاسِ
سَنَدَهُ فَالْحِسُّ يَشْهَدُ بِوَضْعِهِ
لِأَنَّا نُشَاهِدُ الْعُطَاسَ وَالْكَذِبَ
يَعْمَلُ عَمَلَهُ وَلَوْ عَطَسَ مِائَةُ
أَلْفِ رَجُلٍ عِنْدَ حَدِيثٍ يُرْوٰى
عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَمْ يُحْكَمْ بِصِحَّتِهِ بِالْعُطَاسِ وَلَوْ

دوسری قسم کی روایات وہ ہیں جنہیں حس
جھوٹ تصور کرے۔ جیسا کہ یہ حدیث کہ بینگن
جس شئے کے لئے بھی کھایا جائے۔ اور یہ روایت کہ
بینگن ہر بیماری کی شفاء ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے
واضع کی صورت خراب کرے۔ یہ حدیث بعض جاہل
حکماء نے لوگوں کو مسخر کرنے کیلئے یہ وضع
کی ہے۔ بینگن سوداوی بخار
اور بہت سے امراض ایسے ہیں کہ بینگن سے مرض میں اور
شدت واقع ہو جاتی ہے۔ اگر اسے فقیر کھائے تو غنی
ہو جائے اور اسکا غنا کبھی ختم نہ ہو۔ اگر جاہل کھائے تو
عالم بن جائے۔ اور اسکا علم کبھی ختم نہ ہو۔ اسی طرح یہ
روایت کہ جب کسی کو بات کرتے وقت چھینک آجائے
تو سمجھو وہ بات سچی ہے۔ اگرچہ اس روایت کی سند بعض
لوگوں سے صحیح بھی ہو لیکن حس اس کے موضوع ہونے کی گواہی
دے رہی ہے کیونکہ ہمارا مشاہدہ یہ بات ثابت کرتا ہے
کہ چھینک اور جھوٹ بیک وقت بھی واقع ہو چکے ہیں۔ اور
جھوٹ جھوٹ ہے چاہے ایک لاکھ آدمی کیوں نہ چھینکیں
اور حضور سے جو احادیث ثابت ہیں انمیں سے کسی ایک پر
بھی چھینک کے ذریعہ صحت کا حکم نہیں لگایا گیا۔ اور اگر

عَطَسُوْا عِنْدَ شَهَادَةِ رَجُلٍ لَمْ
يُحْكَمْ بِصِدْقِهِ قُلْتُ وَقَدْ رَوَى
أَبُوْ نُعَيْمٍ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ
عَنْهُ بِلَفْظِ الْعُطَاسِ عِنْدَ الدُّعَاءِ
شَاهِدُ صِدْقٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ وَلَا يَخْفٰى أَنَّهُ إِذَا ثَبَتَ
شَيْءٌ فِي الْعَقْلِ فَلَا عِبَارَةَ
بِمُخَالَفَةِ الْحِسِّ مِنَ الْعَقْلِ وَ
كَذٰلِكَ حَدِيْثُ عَلَيْكُمْ بِالْعَدَسِ
فَإِنَّهُ مُبَارَكٌ يُرِقُّ الْقَلْبَ وَيُكْثِرُ
الدَّمْعَةَ قَدَّسَ فِيْهِ سَبْعُوْنَ
نَبِيًّا وَقَدْ سُئِلَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ
مُبَارَكٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ وَقِيْلَ
لَهُ إِنَّهُ يُرْوٰى عَنْكَ فَقَالَ
وَعَنِّيْ مَا رَفَعَ شَيْئًا فِي الْعَدَسِ
إِنَّهُ شَهْوَةُ الْيَهُوْدِ وَلَوْ قَدَّسَ فِيْهِ
نَبِيٌّ وَاحِدٌ لَكَانَ شِفَاءً مِنَ الْأَدْوَاءِ
فَكَيْفَ بِسَبْعِيْنَ نَبِيًّا وَقَدْ سَمَّاهُ
اللّٰهُ تَعَالٰى أَدْنٰى وَذَمَّ مَنِ اخْتَارَهُ

کسی کی شہادت کیوقت تمام لوگ چھینکیں تب بھی
اسکی صداقت کا حکم جاری نہیں کیا جاتا۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں ابو نعیمؒ نے ابوہریرہؓ سے ان الفاظ کیساتھ
روایت کیا ہے کہ بات کیوقت یا دعا کیوقت چھینک
آجانا سچا گواہ ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ بات
مخفی نہیں کہ اگر کوئی بات عقلاً ثابت ہو جائے تو اگر
حس عقل کی مخالفت کرے تو اس کی کوئی حیثیت
باقی نہیں رہتی۔ اسی طرح یہ روایت کہ مسور کی دال کو
لازم پکڑو کیونکہ یہ مبارک ہے دل کو نرم کرتی اور آنسوؤں
کو زیادہ کرتی ہے اسمیں ستر انبیاء کے ذریعے پاکی داخل کی
گئی ہے۔ عبداللہ بن المبارک سے اس روایت کے بارے
میں دریافت کیا گیا اور ان سے سوال کیا گیا کہ یہ روایت
آپ سے کی جاتی ہے انہوں نے فرمایا میرا نام نہ لو۔ میں
مسور کا کوئی درجہ بھی بلند نہیں کر سکتا یہ تو یہود کی خواہشات
کا نتیجہ ہے اور اگر اسے ایک نبی بھی پاک بنا تا تو یہ
تمام بیماریوں کی شفا بن جاتی کجا کہ ستر انبیاء اللہ تعالیٰ نے
اسے معمولی شے قرار دیا ہے اور ان لوگوں کی مذمت
کی جنہوں نے من و سلوی کے مقابلے میں اسے ترجیح دی
اور اسے پیاز اور لہسن کے برابر قرار دیا۔ اسی باعث

مِنَ الْمَنِّ وَالسَّلْوٰی وَجَعَلَہٗ قُرْبَ
الثُّوْمِ وَالْبَصَلِ افْتَرٰی اَنْبِیَاءَ
بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ مَدَّ سَوَافِیْہِ لِھٰذِہٖ
الْعِلَّۃِ وَالْمَضَارِّ الَّتِیْ فِیْہِ مِنْ تَھْیِیْجِ
السَّوْدَاءِ وَالنَّفْخِ وَالرِّیَاحِ الْغَلِیْظَۃِ
وَضِیْقِ النَّفْسِ وَالدَّمِ الْفَاسِدِ
وَغَیْرِ ذٰلِکَ مِنَ الْمَضَارِّ الْمَحْسُوْسَۃِ
وَیُشْبِہُ اَنْ یَکُوْنَ ھٰذَا الْحَدِیْثُ
مِنْ وَضْعِ الَّذِیْنَ اخْتَارُوْہُ عَلَی
الْمَنِّ وَالسَّلْوٰی وَاَشْبَاھِھِمْ قُلْتُ
وَقَدْ تَقَدَّمَ مَا یُقَوِّیْ کَلَامَہٗ ۔
وَکَذٰلِکَ حَدِیْثُ اِنَّ اللّٰہَ
خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ یَوْمَ
عَاشُوْرَاءَ وَکَذٰلِکَ حَدِیْثُ اَشْرِبُوْا
عَلَی الطَّعَامِ تَشْبَعُوْا فَاِنَّ الشُّرْبَ
عَلَی الطَّعَامِ یُفْسِدُہٗ وَیَمْنَعُ مِنْ
اِسْتِقْرَارِہٖ فِی الْمَعِدَۃِ وَمِنْ کَمَالِ
نُضْجِہٖ وَکَذٰلِکَ حَدِیْثُ اَکْذَبُ
النَّاسِ الصَّبَّاغُوْنَ وَالصَّوَّاغُوْنَ

ان یہود نے انبیاء بنی اسرائیل پر یہ افترا باندھا
کہ انہوں نے اسے اس عیب سے پاک کر دیا حالانکہ
اس میں مختلف نقصانات ہیں۔ سودا کو زیادہ
کرتی، نفخ اور ریاح غلیظہ پیدا کرتی ہے۔ نیز
سانس کو روکتی اور خون فاسد پیدا کرتی ہے
اس کے علاوہ اور بہت سے محسوس نقصانات
موجود ہیں۔ اور یہ حدیث ان لوگوں نے وضع کی
ہے جنہوں نے اسے من وسلوی پر ترجیح دی ہے
یا انہی جیسے دیگر اشخاص۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں، پہلے دیگر علماء کے اقوال گزر چکے، جو ابن
المبارک کی تائید کرتے ہیں
اسی طرح یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ نے
زمین و آسمان عاشوراء کے روز پیدا
فرمائے۔ اسی طرح یہ حدیث کہ کھانے پر
پانی پیا کرو، ایک تو اس سے تمہارا پیٹ
بھر جائے گا۔ نیز کھانے پر پانی پینا کھانے کو
تحلیل کر دیتا ہے۔ اور کھانے کو معدہ میں
ٹھہرنے نہیں دیتا۔ اسی طرح یہ حدیث کہ لوگوں
میں سب سے جھوٹے رنگریز ہیں۔ تو جس اس

فالحسن یردّ هذا الحدیث فان الکذب فی غیرهما اضعافه فیهم کالرافضة فانهم اکذب خلق الله والکهان والطرقیة والمنجمون وقد تاوله بعضهم علی ان المراد بالصباغ الذی یزید فی الحدیث الفاظا تزیینه والصواغ الذی یصوغ الحدیث لیس له اصل وهذا تکلف بارد الحدیث باطل قلت وهذا اغرب منه فان الحدیث بعینه رواه احمد وابن ماجه عن ابی هریرة فی الجامع الصغیر۔

حدیث کا انکار کرتی ہے۔ کیونکہ ان کے علاوہ دیگر طبقوں میں ان سے بہت زیادہ جھوٹ پایا جاتا ہے۔ جیسے رافضی کہ اللہ کی مخلوق میں سب سے زیادہ جھوٹے ہیں۔ کاہن اور نجومی وغیرہ۔ بعض علماء نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ کہ یہاں صباغ سے مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث میں بطور زینت الفاظ کی زیادتی کرتے ہیں۔ حدیث میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ بلکہ یہ حدیث میں زبردستی کی تاویل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ قول غریب ہے کیونکہ اس حدیث کو احمد ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضی سے روایت کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔

فصل

ومنها سماجة الحدیث وکونه مما یسخر منه کحدیث لو کان الارز رجلا لکان حلیما ما اکله جائع الا اشبعه وهذا من

معرفت حدیث میں سماجۃ الحدیث بھی داخل ہے اور اس میں وہ روایات داخل ہیں جن کے ذریعہ لوگوں کو مسخر کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ یہ روایت اگر چاول انسان ہوتا تو بہت حلیم الطبع

النسیج البارد الذی یصان عنہ
الفضلاء فضلا عن سید
الانبیاء وحدیث الجوز دواء
والجبن داء فاذا دخل فی الجوف
صار شفاء فلعن اللہ واضعہ
علی رسول اللہ علیہ السلام و
حدیث لو یعلم الناس ما فی
الحلبۃ لا شتروھا بوزنھا ذھبا
وحدیث احضروا موائدکم
البقل فانہ مطردۃ للشیاطین و
حدیث ما من ورقۃ الھندباء
الا علیھا قطرۃ من ماء الجنۃ
وحدیث بئست البقلۃ الجرجیر
من اکل منھا لیلا بات ونفسہ
تنازعہ وتضرب عرق الجذام
من انفہ فکلوہ نھارا وکفوا عنھا
لیلا وحدیث تفضل دھن
البنفسج علی الادھان کفضل
اھل البیت علی سائر الخلق و

ہوتا جب بھی اسے بھوکا کھائیگا تو اس کا پیٹ بھر جائیگا
اور یہ اس قسم کی فضولیات ہیں کہ جن سے فضلا بھی بری ہیں
کجا کہ سید الانبیاء، اور یہ حدیث اخروٹ دوا ہے اور
اور پھٹا ہوا دودھ بیماری ہے لیکن پیٹ میں داخل
ہونیکے بعد شفاء بن جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے واضع
پر جس نے اسے حضور کی جانب منسوب کیا ہے لعنت فرمائے
اسی طرح یہ روایت اگر لوگ یہ جان لیں کہ عادات
میں کیا خوبی ہے تو اسے سونے سے وزن کر کے خریدیں
اسی طرح یہ روایت کہ اپنے دستر خوانوں پر ترکاری ضرور
رکھا کرو کیونکہ وہ شیطان کو دور کرتی ہے ایسے ہی
یہ روایت کہ ہندبا (ایک ترکاری) کے پتوں پر جنت کے
پانی کا ایک قطرہ ہے، اسی طرح یہ حدیث کہ جرجیر ترکاری
بہت بری ہے جو اسے رات کو کھائے گا، اس کا سانس
رکتا رہے گا، اور جذام کا عرق اس کی ناک سے گرتا رہیگا
اسے دن میں کھاؤ اور رات میں اسے نہ کھاؤ، ایسے ہی
یہ روایت کہ بنفشہ کا تیل تمام تیلوں پر ایسی ہی فضیلت
رکھتا ہے جیسا کہ اہل بیت تمام مخلوق پر اسی طرح
یہ روایت کہ ککڑی تمام ترکاریوں سے اتنی ہی افضل
ہے جیسا کہ گندم تمام دانوں سے افضل ہے اور یہ

حديث فضل الكمأة على سائر
البقول كفضل البر على الحبوب
وحديث الكماة والكرفس
طعام الياس واليسع وحديث
ما من رمان الا ويلقح بحبة من
من رمان الجنة وحديث ربيع
امتي العنب والبطيخ وحديث
عليكم بمداومة اكل العنب
مع الخبز وحديث عليكم بالملح
فان فيه شفاء من سبعين
داء وحديث من اكل فولة
بقشرها اخرج الله منه من الداء
مثلها لعن الله واضعها قلت
اورده ابن حبان في الضعفاء
من حديث عائشة مرفوعا و
حديث لا تسبوا الديك فانه
صديقي ولو يعلم بنو آدم ما في
صوته لاشتروا ريشه ولحمه
بالذهب قلت لكن سند الحديث

روایت کماۃ اور کرفس ہر امیر وغریب کا کھانا ہے
اور یہ روایت کوئی انار ایسا نہیں کہ اس کے
دانوں کے ساتھ جنت کے انار کے دانے نہ ہوں
میری امت کا موسم بہار انگور اور بطیخ ہے (ایک
گھاس ہے جس کے پتے روٹی کی طرح ہوتے ہیں اور
زمین پر پھیلتے ہیں۔ اور اس میں پھل آتا ہے) اور یہ
روایت روٹی کے ساتھ انگور کھانے پر مداومت کیا
کرو۔ اور یہ روایت نمک کو لازم پکڑ لو کیونکہ اس
میں ستر بیماریوں سے شفا ہے۔ اور جو لوبیا کو مع
چھلکوں کے کھائے اللہ تعالیٰ اس سے اتنی ہی
بیماریاں دور فرما دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان روایات
کے وضع کرنے والے پر لعنت فرمائے ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس روایت کو ابن حبان نے ضعفاء میں
حضرت عائشہ سے مرفوعا روایت کیا ہے۔ اور یہ
حدیث مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ میرا دوست ہے
اگر بنی آدم اس بات کو جان لیں کہ اس کی آواز میں
کیا خوبی ہے تو اس کے پر اور گوشت کو سونے کے
بدلے خریدیں ملا علی قاری فرماتے ہیں اس روایت کا
شروع حصہ صحیح ہے کیونکہ ابو داؤد نے سند

ثابت فقد رواه ابو داود مرفوعا بسند حسن عن زيد بن خالد بلفظ لا تسبوا الديك فانه يوقظ للصلوة وروى ابن قانع عن ايوب بن عتبة بسند ضعيف الديك الابيض صديقي زاد ابو بكر البرقي عن ابي زيد الانصاري وصديق صديقي وعدو عدو الله وفي رواية الحارث عن عائشة وانس بلفظ وعدو عدوي وزاد الحارث عن ابي زيد الانصاري يحرس دار صاحبه وتسع دور حولها ورواه البغوي عن خالد بن معدان وقال سبع ادر يجمع دار في رواية العقيلي وابي الشيخ في العظمة عن انس ولفظه الديك الابيض الافرق حبيبي وحبيب حبيبي جبرئيل يحرس بيته وستة عشر بيتا من جيرانه اربعة عن اليمين

حسن کے ساتھ زید بن خالد رضؓ سے مرفوعاً روایت کیا ہے مرغ کو برا نہ کہو کیونکہ وہ نماز کے لئے جگاتا ہے۔ ابن قانع نے ایوب بن عتبہ سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے، کہ سپید مرغ میرا دوست ہے۔ ابوبکر البرقی نے ابو زید انصاری سے اس میں کچھ الفاظ زیادہ کئے ہیں، اور میرے دوست کا دوست اور اللہ کے دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث کی روایت میں عائشہؓ اور انس رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے، کہ میرے دشمن کا دشمن ہے۔ اور حارث نے ابوزید انصاریؓ سے یہ زیادتی بھی روایت کی ہے کہ گھر والوں کا پہرہ دیتا اور اس کے اردگرد گھومتا رہتا ہے بغوی نے خالد بن معدانؓ سے سات مکانوں کا ذکر کیا ہے۔ اور عقیلی اور ابوالشیخ کی روایت میں انس رضؓ سے ان الفاظ کے ساتھ مروی ہے کہ سپید مرغ میرا بھی دوست اور میرے دوست جبرائیل کا بھی دوست ہے۔ مالک کے گھر کا بھی پہرہ دیتا ہے اور اس کے سولہ پڑوسیوں کے مکانوں کا بھی۔ چار دائیں، چار بائیں، چار آگے

وَاَرْبَعَةٌ عَنِ الشِّمَالِ وَاَرْبَعَةٌ مِنْ قُدَّامٍ
وَاَرْبَعَةٌ مِنْ خَلْفٍ اَلْكُلُّ فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ وَمَعَ وُجُوْدِ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ
وَلَوْ كَانَتْ ضَعِيْفَةً وَتَتَقَوّٰى بِكَثْرَةِ
الطُّرُقِ لَمْ يَحْسُنِ الْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ
اِلَّا بِاعْتِبَارِ اٰخِرِ مَا ذُكِرَ فِي الْحَدِيْثِ
وَحَدِيْثُ مَنِ اشْتَرٰى دِيْكًا اَبْيَضَ
لَمْ يَقْرَبْهُ الشَّيْطَانُ وَلَا سِحْرٌ قُلْتُ
رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ بِلَفْظِ
اَلدِّيْكُ يُؤَذِّنُ بِالصَّلٰوةِ مَنِ اتَّخَذَ
دِيْكًا اَبْيَضَ حُفِظَ مِنْ ثَلٰثَةٍ مِنْ
شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَسَاحِرٍ وَكَاهِنٍ
وَحَدِيْثُ اِنَّ لِلّٰهِ دِيْكًا عُنُقُهُ مَطْوِيَّةٌ
تَحْتَ الْعَرْشِ وَرِجْلَاهُ فِي التُّخُوْمِ
فَبِالْجُمْلَةِ كُلُّ اَحَادِيْثِ الدِّيْكِ
كَذِبٌ اِلَّا حَدِيْثَ اِذَا سَمِعْتُمْ
صِيَاحَ الدِّيَكَةِ فَاسْئَلُوا اللّٰهَ
مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّهَا رَاَتْ
مَلَكًا ۔

اور چار پیچھے ۔ یہ تمام روایات جامع الصغیر
میں ہیں ۔ اگرچہ یہ سب روایات ضعیف ہیں
لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث ہیں
ان پر وضع کا حکم جاری نہیں کیا جا سکتا ۔ مگر
آخری روایت جو ذکر کی گئی ہے ، اور یہ حدیث
جو سپید مرغ خریدے ۔ تو شیطان اور جادو
اس کے پاس نہیں پھٹک سکتے ۔ بیہقی نے
اس روایت کو ابن عمرؓ سے ان الفاظ کے
ساتھ روایت کیا ہے ۔ مرغ نماز کے لئے
اذان دیتا ہے جو سپید مرغ رکھے وہ تین
باتوں سے محفوظ رہتا ہے ، شیطان جادوگر
اور کاہن سے ۔ اور یہ حدیث کہ اللہ کے
لئے ایک مرغ ہے جس کی گردن عرش کے
نیچے لپٹی ہوئی ہے ، اور اس کے پیر تحت الثریٰ
میں ہیں ، تو مرغ کے بارے میں جتنی روایات
ہیں سب جھوٹ ہیں سوائے اس حدیث کے کہ جب
تم مرغ کی آواز سنو تو اللہ تعالیٰ سے
اس کے فضل کا سوال کرو ، کیونکہ اس نے
فرشتے کو دیکھا ہے ۔

فصل

ومنها مناقضة الحديث
لما جاءت به السنة الصريحة مناقضة
بينة فكل حديث يشتمل على فساد
أو ظلم أو عبث أو مدح باطل أو
ذم حق أو نحو ذلك فرسول الله
صلى الله عليه وسلم منه بريء و
من هذا الباب أحاديث من سمى
محمدا أو أحمد وأن كل من يسمى
بهذا الاسم لم يدخل النار فهذا
يناقض ما هو معلوم من دينه
أن النار لا يجار منها بالأسماء والألقاب
وإنما النجاة منها بالإيمان والأعمال
الصالحة ومن هذا الباب أحاديث
كثيرة علقت النجاة من النار بها
وأنها لا تمس من فعل ذلك فغايتها
أن يكون من صغار الحسنات و
المعلوم من دينه عليه السلام خلاف

ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات
سنت صریحہ کے مخالف ہوں، تو جو حدیث
فساد، ظلم، کار عبث، باطل کی تعریف اور
حق کی برائی پر مشتمل ہو یا اسی قسم کے دیگر
مضامین سے تعلق رکھتی ہو، تو نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم اس سے بری ہیں۔ اس قسم کی
روایات میں سے ایک روایت یہ بھی ہے
جو میرے نام پر محمد یا احمد نام رکھے گا، تو وہ
دوزخ میں داخل نہ ہوگا، کیونکہ دین کے
ذریعہ یہ بات ثابت ہے کہ کوئی شخص نام و
لقب کے ذریعہ دوزخ سے نجات نہیں پا سکتا
نجات صرف ایمان اور اعمال صالحہ کے ذریعہ
ہو سکتی ہے۔ اسی قسم کی اور بہت سی روایات
ہیں کہ جن میں یہ ذکر ہے کہ فلاں کام کرے گا
وہ دوزخ سے نجات پائے یا آگ اسے نہ
چھوئے گی، یا چھوٹے چھوٹے اعمال پر اتنے بڑے
اجر کے وعدے ہوں تو یہ سب نبی کریم

ذٰلِكَ وَاِنَّهٗ اِنَّمَا ضَمِنَ ذٰلِكَ لِمَنْ
حَقَّقَ التَّوْحِيْدَ۔

کے دین کے خلاف ہیں۔ اور اس کی ضمانت
صرف اس کیلئے ہے جس نے توحید کو محقق کیا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مَا يُدَّعٰى عَلَى النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّهٗ فَعَلَ اَمْرًا ظَاهِرًا
بِحَضُوْرٍ مِنَ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَاَنَّهُمْ
اِتَّفَقُوْا عَلٰى كِتْمَانِهٖ وَلَمْ يَنْقُلُوْهُ
كَمَا يَزْعُمُهٗ اَكْذَبُ الطَّوَائِفِ اَنَّهٗ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اَخَذَ بِيَدِ
عَلِيٍّ بِحَضْرَةِ الصَّحَابَةِ كُلِّهِمْ وَهُمْ
رَاجِعُوْنَ مِنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ فَاَقَامَهٗ
بَيْنَهُمْ حَتّٰى عَرَفَهُ الْجَمِيْعُ ثُمَّ قَالَ
هٰذَا وَصِيِّيْ وَاَخِيْ وَالْخَلِيْفَةُ مِنْ
بَعْدِيْ فَاسْمَعُوْا لَهٗ وَاَطِيْعُوْا لَهٗ
ثُمَّ اتَّفَقَ الْكُلُّ عَلٰى كِتْمَانِ ذٰلِكَ وَ
تَغْيِيْرِهٖ وَمُخَالَفَتِهٖ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى
الْكَاذِبِيْنَ وَكَذٰلِكَ رِوَايَتُهُمْ اَنَّ
الشَّمْسَ رُدَّتْ لَهٗ بَعْدَ الْعَصْرِ وَ

اور اسی قسم کی یہ روایات بھی ہیں جن میں
آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عام صحابہ
کے سامنے اس امر کا اظہار فرمایا لیکن تمام صحابہ نے
اسے چھپایا اور اس پر عمل نہ کیا جیسا کہ سب سے جھوٹا
طبقہ (یعنی شیعہ) کا خیال ہے کہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم نے حجۃ الوداع سے واپسی کے وقت
تمام صحابہ کے سامنے حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر انہیں
کھڑا کیا یہاں تک کہ تمام لوگوں نے پہچان لیا پھر آپ نے
فرمایا یہ میرا وصی میرا بھائی اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے اس
کی بات سننا اور اطاعت کرنا پھر یہ کذاب اس امر کے قائل
ہیں کہ تمام صحابہ نے اس بات کو چھپایا اور اسے بدل
دیا اور سب کے سب مخالفت پر متفق ہو گئے تو جھوٹوں
پر اللہ کی لعنت ہو ایسے ہی ان کی یہ روایت
کہ حضرت علی کے لئے عصر کے بعد سورج لوٹا دیا
گیا اور تمام لوگ اس کا مشاہدہ کرتے تھے اور انہی

النَّاسُ يَشْهَدُوْنَهَا وَلَا يَشْتَهِرُ هٰذَا أَعْظَمُ اشْتِهَارًا وَلَا يَعْرِفُهُ إِلَّا أُمُّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔	بڑی بات کے باوجود بھی لوگوں میں اس واقعہ کی شہرت نہ ہو سکی، اور ام سلمہ کے علاوہ کسی کو معلوم نہ ہوا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ بَاطِلًا فِيْ نَفْسِهِ فَيَدُلُّ بُطْلَانُهُ عَلٰى أَنَّهُ لَيْسَ مِنْ كَلَامِهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَحَدِيْثِ الْمَجَرَّةِ الَّتِيْ فِي السَّمَاءِ مِنْ عَرَقِ الْأَفْعٰى الَّتِيْ تَحْتَ الْعَرْشِ وَحَدِيْثِ إِذَا غَضِبَ الرَّبُّ أَنْزَلَ الْوَحْيَ بِالْفَارِسِيَّةِ وَإِذَا رَضِيَ أَنْزَلَهُ بِالْعَرَبِيَّةِ وَحَدِيْثِ سِتُّ خِصَالٍ تُوْرِثُ النِّسْيَانَ سُؤْرُ الْفَأْرِ وَإِلْقَاءُ الْقَمْلِ فِي النَّارِ وَالْبَوْلُ فِي الْمَاءِ الرَّاكِدِ وَمَضْغُ الْعِلْكِ وَأَكْلُ التُّفَّاحِ الْحَامِضِ وَحَدِيْثُ الْحِجَامَةِ عَلَى الْقَفَاءِ تُوْرِثُ النِّسْيَانَ وَحَدِيْثُ يَا حُمَيْرَاءُ	ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث فی نفسہ باطل ہو، اور اس کے بطلان پر خود دلالت کرتی ہو اور اسی سے یہ ثابت ہوتا ہو کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام نہیں جیسا کہ یہ روایت کہ وہ مجرہ (ایک منطقہ کا نام ہے) جو آسمان میں واقعہ ہے ان شاخوں سے متعلق ہے جو عرش کے نیچے ہیں اور یہ روایت کہ جب خدا غضب ناک ہوتا ہے تو فارسی میں وحی نازل فرماتا ہے اور جب خوش ہوتا ہے تو عربی میں اور یہ روایت چھ عادات نسیان پیدا کرتی ہے، چوہے کا جھوٹا جوں کو آگ میں ڈالنا، ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا، مصطگی کا چبانا، خراب سیب کا کھانا، اور گدی پر پچھنے لگوانا یہ چیزیں بھول پیدا کرتی ہیں، اور یہ روایت اے حمیرا

لا تغتسلي بالماء المشمس فإنه
يورث البرص وكل حديث فيه
يا حميراء أو ذكر الحميراء فهو
كذب مختلق وكذا يا حميراء لا
تأكلي الطين فإنه يورث كذا
وكذا وحديث خذوا شطر دينكم
عن الحميراء قلت وقد تعقبه
الشيخ جلال الدين السيوطي بأنه
جاء في حديث صحيح يا حميراء و
هو ما رواه الحاكم ثنا عبد الجبار
بن الورد عن عمار الذهبي عن
سالم بن أبي الجعد عن أم سلمة
قالت ذكر النبي عليه الصلاة
والسلام خروج أمهات المؤمنين
فضحكت عائشة رضي الله عنها
فقال انظري يا حميراء أن لا تكوني
أنت ثم التفت إلى علي فقال
إن وليت من أمرها شيئا فارفق
بها فقال في المستدرك صحيح على

(عائشہؓ) دھوپ کے گرم پانی سے غسل نہ کیا کرو کیونکہ
یہ برص پیدا کرتا ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
یا حمیرا کا ذکر ہو وہ جھوٹ ہے۔ اسی طرح یہ روایت
اے حمیرا مٹی نہ کھاؤ وہ فلاں فلاں چیز پیدا کرتی ہے
اور یہ روایت کہ اپنا آدھا دین حمیرا سے حاصل
کرو، ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ اس بات پر جلال الدین
سیوطی نے اعتراض کیا کہ ایک حدیث صحیح میں یا
حمیرا کا لفظ موجود ہے جسے حاکم نے اس سند سے
روایت کیا ہے۔ عبد الجبار بن الورد، عمار الذہبیؒ
سالم بن ابی الجعد ام سلمہؓ فرماتی ہیں حضورؐ کے
سامنے بعض ازواج کے خروج کا تذکرہ کیا گیا حضرت
عائشہ ہنسنے لگیں۔ آپ نے فرمایا اے حمیرا
تم ایسی نہ ہو جانا۔ پھر حضرت علیؓ کی طرف
متوجہ ہو کر فرمایا اے علیؓ اگر تجھے امارت
سونپی جائے تو اس کے ساتھ نرمی کرنا۔
حاکم مستدرک میں فرماتے ہیں یہ بخاری اور
مسلم کی شرط کے مطابق صحیح ہے امام ذہبی
فرماتے ہیں۔ عبد الجبار بن الورد سے بخاری اور
مسلم نے کوئی روایت نہیں لی ایسے ہی یہ

شرط البخاری ومسلم قال الذهبی عبد الجبار لم یخرج له وحدیث من لم یکن له مال یتصدق به فلیلعن الیهود والنصاری فان اللعنة لا تقوم مقام الصدقة ابدًا وحدیث آلیت علی نفسی ان لا ادخل النار من کان اسمه احمد او محمدًا وحدیث من ولد له مولود فسماه محمدًا تبرکًا کان هو وولده فی الجنة وحدیث ما من مسلم دنا من زوجته وهو ینوی ان حملت منه یسمیه محمدًا الا رزقه الله ولدًا ذکرًا وفی ذلك جزء کله کذاب ملکب وفی روایة الطبرانی وابن عدی عن ابن عباس رضی الله عنهما من ولد له ثلثة اولاد فلم یسم احدهم محمدًا فقد جهل کذا فی جامع الصغیر۔

روایت کہ جس کے پاس صدقہ کرنے کے لئے مال نہ ہو۔ وہ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے کیونکہ لعنت کبھی صدقہ کے قائم مقام نہیں ہو سکتی اور یہ روایت کہ میں اپنے لئے پسند کرتا ہوں۔ کہ جس کا نام احمد یا محمد ہو۔ اسے دوزخ میں داخل نہ کروں گا۔ اور یہ روایت کہ جس کے کوئی بچہ پیدا ہو۔ اور وہ تبرکاً اس کا نام محمد رکھے تو وہ اور اس کے والد جنت میں ہوں گے اور یہ روایت جو مسلم اپنی بیوی سے صحبت کرتے وقت یہ ارادہ کرے کہ اس سے کوئی لڑکا پیدا ہوگا۔ اس کا نام محمد رکھے گا۔ اللہ تعالیٰ اسے لڑکا عطا فرمائے گا۔ اس قسم کی روایات کا ایک جزء ہے جو سب کا سب جھوٹ ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں طبرانی اور ابن عدی کی روایت میں ابن عباسؓ سے روایت ہے جس کے تین لڑکے ہوں اور ان میں سے کسی کا نام بھی محمد نہ رکھے تو وہ جاہل ہے۔ یہ روایت جامع الصغیر میں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ لَا	ایک اصول یہ بھی ہے کہ اس قسم کی روایات
يُشْبِهُ كَلَامَ الْاَنْبِيَاءِ بَلْ لَا يُشْبِهُ	انبیاء کرام بلکہ صحابہ کرام کے کلام سے بھی مشابہت
كَلَامَ الصَّحَابَةِ كَحَدِيْثِ ثَلٰثَةٌ تَزِيْدُ	نہ رکھتی ہو، جیسا کہ یہ روایت کہ تین چیزیں نگاہ
فِي الْبَصَرِ اَلنَّظَرُ اِلَى الْخُضْرَةِ وَالْمَاءِ	کو تیز کرتی ہیں، سبزہ، جاری پانی اور حسین چہرہ کی
الْجَارِيْ وَالْوَجْهِ الْحَسَنِ وَهٰذَا الْكَلَامُ	جانب دیکھنا اور یہ کلام نبی کریم صلی اللہ علیہ
مِمَّا يُجَلُّ عَنْهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَابْنُ عَبَّاسٍ	وسلم، ابو ہریرہؓ اور ابن عباس تو کجا بلکہ سعید بن
بَلْ سَعِيْدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ وَالْحَسَنُ	المسیب، حسن بصری، بلکہ مالک اور احمد کا بھی نہیں
بَلْ اَحْمَدُ وَمَالِكٌ قُلْتُ وَقَدْ	ہو سکتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ روایت ضعیف ہے
سَبَقَ اَنَّهُ ضَعِيْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَ	موضوع نہیں، اسی طرح یہ روایت کہ حسین چہرہ
حَدِيْثُ اَلنَّظَرُ اِلَى الْوَجْهِ الْحَسَنِ يَجْلِي	کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے، اسی قسم کی
الْبَصَرَ وَنَحْوَهُ مِنْ وَضْعِ	روایات ہیں وہ زنادقہ کی وضع کردہ ہیں، ملا علی
الزَّنَادِقَةِ قُلْتُ وَفِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ	قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں حسین چہرے
اَلنَّظَرُ اِلَى الْمَرْاَةِ الْحَسْنَاءِ وَالْخُضْرَةِ	اور سبزے کی جانب دیکھنا نگاہ کو تیز کرتا ہے، اسے
يَزِيْدَانِ فِي الْبَصَرِ رَوَاهُ اَبُوْ نُعَيْمٍ فِي	ابو نعیم نے حلیہ میں جابر رضہ سے روایت کیا ہے، اور یہ
الْحِلْيَةِ عَنْ جَابِرٍ وَحَدِيْثُ عَلَيْكُمْ	روایت کہ تم نمکین چہروں اور سیاہ آنکھوں کو لازم
بِالْوُجُوْهِ الْمِلَاحِ وَالْحَدَقِ السُّوْدِ فَاِنَّ	پکڑ لو، کیونکہ اللہ نمکین چہرے والے کو دوزخ کا
اللّٰهَ يَسْتَحْيِيْ اَنْ يُعَذِّبَ مَلِيْحًا بِالنَّارِ	عذاب دینے سے شرماتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کے

فلعنة الله على واضعه الخبيث و
حديث النظر الى الوجه الجميل
عبادة قلت وقد تقدم انه
ضعيف لا موضوع وحديث ان الله
طهر قوما من الذنوب بالصلعة
في رؤسهم وان عليا لاولهم
وحديث نبات الشعر في الانف
امان من الجذام فقد سئل عنه
الامام احمد فقال ليس ذا بشيء
قلت رواه ابو يعلى والطبراني
في الاوسط بسند ضعيف عن
عائشة رضي الله عنها كما في الجامع
الصغير وحديث من اتاه الله
وجها حسنا واسما حسنا وجعله
في موضع غير شائن فهو من صفوة
الله في خلقه وكل حديث فيه
مدح حسان الوجوه والثناء
عليهم او الامر بالنظر اليهم او
التماس الحوائج اوان النار لا

خبیث واضع پر لعنت فرمائے، اور یہ روایت کہ
حسین چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے، ملا علی
قاری فرماتے ہیں یہ پہلے گذر چکا، کہ یہ ضعیف ہے
موضوع نہیں اور یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ قوم کو گناہوں
سے سر کے بال منڈانے کے ذریعہ پاک کر دیتا ہے
اور علی ان میں سب سے پہلے ہیں اور یہ روایت
کہ ناک میں بال اگنا جذام سے بچاتا ہے، امام احمدؒ
سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا گیا
آپ نے فرمایا یہ کچھ نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں اس حدیث کو ابو یعلی اور طبرانیؒ نے حضرت
عائشہؓ سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے، اور یہ روایت کہ
جسے اللہ تعالیٰ حسین چہرہ اور اچھا نام عطا
فرمائے تو ایسی جگہ رکھے گا، جو اس کی شان
کے خلاف نہ ہوگی، کیونکہ یہ اللہ کی مخلوق کے
لئے عادت ہے اور ہر وہ حدیث جس میں
حسین چہرے کی تعریف یا ان کی جانب دیکھنے
کا حکم، یا ان کی حاجت روائی کرنے کا حکم یا کہ
انہیں آگ نہ چھوئے گی یہ سب جھوٹ ہے اور خدا

فَكِذْبٌ مُخْتَلَقٌ وَإِفْكٌ مُفْتَرًى	اور رسول پر تہمت ہے، اور اس مضمون
وَفِي هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ	میں بہت سی احادیث ہیں۔ اور اسی
فَأَقْرَبُ شَيْءٍ فِي الْبَابِ حِكَايَةُ	مضمون کے قریب قریب یہ روایت بھی ہے
إِذَا بَعَثْتُمْ إِلَيَّ بَرِيْدًا فَابْعَثُوْهُ	کہ جب تم قاصد بنا کر بھیجا کرو تو حسین چہرے
حَسَنَ الْوَجْهِ حَسَنَ الْاِسْمِ وَفِيْهِ عُمَرُ	والوں کو بھیجا کرو۔ اس کا راوی عمر بن زاہد ہے
بْنُ زَاهِدٍ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ كَانَ	ابن حبان کہتے ہیں یہ احادیث وضع کیا کرتا تھا
يَضَعُ الْحَدِيْثَ وَذَكَرَ أَبُو الْفَرَجِ	ابو الفرج نے اس روایت کو موضوعات
هٰذَا الْحَدِيْثَ فِي الْمَوْضُوْعَاتِ ۔	میں شمار کیا ہے۔
قُلْتُ وَأَمَّا حَدِيْثُ اُطْلُبُوا	ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث کہ بھلائی
الْخَيْرَ عِنْدَ حِسَانِ الْوُجُوْهِ فَرَوَاهُ	اچھے چہرے والوں کے پاس تلاش کرو، تو
الْبُخَارِيُّ فِي تَارِيْخِهِ وَابْنُ أَبِي الدُّنْيَا	اسے بخاری نے اپنی تاریخ میں ابن ابی
فِي قَضَاءِ الْحَوَائِجِ وَأَبُو يَعْلٰى وَالطَّبَرَانِيُّ	الدنیا نے قضاء الحوائج میں ابو یعلی اور طبرانی
عَنْ عَائِشَةَ وَالطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ	نے عائشہؓ سے نیز طبرانی اور بیہقیؒ نے ابن عباسؓ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عَدِيٍّ وَابْنُ	سے۔ نیز ابن عدیؒ اور ابن عساکرؒ نے انسؓ
عَسَاكِرَ عَنْ أَنَسٍ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي	سے طبرانیؒ نے اوسط میں جابر سے تمام خطیب
الْأَوْسَطِ عَنْ جَابِرٍ وَتَمَّامٍ وَالْخَطِيْبِ	اور مالک نے ابو ہریرہ سے، نیز تمام نے ابوبکر سے
وَرَوَاهُ مَالِكٌ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَتَمَّامٌ	اور دار قطنی نے افراد میں ابو ہریرہ سے ان الفاظ
عَنْ أَبِي بَكْرَةَ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي	کے ساتھ روایت کیا ہے۔ بھلائی اچھے چہرے
الْأَفْرَادِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ بِلَفْظِ اِبْتَغُوا	والوں کے پاس تلاش کرو۔ جیسا کہ ان تمام

الخبر عند حسان الوجوه كما ذكره السيوطي في جامع الصغير فالحديث أقل مراتبه أن يكون حسنا أو ضعيفا وأما كونه موضوعا فلا وكلا

روایات کو سیوطی نے جامع الصغیر میں ذکر کیا ہے۔ تو بلحاظ مرتبہ یہ حدیث کم از کم حسن یا ضعیف ہوگی۔ رہا اس کا موضوع ہونا تو یہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔

فصل

ومنها أن يكون في الحديث تاريخ كذا وكذا مثل قوله إذا كان سنة كذا وكذا وقع كيت وكيت وإذا كان شهر كذا وكذا وقع كيت وكيت كقول الكذاب الأشر إذا انكسف القمر في المحرم كان الغلاء والقتال وشغل السلطان وإذا انكسف في صفر كان كذا وكذا واستمر الكذاب في الشهور كلها وأحاديث هذا الباب كلها كذب مفترى۔

ایک اصول معرفت حدیث کا یہ بھی ہے کہ حدیث میں تاریخ واقع ہو مثلاً فلاں فلاں سال یا فلاں فلاں ماہ میں ایسا ایسا واقعہ پیش آئیگا جیسا کہ ایک بدمعاش کذاب کا قول ہے کہ جب محرم میں چاند گہن ہو تو قتل و قتال زیادہ ہوگا اور بادشاہ فتنوں میں مشغول رہے گا۔ اسی طرح یہ قول کہ جب صفر میں چاند گہن ہو تو ایسا ایسا ہوگا۔ اسی طرح اس کذاب نے تمام مہینوں میں جھوٹ کا طومار باندھ دیا اور یہ تمام کی تمام روایت جھوٹ اور خدا و رسول پر تہمت ہے۔

فصل

ومنها أن يكون الحديث بوصف

ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث اطبا اور

يوصف الأطباء والطرقية أشبه
والنبي كحديث الهريسة تشد
الظهر وحديث أكل السمك
يذهب الجسد وحديث أن نبيًا
شكى إلى النبي عليه الصلاة و
السلام قلة الولد فأمره أن يأكل
البيض والبصل وحديث أتاني
جبرئيل بهريسة من الجنة فأكلتها
فأعطيت قوة أربعين رجلا في
الجماع وحديث المؤمن حلو يحب
الحلاوة ورواه الكذاب الأشج
بلفظ المؤمن حلوي والكافر
خمري قلت وقد تقدم الكلام
عليها وحديث كلوا التمر على الريق
فإنه يقتل الدود قلت أخرجه
أبو بكر في الغيلانيات والديلمي
في مسند الفردوس عن ابن عباس
رضي الله عنهما على ما في الجامع
الصغير وحديث أطعموا نساءكم

حکماء کے اوصاف سے تعلق رکھتی ہو، جیسا کہ
حدیث ہریسہ کہ وہ کمر کو مضبوط کرتا ہے۔ یا
یہ روایت کہ مچھلی کھانا گرمی کو ختم کرتا ہے اور
یہ روایت کہ کسی نے حضور سے اولاد کم ہونے
کی شکایت کی آپ نے اسے انڈے اور لہسن
کھانے کا حکم دیا۔ اسی طرح یہ روایت کہ میرے
پاس جبرائیل ہریسہ لے کر آئے میں نے اسے
کھایا، تو مجھے جماع میں چالیس آدمیوں کی قوت
عطا کی گئی۔ اور یہ روایت کہ مومن میٹھا ہے،
میٹھا اس کو پسند کرتا ہے۔ اور ایک کذاب شیطان
نے اسے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے، کہ
مومن حلوہ خور اور کافر شرابی ہے۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس پر کلام پہلے گذر چکا، اور یہ حدیث
کہ کھجور لعاب دہن کے ساتھ کھاؤ کیونکہ وہ کیڑے
کو مارتا ہے۔ اسے ابو بکر نے غیلانیات میں دیلمی
نے مسند فردوس میں ابن عباس سے روایت
کیا ہے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ اور یہ
روایت کہ اپنی عورتوں کو نفاس میں کھجور کھلایا
کرو۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے

في نفاسهن التمر قلت هذا لا
يصح فقد أخرج أبو يعلى وابن أبي
حاتم وابن السني وأبو نعيم مما
في الطب النبوي والعقيلي و
ابن عدي وابن مردويه وابن
عساكر عن علي قال قال رسول
الله صلى الله عليه وسلم أطعموا
نسائكم الولد الرطب فإن لم
يكن رطب فتمر فليس من الشجر
شجرة أكرم على الله من شجرة
نزلت تحتها مريم بنت عمران
وأخرج ابن عساكر عن سلمة
بنت قيس مرفوعا أطعموا نسائكم
في نفاسهن التمر فإنه من كان
طعامها في نفاسها التمر خرج
ولدها ولدا حليما فإنه كان طعام
مريم حين ولدت عيسى ولو
علم الله أن شيئا للنفساء خير
من الرطب لأمر مريم به وأخرج

اسے ابو یعلی، ابن ابی حاتم، ابن السنی اور
ابو نعیم نے طب نبوی میں۔ نیز عقیلی، ابن عدی
ابن مردویہ اور ابن عساکر نے حضرت علیؓ
سے مرفوعاً روایت کیا ہے، کہ اپنی بچوں والی
عورتوں کو رطب کھلایا کرو (رطب ایک خاص
قسم کی کھجور ہے) اگر رطب نہ ہو تو تمر، کیونکہ کوئی
درخت اللہ کے نزدیک اس سے زیادہ محبوب
نہیں، کیونکہ مریم بنت عمران اسی کے نیچے ٹھہری
تھیں، ابن عساکر نے سلمۃ بنت قیس سے مرفوعاً
روایت کیا ہے، اپنی عورتوں کو نفاس میں
کھجور کھلایا کرو، کیونکہ جس کا کھانا نفاس میں
کھجور ہو تو اولاد حلیم الطبع ہو گی (یہاں نفاس
سے مراد حالت حمل ہے) کیونکہ مریم نے جب
عیسیٰ کو جنا تو ان کا کھانا بھی یہی تھا، اگر اللہ
تعالیٰ ان کے لئے کھجور سے زیادہ بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا تو وہ انہیں عطا فرماتا عبد بن حمید نے
شقیق سے روایت کیا ہے کہ اگر اللہ نفاس
والی عورت کے لئے کھجور سے بہتر کسی کھانے
کو سمجھتا۔ تو مریم کو اس کے کھانے کا حکم دیتا

عَنْ عَمْرِو بْنِ مَيْمُوْنٍ قَالَ لَيْسَ لِلنُّفَسَاءِ شَيْءٌ خَيْرٌ مِنَ الرُّطَبِ وَ التَّمْرِ وَقَرَأَ الْآيَةَ وَهُزِّي إِلَيْكِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسَاقِطْ عَلَيْكِ رُطَبًا جَنِيًّا كَذَا فِي الدُّرِّ الْمَنْثُوْرِ وَحَدِيْثُ مَنْ لَقَّمَ أَخَاهُ لُقْمَةً حَلْوَةً صَرَفَ اللّٰهُ عَنْهُ مَرَارَةَ الْمَوْقِفِ وَحَدِيْثُ مَنْ أَخَذَ لُقْمَةً مِنْ مَجْرَى الْغَائِطِ أَوِ الْبَوْلِ فَغَسَلَهَا ثُمَّ أَكَلَهَا غُفِرَ لَهٗ وَحَدِيْثُ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ يُذْهِبُ الْبَرَكَةَ قُلْتُ رَوَاهُ أَحْمَدُ بِسَنَدٍ حَسَنٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ نَهٰى عَنِ النَّفْخِ فِي الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ ۔

نیز عبد بن حمید نے عمرو بن میمون سے روایت کیا ہے کہ نفاس والی عورت کیلئے کھجور سے بہتر کوئی شے نہیں پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی وہزی الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا۔ جیسا کہ در المنثور میں ہے، اور یہ روایت جو اپنے بھائی کو حلوے کا ایک لقمہ کھلائے اللہ تعالیٰ اس سے قیامت کی تلخی دور فرمائے گا۔ اور یہ روایت جو شخص پاخانہ یا پیشاب کی جگہ سے لقمہ اٹھا کر اسے دھو کر کھائے تو اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے اور یہ روایت کہ کھانے میں پھونک مارنا برکت دور کر دیتا ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو امام احمد نے سند حسن کے ساتھ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے اور پینے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔

فائدہ - ابن عباس کی حدیث کو امام ترمذی نے بھی روایت کیا ہے۔ نیز امام مالک نے موطا میں مسلم نے اپنی صحیح میں اور ترمذی نے اپنی جامع میں ابو سعید خدری سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ کہ حضور نے پینے کی شئے میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے۔ نیز مسلمؒ اور ترمذیؒ نے ابو قتادہ انصاری سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ حضور نے برتن میں پھونک مارنے سے منع فرمایا ہے اور امام ترمذیؒ نے اس

حدیث کو بھی حسن صحیح قرار دیا ہے۔

وَحَدِیْثُ اِذَا طَنَّتْ اُذُنُ اَحَدِکُمْ فَلْیُصَلِّ عَلَیَّ وَلْیَقُلْ ذَکَرَ اللّٰہُ مَنْ ذَکَرَنِیْ بِخَیْرٍ وَکُلُّ حَدِیْثٍ فِیْ طَنِیْنِ الْاُذُنِ کَذِبٌ قُلْتُ رَوَاہُ الْحَکِیْمُ وَابْنُ السُّنِّیِّ الطَّبْرَانِیُّ وَالْعُقَیْلِیُّ وَابْنُ عَدِیٍّ عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ کَذَا فِی الْجَامِعِ الصَّغِیْرِ لِلسُّیُوْطِیِّ وَالْتَزَمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ فِیْہِ مَوْضُوْعًا وَذَکَرَہُ الْجَزَرِیُّ اَیْضًا فِی الْحِصْنِ وَالْتَزَمَ اَنْ لَّا یَکُوْنَ فِیْہِ اِلَّا صَحِیْحًا

اور یہ روایت جس کے کان بجنے لگیں وہ مجھ پر درود پڑھے، اور جو میرا بھلائی سے ذکر کرتا ہے وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے، تو طنین اذن والی روایات سب جھوٹ ہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں الحدیث کو حکیم ابن السنی طبرانی عقیلی اور ابن عدی نے ابورافع سے اسیطرح روایت کیا ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور سیوطی نے یہ التزام کررکھا ہے کہ جامع الصغیر میں کوئی موضوع روایت نقل نہ کریں گے، اسیطرح جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے اور انہوں نے یہ التزام کررکھا ہے کہ وہ اس میں صرف صحیح روایت نقل کریں گے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَحَادِیْثُ الْعَقْلِ کُلُّهَا کَذِبٌ کَقَوْلِهٖ لَمَّا خَلَقَ اللّٰہُ الْعَقْلَ قَالَ لَہٗ اَقْبِلْ فَاَقْبَلَ ثُمَّ قَالَ لَہٗ اَدْبِرْ فَاَدْبَرَ فَقَالَ مَا خَلَقْتُ خَلْقًا اَکْرَمَ عَلَیَّ مِنْکَ بِکَ اٰخُذُ وَبِکَ اُعْطِیْ تَکَلَّمَ مَعْنٰی

معرفت اصول حدیث میں سے ایک یہ بھی ہے کہ احادیث عقل سب جھوٹ ہیں جیسا کہ راوی کا یہ قول کہ جب اللہ نے عقل کو پیدا فرمایا تو اس سے کہا آگے آ وہ آگے آئی پھر حکم دیا پیچھے ہٹ وہ پیچھے ہٹ گئی، خدا تعالیٰ نے فرمایا میں نے تجھ سے زیادہ عزت والی کوئی شئے پیدا نہیں کی میں تیرے ہی ذریعے لیتا

العراقي أنه أخرجه الطبراني في
الكبير والأوسط وأبو نعيم بإسنادين
ضعيفين انتهى ورواه عبد الله
بن الإمام أحمد في زوائد الزهد
عن الحسن مرفوعا بسند جيد
كما ذكره بعض المتأخرين قال
وحديث لكل حديث معدن
ومعدن التقوى قلوب العارفين
قلت رواه الطبراني عن ابن عمر
والبيهقي عن عمر على ما في الجامع
الصغير وحديث أن الرجل
ليكون من أهل الصلوة والجهاد
وما يجزى إلا على قدر عقله
قلت رواه الترمذي الحكيم في
النوادر ما يؤدي معناه من حديث
أنس أثنى قوم على رجل عند
النبي عليه السلام حتى بالغوا
في الثناء فقال كيف عقل الرجل
ثم ذكر ابن القيم عن الخطيب

اور تیرے ہی ذریعہ دیتا ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں یہ عراقی سے پہلے گذر چکا کہ اسے طبرانی نے کبیر و
اوسط میں ابو نعیم نے دو ضعیف سندات کے ساتھ
روایت کیا ہے اور عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد
میں حسن سے عمدہ سند کے ساتھ مرفوعاً روایت کیا ہے
جیسا کہ بعض متاخرین نے اس کا ذکر کیا ہے لگے ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ ہر بات
کی ایک کان ہوتی ہے اور تقوے کی کان عارفین کے
دل ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی
نے ابن عمرؓ سے اور بیہقی نے حضرت عمرؓ سے، جیسا کہ
جامع الصغیر میں ہے روایت کیا ہے اور یہ روایت کہ
آدمی نمازی اور مجاہد ہوتا ہے لیکن اسے جزا اس کی
عقل کے مطابق دی جاتی ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں
حکیم ترمذی نے نوادر میں اسی معنی کی ایک روایت انسؓ
سے نقل کی ہے حضور کے سامنے لوگوں نے بہت زیادہ
تعریف کی تو آپ نے فرمایا اس آدمی کی عقل کیسی ہے
پھر ابن القیم جوزی خطیب سے روایت کرتے ہیں
انہوں نے اس سند کے ساتھ۔ ثوری۔ حافظ عبدالغنی
نے دارقطنی کا قول نقل کیا ہے کہ کتاب العقل کو سب

حدثنا النوري قال سمعت الحافظ عبد الغني يقول اخبرنا الدارقطني بان كتاب العقل وضعه اولهم ميسرة بن عبد ربه ثم سرقه منه داود بن المحبر وركبه باسناد و سرقه سليمان بن عيسى السجزي باسانيد من اخر وقلت يعني كتاب العقل لداود المختلق الكذاب وهو سفر وقال ابو الفتح الازدي لا يصح في العقل حديث قاله ابو جعفر العقيلي وابو حاتم بن حبان انتفى وابن المحبر كما قال السخاوي ليس بكذاب ولا يلزم من عدم الصحة وجود الوضع كما لا يخفى .

اول میسرہ بن عبدربہ نے وضع کیا تھا پھر اسے داؤد بن المحبر نے چرا کر سند کے ساتھ بیان کیا، اور داؤد سے سلیمان بن عیسی السجزی نے مختلف اسناد کے ساتھ چوری کی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں غالباً ابن القیم کی کتاب العقل سے مراد داودی کی کتاب ہے۔ اور وہ ایک سفر ہے۔ ابو الفتح الازدی فرماتے ہیں عقل کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں۔ اور یہی قول ابو جعفر العقیلی اور ابو حاتم بن حبان کا ہے۔ ابن المحبر کے بارے میں سخاوی کا قول ہے کہ وہ کذاب نہیں۔ اور کسی شئے کے صحیح نہ ہونے سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ موضوع ہو اور ہو سکتا ہے کہ وہ ضعیف ہو۔

فصل

ومنها الاحاديث التي يذكر فيها الخضر وحياته كلها كذب ولا يصح في حياته حديث

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ جن احادیث میں خضر اور ان کی زندگی کا تذکرہ ہو وہ سب کی سب جھوٹ ہے اور ان کی زندگی

وَاحِد الحديث أَنَّ رَسُوْلَ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ كَانَ فِي الْمَسْجِدِ فَسَمِعَ كَلَامًا مِنْ وَرَائِهِ فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ فَإِذَا هُوَ الْخَضِرُ وَحَدِيْثُ يَلْتَقِي الْخَضِرُ وَالْإِلْيَاسُ كُلَّ عَامٍ وَحَدِيْثُ يَجْتَمِعُ بِعَرَفَةَ جِبْرَئِيْلُ وَمِيْكَائِيْلُ وَالْخَضِرُ الْحَدِيْثُ الْمُفْتَرَى الطَّوِيْلُ قُلْتُ أَمَّا الْحَدِيْثُ الثَّانِيْ فَقَدْ سَبَقَ أَنَّهُ أَخْرَجَهُ الْعُقَيْلِيُّ وَالدَّارَقُطْنِيُّ فِي الْأَفْرَادِ وَابْنُ عَسَاكِرَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ مَرْفُوْعًا وَأَمَّا الْحَدِيْثُ الثَّالِثُ فَلَكِنَّ الْأَصْلَ ذَكَرْتُهُ فِيْ رِسَالَتِي الْمُسَمَّاةِ بِكَشْفِ الْحَذَرِ عَنْ أَمْرِ الْخَضِرِ مَعَ الرَّدِّ عَلٰى مَا ذَكَرَهُ هُنَا مِنَ الْأَدِلَّةِ النَّقْلِيَّةِ وَالْعَقْلِيَّةِ عَلٰى عَدَمِ بَقَائِهِ۔

کے بارے میں ایک حدیث بھی صحیح نہیں، مثلاً یہ روایت کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف فرما تھے تو آپ نے پیچھے سے آواز سنی لوگ دیکھنے کے لئے گئے تو وہ خضرؑ تھے اسی طرح یہ روایت کہ خضر اور الیاس سال بھر میں ایک بار ملتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ عرفہ میں جبرئیلؑ میکائیل اور خضر جمع ہوتے ہیں ایک گھڑی ہوئی لمبی روایت ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں دوسری حدیث یعنی خضرؑ اور الیاسؑ سال میں ایک بار جمع ہوتے ہیں، تو پہلے گذر چکا کہ اسے عقیلیؒ، دارقطنیؒ نے افراد میں اور ابن عساکرؒ نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے، جہاں تک تیسری روایت کا تعلق ہے اس کی کوئی اصل نہیں، میں نے اس کا ذکر اپنے ایک رسالہ کشف الحذر عن امر الخضر میں ذکر کیا ہے اور دلائل عقلیہ نقلیہ کے ساتھ خضر کے عدم وجود کو ثابت کیا ہے۔

فصل

وَمِنْهَا أَنْ يَكُوْنَ الْحَدِيْثُ

انہی اصولوں میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ

مِنْهَا اَنْ تَقُوْمَ الشَّوَاهِدُ الصَّحِيْحَةُ عَلٰى بُطْلَانِهٖ كَحَدِيْثِ عَوْجِ بْنِ عُنُقٍ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ قَصَدَ وَاضِعُهُ الطَّعْنَ فِيْ اَخْبَارِ الْاَنْبِيَاءِ فَاِنَّ فِيْ هٰذَا الْحَدِيْثِ اَنَّ طُوْلَهُ كَانَ ثَلٰثَةَ اٰلَافِ ذِرَاعٍ وَّثَلٰثُمِائَةٍ وَّثَلٰثٌ وَّثَلٰثِيْنَ وَاَنَّ نُوْحًا لَمَّا خَوَّفَهُ الْغَرَقَ قَالَ احْمِلْنِيْ فِيْ قَصْعَتِكَ هٰذِهٖ وَاَنَّ الطُّوْفَانَ لَمْ يَصِلْ اِلٰى كَعْبِهٖ وَاَنَّهُ خَاضَ الْبَحْرَ فَوَصَلَ اِلٰى حُجْزَتِهٖ وَاَنَّهُ كَانَ يَاْخُذُ الْحُوْتَ مِنْ قَرَارِ الْبَحْرِ فَيَشْوِيْهِ فِيْ عَيْنِ الشَّمْسِ وَاَنَّهُ قَلَعَ صَخْرَةً عَظِيْمَةً عَلٰى قَدْرِ عَسْكَرِ مُوْسٰى وَاَرَادَ اَنْ يَّرْضَخَهُمْ بِهَا فَطَوَّقَهَا اللّٰهُ عَلٰى عُنُقِهٖ مِثْلَ الطَّوْقِ وَلَيْسَ الْعَجَبُ مِنْ جُرْاَةِ مِثْلِ هٰذَا الْكَذَّابِ عَلَى اللّٰهِ اِنَّمَا الْعَجَبُ مِمَّنْ يُّدْخِلُ هٰذَا الْحَدِيْثَ فِيْ كُتُبِ الْعِلْمِ مِنَ التَّفْسِيْرِ وَغَيْرِهٖ وَلَا يُبَيِّنُ اَمْرَهُ وَهٰذَا

شواہد صحیحہ حدیث کے بطلان پر دلالت کرتے ہوں جیسا کہ عوج بن عنق کی طویل روایت کہ اس کے واضع نے انبیاء کرام کے قصص پر طعن کا ارادہ کیا ہے کیونکہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ عوج بن عنق کا قد تین ہزار تین سو تینتیس گز تھا، اور نوح کو جب غرق ہو جانے کا خوف لاحق ہوا، تو اس سے کہا اپنے اس پیالے میں مجھے بھی اٹھا لے اور طوفان اس کے ٹخنوں تک بھی نہ پہنچا تھا جب دریا نے موجیں مارنی شروع کیں تو وہ پیٹ کی طرف چلا گیا، اور دریا کے کنارے سے مچھلیاں پکڑ پکڑ کر انہیں سورج میں بھونتا تھا، اور اس نے ایک بڑا پتھر جو موسیٰ کے لشکر کے مقدار کے مطابق تھا ان پر پھینکنا چاہا تو اللہ تعالیٰ نے اسے طوق بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا، اس کذاب کے جھوٹ بولنے پر ہمیں تعجب نہیں بلکہ تعجب ان لوگوں سے ہے جنہوں نے اس واقعہ کو اپنی علمی کتابوں اور تفسیر وغیرہ میں بیان کیا ہے اور اس روایت کا کذب ظاہر نہیں کیا، اور عوج بن عنق اس کذاب کے نزدیک نوح کی اولاد سے نہ تھا حالانکہ اللہ

عَمَلَهُ لَيْسَ مِنْ ذُرِّيَّةِ نُوحٍ وَقَدْ
قَالَ اللهُ تَعَالَى وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُ
هُمُ الْبَاقِيْنَ فَلَوْ كَانَ كُلُّ مَنْ
بَقِيَ عَلَى وَجْهِ الْأَرْضِ هُوَ مِنْ ذُرِّيَّةِ
نُوحٍ فَلَوْ كَانَ لِعَوْجٍ وُجُوْدٌ لَمْ يَبْقَ
بَعْدَ نُوحٍ وَأَيْضًا فَإِنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قَالَ خَلَقَ اللهُ
آدَمَ وَطُوْلُهُ فِي السَّمَاءِ سِتُّوْنَ ذِرَاعًا
فَلَمْ يَزَلِ الْخَلْقُ يَنْقُصُ حَتَّى الْآنَ
وَأَيْضًا فَإِنَّ مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ
خَمْسَمِائَةِ عَامٍ وَسَمْكُهَا كَذٰلِكَ
وَإِذَا كَانَتِ الشَّمْسُ فِي السَّمَاءِ
الرَّابِعَةِ فَبَيْنَنَا وَبَيْنَ هٰذِهِ الْمَسَافَةِ
الْعَظِيْمَةِ فَكَيْفَ يَصِلُ إِلَيْهَا طُوْلُ
ثَلَاثَةِ آلَافِ ذِرَاعٍ حَتّٰى يَشْوِيَ
فِي عَيْنِهَا الْحُوْتَ وَلَا رَيْبَ أَنَّ هٰذَا
وَأَمْثَالَهُ مِنْ وَضْعِ زَنَادِقَةِ أَهْلِ
الْكِتَابِ الَّذِيْنَ قَصَدُوْا السُّخْرِيَّةَ
وَالْاِسْتِهْزَاءَ بِالرُّسُلِ وَأَتْبَاعِهِمْ

تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے نوح ہی کی ذریت کو
باقی رکھا. تو خدا تعالیٰ نے یہ خبر بیان فرما دی
کہ اس زمین کے طبقہ پر نوح کی اولاد کے علاوہ کوئی
باقی نہ رہا اگر عوج بن عنق کا وجود بھی تھا تو نوح
کے بعد وجود بھی ختم ہو گیا، اور جبکہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے آسمان میں
جب آدم کو پیدا فرمایا تو ان کا قد ساٹھ گز تھا پھر
مخلوق کا قد کم ہوتا رہا حتی کہ اب اس مقدار معلوم
کو پہنچ گیا ہے. نیز یہ بھی فرمان رسول ہے کہ زمین
و آسمان کے مابین پانچ سو سال کا فاصلہ ہے تو
اس کی مچھلی کس طرح بھنی جبکہ سورج متکلمین کے
نزدیک چوتھے آسمان میں ہے جب ہمارے
اور سورج کے مابین اتنی مسافت ہے تو تین ہزار
سے کچھ زائد کا طول وہاں تک کیسے پہنچ گیا تھا کہ
اس نے سورج میں رکھ کر مچھلی بھی بھون لی اور اس
میں کوئی شک نہیں کہ یہ روایت اور اس قسم کی دیگر
روایات اہل کتاب میں سے زنادقہ کی وضع
کردہ ہیں. اور انہوں نے اس قسم کی روایات
سے انبیاء کرام اور ان کے متبعین کا مذاق اڑایا

قلت وفي تفسير المعالم للبغوي ان اصح الاقاويل باتفاق العلماء ان عوج بن عنق قتله موسى عليه السلام ولم يزد على هذا الكلام فدل على ان لوجوده اصلا في الجملة عند العلماء الاعلام غايته ان الكذابين زادوا ونقصوا ترويجا لغرضهم الفاسد عند العوام من الانام ثم نقل عن ابن عباس في قوله تعالى واذ قلنا ادخلوا هذه القرية هي اريحا وهي قرية الجبارين كان فيها قوم من بقية عاد يقال لهم العمالقة ورأسهم عوج بن عنق وفي الدر المنثور في تفسير المأثور للسيوطي اخرج ابن جرير وابن المنذر عن قتادة في قوله تعالى ان فيها قوما جبارين قال ذكر لنا انهم كانت لهم اجسام وخلق ليست

چاہا ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں بغوی کی تفسیر معالم میں ہے کہ سب سے عمدہ قول جس پر علماء متفق ہیں یہ ہے کہ عوج بن عنق کو حضرت موسیٰ نے قتل کیا اور اس پر بغوی نے کوئی زیادتی نہیں کی۔ اس سے معلوم ہوا کہ علماء کے نزدیک عوج بن عنق کی کوئی نہ کوئی اصل ضرور تھی لیکن ان کذابین نے اپنی مرضی کے مطابق اس میں اضافہ کیا اور اپنی غرض فاسد کو عوام میں پھیلانے کے لئے کچھ کمی بھی کی۔ پھر بغوی نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے خدا تعالیٰ کے اس قول واذ قلنا ادخلوا ہذہ القریہ کی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ قریہ سے مراد اریحا ہے جو بہت زبردست لوگوں کا گاؤں تھا اور اس میں قوم عاد کے کچھ بقیہ لوگ موجود تھے جنہیں عمالقہ کہا جاتا تھا اور ان کا سردار عوج بن عنق تھا سیوطی کی در المنثور فی تفسیر المأثور میں ہے کہ ابن جریر اور ابن المنذر نے قتادہ سے خدا تعالیٰ کے اس قول ان فیہا قوما جبارین کی تفسیر میں نقل کیا ہے۔ قتادہ کہتے ہیں ہم سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ان کے اجسام اور ان کی خلقت ایسی تھی جو اوروں کو حاصل نہ تھی عبدالرزاق اور عبد بن حمید نے

لغيرهم واخرج عبد الرزاق وعبد
بن حميد عن قتادة قال هم اطول منا
اجساما واشد قوة واخرج ابن
عبد الحكم في فتوح مصر عن ابن
حجيرة قال استظل سبعون رجلا
من قوم موسى في قحف عظم
رأس رجل من العماليق واخرج
البيهقي في شعب الايمان عن زيد
بن اسلم قال بلغني انه رؤيت
ضبع واولادها رابضة في حجاج
عين رجل من العمالقة واخرج
ابن ابي حاتم عن انس بن مالك
انه اخذ عصا فذرع فيها بشيء
ثم قاس في الارض خمسين او
خمسا وخمسين ثم قال هكذا
طول العماليق واخرج ابن جرير
وابن ابي حاتم عن ابن عباس رض
قال امر موسى ان يدخل مدينة
الجبارين فسار من معه حتى نزل

قتادہ سے روایت کیا ہے کہ ان کے اجسام
ہم سے طویل تھے اور قوت بھی زیادہ تھی ابن عبد الحکم
نے فتوح مصر میں ابن حجیرہ سے نقل کیا ہے موسیٰ
کی قوم کے ستر آدمیوں نے عمالیق کے ایک شخص کے
کے دماغ کی ہڈی میں سایہ حاصل کر لیا تھا اعوذ با
للہ من ہذہ الافتراء) بیہقی نے شعب الایمان میں
زید بن اسلم سے روایت کیا ہے کہ مجھے یہ خبر پہنچی
ہے کہ وہ بجوں کی طرح دکھائے گئے تھے اور ان
کی اولاد عمالقہ کے ایک انسان کی آنکھ گھڑے میں
پناہ لئے ہوئے تھی۔ ابن ابی حاتم نے انس سے
روایت کیا ہے کہ انہوں نے ایک لاٹھی لی پھر اسے
کسی شئے سے ناپا پھر پچاس یا پچپن لاٹھی کے برابر
زمین پر کھینچا اور اس کے بعد فرمایا یہ عمالیق کا قد
تھا۔ ابن جریر اور ابن ابی حاتم نے ابن عباس
سے روایت کیا ہے جب حضرت موسیٰ نے
جبارین کے شہر میں داخل ہونے کا حکم دیا، تو
ان کے ساتھی ان کے ساتھ چلے جب شہر کے
قریب اترے اور وہ شہر اریحا تھا، تو حضرت
موسیٰ نے بارہ آدمی ہر قبیلے میں سے ان کی خبر

قريبا من المدينة دهيكا بريحا فبعث اليهم اثني عشر عينا من كل سبط منهم عين ليأتوه بخبر القوم فدخلوا المدينة فرأوا امرا عظيما من هيئتهم وجسمهم وعظمهم فدخلوا حائطا لبعضهم فجاء صاحب الحائط ليجتني الثمار من حائطه فجعل يجتني الثمار فنظر الى آثارهم فتتبعهم فكلما اصاب واحدا منهم اخذه فجعله في كمه مع الفاكهة حتى التقط الاثني عشر كلهم فجعلهم في كمه مع الفاكهة وذهب الى ملكهم فنثرهم بين يديه الحديث قال ومن هذا الحديث ان قاف جبل من زمردة خضراء محيطة بالدنيا كاحاطة الحائط بالبستان والسماء واضعة اكنافها عليه فزرقتها منه قلت تذكره

لانے کے لئے بھیجے. وہ شہر میں داخل ہوئے تو انہوں نے ان کے بہت بڑے جسم اور بہت بڑی ہیئت دیکھی وہ ایک باغ میں داخل ہو گئے اتنے میں باغ والا پھل چننے کے لئے آیا تو وہ پھل چننے لگا. اور ان کے نشان قدم دیکھتا جاتا تھا اور جب ان میں سے کوئی اسے ہاتھ آجاتا تو پھل کے ساتھ اسے بھی اپنے آستین میں ڈال لیتا حتی کہ اس نے ان تمام بارہ آدمیوں کو پھل کے ساتھ آستین میں ڈال لیا، اور انہیں اپنے سامنے پھیلا دیا، اس طرح یہ روایت بہت لمبی ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کذابین میں باہم کوئی کذب کا مقابلہ پیش آیا تھا جس کے نتائج ہمارے مفسرین نے نقل کئے ہیں ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں اسی قسم کی ایک روایت یہ بھی ہے کہ قاف سبز زمرد کا پہاڑ ہے جو دنیا کا ایسے ہی احاطہ کئے ہوئے ہے، جیسے چار دیواری باغ کا احاطہ کرتی ہے یا جیسے آسمان کے کنارے زمین پر رکھے ہوئے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ بغوی نے اپنی معالم میں عکرمہ اور ضحاک سے اور در منثور میں ہے

البغوي في معالمه عن عكرمة و
الضحاك وفي الدر المنثور اخرج
عبد الرزاق عن مجاهد قال
قاف جبل محيط بالارض اخرج
ابن المنذر وابو الشيخ في العظمة
والحاكم وابن مردويه عن عبد الله
بن بريدة في قوله تعالى ق جبل
من زمرد محيط بالدنيا عليه كنفا
السماء قال ومن هذا الحديث
ان الارض على صخرة والصخرة
على قرن ثور فاذا حرك الثور قرنه
تحركت الصخرة فتلك اخرج ابو
الدنيا وابو الشيخ عن ابن عباس
رضي الله عنهما قال خلق الله جبلا
يقال له قاف محيط بالعالم وعروقه
الى الصخرة التي عليها الارض فاذا
اراد الله ان يزلزل قرية امر
ذلك الجبل فحرك العرق الذي
يلي تلك القرية فيزلزل ويحرك كما

عبدالرزاق نے مجاہد سے روایت کیا ہے کہ قاف ایک
پہاڑ ہے جو زمین کو گھیرے ہوئے ہے ابن المنذر اور
ابوالشیخ نے عظمہ میں حاکمؒ اور ابن مردویہؒ نے عبداللہ بن
بریدہؓ سے اللہ تعالیٰ کے قول قٓ کی تفسیر میں روایت
کیا ہے کہ یہ ایک زمرد کا پہاڑ ہے جو دنیا کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس پر آسمان کے کنارے ٹکے ہوئے ہیں ابن قیم
فرماتے ہیں اور اسی قسم کی یہ روایت بھی ہے کہ زمین
ایک پتھر پر ٹکی ہوئی ہے اور پتھر بیل کے سینگ پر
جب بیل اپنا سینگ ہلاتا ہے تو پتھر کو حرکت پیدا ہو
جاتی ہے اور بقول عوام اس میں زلزلہ پیدا ہوتا ہے
ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوالدنیا اور ابوالشیخ نے
ابن عباس سے روایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے ایک پہاڑ
پیدا کیا ہے جس کا نام قاف ہے جو عالم کو گھیرے ہوئے
ہے اور اس کی رگیں ایک پتھر پر ختم ہو جاتی ہیں جس
پر زمین قائم ہے جب اللہ تعالیٰ کسی گاؤں میں زلزلہ
پیدا فرمانا چاہتے ہیں تو اس پہاڑ کو حکم دیتے ہیں تو وہ
پہاڑ اس رگ کو حرکت دیتا ہے جو اس گاؤں کے
قریب ہوتی ہے اس باعث اسی گاؤں میں زلزلہ
آتا ہے دوسری جگہ نہیں سو ایسا معلوم ہوتا ہے یہ

فَحَقَّ ثُمَّ تَحَرَّكَتِ الْقَرْيَةُ دُوْنَ الْقَرْيَةِ
قَالَ وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ كَانَ جِنِّيَّةٌ
تَأْتِي النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
فَأَبْطَأَتْ عَلَيْهِ فَقَالَ مَا أَبْطَأَ بِكِ
قَالَتْ مَاتَ لِي مَيِّتٌ بِالْهِنْدِ
فَذَهَبْتُ فِي تَعْزِيَتِهِ فَرَأَيْتُ فِي
طَرِيْقِي إِبْلِيْسَ يُصَلِّي عَلٰى صَخْرَةٍ
فَقُلْتُ مَا حَمَلَكَ أَنْ أَضْلَلْتَ
آدَمَ قَالَ دَعِيْنِي عَنْكِ هٰذَا فَقُلْتُ
تُصَلِّي وَأَنْتَ أَنْتَ قَالَ يَا فَارِغَةُ
إِنِّي لَأَرْجُوْ مِنْ رَبِّي إِذَا أَبَرَّ قَسَمَهُ
أَنْ يَغْفِرَ لِي فَمَا رَأَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ
عَلَيْهِ السَّلَامُ ضَحِكَ ذٰلِكَ الْيَوْمَ
قَالَ ابْنُ عَدِيٍّ فِي الْكَامِلِ حَدَّثَنَا
عَبْدُ الْمُؤْمِنِ بْنُ أَحْمَدَ حَدَّثَنَا
ابْنُ لَهِيْعَةَ عَنْ أَبِي الزُّبَيْرِ عَنْ
جَابِرٍ فَذَكَرَهُ اللّٰهُ أَعْلَمُ مِمَّا دُسَّ
فِي كُتُبِ ابْنِ لَهِيْعَةَ وَإِلَّا فَهُوَ أَعْلَمُ
بِالْحَدِيْثِ مِنْ أَنْ يَرُوْجَ عَلَيْهِ مِثْلُ

روایت اس وقت وضع کی گئی جبکہ پہلی روایت پر غلط
یہ اعتراض وارد ہوا کہ سینگ ہلانے کے باعث زلزلہ
سب مقامات پر آنا چاہیے اور ایسا وقوع میں نہیں آتا
تو کذابین نے اس کا جواب بھی تیار کر لیا۔ علامہ ابن
القیم الجوزی فرماتے ہیں کہ اس قسم کی روایات میں سے
ایک روایت یہ بھی ہے کہ ایک جنیہ حضور کی خدمت میں آیا
کرتی تھی ایک بار اسے دیر ہو گئی آپ نے دیر ہونے کی وجہ
دریافت کی اس نے عرض کیا ہندوستان میں ایک میت کا
انتقال ہو گیا تھا میں اس کی تعزیت کے لئے گئی تھی
میں نے راہ میں ابلیس کو ایک پتھر پر نماز پڑھتے
دیکھا میں نے اس سے کہا تو نے ہی آدم کو گمراہ کرایا تھا
اس نے کہا اس بات کو چھوڑ میں نے کہا تو نماز پڑھ رہا
ہے اس نے جواب دیا اے فارغہ مجھے خدا سے یہ امید ہے
کہ اگر میں اپنی قسم پوری کر دوں گا تو وہ میری مغفرت
فرما دے گا اور نماز میں اس لئے پڑھ رہا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آج ہنستے
نہیں دیکھا۔ ابن عدی نے کامل میں اس سند کے
ساتھ عبدالمومن بن احمد، ابن لہیعہ، ابو الزبیر
جابرؓ سے اسے روایت کیا ہے واللہ بہتر جانتا ہے کہ ابن

هٰذَا وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ حَامَةَ بْنِ النَّهِيْعِ بْنِ الْاَقْيَسِ مَعَ اِبْلِيْسَ الْحَدِيْثُ الطَّوِيْلُ وَنَحْوُهٗ ۔	لہیعہ کی کتابوں میں کیا غلط ملط ہوا اور نہ ابن لہیعہ حدیث کو بہت زیادہ جاننے والے تھے کجا کہ ان پر اس قسم کی تہمت لگائی جائے۔

فائدہ۔ امام ذہبی ابن لہیعہ کے بارے میں فرماتے ہیں۔ اس سے ابن المبارکؒ، ابن وہبؒ، ابن عجلانؒ اور ابو عبد الرحمان بن المزی نے روایت کی ہے۔ اور آخر میں انہیں وہم ہونے لگا تھا اور ان کی کتابیں جل گئیں تھیں۔ تو جن لوگوں نے ان سے ان کی کتابیں جلنے سے قبل روایت کی تو ان کی روایت صحیح ہے اور قدماء میں سے اوزاعیؒ، شعبہؒ، سفیانؒ، عمرو بن الحارث اور اسحاق بن موسیٰؒ ہیں۔ امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں۔ مصر میں ابن لہیعہؒ جیسا کثرت حدیث، ضبط اور اتقان میں کوئی نہ تھا۔ احمد بن صالحؒ کہتے ہیں۔ کہ وہ صحیح روایت کرنے والے اور علم کے طلبگار تھے۔ سفیان ثوری فرماتے ہیں۔ ابن لہیعہؒ کے پاس اصول ہیں، اور ہمارے پاس فروع۔ عثمان بن صالح کہتے ہیں ان کا گھر اور کتابیں جل گئیں۔ لیکن ان کے اصول باقی رہے۔ لیکن ایک جماعت ان کی تضعیف کرتی ہے۔ سعید بن ابی مریمؒ کہتے ہیں۔ ان کی کوئی کتاب نہیں جلی۔ بلکہ وہ ضعیف تھے۔ بخاریؒ مسلمؒ اور نسائیؒ نے ان کی کوئی روایت نہیں لی۔ یحییٰ بن سعیدؒ القطان انہیں ضعیف قرار دیتے ہیں۔ یحییٰ بن معین فرماتے ہیں یہ قوی نہیں۔ ابو زرعہ ان کی شروع اور آخیر روایات کو برابر قرار دیا کرتے تھے۔ امام ذہبیؒ فرماتے ہیں متابعات میں ان کی حدیث روایت کی جاتی ہے۔ لیکن ان کی حدیث حجت نہیں۔

وَحَدِيثُ زَرْنَبَ بْنِ بَغِيرٍ تَمْلَا قَالَ ابْنُ الْجَوْزِيِّ حَدِيثُ زَرْنَبَ بَاطِلٌ۔

اسی طرح زرنب بن بعر تملا کی روایت ابن الجوزی رح فرماتے ہیں۔ حدیث زرنب باطل ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مُخَالَفَةُ الْحَدِيثِ صَرِيحَ الْقُرْآنِ كَحَدِيثِ مِقْدَارِ الدُّنْيَا وَأَنَّهَا سَبْعَةُ آلَافِ سَنَةٍ وَنَحْنُ فِي الْأَلْفِ السَّابِعَةِ وَهٰذَا مِنْ أَبْيَنِ الْكَذِبِ لِأَنَّهُ لَوْ كَانَ صَحِيحًا لَكَانَ كُلُّ أَحَدٍ عَالِمًا أَنَّهُ قَدْ بَقِيَ لِلْقِيَامَةِ مِنْ وَقْتِنَا هٰذَا مِائَتَانِ وَأَحَدٌ وَخَمْسُونَ سَنَةً وَاللّٰهُ تَعَالَى يَقُولُ يَسْئَلُونَكَ عَنِ السَّاعَةِ أَيَّانَ مُرْسٰهَا الْآيَةَ وَقَدْ حُقِّقَ هٰذَا الْحَدِيثُ ثُمَّ تَصَدَّى الْجَلَالُ السُّيُوطِيُّ فِي رِسَالَةٍ سَمَّاهَا الْكَشْفُ عَنْ مُجَاوَزَةِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ الْأَلْفَ وَحَاصِلُهُ أَنَّهُ يَتَعَدَّدُ

ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ حدیث صریح قرآن کے مخالف ہو جیسا کہ وہ حدیث جس میں مقدار دنیا کو بیان کیا گیا ہے کہ اس کی مقدار سات ہزار سال ہے اور ہم ساتویں ہزار میں ہیں یہ نہایت صاف طور پر جھوٹ ہے کیونکہ اگر یہ بات صحیح ہوتی تو ہر ایک اس بات کو جان لیتا کہ قیامت میں کتنا وقت باقی ہے کیونکہ اس وقت سات ہزار دو سو اکیاون سال گذر چکے (یہ علامہ ابن القیم الجوزی اپنا وقت ظاہر فرماتے ہیں) اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یسئلونک عن الساعۃ ایان مرسہا الآیۃ لوگ آپ سے آکر دریافت کرتے ہیں کہ قیامت کا وقوع کب ہوگا آپ فرما دیجیے کہ اس کا علم تو میرے خدا ہی کے پاس ہے وہ اسے اپنے وقت پر ہی ظاہر فرمائے گا ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کی تحقیق سیوطی نے ایک رسالہ میں جس کا نام الکشف عن مجاوزۃ ہذہ الامۃ

مِنَ الْحَدِيْثِ اِثْبَاتُ قُرْبِ الْقِيَامَةِ	الالف ہے اس میں خوب صراحت کی ہے وہ
وَمِنَ الْاٰيَاتِ نَفْيُ تَعْيِيْنِ تِلْكَ	فرماتے ہیں قربِ قیامت تو احادیث سے ثابت ہے
السَّاعَةِ فَلَا مُنَافَاةَ وَزُبْدَتُهٗ	لیکن آیات قرآنیہ تعیین وقت کی نفی کرتی ہیں اور ان میں
اَنَّهَا لَا يَتَجَاوَزُ عَنِ الْخَمْسِ مِائَةٍ	باہم کوئی منافات نہیں اور اس کا خلاصہ یہ ہے کہ پندرہ
بَعْدَ الْاَلْفِ ۔	سو سال سے متجاوز نہ ہو گی ۔

فائدہ سیوطی کا یہ خیال کہ ۱۵۰۰ھ سے متجاوز نہ ہو گی ۔ یہ صریحاً باطل ہے ۔ اس لئے کہ جن آیات قرآنیہ اور احادیث سے تعین وقت کی نفی کر رہے ہیں ۔ تو یہ پندرہ سو کی تعیین کیسے ثابت ہوئی ۔ اور جب ہم قیامت کی ان بڑی علامات پر نظر ڈالتے ہیں جو کہ اکثر احادیث میں آتی ہیں ۔ تو سب سے پہلی علامت قسطنطنیہ کا ہاتھ سے نکل جانا اور حرمین تک کفار کا قابض ہو جانا ہے ۔ اس کے بعد مہدی کا ظہور ۔ دجال کا ظہور اور حضرت عیسٰی کی آمد اور روئے زمین پر بجز اسلام کے کسی مذہب کا باقی نہ رہنا ۔ یاجوج و ماجوج کا ظہور یہ سب قیامت کی اولین علامت ہیں ۔ حضرت عیسٰی کے انتقال کے بعد دوبارہ فسق و فجور کا شروع ہونا ۔ حتی کہ کفر اور بت پرستی کا عام ہونا یہ دوسری علامات ہیں ۔ بالکل آخری علامات ہیں ۔ دابۃ الارض کا ظہور ۔ روئے زمین پر کسی مسلم کا وجود باقی نہ رہنا ۔ اور پھر مغرب سے سورج نکلنا کہ اس کے بعد توبہ قبول نہ ہو گی ۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے فرمایا ۔ اس کے سو سال بعد قیامت قائم ہو گی ۔ بقول جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ تعالے علیہ اب زائد سے زائد قیامت میں ۱۲۱ سال

باقی رہ گئے ہیں اور ابھی پہلی علامت بھی ظاہر نہیں ہوئی تو یہ تعلیل عقلاً ونقلاً ہر طرح باطل ہے۔

قَالَ وَقَدْ جَاهَرَ بِالْكَذِبِ بَعْضُ مَنْ يَدَّعِيْ فِيْ زَمَانِنَا الْعِلْمَ وَهُوَ مُتَشَبِّعٌ بِمَا لَمْ يُعْطَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَعْلَمُ مَتٰى تَقُوْمُ السَّاعَةُ قِيْلَ لَهٗ فَقَدْ قَالَ فِيْ حَدِيْثِ جِبْرَئِيْلَ مَا الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ فَحَرَّفَهٗ عَنْ مَوْضِعِهٖ وَقَالَ مَعْنَاهُ اَنَا وَاَنْتَ نَعْلَمُهَا وَهٰذَا مِنْ اَعْظَمِ الْجَهْلِ وَاَقْبَحِ التَّحْرِيْفِ وَالنَّبِيُّ اَعْلَمُ بِاللّٰهِ مِنْ اَنْ يَّقُوْلَ لِمَنْ كَانَ يَظُنُّهٗ اَعْرَابِيًّا اَنَا وَاَنْتَ نَعْلَمُ السَّاعَةَ اِلَّا اَنْ يَّقُوْلَ هٰذَا الْجَاهِلُ اَنَّهٗ كَانَ يَعْرِفُ اَنَّهٗ جِبْرَئِيْلُ فَرَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ هُوَ الصَّادِقُ فِيْ قَوْلِهٖ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ مَا جَاءَنِيْ فِيْ صُوْرَةٍ اِلَّا عَرَفْتُهٗ غَيْرَ هٰذِهٖ

ابن القیم الجوزی فرماتے ہیں ان لوگوں نے تو جھوٹ پہ کمر باندھ لی جنہوں نے یہ دعوی کیا ہے کہ ہمارے زمانہ میں اس کا علم حاصل ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جانتے تھے کہ قیامت کب واقع ہوگی جب ان سے یہ کہا جاتا ہے کہ کیسے ممکن ہے حالانکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث جبرئیل میں تو یہ فرمایا ہے جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا انہوں نے اس کے مقصد میں تحریف کی اور بولے اس کے معنی یہ ہیں کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے یہ بہت بڑی جہالت اور بہت بڑی تحریف ہے حالانکہ حضور صلعم نے سائل کو جسے اعرابی تصور کیا جاتا تھا۔ تو آپ کو یہ جواب دینا چاہیے تھا کہ میں بھی جانتا ہوں اور تو بھی جانتا ہے مگر یہ جاہل کہتا ہے کہ حضور یہ جانتے تھے کہ وہ سائل جبرئیل ہے، تو آنحضور اپنے اس سوال میں (فی الواقع) سچے ہیں قسم ہے اس ذات کی جبرئیل

الصُّوْرَةِ وَفِي اللَّفْظِ الْآخَرِ مَا شُبِّهَ
عَلَيَّ غَيْرَ هٰذِهِ الْمَرَّةِ وَفِي اللَّفْظِ
الْآخَرِ رُدُّوْا عَلَيَّ الْأَعْرَابِيَّ فَذَهَبُوْا
فَالْتَمَسُوْا فَلَمْ يَجِدُوْا شَيْئًا وَإِنَّمَا
عَلِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
أَنَّهُ جِبْرَئِيْلُ بَعْدَ مُدَّةٍ كَمَا قَالَ
عُمَرُ فَلَبِثْتُ مَلِيًّا فَقَالَ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَا عُمَرُ أَتَدْرِيْ
مَنِ السَّائِلُ وَالْمُعْتَرِضُ يَقُوْلُ
عَلِمَ وَقْتَ السُّؤَالِ أَنَّهُ جِبْرَئِيْلُ
وَلَمْ يُخْبِرِ الصَّحَابَةَ بِذٰلِكَ إِلَّا بَعْدَ
مُدَّةٍ ثُمَّ قَوْلُهُ فِي الْحَدِيْثِ مَا
الْمَسْئُوْلُ عَنْهَا بِأَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ
يَعُمُّ كُلَّ سَائِلٍ وَمَسْئُوْلٍ فَكُلُّ
سَائِلٍ وَمَسْئُوْلٍ عَنِ السَّاعَةِ
هٰذَا شَأْنُهُمَا وَلٰكِنْ هٰؤُلَاءِ الْغُلَاةُ
عِنْدَهُمْ أَنَّ عِلْمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ
مُنْطَبِقٌ عَلٰى عِلْمِ اللّٰهِ سَوَاءً بِسَوَاءٍ
فَكُلُّ مَا يَعْلَمُهُ اللّٰهُ يَعْلَمُهُ رَسُوْلُهُ

جب بھی میرے پاس کسی صورت میں آئے لیکن
میں نے انہیں ضرور پہچان لیا بجز اس صورت کے
اور دوسری روایت کے یہ الفاظ ہیں کہ سوائے
اس بار کے میں کبھی شبہ میں نہیں پڑا اور ایک
روایت کے الفاظ یہ ہیں کہ میرے پاس اس اعرابی
کو لوٹا کر لاؤ صحابہ تلاش کرنے کے لئے گئے لیکن
اسے نہ پا سکے اور ایک مدت کے بعد آنحضور
صلعم کو معلوم ہوا کہ یہ جبرائیل تھے جیسا کہ
حضرت عمرؓ فرماتے ہیں حضور کچھ دیر رکے رہے
اور نسائی کی روایت میں ہے کہ اس کا علم آپ
کو تین روز بعد ہوا۔ اور ابن ماجہ کی روایت
میں بھی یہی الفاظ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ و
سلم نے فرمایا اے عمرؓ تم جانتے ہو سائل
کون تھا۔ اور یہ کذاب یہ کہتا ہے کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کے وقت ہی جان
لیا تھا کہ یہ جبرئیل ہیں اور صحابہ کو آپ نے ایک
مدت تک خبر نہ کی پھر حدیث میں حضورؐ کا
یہ قول ما المسئول عنہا باعلم من السائل یہ ہر
سائل و مسئول کو عام ہے تو قیامت کے بارے

والله تعالیٰ یقول وممن حولکم
من الاعراب منافقون ومن اهل
المدینة مردوا علی النفاق لا
تعلمهم وهذا فی براءة وهی من
اواخر ما نزل من القرآن فهذا و
المنافقون جیرانه فی المدینة
انتهی ومن اعتقد تسویة علم
الله ورسوله یکفر اجماعا کما لا یخفی
قال ومن هذا حدیث عقد عائشة
لما ارسل فی طلبه فاثاروا الجمل
ای ومما یؤیده ما تقدم مرد و
یبطل قول القائل حدیث
عائشة رض فقد ذکر العماد بن
کثیر فی تفسیره وهو من اکابر
المحدثین قال البخاری حدثنا
عبد الله بن یوسف اخبرنا مالک
عن عبد الرحمن بن القاسم عن
ابیه عن عائشة قالت خرجنا
مع رسول الله صلی الله علیه وسلم

میں ہر سائل و مسئول اسی صفت سے متصف
ہوں گے یعنی لا علم ہوں گے۔ اور ابو ہریرہ رض کی
روایت کا یہ کذاب کیا جواب دے گا جس میں
آپ نے آیت قرآنیہ بھی تلاوت کی ان اللہ عندہ
علم الساعۃ الآیۃ لیکن یہ گمراہ کہتے ہیں کہ حضور کا
علم خداوندی پر منطبق ہے اور برابر سرابر ہے تو
جو بات اللہ جانتا تھا وہ بات اس کا رسول بھی
جانتا تھا۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کچھ اعرابی لوگ
تمہارے ارد گرد منافق بھی ہیں۔ اور بعض اہل مدینہ
بھی منافق ہیں۔ اے نبی تم انہیں نہیں جانتے ہم
انہیں جانتے ہیں اور یہ آیت سورت برات کی ہے
اور یہ قرآن کے نزول کے لحاظ سے آخری سورت
ہے۔ اور منافقین مدینہ میں آپ کے پڑوسی تھے
تو جو شخص اس بات کا اعتقاد رکھے کہ اللہ اور اس
کے رسول کا علم مساوی ہے وہ تمام علماء کے
نزدیک متفقہ طور پر کافر قرار دیا جائے گا۔ جیسا
کہ یہ بات کسی سے مخفی نہیں ابن الہمام حنفی فرماتے ہیں
اس کی تائید میں حدیث عقد عائشہ بھی ہے جب آپ نے اسے
تلاش کرنے کے لئے آدمی بھیجا اور اونٹ دوڑائے جو

فِي بَعْضِ أَسْفَارِهِ حَتّٰى إِذَا كُنَّا
بِالْبَيْدَاءِ أَوْ بِذَاتِ الْجَيْشِ انْقَطَعَ
عِقْدٌ لِي فَأَقَامَ رَسُولُ اللّٰهِ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَى الْتِمَاسِهِ
وَأَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ وَلَيْسُوا عَلَى
مَاءٍ وَلَيْسَ مَعَهُمْ مَاءٌ فَأَتَى النَّاسُ
إِلَى أَبِي بَكْرٍ فَقَالُوا أَلَا تَرَى مَا صَنَعَتْ
عَائِشَةُ أَقَامَتْ بِرَسُولِ اللّٰهِ وَ
بِالنَّاسِ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ
مَعَهُمْ مَاءٌ فَجَاءَ أَبُو بَكْرٍ وَرَسُولُ
اللّٰهِ وَاضِعٌ رَأْسَهُ عَلَى فَخِذِي قَدْ
نَامَ فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُولَ اللّٰهِ وَ
النَّاسَ وَلَيْسُوا عَلَى مَاءٍ وَلَيْسَ
مَعَهُمْ مَاءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِي أَبُو بَكْرٍ
فَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ أَنْ يَقُولَ وَ
جَعَلَ يَطْعُنُ بِيَدِهِ فِي خَاصِرَتِي
وَلَا يَمْنَعُنِي مِنَ التَّحَرُّكِ إِلَّا مَكَانُ
رَسُولِ اللّٰهِ عَلَى فَخِذِي فَقَامَ عَلَيْهِ
السَّلَامُ حِينَ أَصْبَحَ عَلَى غَيْرِ مَاءٍ

کچھ پہلے تحریر ہو چکا ہے اس کی تائید اور قائل کے
قول کے بطلان میں حدیث عائشہؓ بھی موجود ہے
جو عماد بن کثیر نے اپنی تفسیر میں جو اکابر محدثین سے
ہیں ذکر کی ہے بخاری کہتے ہیں ہم سے عبداللہ بن یوسف
نے یہ حدیث بیان کی انہوں نے مالک سے، انہوں نے
عبدالرحمان سے اور عبدالرحمن نے قاسم سے اور قاسم
عائشہ سے روایت کی ہے حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ہم
ایک سفر میں حضور کے ساتھ گئے جب ہم بیداء یا ذات
الجیش میں پہنچے تو میرا ہار گر گیا آپ اسے تلاش کرنے
کے لئے ٹھہر گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ رک گئے
اور وہاں پانی نہ تھا اور نہ صحابہ کے ساتھ پانی تھا ابوبکرؓ
میرے پاس آئے اور حضور میری ران پر سر رکھے سوئے
تھے ابوبکرؓ نے فرمایا اے عائشہ تو نے لوگوں کو روک لیا یہاں
پانی نہیں اور ان کے پاس پانی نہیں اور جو کچھ بھی اللہ
نے چاہا انہوں نے مجھے برا بھلا کہا اور ابوبکرؓ نے اپنا ہاتھ
میری کوکھ میں مارنا شروع کیا اور میں اس باعث حرکت بھی
نہیں کر سکتی کہ آنحضور کا سر میری ران پر رکھا ہوا تھا
جب صبح کو حضور اٹھے تو پانی نہ تھا۔ اللہ تعالےٰ نے
آیت تیمم نازل فرمائی، اسید بن حضیر بولے اے

فانزل اللّٰہ آیۃ التیمم فقال
اسید بن حضیر ما ھی باول
برکتکم یا آل ابی بکر قالت فبعثنا
البعیر الذی کنت علیہ فوجدنا
العقد تحتہ قال ومن ھذا ای
ومن ھذا القبیل حدیث تلقیح
التمر وقال ما اری لو ترکتموہ لا
یضرہ شیئا فترکوہ فجاء شیصا
فقال انتم اعلم بدنیاکم رواہ
مسلم عن عائشۃ رض وقد قال
تعالی قل لا اقول لکم عندی
خزائن اللّٰہ ولا اعلم الغیب فقال
ولو کنت اعلم الغیب لاستکثرت
من الخیر ولما جری لام المومنین
عائشۃ ما جری ورماھا اھل
الافک لم یکن یعلم حقیقۃ الامر
حتی جاءہ الوحی من اللّٰہ تعالی
ببراءتھا وعند ھؤلاء الغلاۃ
انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان

اولاد ابوبکر یہ تمہاری پہلی برکت ہے، حضرت عائشہ
فرماتی ہیں، جب ہم نے اس اونٹ کو اٹھایا جس پر میں
سوار تھی، تو ہم نے ہار اس کے نیچے پایا۔ ابن القیم
فرماتے ہیں اسی قبیل سے کھجور کے پیوند والی حدیث
ہے آپ نے فرمایا تھا میرا خیال ہے اگر تم یہ کام چھوڑ
تو تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے گا، صحابہ نے اسے ترک
کردیا، اس پر پھل نہ آیا، آپ نے فرمایا تم اپنے دنیوی
کاموں کو زیادہ جانتے ہو، اس حدیث کو مسلم نے عائشہؓ
سے روایت کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ فرما
دیجئے میں تم سے یہ تو نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے
خزانے ہیں، اور نہ میں غیب جانتا ہوں، اور
فرمایا، اگر میں غیب جانتا ہوتا، تو اپنے لئے
بھلائیاں جمع کرلیتا، اور جب ام المومنین عائشہؓ
کے ساتھ واقعہ افک پیش آیا، اور لوگوں نے
آپ پر تہمت لگائی، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
حقیقۃ الامر سے واقف نہ تھے، حتی کہ اللہ تعالیٰ
کی جانب سے وحی نازل ہوئی، اور یہ گمراہ فرقہ
یہ کہتا ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اصل
حال سے واقف نہ تھے، اور نعوذ باللہ حضور کے

بعد لما الحال عن أنه غيّرها بلا ريب	اس میں تغیر فرمایا حالانکہ حضور نے لوگوں سے
واستشار الناس في فراقها	عائشہؓ کی جدائی کے بارے میں مشورہ کیا اور
ودعا بريرة فسألها وهو يعلم	اور بریرہ کو بلا کر اس سے دریافت کیا اور عائشہؓ
الحال وقال لها إن كنت ألممت	سے فرمایا اگر تو نے کوئی گناہ کیا ہے۔ تو اللہ سے
بذنب فاستغفري الله وهو	استغفار کر۔ اور بقول ان گمراہوں کے حضورؐ
يعلم علما يقينا أنها لم تلم	یقینی طور پر جانتے تھے۔ کہ عائشہؓ نے کوئی
بذنب ولا ريب أن الحال	گناہ نہیں کیا۔ اور اس میں کوئی شک نہیں
لهؤلاء على هذا الغلو اعتقادهم	کہ ان گمراہوں کا اعتقاد تو یہ ہے۔ کہ نبی کریم
أنه يكفر عنهم سيئاتهم و	صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کے گناہوں کو مٹائیں
يدخلهم الجنة وكلما غلوا	گے۔ اور انہیں جنت میں داخل کریں گے۔
كانوا أقرب إليه وأخص به	تو یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
فهم أعصى الناس لأمره وأشدهم	کے فرمان اور سنت کے دنیا میں سب سے زیادہ
مخالفة لسنته وهؤلاء فيهم	مخالف ہیں اور اس عقیدے میں یہ نصاری
شبه ظاهر من النصارى غلوا	کے مشابہ ہیں۔ جیسے انہوں نے حضرت عیسیٰ کے
على المسيح أعظم الغلو وخالفوا	بارے میں غلو کیا اور ان کی شریعت اور دین
شرعه ودينه أعظم المخالفة	کی مخالفت کی۔ اسی طرح یہ لوگ جھوٹی حدیثوں
والمقصود أن هؤلاء يصدقون	کی تصدیق کرتے اور صحیح روایات میں
بالأحاديث المكذوبة الصريحة	تحریف کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالے اپنے
ويحرفون الأحاديث الصحيحة	دین کا والی ہے۔ وہ ان لوگوں کے لئے

وَاللّٰهُ وَلِیُّ دِیْنِہٖ فَیُقِیْمُ مَنْ یَّقُوْمُ لَہٗ بِحَقِّ النَّصِیْحَۃِ ۔

اسے قائم رکھے گا۔ جو حق پر گامزن ہیں۔

فصل

وَیُشْبِہُ ھٰذَا مَا وَقَعَ فِیْہِ الْغَلَطُ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ "خَلَقَ اللّٰہُ التُّرْبَۃَ یَوْمَ السَّبْتِ" الْحَدِیْثَ وَھُوَ فِیْ صَحِیْحِ مُسْلِمٍ لٰکِنْ وَقَعَ فِیْہِ الْغَلَطُ فِیْ رَفْعِہٖ وَاِنَّمَا ھُوَ مِنْ قَوْلِ کَعْبِ الْاَحْبَارِ کَذٰلِکَ قَالَ الْاِمَامُ ھٰذَا الْحَدِیْثَ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمٰعِیْلَ الْبُخَارِیُّ فِیْ تَارِیْخِہِ الْکَبِیْرِ وَقَالَہٗ غَیْرُہٗ مِنْ عُلَمَاءِ الْمُسْلِمِیْنَ اَیْضًا وَھُوَ کَمَا قَالُوْا لِاَنَّ اللّٰہَ اَخْبَرَ اَنَّ خَلْقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا فِیْ سِتَّۃِ اَیَّامٍ وَھٰذَا الْحَدِیْثُ یَتَضَمَّنُ اَنَّ مُدَّۃَ التَّخْلِیْقِ سَبْعَۃُ اَیَّامٍ وَمِنْ ذٰلِکَ الْحَدِیْثُ الَّذِیْ یُرْوٰی فِیْ

اور اسی کے مشابہ ابوہریرہ کی وہ روایت بھی ہے جس میں غلطی واقع ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے روز پیدا فرمایا۔ یہ روایت صحیح مسلم میں ہے لیکن اس میں یہ غلطی ہوئی کہ اسے مرفوع قرار دے دیا گیا، حالانکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول نہ تھا۔ بلکہ کعبؓ الاحبار کا قول تھا۔ جیسا کہ امام الحدیث محمد بن اسمٰعیل البخاری نے تاریخ الکبیر میں فرمایا ہے اور اس بات کی دیگر علماء نے بھی وضاحت کی ہے۔ اور چونکہ روایت میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس امر کی خبر دی کہ ہم نے زمین و آسمان اور ان کے درمیان جتنی اشیاء ہیں۔ انہیں چھ روز میں پیدا کیا۔ اور یہ حدیث اس امر کو متضمن ہے کہ مدت تخلیق چھ روز ہے اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایت بھی ہے

الصَّخْرَةِ أَنَّهَا عَرْشُ اللهِ الْأَدْنٰى
تَعَالَى اللهُ عَنْ كَذِبِ الْمُفْتَرِيْنَ
وَلَمَّا سَمِعَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ هٰذَا
قَالَ سُبْحَانَ اللهِ تَعَالَى الَّذِيْ
وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضَ
وَتَكُوْنُ الصَّخْرَةُ عَرْشَهُ الْأَدْنٰى
وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِي الصَّخْرَةِ فَهُوَ
كَذِبٌ مُفْتَرًى وَالْقَدَمُ الَّذِيْ
فِيْهَا كَذِبٌ مَوْضُوْعٌ مِمَّا عَمِلَتْهُ
أَيْدِي الْمُزَوِّرِيْنَ وَأَرْفَعُ شَيْءٍ
فِي الصَّخْرَةِ أَنَّهَا كَانَتْ قِبْلَةَ
الْيَهُوْدِ وَهِيَ فِي الْمَكَانِ كَيَوْمِ
السَّبْتِ فِي الزَّمَانِ أَبْدَلَ اللهُ
بِهَا لِهٰذِهِ الْأُمَّةِ الْكَعْبَةَ الْبَيْتَ
الْحَرَامَ وَلَمَّا أَرَادَ أَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ
أَنْ يَبْنِيَ الْمَسْجِدَ الْأَقْصٰى اسْتَشَارَ
النَّاسَ هَلْ يَجْعَلُهُ أَمَامَ الصَّخْرَةِ
أَوْ خَلْفَهَا فَقَالَ لَهُ كَعْبٌ يَا أَمِيْرَ

کہ جو یہ کہا جاتا ہے۔ کہ خدا کا عرش ایک
چھوٹے سے پتھر پر تھا۔ یہ بھی ان تہمت بازوں
کا ایک جھوٹ ہے جب عروہ بن الزبیرؓ نے
اس روایت کو سنا تو فرمایا پاک ہے وہ خدا
جس کی کرسی زمین و آسمان کو وسیع ہے، تو
اس کا عرش ایک پتھر کیسے ہو سکتا ہے۔ تو جتنی
حدیثیں پتھر کے بارے میں آئی ہیں سب جھوٹ
ہیں اور یہ سب زائرین کا کذب ہے اور صخرہ
کے بارے میں سب سے بلند شئے یہ ہے کہ وہ
یہود کا قبلہ تھا۔ اور اس کی مقام کے طور پر وہی
حیثیت ہے جو دنوں میں ہفتے کی۔ اللہ تعالے
نے اسی صخرہ کو امت محمدیہ کے لئے کعبہ سے
بدل دیا ہے۔ جب امیر المومنین حضرت عمرؓ
نے مسجد اقصٰی کی تعمیر کا ارادہ فرمایا۔ تو لوگوں
سے مشورہ کیا کہ مسجد کو صخرہ سے آگے رکھا
جائے یا پیچھے۔ کعب الاحبار نے عرض کیا
اے امیر المومنین مسجد کو صخرہ کے پیچھے
بنائے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اے یہودیہ
کے بیٹے۔ تجھ میں اب تک یہودیت باقی ہے

المؤمنين ابنه خلف الصخرة
فقال يا ابن اليهودية خالطتك
يهودية بل ابنه امام الصخرة
حتى لا يستقبلها المصلون
فبناه حيث هو اليوم وقد
اكثر الكذابون من الوضع في
فضائلها وفضائل بيت المقدس
والذي صح في فضله قوله عليه
الصلوة والسلام لا تشد الرحال
الا الى ثلثة مساجد المسجد
الحرام والمسجد الاقصى ومسجدي
هذا وهو في الصحيحين وقوله
من حديث ابي ذر وقد سئله
اي مسجد وضع في الارض اول
فقال المسجد الحرام قال ثم
اي قال المسجد الاقصى الحديث
وهو متفق عليه وحديث
عبد الله بن عمرو لما بنى سليمان
البيت سأل ربه ثلثا سأله

بلکہ میں مسجد صخرہ کے آگے بناؤں گا۔ تا کہ
کوئی نمازی اس کی جانب منہ نہ کر سکے تو پھر
اسے ویسے بنایا جیسے آج موجود ہے۔ اور اکثر
کذابین نے اس صخرہ اور بیت المقدس کے
فضائل میں احادیث وضع کر ڈالیں اور نبی
کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو اس کی تفضیلت
ثابت ہے وہ صرف اتنی ہے کہ سوائے تین مسجدوں
کے قصد رحال (سفر) نہ کیا جائے۔ مسجد حرام،
مسجد اقصیٰ۔ اور میری یہ مسجد۔ یہ روایت
صحیحین میں ہے۔ اور ابوذر کی روایت میں ہے
کہ آپ سے دریافت کیا گیا۔ دنیا میں سب سے
پہلے مسجد کونسی بنائی گئی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا مسجد حرام۔ عرض کیا گیا اس کے
بعد آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ۔ یہ بھی متفق
علیہ ہے اور عبد اللہ بن عمرو کی حدیث
جب سلیمان نے مسجد اقصیٰ بنائی تو تین باتوں
کا خدا سے سوال کیا۔ ایک تو اس امر کا
کہ ان کو ایسا حکم عطا کیا جائے جو دوسرے
کو نہ ہو۔ دوسرے اس حکومت کا سوال کیا

حُكْمًا يُصَادِفُ حُكْمَهُ فَأَعْطَاهُ
إِيَّاهُ وَسَأَلَهُ مُلْكًا لَا يَنْبَغِي لِأَحَدٍ
مِنْ بَعْدِهِ فَأَعْطَاهُ إِيَّاهُ وَسَأَلَهُ
أَنْ لَا يَؤُمَّ أَحَدٌ هٰذَا الْبَيْتَ
لَا يُرِيدُ إِلَّا الصَّلٰوةَ فِيهِ إِلَّا رَجَعَ
مِنْ خَطِيئَتِهِ كَيَوْمٍ وَلَدَتْهُ أُمُّهُ
وَأَنَا أَرْجُوْ أَنْ يَكُوْنَ قَدْ أَعْطَاهُ
ذٰلِكَ وَهُوَ فِي مُسْنَدِ أَحْمَدَ وَ
صَحِيحِ الْحَاكِمِ وَفِي الْبَابِ حَدِيثٌ
لَا يُعْرَفُ دُوْنَ هٰذِهِ الْأَحَادِيْثِ
رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ فِي سُنَنِهِ وَهُوَ
حَدِيثٌ مُضْطَرِبٌ إِنَّ الصَّلٰوةَ
فِيهِ تَفْضُلُ خَمْسِيْنَ أَلْفَ صَلٰوةٍ
وَهٰذَا مُحَالٌ لِأَنَّ مَسْجِدَ رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَفْضَلُ
مِنْهُ وَالصَّلٰوةُ فِيهِ تَفْضُلُ
عَلٰى غَيْرِهِ بِأَلْفِ صَلٰوةٍ وَقَدْ
رُوِيَ فِي مَسْجِدِ بَيْتِ الْمَقْدِسِ
التَّفْضِيْلُ بِخَمْسِمِائَةٍ وَهُوَ أَشْبَهُ

جو ان کے بعد کسی کو حاصل نہ ہو تیسرا سوال یہ تھا کہ جو اس گھر کی امامت صرف نماز کی غرض سے کرے تو اسے گناہ سے ایسا پاک کر دیجیے، جیسا کہ وہ آج ہی جنا گیا ہو حضور فرماتے ہیں مجھے امید ہے کہ خدا نے انہیں یہ بات بھی عطا فرمائی۔ یہ حدیث مسند احمدؒ اور صحیح للحاکم میں ہے۔ اس مضمون میں ایک اور بھی حدیث ہے، جو ان سے کم درجہ کی ہے جسے ابن ماجہؒ نے اپنی سنن میں روایت کیا ہے۔ اور یہ حدیث مضطرب ہے اس حدیث میں ہے کہ مسجد اقصیٰ میں نماز پچاس ہزار نماز سے زائد کا درجہ رکھتی ہے اور یہ محال ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد اس سے افضل ہے اور اس میں نماز پڑھنا دیگر مساجد سے ایک ہزار درجہ زیادہ ہے۔ اور بیت المقدس کے بارے میں جو حدیث پانچ سو نمازوں کی ہے وہ زیادہ صحیح ہے اور یہ بات صحیح ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج میں مسجد اقصیٰ لے جایا گیا۔ اور

وصح أنه عليه الصلوة والسلام
أسري به إليه وأنه صلى فيه
وأم المرسلين في تلك الصلوة
وربط البراق بحلقة الباب ثم عرج
منه وصح عنه أن المؤمنين
يتحصنون به من يأجوج ومأجوج
فهذا المجموع ما صح فيه من
الأحاديث قلت وكذا ثبت
أن المهدي مع المؤمنين
يتحصنون به من الدجال و
أن عيسى عليه السلام ينزل
من منارة مسجد الشام فيأتي
فيقتل الدجال ويدخل
المسجد وقد أقيم الصلوة
فيقول المهدي تقدم يا روح
الله فيقول إنما هذه الصلوة
أقيمت لك فيتقدم المهدي
ويقتدي به عيسى عليه السلام
إشعارا بأنه من جملة الأئمة

آپ نے اس میں نماز پڑھی اور اس نماز میں
تمام انبیاء کی امامت فرمائی۔ اور براق کو دروازے
کے ایک حلقہ سے باندھا اور وہیں سے اوپر
تشریف لے گئے۔ اور یہ بات بھی حضور سے
صحیح طور پر ثابت ہے۔ کہ مسلمان یاجوج
وماجوج سے پناہ لیں گے۔ یہ وہ احادیث
ہیں جو اس بارہ میں صحیح طور پر ثابت ہیں۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں۔ اسی طرح یہ بات بھی ثابت
ہے کہ مہدی مسلمانوں کے ساتھ اسی میں
دجال سے پناہ حاصل کریں گے اور حضرت
عیسیٰ مسجد شام کے منارہ پر نازل ہوں گے
اور وہ آکر دجال کو قتل کریں گے۔ پھر مسجد
اقصیٰ میں داخل ہوں گے۔ اور اس وقت نماز
کی تکبیر ہو چکی ہوگی۔ مہدی ان سے آگے بڑھنے
کے لئے عرض کریں گے۔ حضرت عیسیٰ فرمائیں گے
یہ نماز تمہارے لئے قائم کی گئی ہے
مہدی نماز پڑھائیں گے اور حضرت عیسیٰ
ان کی اقتدار کریں گے۔ یہ بات ثابت
کرنے کے لئے کہ مہدی بھی آئمہ میں داخل

ثُمَّ يُصَلِّي عِيْسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ	ہیں۔ پھر ہمیشہ عیسیٰ علیہ السلام نماز
فِي سَائِرِ الْاَيَّامِ۔	پڑھاتے رہیں گے۔

فائدہ: جہاں تک ابن ماجہ کی روایت کا تعلق ہے اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ مسجد اقصیٰ مسجد نبوی سے افضل ہے۔ بلکہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ میری مسجد اور مسجد اقصیٰ میں نماز پڑھنا پچاس ہزار نمازوں کا درجہ رکھتا ہے۔ ہاں ابوالدرداء کی ایک روایت سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ مسجد نبوی میں ایک ہزار نمازوں کا اور مسجد اقصیٰ میں پچاس ہزار کا ثواب ملتا ہے۔ یہ روایت ابن ماجہ میں نہیں۔ بلکہ طبرانی اور مسند بزار میں ہے۔ البزار نے اس کی سند کو حسن قرار دیا ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَحَادِيْثُ صَلَوَاتِ	معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی
الْاَيَّامِ وَاللَّيَالِي كَصَلٰوةِ يَوْمِ	ہے۔ کہ دن رات کی جتنی نمازیں ہیں۔ مثلاً
الْاَحَدِ وَلَيْلَةِ الْاَحَدِ وَيَوْمِ	اتوار، پیر، منگل وغیرہ۔ اور ان کی راتوں
الْاِثْنَيْنِ وَلَيْلَةِ الْاِثْنَيْنِ اِلٰى	کی نمازیں حتیٰ کہ پورے ہفتہ کی یہ سب موضوع
اٰخِرِ الْاُسْبُوْعِ كُلُّ اَحَادِيْثِهَا كَذِبٌ	ہیں۔ ان میں سے بعض پہلے گذر چکیں۔ اسی طرح
وَقَدْ تَقَدَّمَ بَعْضُ ذٰلِكَ وَكَذٰلِكَ	صلوۃ الرغائب جو رجب کے پہلے جمعہ کو پڑھی
اَحَادِيْثُ صَلٰوةِ الرَّغَائِبِ اَوَّلَ	جاتی ہے۔ یہ سب کی سب جھوٹ ہیں۔ اور
جُمُعَةٍ مِنْ رَجَبَ كُلُّهَا كَذِبٌ وَ	اسی طرح وہ روایت جو عبدالرحمان بن منده
اَمْثَلُهَا مَا رَوَاهُ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ	نے اس سند کے ساتھ ابن جہضم علی بن

مُنْدَہُ وَھُوَ صَدُوْقٌ عَنِ ابْنِ
جَہْضَمٍ وَھُوَ وَاضِعُ الْحَدِیْثِ
حَدَّثَنَا عَلِیُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ سَعِیْدِ
نِ الْبَصْرِیُّ حَدَّثَنَا اَبِیْ حَدَّثَنَا
خَلَفُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الصَّغَانِیُّ
عَنْ حُمَیْدِ بْنِ اَنَسٍ یَرْفَعُہٗ
رَجَبُ شَھْرُ اللهِ وَشَعْبَانُ شَھْرِیْ
وَرَمَضَانُ شَھْرُ اُمَّتِیْ اَلْحَدِیْثَ وَ
فِیْہِ لَا تَغْفُلُوْا عَنْ اَوَّلِ جُمُعَۃٍ
مِنْ رَجَبَ فَاِنَّھَا لَیْلَۃٌ تُسَمِّیْھَا
الْمَلٰئِکَۃُ الرَّغَائِبَ وَذَکَرَ الْحَدِیْثَ
الْمَکْذُوْبَ بِطُوْلِہٖ قَالَ ابْنُ
الْجَوْزِیُّ اتَّھَمُوْا بِہٖ ابْنَ جَہْضَمٍ
وَنَسَبُوْہُ اِلَی الْکَذِبِ قَالَ وَ
سَمِعْتُ عَبْدَ الْوَھَّابِ الْحَافِظَ
یَقُوْلُ رِجَالُہٗ مَجْھُوْلُوْنَ فَتَّشْتُ
عَلَیْھِمْ جَمِیْعَ الْکُتُبِ فَمَا وَجَدْتُّھُمْ
قَالَ بَعْضُ الْحُفَّاظِ بَلْ لَعَلَّھُمْ
لَمْ یُخْلَقُوْا قُلْتُ اِمَّا صَدْرُ الْحَدِیْثِ

محمد بن سعید البصری محمد بن سعید خلف
بن عبداللہ الصغانی۔ حمید بن انس سے
مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ رجب اللہ کا
مہینہ ہے، شعبان میرا مہینہ اور رمضان میری
امت کا مہینہ ہے۔ لمبی حدیث۔ اور اس
میں یہ بھی ہے کہ رجب کے پہلے جمعہ سے
غفلت نہ برتو، کیونکہ یہ ایسی شب ہے کہ جس
کا نام فرشتوں نے رغائب رکھا ہے۔ اور
ابن مندہ نے ایک لمبی جھوٹی حدیث بیان
کی۔ اس میں ابن مندہ سچے اور ابن جہضم واضع
الحدیث ہے۔ ابن الجوزی فرماتے ہیں لوگوں
نے ابن جہضم پر تہمت لگائی ہے۔ اور اسے
جھوٹ کی جانب منسوب کیا۔ ابن الجوزیؒ
فرماتے ہیں، میں نے حافظ عبدالوہاب سے
سنا وہ فرماتے ہیں۔ اس کے تمام راوی
مجہول بجز حمید کے، ہیں۔ میں نے تمام کتب
تلاش کیں، لیکن مجھے ان کا حال کہیں نہ ملا۔
ملا علی قاری فرماتے ہیں اس حدیث کا شروع
کا حصہ کہ رجب اللہ کا مہینہ شعبان میرا

وَهُوَ قَوْلُهُ رَجَبُ شَهْرُ اللّٰهِ وَشَعْبَانُ شَهْرِي وَرَمَضَانُ شَهْرُ أُمَّتِي فَقَدْ ذَكَرَهُ أَبُو الْفَتْحِ بْنُ أَبِي الْفَوَارِسِ فِي أَمَالِيهِ عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا كَمَا ذَكَرَهُ السُّيُوطِيُّ فِي جَامِعِ الصَّغِيرِ وَأَمَّا قَوْلُهُ وَكُلُّ حَدِيثٍ فِي ذِكْرِ صَوْمِ رَجَبَ وَصَلٰوةِ بَعْضِ اللَّيَالِي فِيهِ فَهُوَ كِذْبٌ مُفْتَرًى فَفِيهِ بَحْثٌ إِذْ قَدْ وَرَدَ فِي صِيَامِ رَجَبَ أَحَادِيثُ مُتَعَدِّدَةٌ وَلَوْ كَانَتْ ضَعِيفَةً لٰكِنَّهَا يَتَقَوّٰى بَعْضُهَا بِبَعْضٍ وَقَدْ أَوْرَدْتُ نُبْذًا مِنْهَا فِي رِسَالَتِي الْأَدَبُ فِي رَجَبَ وَفِي الْقَوَّامِ لِلصُّوَّامِ أَيْضًا نَعَمْ بَعْضُ مَا وَرَدَ فِيهِ مَوْضُوعٌ كَمَا بَيَّنَهُ بِقَوْلِهِ الْحَدِيثُ مَنْ صَلّٰى بَعْدَ الْمَغْرِبِ أَوَّلَ لَيْلَةٍ مِنْ رَجَبَ عِشْرِينَ رَكْعَةً جَازَ عَلَى الصِّرَاطِ بِلَا حِسَابٍ

مہینہ، اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے، اسے ابوالفتح بن ابی الفوارس نے اپنی امالی میں حسن سے مرسلاً روایت کیا ہے، جیسا کہ سیوطی جامع الصغیر میں لکھتے ہیں، رہ گیا سیوطی کا یہ قول کہ رجب کے روزے اور راتوں میں نمازوں کی جتنی روایات ہیں سب جھوٹ ہیں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تہمت ہیں۔ تو اس میں بحث ہے اس لئے کہ رجب کے روزوں کے بارے میں متعدد احادیث موجود ہیں، اگرچہ سب کی سب ضعیف ہیں۔ لیکن ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں، اور میں نے انہیں ایک رسالہ میں جس کا نام رسالہ الادب فی رجب اور القوام للصوام میں ذکر کیا ہے۔ اگرچہ بعض روایات اس میں موضوع بھی ہیں، اور یہ روایت کہ جو رجب کی پہلی رات کو مغرب کے بعد بیس رکعت نماز پڑھے گا۔ وہ پل صراط سے

وَحَدِيْثُ مَنْ صَامَ يَوْمًا مِنْ
رَجَبَ وَصَلّٰى رَكْعَتَيْنِ يَقْرَأُ فِيْ
كُلِّ رَكْعَةٍ مِائَةَ مَرَّةٍ آيَةَ الْكُرْسِيِّ
وَفِي الثَّانِيَةِ مِائَةَ مَرَّةٍ قُلْ هُوَ
اللّٰهُ اَحَدٌ لَمْ يَمُتْ حَتّٰى يَرٰى
مَقْعَدَهٗ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ وَاَقْرَبُ
مَا جَاءَ فِيْهِ مَا رَوَاهُ ابْنُ مَاجَةَ
فِيْ سُنَنِهٖ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ عَلَيْهِ
السَّلَامُ نَهٰى عَنْ صِيَامِ رَجَبَ
قُلْتُ وَهُوَ مَحْمُوْلٌ عَلَى اعْتِقَادِ
وُجُوْبِهٖ كَمَا كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ
وَاِلَّا فَلَمْ يَقُلْ اَحَدٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ
بِكَرَاهَةِ صَوْمِهٖ ۔

بغیر حساب کے گذر جائے گا۔ اور یہ روایت
کہ جس نے رجب کا روزہ رکھا۔ اور دو رکعت
نماز پڑھی۔ اور ہر رکعت میں سو بار سورت
اخلاص پڑھے۔ وہ اس وقت تک نہ مریگا
جب تک جنت میں اپنا ٹھکانا نہ دیکھ لیگا
ابن القیم فرماتے ہیں اس میں سب سے
بہتر وہ روایت ہے جو ابن ماجہ نے اپنی سنن
میں بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجب کے روزوں
سے منع فرمایا ہے۔ ملا علی قاری ؒ فرماتے
یہ وجوب کے اعتقاد پر محمول ہے جیسا کہ جاہلیت
میں تھا۔ ورنہ کوئی عالم رجب میں روزے کی
کراہت کا قائل نہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ
صَلٰوةِ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ
كَحَدِيْثِ يَا عَلِيُّ مَنْ صَلّٰى لَيْلَةَ
النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ مِائَةَ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی شعبان کی پندرھویں
شب کی نمازیں ہیں۔ جیسا کہ یہ حدیث اے علی
جو شعبان کی پندرھویں شب میں سو رکعت
میں ایک ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ

ركعة بألف قل هو الله احد
قضى الله له كل حاجة طلبها
تلك الليلة وساق خرافات
كثيرة واعطى سبعين الف
حوراء لكل حوراء سبعون الف
غلام وسبعون الف ولدان
الى ان قال ويشفع والداه
كل واحد منهما في سبعين
الفا والعجب ممن شم رائحة
العلم بالسنن ان يغتر بمثل
هذا الهذيان ويصليها وهذه
الصلوة وضعت في الاسلام
بعد الاربع مائة ونشأت
من بيت المقدس فوضع لها
عدة احاديث منها من قرأ
ليلة النصف الف مرة قل
هو الله احد الحديث بطوله
فيه يبعث الله عليه مائة الف
ملك يبشرونه وحديث من

اس کی ہر وہ حاجت جو اس رات میں طلب
کریگا پوری فرمائیگا۔ اسی طرح اس روایت میں
راوی نے کافی خرافات بکی ہیں۔ اور اس روایت
میں یہ بھی ہے کہ اسے خدا ستر حوریں عطا کرے گا
ہر حور کے ساتھ ستر غلام اور ہر غلام کے ساتھ
ستر ہزار لڑکے ہوں گے۔ اور اس کے والدین
کو ستر ستر ہزار کی شفاعت کا اختیار دیا جائے گا
اور تعجب تو ان لوگوں سے ہے جنہیں علم حدیث
کی ذرا سی بھی خوشبو پہنچی ہے مگر وہ اس قسم کی واہیات
پر فخر کرتے اور اس نماز کو پڑھتے ہیں اور یہ
نماز اسلام میں چار سو سال بعد وضع کی گئی اور
اس کی ابتدا بیت المقدس سے ہوئی۔ اور
اسی قسم کی کئی روایات شعبان کی پندرہویں
تاریخ کے بارے میں وضع کی گئیں ان میں سے ایک یہ
بھی ہے کہ جو پندرہویں شعبان کو رات میں ایک
ہزار بار قل ہو اللہ پڑھے، بہت لمبی حدیث
ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ اللہ اس کے پاس
ایک لاکھ فرشتے بشارت دینے کے لئے بھیجتا ہے
اور یہ روایت کہ جو شعبان کی پندرہویں رات

صلّى ليلة النصف من شعبان ثلاث عشرة ركعة يقرأ في كل ركعة ثلاثين مرة قل هو الله أحد شفع في عشرة قد استوجبوا النار وغير ذلك من الأحاديث التي لا يصح منها شيء.

میں تیرہ رکعت نماز پڑھے اور ہر رکعت میں تیس بار قل ہو اللہ پڑھے تو اسے دس آدمیوں کی شفاعت کی اجازت دی جائے گی۔ جن کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہو گی۔ اور اسی قسم کی دیگر روایات ہیں کہ ان میں سے ایک بھی صحیح نہیں۔

فصل

ومنها ركاكة ألفاظ الحديث وسماجتها بحيث يمجها السمع ويدفعها الطبع كحديث أربع لا يشبعن من أربع أنثى من ذكر وأرض من مطر وعين من نظر وأذن من خبر رواه أبو نعيم في الحلية عن أبي هريرة رض وابن عدي والطبراني عن عائشة رضي الله عنها كما في الجامع الصغير لكنه قال وعالم من علم بدل وأذن من خبر

معرفت حدیث کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ حدیث کے الفاظ رکیک اور گرے درجے کے ہوں کہ جنہیں نہ کان قبول کریں نہ طبیعت جیسا کہ یہ روایت کہ چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا عورت کا مرد سے، زمین کا بارش سے، آنکھ کا دیکھنے سے اور کانوں کا خبر سے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ابو نعیمؒ نے حلیہ میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابن عدیؒ اور طبرانیؒ نے عائشہ رض سے اسے روایت کیا ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے

فالحديث ضعيف لا موضوع وحديث ارحموا عزيز قوم ذل وغني قوم افتقر وعالما يتلاعب به الصبيان قلت و حديث الحائك والاساكفة و الصواغ غير او صنعة من الصنائع المباحة مكذوب على رسول الله صلى الله عليه وسلم اذ لم يذم الله ورسوله الصنائع المباحة قلت قد يذم لما فيها من الامور المكروهة والمحرمة ليجتنب عنها كما بينته في شرح عين العلم من مراتب المكاسب قال ومن ذلك حديث من فارق الدنيا وهو سكران دخل القبر سكران ويبعث سكران ويؤمر به الى النار وهو سكران الى جبل او نهر يقال له سكران وحديث ان لله ملكا

اور اس میں بااخیر الفاظ کی جگہ یہ الفاظ ہیں کہ عالم کا علم سے، تو یہ حدیث ضعیف ہے موضوع نہیں۔ اور یہ حدیث کہ قوم کے عزیز پر رحم کرو اور غنی قوم وہ ہے جو فقیر ہو اور عالم وہ ہے جس سے بچے کھیلتے ہوں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ وہ احادیث جن میں مباح صنعتوں کی برائی آئی ہے وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے۔ اللہ یا رسول نے کسی مباح صنعت کی برائی بیان نہیں فرمائی۔ اور جن مکروہ اور محرمات کی برائی بیان کی گئی ہے اور ان سے احتراز کا حکم دیا گیا ہے، میں نے انہیں شرح عین العلم من مراتب المکاسب میں بیان کیا ہے ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی طرح یہ روایت کہ جو نشہ کی حالت میں مرے وہ قبر میں بھی حالت نشہ میں داخل ہوگا، اور قیامت کے روز بھی اسی طرح اٹھے گا اور حالت نشہ میں اسے دوزخ میں ایک پہاڑ یا نہر کی جانب سے جانے کا حکم دیا جائے گا جس کا نام سکران

إِسْمُهُ عُمَارَةُ عَلٰى فَرَسٍ مِنْ يَاقُوْتٍ طُوْلُهُ مَدُّ بَصَرِهِ يَدُوْرُ فِي الْبُلْدَانِ وَيَقِفُ فِي الْأَسْوَاقِ يُنَادِيْ لِيَغْلُو كَذَا وَكَذَا وَلْيَرْخُصْ كَذَا وَكَذَا وَحَدِيْثُ إِنَّ لِلّٰهِ مَلَكًا مِنْ حِجَارَةٍ يُقَالُ لَهُ عُمَارَةُ يَنْزِلُ عَلٰى حِمَارٍ مِنْ حِجَارَةٍ كُلَّ يَوْمٍ فَيُسَعِّرُ۔

(نشہ) ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ اللہ تعالیٰ کے لئے ایک فرشتہ ہے جس کا نام عمارہ ہے۔ وہ یاقوت کے ایک گھوڑے پر سوار جس کی لمبائی اس کی نگاہ کے برابر ہے شہروں میں گھومتا رہتا ہے اور بازاروں میں ٹھہر ٹھہر کر یہ آواز دیتا ہے۔ کہ فلاں فلاں شئے مہنگی ہو اور فلاں فلاں شئے سستی۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيْثُ ذَمِّ الْحَبَشَةِ وَالسُّوْدَانِ كُلُّهَا كَذِبٌ كَحَدِيْثِ دَعُوْنِيْ مِنَ السُّوْدَانِ إِنَّمَا الْأَسْوَدُ لِبَطْنِهِ وَفَرْجِهِ وَحَدِيْثُ الزِّنْجِيِّ إِذَا شَبِعَ زَنٰى وَإِذَا جَاعَ سَرَقَ قُلْتُ رَوَاهُ ابْنُ عَدِيٍّ بِسَنَدٍ ضَعِيْفٍ عَنْ عَائِشَةَ وَزَادَ فِيْهِ وَإِنَّ فِيْهِمْ سَمَاحَةً وَنَجْدَةً كَمَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَحَدِيْثُ

اسی طرح حبشہ اور سوڈان کی برائی میں جتنی روایات ہیں سب جھوٹ ہیں جیسا کہ یہ حدیث مجھے سوڈان کے ذکر سے چھوڑ دو۔ ان کا پیٹ بھی اور ان کی فرج بھی سیاہ ہوتی ہے اور زنگی کی روایت کہ جب اس کا پیٹ بھر جاتا ہے۔ تو زنا کرتا ہے اور جب بھوکا ہوتا ہے تو چوری کرتا ہے اور یہ حدیث کہ زنگی سے بچو وہ ایک بگڑی ہوئی مخلوق ہے اور یہ روایت کہ آپ نے کھانا دیکھا

إِيَّاكُمْ وَالزِّنْجِيَّ فَإِنَّهُ خَلْقٌ مُشَوَّهٌ — تو پوچھا یہ کس کے لئے ہے، عباسؓ نے عرض
وَحَلُوبَةٌ وَرَأَى طَعَامًا فَقَالَ لِمَنْ — کیا یہ حبشیوں کے لئے ہے میں انہیں کھلاؤں گا
هٰذَا قَالَ الْعَبَّاسُ لِلْحَبَشَةِ أُطْعِمُهُمْ — آپ نے فرمایا ایسا نہ کرو کیونکہ جب وہ بھوکے
قَالَ لَا تَفْعَلْ إِنْ جَاعُوا سَرَقُوا — ہوتے ہیں تو چوری کرتے ہیں اور جب پیٹ بھر
وَإِنْ شَبِعُوا زَنَوْا۔ — جاتا ہے تو زنا کرتے ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا أَحَادِيثُ ذَمِّ التُّرْكِ — اسی قسم کی وہ روایات ہیں جو ترکوں کی مذمت
وَأَحَادِيثُ ذَمِّ الْخِصْيَانِ وَأَحَادِيثُ — یا خصیوں کی مذمت یا غلاموں کی مذمت میں
ذَمِّ الْمَمَالِيكِ كَحَدِيثِ لَوْ عَلِمَ — ہیں سب جھوٹ ہیں، مثلاً یہ روایت اگر اللہ یہ
اللّٰهُ فِي الْخِصْيَانِ خَيْرًا لَأَخْرَجَ مِنْ — بات جان لیتا کہ خصیوں میں کیا خوبی ہے تو
أَصْلَابِهِمْ ذُرِّيَّةً يَعْبُدُونَ اللّٰهَ — تو ان کی ولادت سے ایک ذریت پیدا فرماتا جو اللہ
قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيثُ — کی عبادت کرتی (یہ پہلے گذر چکی) اور یہ روایت کہ
شَرُّ الْمَالِ فِي آخِرِ الزَّمَانِ الْمَمَالِيكُ — آخیر زمانہ میں بدترین مال غلام ہوں گے، ملا علی
قُلْتُ رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى بِسَنَدٍ لَا بَأْسَ — قاری فرماتے ہیں اسے ابو یعلیٰ نے ابن عمرؓ سے ایسی
بِهِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ كَمَا فِي جَامِعِ — سند کے ساتھ روایت کیا جس میں کوئی حرج نہیں ہے
الصَّغِيرِ وَأَمَّا حَدِيثُ أُتْرُكُوا — جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ روایت کہ
الْحَبَشَةَ مَا تَرَكُوكُمْ فَإِنَّهُ لَا يَسْتَخْرِجُ — حبشہ کو چھوڑے رکھو جب تک وہ تمہیں چھوڑے
كَنْزَ الْكَعْبَةِ إِلَّا ذُو السُّوَيْقَتَيْنِ — رکھیں کیونکہ کعبہ کا خزانہ سوائے سویقتین کے

مِنَ الْحَبَشَةِ فَرَوَاهُ أَبُوْدَاوُدَ وَالْحَاكِمُ
فِيْ مُسْتَدْرَكِهٖ عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَكَذَا
حَدِيْثُ اُتْرُكُوا التُّرْكَ مَا تَرَكُوْكُمْ
فَإِنَّ أَوَّلَ مَنْ يَسْلُبُ مِنْ أُمَّتِيْ
مُلْكَهُمْ وَمَا خَوَّلَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى
بَنُوْ قَنْطُوْرَا رَوَاهُ الطَّبَرَانِيُّ عَنِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ
وَقَنْطُوْرَا جَارِيَةٌ لِإِبْرَاهِيْمَ الْخَلِيْلِ
وَلَدَتْ لَهٗ أَوْلَادًا مِنْهُمُ التُّرْكُ
وَالصِّيْنُ كَذَا فِي النِّهَايَةِ

حبشہ سے ہوگا۔ کوئی نہ نکالیگا اسے ابوداود
اور حاکم نے مستدرک میں ابن عمرؓ سے روایت
کیا ہے، اسی طرح یہ روایت کہ ترکوں کو اس
وقت تک کے لئے چھوڑ دو جب تک وہ تمہیں
چھوڑے رکھیں، کیونکہ یہ سب سے پہلے میری
امت کا ملک چھینیں گے اور اللہ نے بنو قنطورا
کو چھوڑ رکھا ہے اسے طبرانی نے ابن مسعودؓ سے
روایت کیا ہے۔ اور قنطورا ابراہیم علیہ السلام
کی ایک باندی تھی جس کی اولاد میں ترک اور
اہل چین ہیں جیسا کہ نہایہ میں ہے ؛

فَصْلٌ

وَمِنْهَا مَا يَقْتَرِنُ بِالْحَدِيْثِ
مِنَ الْقَرَائِنِ الَّتِيْ يُعْلَمُ بِهَا أَنَّهٗ
بَاطِلٌ مِثْلُ حَدِيْثِ وَضْعِ الْجِزْيَةِ
عَلٰى أَهْلِ خَيْبَرَ فَهٰذَا كَذِبٌ مِنْ
عِدَّةِ وُجُوْهٍ أَحَدُهَا أَنَّ فِيْهِ
شَهَادَةَ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ وَسَعْدٌ
قَدْ تُوُفِّيَ قَبْلَ ذٰلِكَ فِيْ غَزْوَةِ

اور انہی علامات میں سے ایک علامت
یہ بھی کہ قرائن سے یہ معلوم ہوتا ہو کہ یہ
حدیث باطل ہے، مثلاً اہل خیبر سے جزیہ کا
معاف کرنا یہ کئی وجوہات سے جھوٹ ہے
اول تو اس بنا پر کہ اس میں سعد بن معاذ کی
شہادت ہے اور سعد بن معاذ اس کی فتح سے
قبل غزوۂ خندق و غزوۂ بنی قریظہ میں

الخندق وثانيها أن فيه وكتب
معاوية بن أبي سفيان هكذا و
معاوية إنما أسلم زمن الفتح
وكان من الطلقاء وثالثها أن
الجزية لم تكن نزلت حينئذ
ولا يعرفها الصحابة ولا العرب
وإنما نزلت بعد عام تبوك
وحينئذ وضعها النبي عليه
الصلوة والسلام على نصارى
نجران ويهود اليمن ولم تؤخذ
من يهود المدينة لأنهم وادعوه
قبل نزولها ثم قتل من قتل
منهم وأجلي بقيتهم إلى خيبر
وإلى الشام وصالحه عليه الصلوة
والسلام أهل خيبر قبل فرض
الجزية فلما نزلت آية الجزية
استقر الأمر على ما كان عليه
وابتدأ ضربها على من لم يتقدم
له معه عليه السلام صلح فمن

میں شہادت پا چکے تھے۔ دوسری بات یہ
ہے۔ کہ جزیہ کی معافی کا حکم نامہ امیر معاویہ
نے لکھا۔ حالانکہ امیر معاویہؓ فتح مکہ کے روز
اسلام لائے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں
جنہیں معاف کر دیا گیا تھا۔ تیسری بات
یہ ہے کہ اس وقت تک جزیہ کا نزول نہ ہوا
تھا صحابہ اور عرب اسے پہچانتے بھی نہ تھے
جزیہ کا نزول تبوک کے بعد ہوا۔ اور
اسی وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
آلہ وسلم نے نصاریٰ نجران اور یہود
یمن پر جزیہ متعین فرمایا۔ کیونکہ انہوں
نے نزول جزیہ سے قبل بغاوت کی تھی
ان میں سے کچھ تو قتل کیے گئے۔ اور کچھ کو
شام اور خیبر کی جانب جلا وطن کر دیا گیا
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر
سے نزول جزیہ سے قبل صلح فرما لی
تھی۔ لہذا اس صلح کو اپنے مقام پر
باقی رہنے دیا گیا۔ اور جن لوگوں نے
ابھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے صلح

ههنا وقعت الشبهة في أهل خيبر
الرابع أن فيه أنه وضع عنهم
الكلف والسخر ولم يكن في زمانه
عليه السلام كلف ولا سخر ولا
مكوس خامسها أنه لم يجعل
لهم عهدا لازما بل قال نقركم
ما شئنا فكيف يضع عنهم الجزية
التي يصير لأهل الذمة بها عهد
لازم مؤبد ثم لا يثبت لهم
أمانا لازما مؤبدا سادسها أن
مثل هذا مما يتوفر الهمم
والدواعي على نقله فكيف يكون
قد وقع ولا يكون علمه عند
حملة السنة من الصحابة و
التابعين وأئمة الحديث وينفرد
بعلمه نقلة اليهود سابعها أن
أهل خيبر لم يتقدم لهم من
الإحسان ما يوجب وضع الجزية
فإنهم حاربوا الله ورسوله وقاتلوه

نہ کی تھی۔ ان پر جزیہ لگا دیا گیا۔ اس طرح اہل خیبر کے واقع میں شبہ واقع ہو گیا۔ چوتھی بات یہ بھی ہے۔ کہ اس روایت میں یہ بھی ہے کہ ان سے تکلیف اور تحت رہنا اٹھا دیا گیا۔ حالانکہ یہ اضافے حضور کے زمانہ میں نہ تھے۔ پانچویں بات یہ ہے۔ کہ ان کے لیے کوئی عہد معینہ نہ تھا۔ بلکہ آپ نے فرمایا تھا ہم جو چاہے تم سے اقرار کر لیں گے۔ تو آپ ان سے جزیہ کیسے ہٹا سکتے تھے۔ جو تمام اہل ذمہ کے لئے تھا۔ اور جب جزیہ نہ ہوا۔ تو ان کے لئے لازمی امان بھی ثابت نہ ہوئی۔ چھٹی بات یہ ہے کہ اس کے نقل کرنے کے جو دواعی ہونے چاہئیں تھے، وہ نہیں پائے جاتے۔ کیونکہ اگر ایسا وقوع میں آیا تھا تو سنت کے ناقلین یعنی صحابہ تابعین اور آئمہ حدیث کو اس کا علم ہونا چاہیے تھا۔ حالانکہ اس بات سے صرف ایک ہی شخص واقف تھا اور اس

وَقَاتَلُوا أَصْحَابَهُ وَسَلُّوا السُّيُوفَ
فِي وُجُوهِهِمْ وَسَمُّوا النَّبِيَّ عَلَيْهِ
السَّلَامُ وَالصَّلٰوةُ ط وَوَالَوْا أَعْدَاءَهُ
الْمُحَارِبِينَ لَهُ الْمُحَرِّضِينَ عَلَى قِتَالِهِ
فَمِنْ أَيْنَ يَقَعُ هٰذَا الْإِعْتِنَاءُ
بِهِمْ وَإِسْقَاطُ هٰذَا الْفَرْضِ جَعَلَهُ
اللهُ عُقُوبَةً لَمْ يَكُنْ مِنْهُمْ يَدِينُ بِدِينِ
الْإِسْلَامِ ثَامِنُهَا أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ لَمْ يُسْقِطْهَا عَنِ
الْأَبْعَدِينَ عَنْهُ مَعَ عَدَمِ مُعَادَاتِهِمْ
لَهُ كَأَهْلِ الْيَمَنِ وَأَهْلِ نَجْرَانَ
فَكَيْفَ يَضَعُ عَنِ الْخَيْبَرِيِّينَ
الْأَدْنَيْنَ مَعَ شِدَّةِ مُعَادَاتِهِمْ لَهُ
وَكُفْرِهِمْ وَعِنَادِهِمْ وَمِنَ الْمَعْلُومِ
أَنَّهُ كُلَّمَا اشْتَدَّ كُفْرُ الطَّائِفَةِ وَ
تَغَلَّظَتْ عَدَاوَتُهُمْ كَانُوا أَحَقَّ
بِالْعُقُوبَةِ لَا بِإِسْقَاطِ الْجِزْيَةِ
تَاسِعُهَا أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ
لَوْ أَسْقَطَ عَنْهُمُ الْجِزْيَةَ كَمَا ذَكَرُوا

واقعہ کو یہود نے نقل کیا۔ ساتویں بات یہ
ہے کہ اہل خیبر نے کوئی بھلائی نہ کی تھی جو ان
سے جزیہ معاف کیا جاتا۔ بلکہ انہوں نے
اللہ اس کے رسول اور صحابہ سے قتال کیا اور
تلوار میان سے باہر کی۔ اللہ کے دشمنوں کو پناہ
دی اور انہیں جنگ پر ابھارا تو ان سے یہ
سلوک کیسے روا رکھا جا سکتا تھا اور یہ فرض کیسے
ساقط ہو جاتا۔ اور جب کہ اللہ نے انہیں یہ سزا
دی کہ ان میں سے کوئی بھی اسلام نہ لایا۔ آٹھویں
بات یہ ہے کہ حضورؐ نے جب اتنے دور کے لوگوں
پر جو کہ دشمن بھی نہ تھے جزیہ قائم کیا جیسے اہل
یمن اور اہل نجران۔ تو قریب کے یہ لوگ
جو سخت مخالف اور دشمن تھے ان پر سے جزیہ
کیسے معاف کیا جا سکتا تھا اور جب کہ یہ معلوم
ہے کہ وہ کفر میں بھی سخت تھے اور عداوت
میں بھی سب سے آگے تھے۔ تو وہ سزا کے مستحق ہے
یا کہ معافی جزیہ کے۔ نویں بات یہ ہے
کہ اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ان سے جزیہ ساقط فرما دیا تھا۔ جیسا کہ ان

لكانوا من احسن الكفار حالاً	کا دعوے ہے۔ تو ان کا حال اور کفار
ولم يجز بعد ذلك ان يشترط	سے بہتر ہونا چاہیئے تھا۔ تو یہ اقرار نہ
لهم اخراجهم من ارضهم وبلادهم	فرماتے کہ ہم جب چاہیں گے تمہارے
متى شاء فان اهل الذمة	شہروں اور زمین سے نکال دیں گے۔ کیونکہ
الذين يقرون بالجزية لا يجوز	اہل ذمہ جب جزیہ کا اقرار کر لیتے ہیں۔ تو
اخراجهم من ارضهم ودیارهم	انہیں شہروں سے نہیں نکالا جاتا۔ جب تک
ما داموا ملتزمين لاحكام الذمة	وہ اس ذمہ داری کو ادا کرتے ہیں۔ تو صحاب
فكيف اذا روعي جانبهم باسقاط	کے اطراف میں جزیہ کیسے معاف کیا جا
الجزية واعفوا من الصغار الذي	سکتا ہے۔ اور انہیں شہر بدر کرنے سے
يلحقهم باداءها فاي صغار بعد	زیادہ بڑی بات کیا ہوگی۔ تو یہ دونوں
ذلك اعظم من نفيهم من بلادهم	باتیں کیسے جمع ہو سکتی ہیں۔ دسویں بات
وتشتيتهم في ارض الغربة فكيف	یہ ہے کہ اگر یہ بات حق تھی۔ تو تمام صحابہ
يجتمع هذا وهذا عاشرها ان هذا	کرام۔ تابعین اور فقہاء اس
لو كان حقا لما اجمع الصحابة	کے خلاف فتوی دینے پر کیسے متفق
والتابعون والفقهاء كلهم على	ہو گئے۔ انہیں تو یہ کہنا چاہیئے
خلافهم وليس في الصحابة رجل	تھا۔ کہ اہل خیبر پر جزیہ نہیں
واحد قال لا يجب الجزية على	حالانکہ انہوں نے یہ تصریح
الخيابرة ولا في التابعين ولا في	کی ہے۔ کہ وہ کتاب جس میں
الفقهاء بل قالوا اهل خيبر وغيرهم	جزیہ کی معافی کا حکم ہے۔ وہ

فِي الْجُزْءِ سَوَاءٌ وَقَدْ تَعَرَّضُوا بِأَنَّ
هٰذَا الْكِتَابَ كَذِبٌ مَكْذُوبٌ
كَالشَّيْخِ أَبِي حَامِدٍ وَالْقَاضِي أَبِي
الطَّيِّبِ وَالْقَاضِي أَبِي يَعْلٰى
وَغَيْرِهِمْ وَذَكَرَ الْخَطِيبُ الْبَغْدَادِيُّ
هٰذَا الْكِتَابَ وَبَيَّنَ أَنَّهُ كَذِبٌ مِنْ
عِدَّةِ وُجُوهٍ ۔

جھوٹ ہے۔ جیسا کہ ابو حامد رحمہ قاضی ابو الطیب رحمہ اللہ تعالےٰ اور قاضی ابو یعلیٰ رحمہ اللہ تعالیٰ وغیرہ نے ذکر کیا ہے۔ خطیب نے اس کتاب کا ذکر کرکے اسے مختلف وجوہ سے جھوٹ ثابت کیا ہے۔

فَصْلٌ

فِي ذِكْرِ جَوَامِعَ وَضَوَابِطَ
كُلِّيَّةٍ فِي هٰذَا الْبَابِ فَمِنْهَا أَحَادِيثُ
الْحَمَامِ بِالتَّخْفِيفِ لَا يَصِحُّ مِنْهَا
شَيْءٌ كَحَدِيثِ كَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ
إِلَى الْحَمَامِ وَحَدِيثُ كَانَ يُعْجِبُ
النَّظَرَ إِلَى الْخُضْرَةِ وَالْأُتْرُجِّ وَالْحَمَامِ
الْأَحْمَرِ قُلْتُ أَخْرَجَ الطَّبَرَانِيُّ وَ
ابْنُ السُّنِّيِّ وَأَبُو نُعَيْمٍ فِي الطِّبِّ
عَنْ أَبِي كَبْشَةَ حَاطِبُ السُّنِّيِّ وَأَبُو
نُعَيْمٍ عَنْ عَلِيٍّ وَأَبُو نُعَيْمٍ عَنْ عَائِشَةَ

معرفت حدیث کے اصول کلیہ

اس قسم کی روایات میں سے کبوتر کی روایات ہیں جن میں سے کوئی بھی صحیح نہیں، جیسے یہ حدیث کہ آپ کبوتر کو دیکھنا پسند فرماتے تھے یا یہ روایت کہ آپ سبزہ، سنگترہ اور کبوتر کی جانب دیکھنا پسند فرماتے تھے۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں، اسے طبرانی، ابن السنی اور ابو نعیم نے طب میں ابو کبشہ سے ابن السنی اور ابو نعیم نے علیؓ سے اور ابو نعیمؒ نے عائشہؓ سے بھی روایت کیا ہے کہ آپ سنگترہ اور سرخ کبوتر کی جانب دیکھنا

أَنَّهٗ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ
إِلَى الْأُتْرُجِّ وَكَانَ يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى
الْحَمَامِ الْأَحْمَرِ، وَرَوَى ابْنُ السُّنِّيِّ
وَأَبُوْ نُعَيْمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضؓ كَانَ
يُعْجِبُهُ النَّظَرُ إِلَى الْخُضْرَةِ وَالْمَاءِ
الْجَارِيْ كَذَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ
وَحَدِيْثُ شَكَى رَجُلٌ إِلَى رَسُوْلِ
اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَحْدَةَ
فَقَالَ لَهٗ لَوِ اتَّخَذْتَ زَوْجًا مِنْ
حَمَامٍ فَآنَسَكَ وَأَصَبْتَ عَنْ
فِرَاخِهٖ وَحَدِيْثُ اِتَّخِذُوا الْحَمَامَ
الْمَقَاصِيْصَ فَإِنَّهَا تُلْهِي الْجِنَّ
عَنْ صِبْيَانِكُمْ ذَلَّتْ رَوَاهُ الشِّيْرَازِيُّ
فِي الْأَلْقَابِ وَالْخَطِيْبُ وَالدَّيْلَمِيُّ
عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَابْنُ عَدِيٍّ عَنْ
أَنَسٍ بِلَفْظِ اتَّخِذُوْا هٰذِهِ الْحَمَامَ
الْمَقَاصِيْصَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ فَإِنَّهَا تُلْهِيْ
الْجِنَّ عَنْ صِبْيَانِكُمْ كَذَا فِي الْجَامِعِ
الصَّغِيْرِ وَقَالَ زَكَرِيَّا بْنُ يَحْيٰى

پسند فرماتے تھے۔ ابن السنی اور ابو نعیم نے ابن عباسؓ
سے روایت کیا ہے کہ سبزہ اور جاری پانی کیطرف
دیکھنا پسند فرماتے۔ جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن
القیم فرماتے ہیں اور یہ حدیث کہ ایک شخص نے آپ سے
تنہائی کی شکایت کی، آپ نے فرمایا تو ایک جوڑا کبوتروں
کا پال لے اور اس کے چوزوں سے کھیل۔ ایسے ہی یہ
روایت کہ مقاصیص کبوتر پالا کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے
بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں
اس حدیث کو شیرازی نے القاب میں خطیب اور
دیلمیؒ نے ابن عباسؓ سے اور ابن عدی نے انسؓ
سے ان الفاظ کے ساتھ روایت کیا ہے کہ ان
مقاصیص کبوتروں کو اپنے گھروں میں رکھا
کرو۔ کیونکہ یہ بچوں سے جنات کو روکتے ہیں۔
جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے۔ ابن القیم فرماتے
ہیں زکریا بن یحیی الساجی کہتے ہیں کہ ابو البختری
ایک روز رشید کے پاس گیا اور وہ کبوتر اڑا
رہا تھا۔ ہارون نے دریافت کیا۔ کیا تمہیں
کبوتروں کے بارے میں کوئی تیرے یاد ہے
وہ بولا مجھ سے ہشام نے اپنے والد سے

الساجي بلغني أن أبا البختري
دخل على الرشيد وهو يطير الحمام
فقال هل تحفظ في هذا شيئا
فقال حدثني هشام عن أبيه
عن عائشة أن النبي عليه السلام
كان يطير الحمام فقال الرشيد
أخرج عني ثم قال لولا أنه من
قريش لعزلته من القضاء قلت
هذا عذر بارد فإنه إذا ثبت
عنده كذبه لا سيما على رسول
الله عليه السلام سقط عدالة
واستحق عزله قال وهو الذي
دخل المهدي فوجده يلعب
بالحمام فروى له حديث لا سبق
إلا في خف أو نصل أو حافر وزاد
جناح فلما خرج قال أشهد أن
قفاك قفا كذاب ثم أمر بذبح
الحمام وقال السبب كذب على
رسول الله عليه الصلاة والسلام

واسطے عائشہ رض سے یہ روایت بیان کی
ہے۔ کہ حضور صلعم کبوتر اڑایا کرتے تھے۔ رشید
بولا میرے پاس سے دور ہو جا۔ پھر بولا اگر
یہ قریش سے نہ ہوتا۔ تو میں اسے قضا سے
معزول کر دیتا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں،
یہ ایک فضول عذر ہے۔ جب ہارون کے
سامنے اس کا جھوٹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم پر ثابت ہو چکا تھا۔ تو وہ عدالت سے
ساقط ہو گیا۔ اور معزولی کے قابل تھا۔ زکریا
بن یحیی الساجی کہتے ہیں یہ ابوالبختری مہدی
کے پاس گیا۔ اور اسے کبوتروں سے کھیلتے
دیکھا۔ تو بولا۔ دوڑ صرف خف، نصل اور
حافر اور پرندے میں ہے (خف سے مراد
اونٹ ہے حافر سے مراد گھوڑا۔ اور نصل تیر کو
بولتے ہیں) جب وہ باہر نکلا۔ تو مہدی بولا
میں گواہی دیتا ہوں اس نے جھوٹ بولا۔
پوری حدیث سوائے لفظ جناح کے صحیح تھی) پھر
کبوتروں کے ذبح کرنے کا حکم دیا۔ اور بولا یہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بولنے کا

قَالَ وَاَرْفَعُ شَیْئٍ جَاءَ فِیْهِ الْحَدِیْثُ	سبب ہیں ابن القیم فرماتے ہیں ہمیں سب سے بہتر یہ
اَنَّہٗ رَاٰی رَجُلًا یَتْبَعُ حَمَامَۃً فَقَالَ	روایت ہے کہ آپ نے ایک شخص کو کبوتر پر نگاہ لگائے
شَیْطَانٌ یَتْبَعُ شَیْطَانَۃً قُلْتُ ھٰذَا	دیکھا تو فرمایا ایک شیطان ہے جو شیطانہ پر نگاہ
لَیْسَ بِمَوْضُوْعٍ کَمَا قَالَ الْحَافِظُ	لگائے ہے. ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں
الْعَسْقَلَانِیُّ بَلْ یَرْتَقِیْ اِلَی الْحَسَنِ	بلکہ حافظ ابن حجر فرماتے ہیں یہ درجہ حسن تک پہنچی ہے
وَلَہٗ شَوَاھِدُ ۔	اور اس کے شواہد موجود ہیں ؛

فصل

وَمِنْهَا اَحَادِیْثُ اِتِّخَاذِ	اسی قسم کی روایات میں سے مرغی پالنے
الدَّجَاجِ لَیْسَ فِیْهَا حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ	کی روایات بھی ہیں جن میں سے کوئی روایت
کَحَدِیْثِ الدَّجَاجُ غَنَمُ فُقَرَاءِ	بھی صحیح نہیں مثلاً یہ روایت کہ مرغی میری
اُمَّتِیْ وَحَدِیْثُ اَمَرَ الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ	امت کے فقرار کی بکری ہے. اور یہ روایت کہ
الدَّجَاجِ وَالْاَغْنِیَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ	میں فقرار کو مرغی پالنے اور امرار کو بکری پالنے
قُلْتُ رَوَی ابْنُ مَاجَۃَ مِنْ حَدِیْثِ	کا حکم دیتا ہوں. ملا علی قاری فرماتے ہیں ابن
اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ النَّبِیَّ عَلَیْہِ السَّلَامُ	ماجہ نے اسے ابوہریرہؓ سے روایت کیا ہے.
اَمَرَ الْاَغْنِیَاءَ بِاتِّخَاذِ الْغَنَمِ وَاَمَرَ	کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امرار کو بکری پالنے
الْفُقَرَاءَ بِاتِّخَاذِ الدَّجَاجِ وَقَالَ	اور فقرار کو مرغی پالنے کا حکم دیا، اور فرمایا جب
عِنْدَ اِتِّخَاذِ الْاَغْنِیَاءِ الدَّجَاجَ	امرار مرغی پالتے ہیں، تو اللہ تعالیٰ گاؤں کی تباہی
یَاْذَنُ اللّٰہُ بِھَلَاکِ الْقُرٰی قَالَ	کی اجازت فرما دیتے ہیں دمیری کہتے ہیں اس کی

النُّمَیْرِیُّ فِیْ اِسْنَادِہٖ عَلِیُّ بْنُ عُرْوَۃَ الدِّمَشْقِیُّ قَالَ ابْنُ حِبَّانَ کَانَ یَضَعُ الْحَدِیْثَ اَقُوْلُ وَالظَّاهِرُ اَنَّ الْحَدِیْثَ ضَعِیْفٌ لَا مَوْضُوْعٌ وَقَدْ شَرَحْتُ مَعْنَاہُ فِیْ بَهْجَۃِ الْاِنْسَانِ فِیْ مُهْجَۃِ الْحَیَوَانِ ۔

سند میں علی بن عروۃ الدمشقی ہے۔ ابن حبان کہتے ہیں یہ حدیث وضع کیا کرتا تھا۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے۔ کہ یہ موضوع نہیں۔ ضعیف ہے۔ میں نے اس کی تشریح بہجۃ الانسان فی بہجۃ الحیوان میں کی ہے۔

فائدہ :۔ ابن الجوزی نے اسے موضوعات میں شمار کیا ہے۔ زوائد السنن میں ہے کہ علی بن عروہ متروک ہے۔ اس کے علاوہ اس روایت میں ایک اور راوی عثمان بن عبدالرحمٰن جو مجہول ہے۔ تو یہ روایت اگر موضوع نہیں تو کم از کم متروک و مجہول ضرور ہے ہر طرح روایت ناقابل قبول ہوئی ۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا اَحَادِیْثُ ذَمِّ الْاَوْلَادِ کُلُّهَا کَذِبٌ مِنْ اَوَّلِهَا اِلٰی اٰخِرِهَا کَحَدِیْثِ لَوْ یُرَبِّیْ اَحَدُکُمْ بَعْدَ السِّتِّیْنَ وَمِائَۃٍ جَرْوَ کَلْبٍ خَیْرًا لَهٗ مِنْ اَنْ یُّرَبِّیَ وَلَدًا وَحَدِیْثِ اِذَا کَانَ الْوَلَدُ غَیْظًا وَالْمَطَرُ قَیْظًا وَحَدِیْثِ لَا یُوْلَدُ بَعْدَ سِتٍّ وَمِائَۃٍ

اسی طرح اولاد کی مذمت کی کل روایات از اول تا آخر جھوٹ ہیں مثلاً یہ روایت اگر آدمی ساٹھ یا سو سال کے بعد کتے کا پلا پالے۔ تو وہ اولاد کی پرورش سے بہتر ہے۔ یا یہ روایت کہ جب لڑکا غصہ ہو اور بارش بند ہو جائے۔ ایسے ہی یہ روایت کہ چھ سو لڑکوں کے بعد اللہ کو کسی لڑکے

مولود وللّٰه فیہ حاجۃ۔

کی حاجت نہیں رہتی۔

فصل

ومنھا احادیث التواریخ المستقبلۃ وقد تقدمت الاشارۃ الیھا وھو کل حدیث فیہ اذا کانت سنۃ کذا وکذا احل کذا وکذا کحدیث یکون فی رمضان ھدۃ توقظ النائم وتقعد القائم وتخرج العواتق من خدورھا وفی شوال مھمھۃ وفی ذی القعدۃ تمیز القبائل بعضھا من بعض وفی ذی الحجۃ تراق الدماء وحدیث یکون صوت فی رمضان اذا کانت لیلۃ النصف منہ لیلۃ الجمعۃ یصعق لہ سبعون الفا ویصم سبعون الفا قلت رواہ ابو نعیم عن شھر بن حوشب مرسلا انہ علیہ السلام قال

اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات بھی ہیں جن میں آئندہ کی تاریخ بیان کی گئی ہو ہم اس کی طرف پہلے بھی کچھ اشارہ کر چکے ہیں ہر وہ حدیث جس میں یہ ہو کہ فلاں فلاں سنہ میں ایسا ہو گا جیسا کہ یہ روایت کہ رمضان میں ہدایت کرنے والے ہوں گے، جو سوتوں کو جگائیں گے بیٹھوں کو اٹھائیں گے اور پردہ دار عورتوں کو پردہ سے باہر نکالیں گے، اور شوال میں کوشش کرنے والے ہوں گے، اور ذی القعدہ میں ایک قبیلہ دوسرے قبیلہ کو ممتاز کیا جائے گا، اور ذی الحجہ میں خون بہایا جائیگا، اور یہ روایت کہ رمضان میں ایک آواز ہوتی ہے جب اسکی آدھی رات ہوتی ہے اور جمعہ کی رات ہوتی ہے تو اس کے لئے ستر ہزار چیخنے اور ستر ہزار شامل ہوتے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ابو نعیم نے شہر بن حوشب سے مرسلا روایت کیا ہے کہ

يكون في رمضان صوت وفي
شوال همهمة وفي ذي القعدة
تحارب القبائل وفي ذي الحجة
ينتهب الحاج وفي المحرم ينادي
مناد من السماء ألا إن صفوة الله
من خلقه فلان يعني المهدي
فاسمعوا له وأطيعوا ورواه الحاكم
وغيره عن عمرو بن شعيب عن
أبيه عن جده مرفوعا في ذي
القعدة تجاذب القبائل و
عامئذ ينهب الحاج فيكون
ملحمة بمنى حتى يهرب صاحبهم
فيبايع بين الركن والمقام وهو
كاره يبايعه مثل عدة أهل
بدر يرضى عنه ساكن السماء
وساكن الأرض يعني المهدي
وحديث عند رأس مائة يبعث
الله ريحا باردة يقبض الله فيها
روح كل مؤمن وحديث إذا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رمضان میں
ایک آواز ہوتی ہے، شوال میں کوشش، ذی القعد
میں قبائل کا محاربہ، ذالحجہ میں حاجی دوڑتے ہیں
اور محرم میں آسمان سے ایک آواز دینے والا آواز
دیتا ہے کہ اللہ کا برگزیدہ اس کی مخلوق سے فلاں
ہے یعنی مہدی اس کی سنو اور اطاعت کرو۔
یعنی حاکم وغیرہ نے عن عمرو بن شعیب عن ابیہ
عن جدہ کے واسطے سے مرفوعاً روایت کیا ہے
ذی القعد میں قبائل ایک دوسرے کی جانب
کھینچتے ہیں، اور اسی وقت حاجی دوڑتے ہیں
حتی کہ منا میں ایک جنگ کا سا میدان ہوتا ہے
حتی کہ ایک دوسرے کا ساتھی دوڑ جائے اور وہ
رکن اور مقام کے درمیان بیعت کے لئے دوڑے گا
اور وہ مجبوراً بیعت کر رہا ہوگا۔ ان کی تعداد
اہل بدر کے برابر ہوگی۔ اس سے آسمان و زمین کا
ٹھہرنے والا راضی ہوگا۔ مہدی۔ اور یہ روایت
کہ ہر سو سال کے شروع پر اللہ تعالیٰ ٹھنڈی
ہوا بھیجے گا۔ اور اس میں ہر مومن کی روح قبض
کر لے گا۔ اور یہ روایت کہ جب سنہ ۱۳۰ ہوگا تو

كانت سنة ثلاثين ومائة كان
الغرباء قرآن في جوف ظالم
ومصحف في بيت قوم لا يقرؤن
فيه ورجل صالح بين قوم سوء
وحديث إذا كانت سنة خمس
وثلاثين ومائة خرجت شياطين
حبسهم سليمان بن داود في
جزائر البحر فتذهب منهم تسعة
أعشارهم إلى العراق يجادلونهم
بالقرآن وعشر بالشام وحديث
إذا كانت سنة خمسين ومائة
فخير أولادكم البنات وحديث
إذا كانت سنة ستين ومائة
كان كذا وكذا وحديث أصحابي
أهل إيمان وعمل إلى أربعين
وأهل بر وتقوى إلى الثمانين و
أهل تواصل وتراحم إلى العشرين
ومائة وأهل تدابر وتقاطع
إلى الستين ومائة ثم الهرج

قرآن ظالم کے پیٹ میں ایک مسافر کی طرح
ہوگا۔ اور مصحف لوگوں کے گھروں میں رکھا
ہوگا۔ البتہ اسے وہ پڑھیں گے نہیں اور نیک
آدمی لوگوں کے درمیان برا ہوگا (۱۳۰ھ میں ایسا
ہوا یا نہ ہوا لیکن اس وقت کا ماحول یہی ملے گا
حدیث صحیح نہیں) اور یہ روایت کہ جب ۱۳۵ھ
ہوگا تو وہ شیاطین جنہیں سلیمان بن داؤد نے
قید کیا تھا نکل آئیں گے۔ ان میں سے نو حصے
عراق کی جانب چلے جائیں گے۔ اور قرآن کے
ذریعہ جنگ کریں گے اور دسواں حصہ شام
چلا جائے گا۔ اور یہ روایت کہ جب ۱۵۰ھ ہوگا
تو تمہاری بہترین اولاد لڑکیاں ہوں گی۔ اور
یہ روایت کہ ۱۶۰ھ ہوگا تو ایسا ایسا ہوگا
اور یہ روایت میرے صحابہ چالیس تک اہل
ایمان اور اہل عمل ہوں گے۔ اسی تک نیکی
اور تقوے والے ہوں گے۔ ایک سو بیس تک
صلہ رحمی کرنے والے ہوں گے۔ ایک سو ساٹھ
تک سرکشی اور قطع رحمی کرنے والے ہوں گے
پھر فتنہ ہی فتنہ ہوگا۔ اور یہ روایت کہ

أَلْهَرْجُ وَحَدِيثُ الْآفَاتِ بَعْدَ الْمِائَتَيْنِ وَحَدِيثُ إِذَا أَتَتْ عَلَى أُمَّتِي ثَلٰثُمِائَةٍ وَسِتُّونَ سَنَةً فَقَدْ حَلَّتْ لَهُمُ الْعُزُوبَةُ وَالتَّرَهُّبُ عَلَى رُؤُسِ الْجِبَالِ ۔

دو سو سال بعد آفتیں ہوں گی اور یہ روایت جب میری امت پر ۳۶۰ سنہ آئے گا۔ تو ان کے لیے سفر اور پہاڑوں پر بھاگ جانا حلال ہو جائے گا۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا الْاِكْتِحَالُ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَالتَّزَيُّنُ وَالتَّوَسُّعَةُ وَالصَّلٰوةُ فِيهِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِنْ فَضَائِلِهِ لَا يَصِحُّ مِنْهَا شَيْءٌ وَلَا حَدِيثٌ وَاحِدٌ غَيْرَ أَحَادِيثِ صِيَامِهِ وَمَا عَدَاهَا فَبَاطِلٌ وَأَمْثَلُ مَا فِيهَا حَدِيثُ مَنْ وَسَّعَ عَلٰى عِيَالِهِ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَسَّعَ اللّٰهُ عَلَيْهِ سَائِرَ سَنَتِهِ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيثُ قُلْتُ لَا يَلْزَمُ مِنْ عَدَمِ صِحَّتِهِ ثُبُوتُ وَضْعِهِ وَغَايَتُهُ أَنَّهُ ضَعِيفٌ فَقَدْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ

اسی قسم کی روایات میں سے عاشورا کے دن سرمہ لگانا، زینت کرنا، خوب خرچ کرنا، نماز پڑھنا، اور دیگر وہ فضائل جو اس کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اس میں سے سوائے روزے والی حدیث کے کوئی بھی صحیح نہیں اور روزے والی کے علاوہ سب کی سب باطل ہیں۔ اور اس کے فضائل میں سب سے بہتر وہ روایت ہے کہ جو عاشورا کے روز اپنے گھر والوں پر خوب خرچ کرے گا۔ اللہ تعالیٰ اس پر سارے سال وسعت رکھے گا۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں عدم

فی الاوسط والبیہقی عن ابی
سعید کما فی الجامع الصغیر و
فیہ ایضاً من اکتحل بالاثمد
یوم عاشوراء لم ترمد ابداً
رواہ البیہقی عن ابن عباس
انتہی وقال واما احادیث الاکتحال
والادھان والتطیب فمن وضع
الکذابین وقابلھم آخرون
فاتخذوہ یوم تألم وحزن
والطائفتان مبتدعتان
خارجتان عن السنۃ واھل
السنۃ یفعلون ما امر بہ النبی
علیہ السلام فی الصوم و
یجتنبون ما امر بہ الشیطان
من البدع قلت فینبغی لمن
یکتحل فی یوم عاشوراء ان یکون
تبعاً للحدیث لا لاظھار الفرح و
الحزن کما ھو طریق الخوارج
المضادۃ للروافض وقد اشتھر

صحت سے کسی روایت کا موضوع ہونا ثابت
نہیں ہوتا۔ زائد از زائد یہ ضعیف ہوگی اس لئے
کہ طبرانی نے اوسط میں اور بیہقی نے ابو سعید سے
روایت کیا ہے، جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے
نیز بیہقی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے
جو عاشوراء کے روز سرمہ لگائے گا اسکی آنکھیں
کبھی دکھنے نہ آئیں گی ابن القیم فرماتے ہیں سرمہ
تیل، اور خوشبو لگانے کی جتنی روایات ہیں
سب کذابین کی وضع کردہ ہیں دوسرے کذابین
نے ان کے مقابلہ پر اسے رنج وغم کا دن منایا یہ
دونوں جماعتیں بدعتی اور سنت سے خارج ہیں
اہل سنت تو وہ فعل کرتے ہیں جس کا حضور نے
حکم دیا یعنی روزہ رکھنے کا اور بدعات سے
احتراز کرتے ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
عاشوراء کے دن اس غرض سے سرمہ لگانے میں کوئی
حرج نہیں کہ وہ اتباع حدیث کر رہا ہے، لیکن
اظہار خوشی اور غم کے لئے لگانا جیسا کہ خارجی
جو روافض کے مخالف ہیں ان کا قاعدہ ہے یہ
جائز نہیں اسی طرح روافض سے علاوہ عجم خراسان

عَمَّن انكروا فضة فِي بِلَادِ الْعَجَمِ مِنَ الْخُرَاسَانِ وَعِرَاقَ بَلْ فِي بِلَادِ مَا وَرَاءَ النَّهْرِ مُنْكَرَاتٌ عَظِيمَةٌ مِنْ لُبْسِ السَّوَادِ وَالدَّوَرَانِ فِي الْبِلَادِ وَجَرْحِ رُؤُوسِهِمْ وَاَبْدَانِهِمْ بِاَنْوَاعٍ مِنَ الْجِرَاحَةِ وَيَدَّعُوْنَ اَنَّهُمْ مُحِبُّوا اَهْلِ الْبَيْتِ وَهُمْ بَرِيْئُوْنَ مِنْهُمْ۔

عراق اور ماوراء النہر کے علاقوں میں جو منکرات مشہور ہیں۔ مثلاً سیاہ کپڑے پہننا شہروں میں پھرنا، اور اپنے سر اور بدن کو زخمی کرنا، اور پھر یہ دعوے کرنا کہ محب اہل بیت ہیں۔ تو وہ اہل بیت ان سے بری الذمہ ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْهَا ذِكْرُ فَضَائِلِ السُّوَرِ وَثَوَابُ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ كَذَا فَلَهُ اَجْرُ كَذَا مِنْ اَوَّلِ الْقُرْآنِ اِلٰى آخِرِهٖ كَمَا ذَكَرَ ذٰلِكَ الثَّعْلَبِيُّ وَالْوَاحِدِيُّ فِي اَوَّلِ كُلِّ سُوْرَةٍ وَالزَّمَخْشَرِيُّ فِي آخِرِهَا وَكَذَا تَبِعَهُ الْبَيْضَاوِيُّ وَاَبُو السُّعُوْدِ الْمُفْتِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ الْمُبَارَكِ اَظُنُّ الزَّنَادِقَةَ وَضَعُوْهَا انْتَهٰى

اسی قسم کی روایات میں سے سورتوں کے فضائل اور ثواب کا بیان ہے، کہ فلاں فلاں سورت پڑھے گا، اس کے لئے یہ اجر ہے، اسی طرح اول قرآن سے اخیر تک جیسا کہ ثعلبی اور واحدی نے اپنی تفسیروں میں ہر سورت کے شروع میں اور زمخشری نے بعد میں بیان کیا ہے اور انہی کی متابعت بیضاوی اور ابو سعود المفتی نے کی ہے اکثر تفاسیر کا یہی حال ہے عبد اللہ بن المبارک فرماتے ہیں زنادقہ نے اسے وضع کیا ہے

وَقَدِ اعْتَرَفَ بِوَضْعِهَا وَاضِعُهَا	اور بعض کی وضع کا تو واضع نے خود اعتراف
وَقَالَ قَصَدْتُ اَنْ اَشْغَلَ النَّاسَ	کیا اور وہ یہ کہتے ہیں ہماری غرض لوگوں کو
بِالْقُرْاٰنِ مِنْ غَيْرِهٖ وَقَالَ بَعْضُ	قرآن کی جانب توجہ دلانا تھی بعض جاہل
جُهَلَاءِ الْوَضَّاعِيْنَ فِيْ هٰذَا النَّوْعِ	وضاعین کا قول ہے، ہم رسول اللہ پر جھوٹ
نَحْنُ نَكْذِبُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ	نہیں بولتے بلکہ رسول اللہ کی خاطر جھوٹ
السَّلَامُ وَلَا نَكْذِبُ عَلَيْهِ وَلَمْ	بولتے ہیں۔ اگر یہ جاہل یہ جان لیتا کہ جو بات
يَعْلَمْ هٰذَا الْجَاهِلُ اَنَّ مَنْ قَالَ	کہنا جو حضور نے نہیں فرمائی یہ رسول اللہ صلی
عَلَيْهِ مَا لَمْ يَقُلْ فَقَدْ كَذَبَ	اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ ہے اور وہ سخت عذاب
عَلَيْهِ وَاسْتَحَقَّ الْوَعِيْدَ الشَّدِيْدَ	کا مستحق ہے۔

فائدہ۔ ان میں وہ روایات داخل نہیں جو بخاریؒ، مسلمؒ، امام مالکؒ اور ترمذیؒ وغیرہ نے روایت کی ہیں۔ بخاریؒ، مسلمؒ اور امام مالکؒ کی کل روایات صحیح۔ ترمذیؒ کا جہاں تک تعلق ہے، وہ خود اس کے ضعف و صحت کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ بقیہ دیگر کتب حدیث میں جو روایات ہیں انہیں بغیر سند دیکھے قبول نہیں کیا جا سکتا۔

فَصْلٌ

وَمِمَّا وَضَعَهُ جَهَلَةُ	اور اسی قسم کی روایات میں سے وہ روایات
الْمُنْتَسِبِيْنَ اِلَى السُّنَّةِ فِيْ فَضْلِ	بھی ہیں جو جہلاء نے ابوبکر صدیق کی فضیلت
الصِّدِّيْقِ حَدِيْثُ اِنَّ اللّٰهَ	میں وضع کی ہیں مثلاً یہ روایت کہ اللہ تعالیٰ

يَتَجَلّٰى لِلنَّاسِ عَامَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ	قیامت کے روز سب کے لئے عام طور پر تجلی فرمائینگے
وَلِاَبِیْ بَکْرٍ خَاصَّةً وَحَدِیْثُ مَا	لیکن ابوبکر کے لئے خاص طور پر ہوگی، اور یہ
صَبَّ اللّٰهُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا	روایت کہ اللہ نے میرے سینہ میں بھی وہ بات
صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْرٍ وَ	نہیں ڈالی جو ابوبکرؓ کے سینے میں ڈالی ہے اور
حَدِیْثُ کَانَ اِذَا اشْتَاقَ اِلَی الْجَنَّةِ	یہ روایت کہ جب آپ جنت کے مشتاق ہوتے
قَبَّلَ شَیْبَةَ اَبِیْ بَکْرٍ وَحَدِیْثُ اَنَا	تو ابوبکرؓ کے سپید بالوں کو چوم لیتے، اور
وَاَبُوْ بَکْرٍ کَفَرَسَیْ رِهَانٍ وَحَدِیْثُ	یہ روایت کہ میں اور ابوبکرؓ سبقت میں برابر
اِنَّ اللّٰهَ لَمَّا اخْتَارَ الْاَرْوَاحَ اخْتَارَ	ہیں، اور یہ روایت کہ جب اللہ نے ارواح کو
رُوْحَ اَبِیْ بَکْرٍ وَحَدِیْثُ عُمَرَ کَانَ	پسند کرنا شروع کیا تو ابوبکر کی روح کو پسند
رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ وَاَبِیْ	فرمایا۔ اور عمر کی وہ روایت کہ حضور اور ابوبکرؓ
بَکْرٍ یَتَحَدَّثَانِ وَکُنْتُ کَالزِّنْجِیِّ	باہم باتیں فرماتے رہتے اور میری مثال ایک حبشی
بَیْنَهُمَا وَحَدِیْثُ لَوْ حَدَّثْتُکُمْ	کی ہوتی۔ اور یہ روایت کہ اگر میں تم سے عمر کے فضائل
بِفَضَائِلِ عُمَرَ عُمْرَ نُوْحٍ فِیْ قَوْمِهٖ	عمر نوحؑ کے برابر بیان کروں تو وہ ختم نہ ہونگے
مَا فَنِیَتْ وَاِنَّ عُمَرَ حَسَنَةٌ مِّنْ	حالانکہ عمرؓ کی نیکیاں ابوبکرؓ کی ایک نیکی
حَسَنَاتِ اَبِیْ بَکْرٍ۔	کے برابر ہیں۔

فائدہ: صاحب مشکوٰۃ نے رزین کے حوالہ سے حضرت عائشہ رضہ سے روایت کیا ہے، کہ ایک چاندنی رات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سر میری گود میں تھا، میں نے دریافت کیا یا رسول اللہ کیا کسی کی نیکیاں آسمان کے تاروں کے برابر بھی ہو سکتی ہیں، آپ نے فرمایا ہاں وہ عمرؓ کی نیکیاں

ہیں میں نے عرض کیا، ابو بکرؓ کی نیکیاں کہاں گئیں، آپ نے فرمایا عمرؓ کی تمام نیکیاں ابو بکر کی ایک نیکی کے برابر ہیں ؟

وَحَدِيثُ مَا سَبَقَكُمْ أَبُو بَكْرٍ بِكَثْرَةِ صَوْمٍ وَلَا صَلَاةٍ وَإِنَّمَا سَبَقَكُمْ بِشَيْءٍ وُقِرَ فِي صَدْرِهِ وَهٰذَا مِنْ كَلَامِ أَبِي بَكْرِ بْنِ عَيَّاشٍ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ بِلَفْظِ مَا فَضَّلَكُمْ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ وَمِمَّا وَضَعَهُ الرَّافِضَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ فَأَكْثَرُ مِنْ أَنْ يُعَدَّ قَالَ الْحَافِظُ أَبُو يَعْلَى قَالَ الْخَلِيلِيُّ فِي كِتَابِ الْإِرْشَادِ وَوَضَعَتِ الرَّافِضَةُ فِي فَضَائِلِ عَلِيٍّ وَأَهْلِ الْبَيْتِ نَحْوَ ثَلٰثِمِائَةِ أَلْفِ حَدِيثٍ وَلَا يُسْتَبْعَدُ هٰذَا فَإِنَّكَ لَوْ تَتَبَّعْتَ مَا عِنْدَهُمْ مِنْ ذٰلِكَ وَجَدْتَ الْأَمْرَ كَمَا قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ مَا وَضَعَهُ بَعْضُ جَهَلَةِ أَهْلِ السُّنَّةِ فِي فَضَائِلِ مُعَاوِيَةَ قَالَ إِسْحٰقُ بْنُ رَاهُوَيْهِ لَا يَصِحُّ

اور یہ روایت کہ ابو بکرؓ کی تم لوگوں پر سبقت نماز اور روزے کی بنا پر نہیں ہے، بلکہ وہ اس شئے کی بنا پر سبقت رکھتا ہے، جو اس کے سینے میں رکھی گئی ہے یہ ابو بکر بن عیاش کا قول ہے اور اس پر کلام پہلے گذر چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں روافض نے جو حضرت علیؓ کے فضائل میں احادیث وضع کی ہیں، تو وہ شمار سے باہر ہیں، حافظ ابو یعلی فرماتے ہیں خلیلی نے کتاب الارشاد میں تحریر کیا ہے روافض نے حضرت علی رضی اللہ عنہ اور اہل بیت کے فضائل میں تین لاکھ احادیث وضع کی ہیں اور یہ بات کچھ بعید بھی نہیں اگر تم ان موضوع روایات کی تلاش کرو گے، تو ایسا ہی پاؤ گے، اسی طرح اہل سنت میں سے بعض جہلا نے معاویہؓ کے فضائل میں احادیث وضع کیں، اسحٰق

فِی فَضْلِ مُعَاوِیَۃَ بْنِ اَبِیْ سُفْیَانَ عَنِ النَّبِیِّ عَلَیْہِ السَّلَامُ شَیْئٌ ۔

بن راہویہ کہتے ہیں معاویہ کی فضیلت میں حضور سے کوئی روایت ثابت نہیں ۔

فائدہ ۔ ترمذیؒ نے عبد الرحمانؓ بن ابی عمیرہ سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے امیر معاویہؓ کے لئے فرمایا اے اللہ اسے ہدایت کرنے والا اور ہدایت پانے والا فرما اور اسے ہدایت عطا فرما ۔ ترمذی نے اسے حسن قرار دیا ہے ۔ دوسری روایت ترمذی نے ابو ادریس خولانی سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے عمیرؓ بن سعد کو حمص کی حکومت سے معزول کر کے امیر معاویہؓ کو وہاں کا والی بنایا ۔ تو لوگوں نے کہا عمرؓ نے عمیرؓ کو تو معزول کر دیا اور معاویہؓ کو امیر بنا دیا ۔ عمیرؓ نے انہیں جواب دیا کہ تم معاویہؓ کا صرف بھلائی سے ذکر کرو ۔ کیونکہ میں نے حضور سے سنا تھا آپ فرماتے تھے اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما اس روایت پر ترمذی نے سکوت کیا ہے اور یہ آخری جملہ دو معنی کو محتمل ہے اول یہ کہ اے اللہ اسے ہدایت عطا فرما ۔ ثانیا اے اللہ اس کے ذریعے (یعنی دوسروں کو) ہدایت عطا فرما ۔ اور یہ زیادہ مناسب ہے ۔

وَمِنْ ذٰلِکَ مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ فِیْ مَنَاقِبِ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ وَالشَّافِعِیِّ عَلَی التَّنْصِیْصِ عَلٰی اِسْمَیْہِمَا وَکَذَا مَا وَضَعَہُ الْکَذَّابُوْنَ اَیْضًا فِیْ ذَمِّہِمَا وَمِنْ ذٰلِکَ الْاَحَادِیْثُ فِیْ ذَمِّ مُعَاوِیَۃَ وَذَمِّ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَذَمِّ بَنِیْ اُمَیَّۃَ وَمَدْحِ الْمَنْصُوْرِ

اور اسی قسم کی وہ روایت ہیں جو کذابین نے ابو حنیفہ اور شافعی کا نام لیکر وضع کی ہیں ایسے ہی ان کے مخالفین نے ان کی مذمت میں روایات وضع کی ہیں اس طرح وہ احادیث ہیں جو معاویہؓ عمرو بن العاصؓ ۔ اور بنو امیہ کی برائی میں اور منصور اور سفاح کی تعریف میں وضع کی گئیں ۔ اسی طرح یزید ولید اور مروان ۔ بن

وَالْحَكَمِ وَكَذَا ذَمُّ يَزِيْدَ وَالْوَلِيْدِ وَمَرْوَانَ بْنِ الْحَكَمِ وَكَذَا كُلُّ حَدِيْثٍ فِيْ بَغْدَادَ وَذَمِّهَا وَالْبَصْرَةِ وَالْكُوْفَةِ وَمَرْوَ وَقَزْوِيْنَ وَعَسْقَلَانَ وَالْاِسْكَنْدَرِيَّةِ وَنَصِيْبِيْنَ وَاَنْطَاكِيَةَ فَهُوَ كَذِبٌ وَكَذَا كُلُّ حَدِيْثٍ فِيْ تَحْرِيْمِ وَلَدِ الْعَبَّاسِ عَلَى النَّارِ وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِيْ ذِكْرِ الْخِلَافَةِ فِيْ وُلْدِ الْعَبَّاسِ وَكَذَا كُلُّ حَدِيْثٍ فِيْ مَدْحِ اَهْلِ خُرَاسَانَ الْخَارِجِيْنَ مَعَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَلِيٍّ وَوُلْدِ الْعَبَّاسِ وَكَذَا حَدِيْثُ عَدَدِ الْخُلَفَاءِ مِنْ اَوْلَادِ الْعَبَّاسِ وَكَذَا حَدِيْثُ اَنَّ مَدِيْنَةَ كَذَا وَكَذَا مِنْ مُدُنِ الْجَنَّةِ اَوْ مُدُنِ النَّارِ وَحَدِيْثُ ذَمِّ اَبِيْ مُوْسٰى مِنْ اَقْبَحِ الْكَذِبِ وَحَدِيْثُ نَظَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِلٰى مُعَاوِيَةَ وَعَمْرِو بْنِ الْعَاصِ وَقَالَ اَرْكِسْهُمَا

الحکم کی برائی میں اسی طرح بغداد کی تعریف اور برائی میں اسی طرح بصرہ، کوفہ، مرو، قزوین عسقلان، اسکندریہ، نصیبین اور انطاکیہ کے بارے میں یہ سب جھوٹ ہیں اسی طرح ہر وہ روایت جس میں یہ ہے کہ اولاد عباسؓ کے لئے آگ حرام ہے یا وہ روایت جس میں یہ ہے کہ خلافت عباسؓ کی اولاد میں ہوگی اسی طرح وہ حدیث جو اہل خراسان کی مدح میں وضع کی گئی جنہوں نے عبداللہ بن علی بن محمد بن عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عباسؓ کی اولاد کا ساتھ دیا تھا۔ اسی طرح عباسؓ کی اولاد میں خلفاء کی تعداد کا بیان اور یہ روایات کہ فلاں شہر جنت کا شہر اور فلاں دوزخ کا شہر ہے۔ اسی طرح ابوموسیٰؓ اشعری کی برائی میں جو حدیث وضع کی گئی اور یہ ایک بدترین جھوٹ ہے اور یہ روایت کہ حضورؐ نے معاویہؓ اور عمرو بن العاص کی طرف دیکھ کر فرمایا (یعنی دعا کی) انہیں فتنے میں الٹے منہ ڈال اور انہیں دوزخ کی طرف کھینچ اور اسی طرح ہر وہ حدیث

فِي الْفِتْنَةِ وَكَسَلُوا دَعُوهُمَا إِلَى النَّارِ
وَهُوَ كَذِبٌ وَكَذَا أَكْثَرُ حَدِيثٍ فِيهِ
إِنَّ الْإِيمَانَ لَا يَزِيدُ وَلَا يَنْقُصُ
فَكَذِبٌ وَقَابَلَ مَنْ وَضَعَهَا
طَائِفَةٌ أُخْرَى فَوَضَعُوا أَحَادِيثَ
الْإِيمَانُ يَزِيدُ وَيَنْقُصُ وَقَالَ وَ
هَذَا كَلَامٌ صَحِيحٌ وَهُوَ إِجْمَاعُ السَّلَفِ
حَكَاهُ الشَّافِعِيُّ وَغَيْرُهُ وَلَكِنْ هَذَا
اللَّفْظُ لَكِنْ لَمْ يَثْبُتْ وَمَعْنَى اللَّفْظِ
الْأَوَّلِ أَيْضًا صَحِيحٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ
فِي الْمُتَأَخِّرِينَ وَإِنَّمَا الْكَلَامُ فِي
ثُبُوتِ سَنَدِهَا مِنْ حَدِيثٍ
الْأَوَّلُ مَا رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ وَ
الْحَاكِمُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ مُعَاذٍ بِسَنَدٍ
صَحِيحٍ قَالَ وَهَذَا مِثْلُ إِجْمَاعِ
الصَّحَابَةِ وَالتَّابِعِينَ وَجَمِيعِ أَهْلِ
السُّنَّةِ عَلَى أَنَّ الْقُرْآنَ كَلَامُ اللهِ
مُنَزَّلٌ غَيْرُ مَخْلُوقٍ وَلَيْسَ هَذَا
اللَّفْظُ حَدِيثُهُ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

جس میں یہ ہے کہ ایمان نہ کم ہوتا ہے نہ زیادہ یہ جھوٹ ہے (یہ امام ابوحنیفہ کا قول ہے) اور دوسری جماعت نے اس کے مقابلہ پر حدیث وضع کی کہ ایمان کم بھی ہوتا ہے اور زیادہ بھی یہ کلام بلحاظ معنی صحیح ہے اور اس پر سلف کا اجماع ہے جیسا کہ امام شافعی نے روایت کیا ہے اور حنفی علماء اس سے متفق نہیں لیکن یہ روایت لفظاً یعنی حضور سے جھوٹ ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں پہلے لفظ کے معنی بھی محققین متاخرین کے نزدیک صحیح ہیں کلام اس کی سند کے ثبوت میں ہے تو پہلی روایت کی تائید وہ روایت کرتی ہے جو احمدؒ، ابوداؤدؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے معاذؓ سے سند صحیح کے ساتھ روایت کی ہے مگر آج تک یہ روایت جس کا حوالہ ملا علی قاری دے رہے ہیں میری نظر سے نہیں گذری واللہ اعلم، ابن القیم فرماتے ہیں، اسی طرح تمام صحابہ، تابعین اور تمام اہل سنت کا اس امر پر اجماع ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو اس کی جانب سے نازل ہوا، اور یہ مخلوق نہیں ہے، لیکن یہ الفاظ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہیں۔

فصل

وَكُلُّ حَدِيْثٍ فِي التَّنْشِيْفِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ فَإِنَّهُ لَا يَصِحُّ وَكَذَا حَدِيْثُ مَسْحِ الرَّقَبَةِ فِي الْوُضُوْءِ بَاطِلٌ قُلْتُ وَقَدْ ثَبَتَ فِي حَدِيْثِ وَائِلٍ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ مَسَحَ ظَاهِرَ رَقَبَتِهِ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَبِهِ اسْتَحَبَّهُ عُلَمَاؤُنَا قَالَ وَأَحَادِيْثُ الذِّكْرِ عَلَى أَعْضَاءِ الْوُضُوْءِ كُلُّهَا بَاطِلَةٌ وَأَقْرَبُ مَا رُوِيَ فِيْهَا أَحَادِيْثُ التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ وَقَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ لَا يَثْبُتُ فِي التَّسْمِيَةِ عَلَى الْوُضُوْءِ حَدِيْثٌ أَصْلًا لٰكِنَّهَا أَحَادِيْثُ حِسَانٌ قُلْتُ إِذَا كَانَتِ الْأَحَادِيْثُ حِسَانًا فَكَيْفَ يُقَالُ إِنَّهَا لَا يَثْبُتُ۔

ہر وہ روایت جو وضو کے بعد پانی جھاڑنے کے بارے میں آتی ہے وہ بھی صحیح نہیں اسی طرح وضو میں گردن کے مسح کی روایت بھی باطل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں اور وائل بن حجر کی روایت میں یہ ثابت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ظاہر رقبہ کا مسح فرمایا اور اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اسی باعث ہمارے علماء اسے مستحب قرار دیتے ہیں اور اسکی تفصیل پہلے حرف میم میں گذر چکی۔ ابن القیم فرماتے ہیں اور اعضاء وضو پر ذکر کرنے کی سب احادیث باطل ہیں اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جو وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی کوئی روایت صحیح نہیں لیکن بسم اللہ کی احادیث حسن ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں جب احادیث حسن ہوں تو اس کے بارے میں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ثابت نہیں۔

فائدہ :- وضو کے وقت بسم اللہ پڑھنے کی احادیث ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رض سعید بن زید رض۔ سہل بن سعد الساعدی رض۔ اور ابو سعید خدری رض سے مختلف سندات کے ساتھ روایت کی ہیں۔

ثم التسمية على الوضوء
لعله اراد بها على اعضائه و
الا ففي ابتدائه ثابت اجماعا
فانه سنة موكدة عند الجمهور
وواجبة عند الامام احمد و
في رواية ابي داؤد لا صلوة
لمن لا وضوء له ولا وضوء لمن لم
يذكر اسم الله عليه وفي رواية
ابن ماجة اقتصر على الجملة
الثانية ثم اعلم انه لا يلزم
من كون اركان الوضوء غير ثابتة
عنه عليه الصلوة والسلام ان
يكون مكروهة او بدعة مذمومة
بل انها مستحبة استحبها العلماء
الاعلام والمشائخ الكرام لمناسبة
كل عضو بدعاء يليق في المقام
وقال حديث التشهد بعد
الفراغ من الوضوء وقول المتوضي
اشهد ان لا اله الا الله وحده

ابن القیم فرماتے ہیں وضو کے وقت بسم اللہ
پڑھنا شاید امام احمدؒ نے ہر عضو مراد لیا ہو۔ ورنہ
ابتدا میں تو اجماعاً ثابت ہے اور جمہور کے
نزدیک سنت موکدہ اور امام احمد بن حنبل کے
نزدیک واجب ہے۔ اور ابوداؤد کی روایت میں
یہ الفاظ ہیں کہ جس کا وضو نہیں اس کی نماز نہیں
اور جس نے وضو کے وقت بسم اللہ نہ پڑھی
اس کا وضو نہیں۔ ابن ماجہ کی روایت میں
صرف اخیر کے الفاظ ہیں (صرف اخیر کے الفاظ
ابوسعید کی روایت میں ہیں ورنہ سہل رض
ابوہریرہ رض۔ اور سعید بن زید کی روایت میں
پورے الفاظ ہیں پھر یہ بات بھی جان لو
کہ ارکان وضو پر بسم اللہ پڑھنا۔ اگرچہ
حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ تو
یہ لازم نہیں آتا کہ وہ مکروہ ہو یا بدعت ہو
بلکہ علماء اور مشائخ کرام نے ہر عضو کے ساتھ
جو دعا مناسب مقام ہو پڑھنا مستحب قرار دیا
ہے (یعنی بلا دلیل) ابن القیم فرماتے ہیں وضو سے
فراغت کے بعد یہ دعا پڑھنا اشہد ان لا الہ الا

لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا
عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ
مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ
الْمُتَطَهِّرِيْنَ وَفِيْ حَدِيْثٍ اٰخَرَ
رَوَاهُ تَقِيُّ بْنُ مَخْلَدٍ فِيْ مُسْنَدِهٖ
سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ
اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ
وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ فَهٰذَا الذِّكْرُ بَعْدَهٗ
وَالتَّسْمِيَةُ قَبْلَهٗ هُوَ الَّذِيْ رَوَاهُ
اَهْلُ السُّنَنِ وَالْمَسَانِيْدِ وَقَدْ
بَيَّنْتُ طُرُقَهٗ فِيْ شَرْحِ
حِصْنِ الْحَصِيْنِ۔

اللہ وحدہ لاشریک لہ واشہد ان محمدًا
عبدہ ورسولہ۔ اللہم اجعلنی من التوابین
واجعلنی من المتطہرین، یا دوسری روایت
میں جسے تقی بن مخلد نے اپنی مسند میں
روایت کیا ہے، سبحانک اللہم ربنا
وبحمدک اشہد ان لا الہ الا انت
استغفرک واتوب الیک، تو وضو
کے بعد یہ ذکر کرنا اور وضو سے قبل
بسم اللہ پڑھنا اسے اہل سنن اور اہل مسانید
نے روایت کیا ہے، ملا علی قاری فرماتے
ہیں میں نے اس کی سندات شرح حصن
الحصین میں بیان کی ہیں۔

فَصْلٌ

وَكَذَا تَقْدِيْرُ اَقَلِّ الْحَيْضِ
بِثَلٰثَةِ اَيَّامٍ وَاَكْثَرِهٖ بِعَشَرَةٍ بَاطِلٌ
قُلْتُ وَلَهٗ طُرُقٌ مُتَعَدِّدَةٌ رَوَاهُ
الدَّارَقُطْنِيُّ وَابْنُ عَدِيٍّ فِي
الْكَامِلِ وَالْعُقَيْلِيُّ وَابْنُ الْجَوْزِيِّ

اسی طرح اقل حیض کی مدت تین دن اور اکثر
حیض کی مدت دس دن ہے، یہ روایت بھی باطل
ہے، ملا علی قاری فرماتے ہیں اس کی مختلف سندات
ہیں جنہیں دارقطنیؒ ابن عدیؒ نے کامل میں عقیلیؒ
اور ابن الجوزی نے مختلف طرق بیان کئے ہیں

وَتَعَدُّدُ الطُّرُقِ وَلَوْ ضَعُفَتْ يُرَقِّي الْحَدِيثَ إِلَى الْحَسَنِ فَالْحُكْمُ عَلَيْهِ بِالْوَضْعِ لَا يُسْتَحْسَنُ قَالَ وَكَذٰلِكَ حَدِيثُ لَا صَلٰوةَ لِمَنْ عَلَيْهِ صَلٰوةٌ قَالَ إِبْرَاهِيمُ الْحَرْبِيُّ سَأَلْتُ أَحْمَدَ بْنَ حَنْبَلٍ عَنْ هٰذَا الْحَدِيثِ فَقَالَ لَا أَعْرِفُهُ قَالَ الْحَرْبِيُّ وَلَا سَمِعْتُ أَنَا بِهٰذَا فِي حَدِيثِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ وَلَا يُمْنَعُنَا فِي وُجُوبِ التَّرْتِيبِ بَيْنَ الْقَضَاءِ وَالْأَدَاءِ أَحَادِيثُ ثَابِتَةٌ غَيْرُ ذٰلِكَ

اگرچہ ضعیف ہیں لیکن ایک دوسرے کی تقویت کے باعث حدیث درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے تو اس پر وضع کا حکم لگانا بہتر نہیں۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح یہ حدیث کہ جس پر نماز ہو (یعنی قضا) اس کی نماز نہیں، ابراہیم حربی کہتے ہیں میں نے امام احمدؒ سے اس حدیث کے بارے میں دریافت کیا انہوں نے فرمایا اسے میں نہیں پہچانتا حربی کہتے ہیں میں نے بھی یہ حدیث نہیں سنی۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں قضا اور ادا میں ترتیب کے وجوب کے بارے میں اس کے علاوہ دیگر احادیث ثابت ہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنَ الْأَحَادِيثِ الْبَاطِلَةِ حَدِيثُ مَنْ بَشَّرَنِي بِخُرُوجِ نِيْسَانَ ضَمِنْتُ لَهُ عَلَى اللّٰهِ الْجَنَّةَ وَحَدِيثُ مَنْ آذَى ذِمِّيًّا فَقَدْ آذَانِي قُلْتُ وَفِي رِوَايَةِ الْخَطِيبِ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ مَنْ آذَى ذِمِّيًّا فَأَنَا خَصْمُهُ وَمَنْ

اور باطل روایات میں سے یہ بھی کہ جو مجھے نیسان (ایک شمسی مہینہ کا نام ہے) ختم ہو جانے کی خوشخبری سنائے گا میں اللہ کے ہاں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ اسی طرح یہ روایت کہ جس نے ذمی کو ایذا دی اس نے مجھے ایذا پہنچائی۔ ملا علیؒ قاری

كُنْتُ خَصْمَهُ فَقَدْ خَصَمْتُهُ يَوْمَ
الْقِيٰمَةِ قَالَ وَحَدِيْثُ يَوْمُ صَوْمِكُمْ
يَوْمُ نَحْرِكُمْ قُلْتُ وَقَدْ سَبَقَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ وَحَدِيْثُ لِلسَّائِلِ
حَقٌّ وَإِنْ جَاءَ عَلٰى فَرَسٍ قُلْتُ كَذ
تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَيْهِ مُسْتَوْفًى قَالَ
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ لَوْلَا كَذِبُ
السَّائِلِ مَا أَفْلَحَ مَنْ رَدَّهُ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَيْسَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ
شَيْءٌ يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ
الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قُلْتُ سَبَقَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ أَيْضًا وَمِنْ ذٰلِكَ
التَّحْذِيْرُ مِنَ الشُّؤْمِ فِيْ طَلَبِ
الْخَيْرِ مِنَ الرُّحَمَاءِ وَمِنْ حِسَانِ
الْوُجُوْهِ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَيْسَ فِيْ هٰذَا
الْبَابِ شَيْءٌ يَثْبُتُ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمِنْ ذٰلِكَ
أَحَادِيْثُ التَّحْذِيْرِ مِنَ التَّبَرُّمِ
بِحَوَائِجِ النَّاسِ لَيْسَ فِيْ هٰـ ۲۵

فرماتے ہیں خطیب کی روایت میں ابن مسعودؓ سے
مروی ہے جس نے ذمی کو ایذا پہنچائی میں اس کا
دشمن ہوں اور جس کا میں دشمن ہوں میں اس سے
قیامت کے روز جھگڑوں گا۔ ابن القیم فرماتے
ہیں اور یہ روایت کہ تمہارے روزے تمہاری قربانی
کا دن ہے (اس پر کلام پہلے گزر چکا) اسی طرح
یہ روایت کہ سائل کا حق ہے۔ اگرچہ وہ
گھوڑے پر سوار ہو کر آئے (اس پر بھی پہلے
کلام گزر چکا) اسی طرح یہ روایت کہ اگر
جھوٹ نہ بولے تو کبھی کامیاب نہ ہو۔ عقیلی
کہتے ہیں اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم سے کوئی شئے ثابت نہیں (اس پر
بھی پہلے کلام گزر چکا) اسی طرح طلب خیر میں
رحم کرنے والوں اور اچھے چہرے والوں سے
ڈرانے کے بارے میں کوئی روایت صحیح نہیں
عقیلیؒ کہتے ہیں اس بارے میں رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی شئے ثابت نہیں
اسی طرح لوگوں کی حاجات پوری کرنے سے
ڈرانا۔ اس میں بھی کوئی حدیث صحیح نہیں

شَيْءٌ صَحِيْحٌ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ قَدْ رُوِيَ فِيْ هٰذَا الْبَابِ أَحَادِيْثُ لَيْسَ فِيْهَا شَيْءٌ يَثْبُتُ وَكَذٰلِكَ أَحَادِيْثُ السَّخِيُّ قَرِيْبٌ مِنَ اللهِ قَرِيْبٌ مِنَ النَّاسِ قَرِيْبٌ مِنَ الْجَنَّةِ وَالْبَخِيْلُ عَكْسُهُ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ لَا يَثْبُتُ فِيْهَا حَدِيْثٌ بِوَجْهٍ قُلْتُ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَالطَّبَرَانِيُّ فِي الْأَوْسَطِ عَنْ عَائِشَةَ كَمَا فِي الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ اتَّخِذُوا السَّرَارِيَّ فَإِنَّهُنَّ مُبَارَكَاتُ الْأَرْحَامِ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِي السَّرَارِيِّ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ.

عقیلی کہتے ہیں اس مضمون پر کئی روایات ہیں لیکن کوئی بھی ثابت نہیں اسی طرح یہ حدیث کہ سخی اللہ کے قریب، لوگوں کے قریب اور جنت کے قریب ہے اور بخیل اس کے برعکس ہے، دارقطنی کہتے ہیں یہ کسی طرح بھی ثابت نہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں اسے ترمذی نے ابوہریرہ سے بیہقی نے جابرؓ سے اور طبرانی نے اوسط میں عائشہؓ سے روایت کیا ہے، جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے، ترمذی کہتے ہیں یہ حدیث غریب ہے، اور دراصل اسے عائشہؓ سے یحییٰ بن سعیدؒ نے مرسلاً روایت کیا ہے، اور اسی طرح یہ روایت کہ باندیاں رکھا کرو کیونکہ وہ مبارک رحموں والی ہوتی ہیں، عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں حضور سے کوئی شے ثابت نہیں۔

فَصْلٌ

وَمِنْ هٰذَا أَحَادِيْثُ مَدْحِ

اسی طرح کنوارپن مدح میں تمام روایات

العزوبة كلها باطلة قلت حديث	باطل ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، دو
خير كم في المائتين كل خفيف	سو آدمیوں میں بہتر آدمی وہ ہے جو ہلکا
الحاذ الذي لا اهل له ولا ولد	ہو جس کے نہ کوئی اہل ہو نہ لڑکا۔ اسے
رواه ابويعلى عن حذيفة مرفوعا	ابو یعلی نے حذیفہ رض سے مرفوعاً روایت کیا ہے
به قال السخاوي وفي معناه احاديث	سخاوی رح کہتے ہیں اس معنی میں بہت سی
كثيرة منها ما رواه الحارث بن	احادیث وارد ہیں جن میں سے ایک وہ
ابي امامة من حديث ابن مسعود	ہے جو حارث بن ابی امامہ نے ابن مسعود رض
مرفوعا سياتي على الناس زمان	سے مرفوعاً روایت کی ہے۔ کہ لوگوں پر
تحل فيه العزوبة الحديث ومنها	عنقریب ایسا زمانہ آئے گا جس میں کنوارپن
ما رواه الديلمي عن حذيفة بن	حلال ہو جائے گا۔ اور اسی طرح دیلمی رح
اليمان مرفوعا خير نسائكم	نے حذیفہ رض بن الیمان سے مرفوعاً
بعد ستين ومائة العواقر	روایت کی ہے۔ ساٹھ اور سو سال کے
وخير اولادكم بعد اربع وخمسين	بعد تمہاری بہترین عورتیں بانجھ ہیں اور
البنات ومنها ما في الترمذي عن	چون سال بعد بہترین اولاد لڑکیاں ہیں
ابي امامة مرفوعا ان اغبط اوليائي	اور ترمذی نے ابو امامہ سے مرفوعاً روایت
عندي لمؤمن خفيف الحاذ الحديث	کیا ہے، کہ میرے دوستوں میں زیادہ رشک
وقد اخرجه احمد والبيهقي في	کے قابل ہلکا مومن ہے۔ اسے احمد رح اور
الزهد والحاكم في مستدركه و	بیہقی رح نے زہد میں اور حاکم نے مستدرک
قال هذا اسناد للشاميين صحيح	میں، حاکم کہتے ہیں، یہ شامیین کی سند

عِنْدَهُمْ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ اِنْتَهٰى فَرَوَاهُ
اِبْنُ مَاجَةَ اَيْضًا فِيْ طَرِيْقٍ اُخْرٰى عَنْ
اَبِيْ اُمَامَةَ وَمِنْ شَوَاهِدِهٖ مَا
لِلْخَطِيْبِ وَغَيْرِهٖ مِنْ حَدِيْثِ ابْنِ
مَسْعُوْدٍ رَفَعَهُ اِذَا اَحَبَّ اللّٰهُ الْعَبْدَ
اِقْتَنَاهُ لِنَفْسِهٖ وَلَمْ يَشْغَلْهُ
بِزَوْجَةٍ وَلَا وَلَدٍ وَلِلدَّيْلَمِيْ عَنْ
اَنَسٍ مَرْفُوْعًا يَاْتِيْ عَلَى النَّاسِ
زَمَانٌ لَاَنْ يُرَبِّيَ اَحَدُكُمْ جَرْوَ
كَلْبٍ خَيْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ يُرَبِّيَ وَلَدًا
مِنْ صُلْبِهٖ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ
الْبَيْهَقِيْ عَنْ قَطْعِ السِّدْرِ وَقَالَ
الْعُقَيْلِيْ لَا يَصِحُّ فِيْ قَطْعِ السِّدْرِ
شَيْءٌ وَقَالَ اَحْمَدُ لَيْسَ فِيْهِ
حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ قُلْتُ وَقَدْ رَوَاهُ
اَبُوْدَاوُدَ بِسَنَدِهٖ صَحِيْحٍ وَالضِّيَاءُ
عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ حَبَشِيٍّ مَنْ قَطَعَ
سِدْرَةً صَوَّبَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ فِي النَّارِ
وَفِيْ رِوَايَةِ الدَّيْلَمِيْ عَنْ عَلِيٍّ مَرْفُوْعًا

بخاری و مسلم کے نزدیک صحیح تھی۔ لیکن
انہوں نے اس کی تخریج نہیں کی ابن ماجہ نے
بھی اسے ابوامامہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے
خطیب وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے مرفوعاً
روایت کیا ہے۔ جب اللہ کسی بندے
کو محبوب بناتا ہے تو اسے اپنے نفس کے
لئے خاص کر لیتا ہے۔ اور پھر نہ وہ زوجہ
کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور نہ اولاد
کے ساتھ دیلمیؒ نے انسؓ سے مرفوعاً روایت
کیا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا۔ کہ
وہ اپنی اولاد سے کتے کے پلے کی تربیت
کو پسند کریں گے، ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی
قسم کی روایات میں سے بیہقیؒ کی بیری کاٹنے
کی روایات بھی ہیں۔ عقیلیؒ کہتے ہیں بیری
کاٹنے کی کوئی روایت بھی صحیح نہیں امام
احمدؒ فرماتے ہیں اس میں کوئی حدیث صحیح
نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ابوداؤد نے
سند صحیح کے ساتھ اور ضیاء نے عبداللہ بن
حبشی سے روایت کیا جو بیری کاٹے اللہ تعالیٰ

سَيِّدُ الشَّجَرِ السِّدْرَةُ قَالَ وَمِنْ
ذٰلِكَ مَا تَقَدَّمَتْ الْإِشَارَةُ إِلٰى
بَعْضِهٖ مِنْ أَحَادِيْثِ مَدْحِ الْعَدَسِ
وَالْأَرُزِّ وَالْبَاقِلَّاءِ وَالْبَاذِنْجَانِ
وَالرُّمَّانِ وَالزَّبِيْبِ وَالْهِنْدَبَاءِ
وَالْكُرَّاثِ وَالْبِطِّيْخِ وَالْجَوْزِ وَالْجُبْنِ
وَالْهَرِيْسَةِ وَفِيْهِ جُزْءٌ كُلُّهُ كَذِبٌ
مِنْ أَوَّلِهٖ إِلٰى آخِرِهٖ وَأَقْرَبُ مَا جَاءَ
فِيْهَا حَدِيْثُ أَفْضَلُ طَعَامِ الدُّنْيَا
وَالْآخِرَةِ اللَّحْمُ وَقَالَ الْعُقَيْلِيُّ
لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْمَتْنِ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ السَّلَامُ شَيْءٌ قُلْتُ قَدْ
تَقَدَّمَ سَيِّدُ طَعَامِ الدُّنْيَا وَ
الْكَلَامُ عَلَيْهِ مَبْسُوْطًا وَقَالَ
وَمِنْ هٰذَا حَدِيْثُ النَّهْيِ عَنْ
قَطْعِ اللَّحْمِ بِالسِّكِّيْنِ فَإِنَّهٗ مِنْ
صُنْعِ الْأَعَاجِمِ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
لَيْسَ بِصَحِيْحٍ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يَحْتَزُّ

اس کے سر کو دوزخ میں ڈالے گا۔ اور دیلمیؒ کی روایت میں حضرت علیؓ سے مرفوعاً مروی ہے درختوں کا سردار بیری ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اور ان میں سے وہ روایات بھی ہیں جن کی جانب ہم اشارہ کر چکے ہیں۔ یعنی مسور، چاول، لوبھیا، بازنجان، انار کشمش، ہندبا، کراث، تربوز، اخروٹ، پنیر ہریسہ وغیرہ اور ان روایات کا ایک جزء ہے اور یہ سب اول تا آخر تک جھوٹی ہیں اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے جس میں آتا ہے کہ دنیا و آخرت کا سب سے عمدہ کھانا گوشت ہے۔ عقیلیؒ کہتے ہیں اس مضمون میں حضور سے کوئی شے ثابت نہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ حدیث اور اس پر تفصیلی کلام پہلے گذر چکا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قبیل سے یہ حدیث بھی ہے کہ گوشت کو چھری سے نہ کاٹو کیونکہ یہ عجمیوں کا قاعدہ ہے۔ امام احمد فرماتے ہیں یہ حدیث صحیح نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکری کا گوشت چھری سے کاٹتے

مِنْ لَحْمِ الشَّاةِ وَيَأْكُلُ وَثَبَتَ دَ
فِي التِّرْمِذِيِّ أَنَّهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ قَطَعَ اللَّحْمَ بِالسِّكِّيْنِ
وَبَسَطْتُ الْكَلَامَ عَلَيْهِ فِيْ شَرْحِ
شَمَائِلِهٖ قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ أَحَادِيْثُ
النَّهْيِ عَنِ الْأَكْلِ فِي السُّوْقِ كُلُّهَا
بَاطِلَةٌ قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَثْبُتُ
فِيْ هٰذَا الْبَابِ شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَمِنْ
ذٰلِكَ أَحَادِيْثُ الْبِطِّيْخِ وَفَضْلِهٖ
وَفِيْهِ جُزْءٌ قَالَ الْإِمَامُ أَحْمَدُ
لَا يَصِحُّ فِيْ فَضْلِ الْبِطِّيْخِ شَيْءٌ
إِلَّا أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ كَانَ يَأْكُلُهٗ وَثَبَتَ وَفِي
الْجَامِعِ الصَّغِيْرِ الْبِطِّيْخُ قَبْلَ
الطَّعَامِ يَغْسِلُ الْبَطْنَ غَسْلًا
وَيَذْهَبُ بِالدَّاءِ أَصْلًا رَوَاهُ
ابْنُ عَسَاكِرَ عَنْ بَعْضِ عَمَّاتِ
النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ

اور کھاتے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ
ترمذی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و
وسلم نے گوشت چھری سے کاٹا اور میں نے
اس کی تشریح شرح شمائل میں کی ہے
ابن القیمؒ فرماتے ہیں اسی طرح بازار میں
کھانے کی ممانعت کی تمام روایات باطل
ہیں عقیلیؒ کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث
ثابت نہیں ہے اسی طرح تربوز اور اس کی فضیلت
کے بارے میں جو روایات ہیں اس کا ایک
جزو ہے۔ امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں
اس بارے میں کوئی حدیث صحیح نہیں سوائے
اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم تربوز کھایا کرتے تھے۔ ملا علی
قاری فرماتے ہیں جامع الصغیر میں
ہے۔ تربوز کھانے سے پہلے کھانا
پیٹ کو صاف کرتا ہے اور بیماری
کو دور کرتا ہے۔ اسے ابن عساکرؒ نے
بعض عمات النبی سے روایت کیا ہے
ابن عساکرؒ فرماتے ہیں یہ روایت شاذ

وَقَالَ شَاكٌ لَا يَصِحُّ اِنْتَفٰى وَهُوَ يُفِيْدُ اَنَّهٗ غَيْرُ مَوْضُوْعٍ كَمَا لَا يَخْفٰى۔

ہے، صحیح نہیں، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ یہ موضوع نہیں، جیسا کہ یہ بات مخفی نہیں ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ فَضَائِلِ الْاَزْهَارِ كَحَدِيْثِ فَضْلِ النَّرْجِسِ وَالْوَرْدِ وَالْمَرْزَنْجُوْشِ وَالْبَنَفْسَجِ وَالْبَانِ كُلُّهَا كَذِبٌ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ فَضَائِلِ الدِّيْكِ وَقَدْ تَقَدَّمَ۔

اسی طرح پھولوں کے فضائل ہیں جو روایات مروی ہیں مثلاً نرگس، گلاب، زعفران بنفشہ اور بان وغیرہ سب جھوٹ ہیں۔ اسی طرح مرغ کے فضائل کی کی روایات سب جھوٹ ہیں، اور یہ گذر چکا ہے۔

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ الْحِنَّاءِ وَفَضْلِهَا وَالثَّنَاءِ عَلَيْهَا وَفِيْهِ جُزْءٌ لَا يَصِحُّ مِنْهُ شَيْءٌ وَاَجْوَدُ مَا فِيْهِ حَدِيْثُ التِّرْمِذِيِّ اَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسِّوَاكُ وَالتَّطَيُّبُ وَالْحِنَّاءُ وَسَمِعْتُ

اسی قسم کی روایات میں سے مہندی اور اس کی فضیلت کی روایات میں، اس کا بھی ایک اچھا خاصہ جزء ہے جس میں ایک بھی روایت صحیح نہیں، اور ان روایات میں سب سے بہتر وہ حدیث ہے جو جامع الترمذی میں ہے کہ چار چیزیں انبیاء کی سنن میں داخل ہیں۔

شَيْخَنَا ابْنَ الْحَجَاجِ الْمِزِّيِّ يَقُوْلُ هٰذَا غَلَطٌ مِنْ بَعْضِ الرُّوَاةِ وَاِنَّمَا هُوَ الْخِتَانُ بِالنُّوْنِ لٰكِنْ ذٰلِكَ رَوَاهُ الْحَاكِمُ عَنْ شَيْخِ التِّرْمِذِيِّ قَالَ وَالظَّاهِرُ اِنَّ اللَّفْظَةَ وَقَعَتْ فِيْ اٰخِرِ السَّطْرِ فَسَقَطَ مِنْهَا النُّوْنُ فَرَوَاهُ بَعْضُهُمُ الْحِنَّاءُ وَبَعْضُهُمُ الْخِتَانُ وَاِنَّمَا هُوَ الْخِتَانُ قُلْتُ وَهٰذَا بَعِيْدٌ لِاَنَّ مَدَارَ الدِّرَايَةِ عَلٰى تَحْقِيْقِ الرِّوَايَةِ وَمَدَارَ الرِّوَايَةِ عَلٰى اَلْفَاظِ الْمَشَائِخِ لَا عَلٰى كِتَابَةِ مَا فِي الْكِتَابِ وَاللّٰهُ الْمُلْهِمُ بِالصَّوَابِ قَالَ وَمِنْ حَدِيْثِ الْخِضَابِ بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ قُلْتُ كَمَا فِي الشَّمَائِلِ لِلتِّرْمِذِيِّ وَغَيْرِهِ وَفِيْ رِوَايَةِ الطَّبَرَانِيِّ وَالْخَطِيْبِ عَنِ ابْنِ عُمَرَ مَرْفُوْعًا سَيِّدُ رَيَاحِيْنِ اَهْلِ الْجَنَّةِ الْحِنَّاءُ قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ التَّخَتُّمُ بِالْعَقِيْقِ

مسواک، خوشبو، اور حنا۔ ابن القیمؒ فرماتے ہیں میں نے اپنے شیخ سے سنا (غالباً امام ابن تیمیہؒ مراد ہیں) حجاج المزی کہا کرتے تھے اس میں بعض راویوں کی جانب سے غلطی واقع ہوئی ہے، اور یہ لفظ بجائے حنا کے ختان تھا جیسا کہ حاکم نے شیخ ترمذی سے روایت کیا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ لفظ کے آخر سے نون گر گیا (یعنی تحریر میں) تو بعض نے اسے حنا اور بعضوں نے ختان روایت کیا ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ عقلاً بعید ہے اس لئے کہ درایت کا دارومدار روایت کے تحقیق پر ہے اور روایت کا دارومدار مشائخ کے الفاظ پر ہے نہ کہ کتابت پر۔ ابن القیم فرماتے ہیں حنا اور کتم کے خضاب کی حدیث صحیح ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں، جیسا کہ شمائل ترمذی وغیرہ میں واقع ہے۔ طبرانی اور خطیبؒ کی روایت میں ابن عمر سے مرفوعاً مروی ہے۔ اہل جنت کی خوشبوؤں کی سردار حنا ہے۔ ابن القیم فرماتے ہیں، عقیق کی

قَالَ الْعُقَيْلِيُّ لَا يَثْبُتُ فِي هٰذَا
شَيْءٌ عَنِ النَّبِيِّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ قُلْتُ تَقَدَّمَ حَدِيْثُ
تَخَتَّمُوْا بِالْعَقِيْقِ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ
وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ النَّهْيِ اَنْ
تُقَصَّ الرُّؤْيَا عَلَى النِّسَاءِ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَا يُحْفَظُ مِنْ وَجْهٍ
يَثْبُتُ وَمِنْ ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ اَنَّ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَلَدُ زِنًى قَالَ
اَبُو الْفَرَجِ ابْنُ الْجَوْزِيِّ وَقَدْ وَرَدَ
فِي ذٰلِكَ اَحَادِيْثُ لَيْسَ فِيْهَا
شَيْءٌ يَصِحُّ وَهِيَ مُعَارِضَةٌ بِقَوْلِهٖ
وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى
قُلْتُ لَيْسَتْ مُعَارِضَةً لَهَا اِنْ
صَحَّتْ فَاِنَّهٗ لَمْ يُحْرَمِ الْجَنَّةَ بِفِعْلِ
اَبَوَيْهِ بَلْ لِاَنَّ النُّطْفَةَ الْخَبِيْثَةَ
لَا يَتَخَلَّقُ مِنْهَا طَيِّبًا فِي الْغَالِبِ وَ
لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ اِلَّا نَفْسٌ طَيِّبَةٌ
فَاِنْ كَانَ فِي هٰذَا الْجِنْسِ طَيِّبَةٌ

انگوٹھی پہننے کی روایت بھی اسی قبیل میں
داخل ہے، عقیلی رح کہتے ہیں اس بارے میں
حضور سے کوئی حدیث ثابت نہیں ملا علی
قاری فرماتے ہیں، یہ حدیث عقیق کی انگوٹھی
پہنا کرو یہ پہلے گزر چکی اور اس پر کلام بھی گذر
چکا، ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات
ہیں سے عورت سے خواب بیان کرنے کی ممانعت
بھی ہے عقیلی کہتے ہیں یہ کسی طریقے سے بھی
ثابت نہیں اس قسم کی روایات میں سے
یہ بھی ہے کہ ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا
ابو الفرج بن الجوزی کہتے ہیں اس مضمون میں
بہت سی احادیث وارد ہیں لیکن ان میں سے
ایک بھی صحیح نہیں اور پھر اللہ تعالیٰ کے اس
قول کا (اور ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھا سکتا)
بھی مخالف ہیں، ملا علی قاری فرماتے ہیں، اگر
صحت ثابت ہو جائے تو قرآن کی کوئی ممانعت
دافع نہیں ہوتی اس لئے کہ اس پر جنت ماں
باپ کے فعل کے باعث حرام نہ ہوگی بلکہ
اس لئے کہ نطفہ خبیثہ پاک طور پر پیدا ہوتا

دَخَلَتِ الْجَنَّةَ وَكَانَ الْحَدِيثُ مِنَ الْعَامِّ الْمَخْصُوصِ وَقَدْ وَرَدَ فِي ذَمِّهِ أَنَّهُ شَرُّ الثَّلَاثَةِ وَهُوَ حَدِيثٌ حَسَنٌ وَمَعْنَاهُ صَحِيحٌ فَهَذَا الْاعْتِبَارُ فَإِنَّ شَرَّ الْأَبَوَيْنِ عَارِضٌ وَهَذَا نُطْفَةٌ خَبِيثَةٌ فَشَرُّهُ مِنْ أَصْلِهِ وَشَرُّ الْأَبَوَيْنِ مِنْ فِعْلِهِمَا وَتَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَيْهِ فِي لَفْظِ وَلَدِ الزِّنَى لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ وَأَمَّا حَدِيثُ وَلَدِ الزِّنَى شَرُّ الثَّلَاثَةِ فَرَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ بِسَنَدٍ صَحِيحٍ وَالْحَاكِمُ فِي مُسْتَدْرَكِهِ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ وَزَادَ الطَّبَرَانِيُّ وَالْبَيْهَقِيُّ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا إِذَا عَمِلَ بِعَمَلِ أَبَوَيْهِ وَفِي النِّهَايَةِ قِيلَ هَذَا جَاءَ فِي رَجُلٍ بِعَيْنِهِ كَانَ مَوْسُومًا بِالشَّرِّ وَقِيلَ هُوَ عَامٌّ

نہیں اور جنت میں سوائے پاک کے کوئی داخل نہ ہوگا۔ تو اگر اس جنس میں پاکیزگی ہوتی تو جنت میں داخل ہو جاتا۔ اور حدیث عام مخصوص ہوگی اور اس کی مذمت میں یہ تو موجود ہے کہ وہ تین شریروں میں ایک شرارت ہے یہ حدیث حسن ہے اور اس کے معنی صحیح ہیں اس پہ کوئی غبار نہیں کیونکہ ماں باپ کی شرارت ایک عارض ہے اور یہ خبیث نطفہ ہے تو اس کی اصل ہی شر ہوئی اور ماں باپ کی شرارت ان کا فعل ہے اور اس پر کلام پہلے اس حدیث کے تحت گزر چکا کہ ولد الزنا جنت میں داخل نہ ہوگا۔ اور یہ حدیث کہ ولد الزنا تین شریروں میں سے ایک شرارت ہے تو اسے احمدؒ ابو داودؒ نے سند صحیح کے ساتھ حاکم نے اپنی مستدرک میں بیہقی نے ابو ہریرہ سے روایت کیا ہے طبرانی اور بیہقی نے ابن عباسؓ سے یہ زیادتی روایت کی ہے کہ جب وہ اپنے ماں باپ جیسا عمل کرے نہایہ میں ہے یہ اس لئے ہے کہ اسے موسوم بالشر کیا جاتا ہے اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ

وَإِنَّمَا صَارَ وَلَدُ الزِّنَى شَرًّا مِنَ الْوَالِدَيْهِ لِأَنَّهُ شَرُّهُمْ لَا أَصْلًا وَلَا نَسَبًا وَوِلَادَةً لِأَنَّهُ خُلِقَ مِنْ مَاءِ الزَّانِي وَالزَّانِيَةِ فَهُوَ مَاءٌ خَبِيثٌ وَقِيلَ لِأَنَّ الْحَدَّ يُقَامُ عَلَيْهِمَا فَيَكُونُ تَمْحِيصًا لَهُمَا وَهٰذَا لَا يَدْرِي مَا يُفْعَلُ بِهِ فِي ذُنُوبِهِ ۔

یہ عام ہے، کیونکہ ولدالزنیٰ ماں باپ کی شرارت کا نتیجہ ہے، کیونکہ وہ اصلاً، نسباً اور ولادۃً زانی اور زانیہ کے پانی سے پیدا ہوا ہے۔ اس لئے وہ خبیث ہے، اور یہ بھی کہا جاتا ہے، کہ حد کا قیام ان پر انہیں سزا کے طور پر ہے اور یہ نہیں معلوم ان کے گناہ کا نتیجہ کیا ہوگا۔

ملا علی قاری نے غلط مبحث کر دیا ہے کیونکہ اصل میں تین چیزیں ہیں اول یہ کہ ولدالزنیٰ اصلاً پاک ہے یا ناپاک۔ اور ہمیں یہاں اس سے کوئی غرض نہیں ثانیاً وہ تین شرارتوں میں سے ایک شرارت ہے یا نہیں ہمیں اس مقام پر اس سے بھی بحث مقصود نہیں باقی ہماری رائے ابن عباس کی رائے کے ساتھ ہے اور ہمارے نزدیک وہ نتیجہ شرارت ہے نہ کہ بذاتہ شرارت۔ تیسرا سوال یہ ہے کہ وہ جنت میں داخل ہوگا یا نہیں۔ تو ابن عباس کی روایت سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اگر وہ اپنے ماں باپ جیسا عمل کرے تو جنت میں داخل نہ ہوگا۔ لیکن اگر اس نے ساری زندگی نیک عمل کئے تو بقول ملا علی قاری تب بھی وہ خبیث النسب ہونے کی بنا پر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ تو جنت کا داخلہ ایمان اور اعمال صالحہ پر موقوف ہے نہ کہ نسب وخاندان پر اور اسلاف میں سے آج تک کوئی بھی اس امر کا قائل نہیں۔ ثانیاً یہ تو نتیجہ شرارت ہے

اور اصل شریر ماں باپ ہیں اور اگر زانی پر شرعی حد کا دنیا میں اجرا ہو جائے تو وہ زانی ضرور بالضرور جنتی ہے تو جو گناہ میں شامل نہ تھا اسے دوزخی کیسے تصور کیا جا سکتا ہے ثالثاً ابوذر کی ایمان کے بارے میں جو روایت ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مومن جنت میں ضرور جائے گا۔ چاہے وہ چوری کرے یا زنا کرے رابعاً قرآن کہتا ہے وہ ان کے لئے ان کے اعمال ہیں اور تمہارے لئے تمہارے اعمال "۔ ان کے اعمال کے بدلے میں اولاد کو کیسے سزا دی جا سکتی ہے۔ خامسا جس وقت یہ فعل عمل میں آیا۔ اس وقت تو وہ وجود میں بھی نہ آیا تھا اور جنت و جہنم کا سوال مکلف ہو جانے کے بعد واقع ہوتا ہے۔ نہ کہ وجود میں آنے سے قبل پر اس صورت میں انسان کو کوئی اختیار باقی نہ رہے گا۔ تو پھر وہ سزا کا مستحق کیسے ہوگا۔ اگر خدا سے قیامت کے روز اس نے یہ سوال کیا کہ جب دخول جنت صحیح النسب ہونے پر موقوف تھا تو تو نے مجھے حلال طریقے سے کیوں نہ پیدا کیا۔ تو ملا علی قاری اس کا کیا جواب دیں گے۔ دراصل بات یہ ہے کہ ملا علی قاری کے نزدیک ہر ضعیف روایت قابل قبول ہے۔ اس حد تک تو خیر ہمیں زیادہ اختلاف نہ ہوتا لیکن اس کے ساتھ ساتھ ملا علی قاری کی یہ سعی ہوتی ہے کہ موضوع کو درجہ ضعف تک پہنچا دیا جائے اور ضعیف کو درجہ حسن تک تاکہ اس کے انکار کی کوئی شکل باقی نہ رہے چاہے تمام محدثین اس کے موضوع ہونے پر متفق ہوں۔ میں نے اپنے والد مرحوم مفتی اشفاق الرحمان صاحب سے بارہا سنا کہ ملا علی قاری اور جلال الدین سیوطی ضعف پرست ہیں، اور میں نے ان کے اس قول کو ہر حد محدثین کے بارے میں بالکل صحیح پایا۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِکَ حَدِیْثُ لَیْسَ	اور اسی قسم کی روایات میں سے یہ روایت
لِفَاسِقٍ غِیْبَۃٌ قَالَ الدَّارَقُطْنِیُّ	بھی ہے کہ فاسق کے لئے غیبت نہیں حمار قطنی رح
وَالْخَطِیْبُ قَدْ وَرَدَ مِنْ طُرُقٍ وَ	اور خطیب کہتے ہیں یہ مختلف طریقوں سے
هُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ	مروی ہے اور سب باطل ہیں ملا علی قاری
بِسَنَدٍ ضَعِیْفٍ عَنْ مُعَاوِیَۃَ بْنِ	فرماتے ہیں اسے طبرانی نے معاویہ بن حیدہ
حَیْدَۃَ بِهٰذَا اللَّفْظِ وَیُؤَیِّدُہٗ	سے سند ضعیف کے ساتھ روایت کیا ہے۔
حَدِیْثُ اَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِکْرِ	اور اس کی تائید یہ حدیث بھی کرتی ہے۔
الْفَاجِرِ اَنْ تَذْکُرُوْہُ فَاذْکُرُوْہُ	کیا تم فاجر کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو، اس
یَعْرِفْہُ النَّاسُ رَوَاهُ الْخَطِیْبُ	کا ذکر کیا کرو تاکہ لوگ اسے پہچان لیں اسے
فِیْ رِوَایَۃِ مَالِکٍ عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَۃَ	خطیب نے روایت کیا ہے (اور خطیب سب
وَفِیْ لَفْظٍ اَتَرْعَوْنَ عَنْ ذِکْرِ	کو باطل قرار دیتے رہے ہیں) مالک رح کی
الْفَاجِرِ مَتٰی یَعْرِفُہُ النَّاسُ	روایت میں ابوہریرہ کے یہ الفاظ ہیں
اُذْکُرُوا الْفَاجِرَ بِمَا فِیْهِ یَحْذَرْہُ	کہ تم فاجر کا اس لئے ذکر کرنے سے ڈرتے
النَّاسُ رَوَاهُ ابْنُ اَبِی الدُّنْیَا فِیْ	ہو کہ لوگ اسے پہچان نہ لیں۔ تم فاجر کا ذکر
ذَمِّ الْغِیْبَۃِ وَالْحَکِیْمُ فِی نَوَادِرِ	کیا کرو تاکہ لوگ اس سے احتراز کریں اسے
الْاُصُوْلِ وَالْحَاکِمُ فِی الْکُنٰی	ابن ابی الدنیا نے ذم غیبت میں اور حکیم
وَالشِّیْرَازِیُّ فِی الْاَلْقَابِ وَابْنُ	ترمذی نے نوادر الاصول میں حاکم رح نے
عَدِیٍّ وَالطَّبَرَانِیُّ وَالْبَیْهَقِیُّ وَ	کنی میں شیرازی نے القاب میں ابن عدی

الخطيب عن بهز بن حكيم عن ابيه عن جده كذا في الجامع الصغير وقد يستفاد هذا المعنى من قوله تعالى لا يحب الله الجهر بالسوء من القول الا من ظلم قال ومن ذلك احاديث النهي عن سب البراغيث قال العقيلي لا يصح في البراغيث عن النبي عليه الصلوة والسلام شيء قلت وهذا غريب منه فقد روى احمد والبزار والبخاري في الادب والطبراني في الدعوات عن انس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم سمع رجلا يسب برغوثا فقال لا تسبه فانه ايقظ نبيا لصلوة الفجر ومن ذلك احاديث اللعب بالشطرنج

طبرانی رح بیہقی رح اور خطیب نے بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ سے روایت کیا ہے جیسا کہ جامع الصغیر میں ہے اور یہ معنے اللہ تعالی کے قول سے بھی مستفاد ہے (اللہ تعالے کسی کی برائی زبان سے بیان کرنے کو پسند نہیں فرماتا مگر مظلوم یعنی مظلوم بیان کر سکتا ہے۔) ابن القیم فرماتے ہیں اس قسم کی روایات میں سے براغیث کے برا کہنے کی ممانعت کی روایات بھی ہیں (براغیث برغوث کی جمع ہے اور برغوث ایک چھوٹی قسم کی مچھلی ہے) عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں حضور سے کوئی شے صحیح طور پر ثابت نہیں ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ ان کا قول غریب ہے اس لئے کہ امام احمد رح، بزار رح، بخاری رح نے ادب المفرد میں، اور طبرانی نے دعوات میں انس رض سے روایت کیا ہے کہ حضور صلعم نے ایک شخص کو برا کہتے سنا، آپ نے فرمایا برغوث کو برا نہ کہو اس نے ایک نبی کو صبح کی نماز کے لئے جگایا تھا ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات

إِبَاحَتُهُ وَغَيْرُ نِيمَا كُلُّهَا كَذِبٌ عَلَى	میں سے شطرنج کی حلت وحرمت کی
رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَ	جتنی روایات ہیں سب رسول اللہ صلی اللہ
السَّلَامُ وَإِنَّمَا يَثْبُتُ فِيهِ	علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ ہیں، اور صحابہ
الْمَنْعُ عَنِ الصَّحَابَةِ قُلْتُ قَدْ	سے اس کی ممانعت ثابت ہے۔ یہ
تَقَدَّمَ حَدِيْثٌ مِنْ كَعْبٍ	حدیث اور اس پر کلام پہلے گذر چکا)
بِالشَّطْرَنْجِ وَالْكَلَامُ عَلَيْهِ وَمِنْ	ابن القیم رح فرماتے ہیں اسی طرح یہ
ذٰلِكَ حَدِيْثُ لَا تُقْتَلُ الْمَرْأَةُ	روایت کہ اگر عورت مرتد ہو جائے
إِذَا ارْتَدَّتْ قَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ	تو اسے قتل نہ کیا جائے۔ عقیلی رح کہتے
لَا يَصِحُّ هٰذَا الْحَدِيْثُ عَنْ	ہیں یہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ
رَسُوْلِ اللهِ عَلَيْهِ الصَّلوٰةُ وَ	وآلہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ملا علی
السَّلَامُ قُلْتُ مَعْنَى نَهْيِهِ عَلَيْهِ	قاری فرماتے ہیں رسول اللہ صلی
الصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ عَنْ قَتْلِ	اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کے قتل سے
النِّسَاءِ ۔	منع فرمایا ہے۔

ف ملا علی قاری نے وہ حدیث پیش کی ہے۔ جو احکام جہاد سے تعلق رکھتی ہے۔ نہ کہ اس شکل خاص سے۔ اور ارتداد کی صورت میں اسے قتل نہ کرنے کی کوئی روایت ثابت نہیں۔ یہی مقصد ہے امام ابن القیم اور عقیلی کا۔ اور عقلاً بھی ممانعت صحیح نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ جب زنا میں عورت کو حداً رجم کیا جا سکتا ہے۔ تو ارتداد میں حداً قتل بھی کیا جا سکتا ہے۔ اور قتل میں مقتول کو کوئی تکلیف نہیں۔ بخلاف رجم کے ثانیاً

زنا ایک گناہ کبیرہ ہے۔ جب اس کی سزا اتنی سخت ہے۔ تو کفر کی سزا قتل کیسے نہ ہوگی۔ اور آج تک سوائے ملا علی قاری کے کسی مذہب کے عالم نے بھی یہ فتوی نہ دیا۔

قَالَ وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ
مَنْ اُهْدِيَ اِلَيْهِ هَدِيَّةٌ وَعِنْدَهُ
جَمَاعَةٌ فَهُمْ شُرَكَاؤُهُ قَالَ
الْعُقَيْلِيُّ لَا يَصِحُّ فِيْ هٰذَا الْبَابِ
شَيْءٌ وَقَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهِ
بَابُ مَنْ اُهْدِيَتْ لَهُ هَدِيَّةٌ وَ
عِنْدَهُ جُلَسَاؤُهُ فَهُوَ اَحَقُّ قَالَ
وَيُذْكَرُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ
جُلَسَاءَهُ شُرَكَاؤُهُ وَلَمْ يَصِحَّ
قُلْتُ وَقَدْ تَقَدَّمَ الْكَلَامُ عَلَيْهِ
فِيْ حَرْفِ الْمِيْمِ وَمِنْ ذٰلِكَ
حَدِيْثُ اَنَّ عَبْدَ الرَّحْمٰنِ بْنَ
عَوْفٍ يَدْخُلُ الْجَنَّةَ حَبْوًا قَالَ
شَيْخُنَا لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ
عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ قُلْتُ
اَرَادَ شَيْخَهُ ابْنَ تَيْمِيَّةَ وَمِنْ

ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی روایت ہے کہ جب کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس جماعت بیٹھی ہو تو وہ جماعت بھی ہدیہ میں شریک ہے۔ عقیلی کہتے ہیں اس بارے میں کوئی حدیث صحیح طور پر ثابت نہیں۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے کہ اگر کسی کے پاس ہدیہ بھیجا جائے اور اس کے پاس دیگر لوگ بیٹھے ہوں۔ تو وہ خود اس ہدیہ کا زیادہ حقدار ہے۔ ابن القیم کہتے ہیں۔ ابن عباس سے یہ روایت کیا جاتا ہے کہ پاس بیٹھنے والے اس ہدیہ میں شریک ہیں لیکن یہ صحیح نہیں مزاس حدیث پر کلام حرف میم میں گزر چکا۔ ابن القیم فرماتے ہیں اسی قسم کی روایات میں سے یہ بھی ہے کہ عبدالرحمن بن عوف جنت میں گھٹنوں کے بل داخل ہوں گے۔ ہمارے شیخ (ابن تیمیہ) فرماتے ہیں یہ حضور صلعم سے صحیح طور پر ثابت

أحاديث الأبدال والأقطاب
والأغواث والنقباء والنجباء
والأوتاد كلها باطلة عن رسول
الله عليه الصلوة والسلام
وأقرب ما فيها حديث لا تسبوا
أهل الشام فإن فيهم الأبدال
كلما مات رجل منهم أبدل
الله مكانه رجلا آخر ذكره
أحمد ولا يصح أيضا فإنه
منقطع قلت قد وردت
الأحاديث والآثار مرفوعا
وموقوفا على الصحابة الأبرار
والتابعين الأخيار جمعها الحافظ
السيوطي في رسالة مستقلة
سماها الخبر الدال على وجود
القطب والأوتاد والنجباء والأبدال

نہیں ہے اسی قسم کی روایات میں سے ابدال
قطب، نقباء، نجباء، غوث اور اوتاد وغیرہ
کی روایات ہیں یہ سب کی سب باطل اور
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں
اور اس میں سب سے بہتر وہ روایت ہے
جس میں آتا ہے کہ اہل شام کو برا نہ کہو
کیونکہ اس میں ابدال ہیں، جب ان میں
سے ایک مرجاتا ہے، تو اللہ تعالے اس
کی جگہ دوسرا تبدیل فرماتے ہیں، اسے
امام احمد نے روایت کیا ہے، لیکن یہ بھی
صحیح نہیں کیونکہ منقطع ہے ملا علی قاری فرماتے
ہیں اس بارے میں احادیث و آثار صحابہ و تابعین
مروی ہیں جنہیں حافظ سیوطی رح نے ایک
مستقل رسالہ میں جس کا نام الخبر الدال علی
وجود القطب والاوتاد والنجباء والابدال
ہے اس پر کلام پہلے گزر چکا)

فصل

ومن ذلك أحاديث المنع

ابن القیم فرماتے ہیں اسی طرح رفع یدین

من رفع اليدين في الصلوة
عند الركوع والرفع منه كلها
باطلة لا يصح منها شيء كحديث
ابن مسعود ألا أصلي بكم صلوة
رسول الله صلى الله عليه وسلم
قال فصلى فلم يرفع يديه
إلا في أول مرة قال ابن المبارك
قد ثبت حديث سالم عن
أبيه يعني في الرفع ولم يثبت
حديث ابن مسعود كحديثه
الآخر صليت مع رسول الله
عليه الصلوة والسلام وأبي
بكر وعمر فلم يرفعوا إلا
عند افتتاح الصلوة وهو منقطع
لا يصح قلت حديث ابن مسعود
رواه أبو داود والترمذي قال
الترمذي حديث حسن و
أخرجه النسائي عن ابن المبارك
بسندهما فما نقل عن ابن

کی رکوع میں جاتے وقت اور اٹھتے
وقت ممانعت کی روایات سب باطل
ہیں ان میں سے کوئی بھی حدیث صحیح
نہیں، جیسا کہ ابن مسعودؓ کی روایات
کیا میں تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم جیسی نماز نہ پڑھاؤں، آپ نے
نماز پڑھائی اور رفع یدین نہ فرمایا
ابن المبارکؒ کہتے ہیں رسول اللہ علیہ و
سلم سے رفع یدین کے بارے میں ابن
عمر کی روایت ثابت ہے، اور ابن مسعود
کی نہیں، جیسا کہ دوسری روایت ہے میں
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو بکرؓ و عمرؓ
کے پیچھے نماز پڑھی کسی نے بھی رفع یدین
نہ کیا، یہ منقطع ہے، صحیح نہیں، ملا علی قاری
فرماتے ہیں، ابن مسعود کی روایت ابوداؤد
اور ترمذی نے روایت کی ہے اور ترمذی
نے اسے حسن قرار دیا ہے، اور نسائی نے
خود ابن المبارک سے اسے دو سندات
کے ساتھ روایت کیا ہے اور ابن المبارکؒ

المبارك غير ضائر بعد ما ثبت
بالطريق التي ذكرناها ومناظرة
الأوزاعي مع الامام ابي حنيفة
رحمه الله تعالى مشهورة و
روى الطحاوي ثم البيهقي
بسند صحيح عن الاسود قال
رأيت عمر بن الخطاب رض رفع
يديه في اول تكبيرة ثم لا
يعود وروى الطحاوي ان عليا
رفع يديه في اول التكبير
ثم لم يعد قال وحديث
يزيد بن ابي زياد عن ابي ليلى
عن البراء ان رسول الله عليه
الصلوة والسلام كان اذا افتتح
الصلوة رفع يديه الى قريب
اذنيه ثم لا يعود قال
الشافعي ذهب بعض الناس
الى تغليط يزيد وقال الامام
احمد هذا حديث واه قلت

اسی وقت روایت کر سکتے تھے، جب کہ
وہ ان کے نزدیک ثابت ہو چکی ہو، اور
اوزاعی کا امام ابو حنیفہ کے ساتھ مناظرہ
تو مشہور ہے۔ طحاوی اور بیہقی رح نے
سند صحیح کے ساتھ اسود رح سے
روایت کیا ہے کہ میں نے عمر رضی اللہ
تعالے عنہ کو پہلی تکبیر کے وقت ہاتھ
اٹھاتے دیکھا۔ اور اس کے بعد وہ ہاتھ
نہ اٹھاتے طحاوی رح نے حضرت علی رضی
اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے
امام محمد نے بھی علی کی روایت کو دو سندوں میں
نقل کیا ہے) اور یزید بن ابی زیاد کی براء
بن عازب سے روایت ہے، کہ نبی کریم
صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر تحریمہ کے وقت
رفع یدین فرماتے، پھر نہ فرماتے، شافعی
کہتے ہیں بعض لوگوں نے یزید کو غلط
قرار دیا ہے، امام احمد رحمہ اللہ تعالیٰ
فرماتے ہیں یہ حدیث واہی ہے ملا علیؒ
قاری فرماتے ہیں جب دوسرے طریقہ

اِذَا ثَبَتَ مِنْ طُرُقٍ اُخْرٰى لَا يَضُرُّ ضُعْفُ هٰذَا بَلْ يَصْلُحُ لِلتَّقْوِيِّ بِهٖ ۔

سے ثابت ہو گی۔ تو یہ ضعف اسے نقصان نہ پہنچائے گا بلکہ یہ تو تقویت کا باعث ہوگا۔

فائدہ۔ طحاوی رح میں براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ والی روایت کی کئی سندات ہیں۔ سند اول یہ ہے۔ جس پر امام شافعی کو اعتراض ہے ابوبکرہ۔ مؤمل۔ سفیان۔ یزیدبن ابی لیلیٰ ابن ابی لیلیٰ۔ براء بن عازب رضی اللہ عنہ۔ دوسری سند یہ ہے۔ ابن ابی داؤد۔ عمرو بن عون۔ خالد۔ ابن ابی لیلیٰ۔ عیسیٰ بن عبد الرحمٰن۔ عبد الرحمان بن ابی لیلیٰ براء رضی اللہ عنہ تیسری سند یہ ہے۔ محمد بن لقمان۔ یحییٰ بن یحییٰ۔ وکیع۔ ابن ابی لیلےٰ۔ اخما ابو لیلےٰ اور حکم۔ ابن ابی لیلےٰ۔ براء رضی اللہ عنہ۔

قَالَ وَحَدَّثَنَا وَكِيْعٌ عَنِ ابْنِ اَبِيْ لَيْلٰى عَنِ الْحَكَمِ عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ وَعَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَا قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ يُرْفَعُ الْاَيْدِيْ عِنْدَ سَبْعِ مَوَاطِنَ عِنْدَ اِفْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ وَاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ وَالصَّفَا وَ

ابن القیم فرماتے ہیں یہ روایت وکیع ابن ابی لیلیٰ۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مقسم۔ نافع۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سات مقام پر ہاتھ اٹھاتے تھے۔ نماز شروع کرتے وقت۔ صفا۔ مروہ۔ موقفین اور جمرتین پر یہ روایت مرفوعاً صحیح نہیں۔ بلکہ یہ ابن عمر رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رض

لِلْمَرْوَةِ وَالْمَوْقِفَيْنِ وَالْجَمْرَتَيْنِ
لَا يَصِحُّ رَفْعُهُ وَالصَّحِيحُ رَفْعُهُ
عَنِ ابْنِ عُمَرَ وَابْنِ عَبَّاسٍ رض
قُلْتُ وَعَلَى تَقْدِيرِ عَدَمِ صِحَّةِ
رَفْعِهِ يَكْفِينَا صِحَّةُ وَقْفِهِ لَا سِيَّمَا
وَهُوَ فِي حُكْمِ الْمَرْفُوعِ إِذْ لَا يُقَالُ
مِثْلُ هٰذَا مِنْ قِبَلِ الرَّأْيِ
كَيْفَ وَقَدْ رَوَى الطَّبْرَانِيُّ
بِسَنَدِهِ عَنْ أَبِي لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ
عَنِ الْمِقْسَمِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رض
عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا تُرْفَعُ
الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ مَوَاطِنَ
حِينَ يَفْتَتِحُ الصَّلٰوةَ وَحِينَ
يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ فَيَنْظُرُ
إِلَى الْبَيْتِ وَحِينَ يَقُومُ عَلَى
الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَحِينَ يَقِفُ مَعَ
النَّاسِ عَشِيَّةَ عَرَفَةَ وَبِجَمْعٍ
وَالْمَقَامَيْنِ حِينَ يَرْمِي الْجَمْرَةَ
وَذَكَرَهُ الْبُخَارِيُّ مُعَلَّقًا فِي كِتَابِهِ

کا عمل ہے۔ ملا علی قاری فرماتے
ہیں۔ اگر یہ مرفوعاً ثابت نہ ہو اور
اسے موقوف ہی مانا جائے۔
تو یہ مرفوع کے حکم میں ہے۔ کیونکہ
اس جیسی بات اپنی جانب سے نہیں
کہی جاسکتی۔ اور اسے طبرانی نے
اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے
ابو لیلی۔ حکم۔ مقسم۔ ابن عباس
رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں۔
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
صرف سات جگہوں میں ہاتھ اٹھاتے
جب نماز شروع فرماتے
جب مسجد حرام میں داخل ہوتے
اور بیت اللہ کو دیکھتے۔ جب
صفا اور مروہ پر ٹھہرتے۔ اور
عرفہ کی شام کو اور جمع میں اور
رمی جمرہ کے وقت دونوں مقامات
رالتفاق سے یہی سند طحاوی
کی ہے۔ البخاری نے ادب المفرد

الْمُفْرَدِ فِي رَفْعِ الْيَدَيْنِ بِقَالَ	میں معلقاً اس سند کے ساتھ
وَقَالَ وَكِيعٌ عَنِ ابْنِ أَبِي	روایت کیا ہے۔ وکیع۔ ابن
لَيْلَى عَنِ الْحَكَمِ عَنْ مِقْسَمٍ عَنِ	ابی لیلیٰ ۔ حکم ۔ مقسم ۔ ابن عباسؓ
ابْنِ عَبَّاسٍ عَنْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صرف
لَا يُرْفَعُ الْأَيْدِي إِلَّا فِي سَبْعِ	سات مقامات پر ہاتھ اٹھائے
مَوَاطِنَ فِي افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ	نماز شروع کرتے وقت ۔ کعبہ کے
وَاسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ وَعَلَى الصَّفَا	سامنے ۔ صفا ۔ مروہ ۔ عرفات
وَالْمَرْوَةِ وَبِعَرَفَاتٍ وَبِجَمْعٍ وَ	جمع ۔ اور جمرتین پر ۔ ابن القیم فرماتے
فِي الْمَقَامَيْنِ عِنْدَ الْجَمْرَتَيْنِ	ہیں ۔ بیہقی رح نے خلافیات میں اس
قَالَ وَحَدِيثٌ أَوْرَدَهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي	سند کے ساتھ عبد اللہ بن عوف
الْخِلَافِيَاتِ مِنْ رِوَايَةِ عَبْدِ اللّٰهِ	الجزار ۔ مالک ۔ زہری ۔ سالم
بْنِ عَوْفٍ بْنِ الْخَزَّازِ حَدَّثَنَا مَالِكٌ	ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت
عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ سَالِمٍ عَنْ أَبِيهِ	کیا ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
أَنَّ النَّبِيَّ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ	صرف تکبیر افتتاح کے وقت
كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ ثُمَّ لَا يَعُودُ	رفع یدین کرتے پھر نہ کرتے ۔ ملا علی
قُلْتُ وَقَدْ صَحَّ عَنْهُ خِلَافَ	قاری فرماتے ہیں ۔ ابن عمر رض سے اس
ذٰلِكَ فَيُحْمَلُ عَلَى نَسْخِ الْأَوَّلِ	کے خلاف منقول ہو چکا ۔ تو اب یہ
فَتَأَمَّلْ وَقَوْلُ ابْنِ الْقَيِّمِ	اس بات پر محمول کیا جائیگا ۔ کہ پہلی حدیث
مِنْ شَرِّ رِوَايَةِ الْحَدِيثِ	منسوخ ہے اور ابن القیم کا اس حدیث کے

عَلٰی بَعْضٍ شَھِدَ بِاللّٰہِ اَنَّہٗ مَوْضُوْعٌ مَنْ فُوْعٌ — بارے میں یہ قول کہ جس نے ذرا سی بھی حدیث کی خوشبو سونگھی ہوگی وہ خدا کی قسم کھا کر اسے موضوع کہے گا۔ تو یہ قول صحیح نہیں۔

فائدہ۔ ابن عباس کی روایت ترمذی نسائی اور طحاوی رح میں مرفوعاً موجود ہے۔ اسی طرح ابن عمرؓ کی روایت طحاوی میں مرفوعاً موجود ہے۔ اگر یہ موقوف بھی ہو تو فعل صحابی حجت اور پھر ابن عمر تو وہ شخص ہیں جن کی روایت کی بنا پر تم نے ابن مسعودؓ کی روایت کا انکار کیا تھا۔ اور یہاں خود وہ منکر ہیں۔

اور جب ابن عمرؓ سے صحیح طور پر ترک رفع یدین ثابت ہے۔ تو بلا علت موضوع ہونے کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ امام محمدؒ نے ابن عمرؓ سے اس سند کے ساتھ۔ محمد بن ابان بن صالح، عبدالعزیز بن حکیم کہتے ہیں۔ میں نے ابن عمر کو دیکھا۔ کہ وہ صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے طحاوی نے اس سند کے ساتھ، ابن ابی داؤد۔ احمد بن یونس، ابوبکر بن عیاش حصین، مجاہد ابن عمرؓ سے ایسا ہی روایت کیا ہے مجاہد جو ابن عمر سے ترک رفع یدین روایت کر رہے ہیں وہ ابن عمر کی خدمت میں دس سال رہے۔

قَالَ وَحَدِیْثُ ابْنِ الزُّبَیْرِ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَرْفَعُ یَدَیْہِ فِیْ اَوَّلِ الصَّلٰوۃِ ثُمَّ لَمْ یَرْفَعْھُمَا

ابن القیم فرماتے ہیں اور ابن الزبیر رضی اللہ عنہ کی روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تکبیر افتتاح کے وقت رفع یدین فرماتے پھر نہ فرماتے

هُوَ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ هٰذَا اَمْنُ فَوْعٍ بِاَنَّهٗ يُوَافِقُ مَا ثَبَتَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رض وَغَيْرِهٖ فَالْحُكْمُ الْمُطْلَقُ بِوَضْعِهٖ مِنْ غَيْرِ عِلَّةٍ فِيْ سَنَدِهٖ غَيْرُ مَشْرُوْعٍ ۔

یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ بھی صحیح نہیں، بلکہ یہ تو ابن مسعود والی روایت کی تائید کرتی ہے تو مطلقاً سند میں بلا کسی علت کے وضع کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔

فائدہ۔ امام ابن القیم رح نے رفع یدین کے معاملہ میں بہت ہی تعصب سے کام لیا ہے ورنہ عباد ابن الزبیر رض کی یہ روایت بیہقی نے خلافیات میں نقل کی ہے۔

قَالَ وَحَدِيْثُ وَضَعَهٗ مُحَمَّدُ بْنُ عُكَاشَةَ الْكِرْمَانِيُّ عَنْ اَنَسٍ مَوْقُوْفًا مَنْ رَفَعَ يَدَيْهِ فِي الرُّكُوْعِ فَلَا صَلٰوةَ لَهٗ قَبَّحَ اللّٰهُ وَاضِعَهٗ قُلْتُ وَلَوْ صَحَّ يُحْمَلُ عَلٰى اَنَّهٗ لَا صَلٰوةَ كَامِلَةً لَهٗ ۔

ابن القیم رح فرماتے ہیں، محمد بن عکاشہ الکرمانی نے انس رضی اللہ عنہ سے ایک موقوف روایت وضع کی ہے جو رکوع میں ہاتھ اٹھائے اس کی نماز نہ ہوا اللہ تعالیٰ اس کے واضع کی صورت بگاڑے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ مقصود یہ ہو کہ اس کی نماز کامل نہیں ہوتی۔

فائدہ۔ اب ہم یہ واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ ترک رفع یدین کی روایات کن کن اصحاب سے ثابت ہیں۔

(۱) عبداللہ بن مسعود رض، ترمذی نے ان کی روایت کو حسن قرار دیا ہے اس کے علاوہ۔ محمد رح نے موطا میں طحاوی رح، ابوداؤد رح۔ نسائی دارقطنی

اور ابن ابی شیبہ نے روایت کر کے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اسی طرح ابن حزم نے محلی میں۔ ابن القطان اور دارقطنی رح نے بھی صحیح قرار دیا ہے

ثانیاً ابن مسعود رضؓ کی یہ روایت کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر رضؓ اور عمر کے پیچھے نماز پڑھی ان میں سے کسی نے رفع یدین نہیں کیا۔ اسے ابن عدی رح۔ دارقطنی رح اور بیہقی رح نے اس سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ حماد۔ ابراہیم۔ علقمہ۔ ابن مسعود رضؓ۔

براء بن عازب رضؓ کی مرفوع روایت ابوداؤد نے روایت کی ہے اور اس پر کلام کیا ہے۔ لیکن طحاوی نے مختلف سندات اور ابن ابی شیبہ نے بھی اسے روایت کیا ہے۔

حضرت علی رضؓ سے مرفوع روایت۔ اسے دارقطنی رح نے روایت کیا ہے اور موقوف روایت کو طحاوی اور محمد رح اور دارقطنی نے روایت کیا ہے۔ اور دارقطنی رح کہتے ہیں۔ اسے موقوفاً روایت کرنے والے عبدالرحمٰن بن مہدی۔ موسیٰ بن داؤد۔ احمد بن یونس وغیرہ ہیں اور اسے عثمان بن سعید الدارمی نے بھی روایت کیا ہے۔

ابن عمر رضؓ والی روایت اسے محمد رح۔ طحاوی رح نے موقوفاً اور بیہقی رح نے خلافیات میں مرفوعاً روایت کیا ہے۔

ابن عباس رضؓ اور ابن عمر رضؓ کی وہ روایت جس میں سات مقامات پر رفع یدین کا ذکر ہے۔ اسے بخاری نے ادب المفرد میں طحاوی رح طبرانی رح بیہقی رح اور حاکم نے مرفوعاً۔ بزار نے موقوفاً و مرفوعاً اور ابن

ابی شیبہ نے موقوفاً روایت کیا ہے۔
ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کی ترک رفع یدین کی روایت اسے ابوداؤدؒ نے روایت کیا ہے۔
عمرؓ کی روایت اسے طحاویؒ نے موقوفاً روایت کیا ہے۔
ابوہریرہؓ سے ترک رفع یدین۔ اسے ابوداؤدؒ ترمذی اور نسائی نے روایت کیا ہے اور منذریؒ نے اس پر سکوت کیا ہے۔
عباد بن الزبیر کی روایت کو بیہقی نے خلافیات میں نقل کیا ہے۔
صاحب بدائع نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ عشرہ مبشرہ میں سے کوئی بھی رفع یدین نہ کرتا تھا۔
جابر بن سمرہ کی روایت اسے مسلمؒ، نسائی۔ ابوداؤدؒ۔ ابن ماجہؒ اور ترمذی نے روایت کیا ہے۔
امام عینیؒ فرماتے ہیں جن لوگوں سے ترک رفع یدین ثابت ہے ان میں عبد اللہ بن عمرؓ۔ ابوسعید خدریؓ۔ جابر بن سمرہؓ، براءؓ۔ عبد اللہ بن مسعودؓ وعلیؓ عمرؓ۔ ابن الزبیرؓ۔ ابن عباسؓ۔ ابوہریرہؓ) سفیان ثوری۔ ابوحنیفہؒ۔ ابویوسفؒ۔ محمدؒ علقمہؒ اسودؒ۔ عامر الشعبی۔ ابواسحٰق السبیعی خیثمہؒ۔ مغیرہؒ وکیعؒ۔ عاصمؒ بن کلیبؒ۔ زفرؒ۔ ابن ابی لیلےؒ ابراہیمؒ نخعی حمادؒ اور تمام اہل کوفہ داخل ہیں بلکہ امام مالک کا بھی یہی مسلک ہے۔ ابن القاسم نے مدونہ میں امام مالکؒ سے روایت کیا ہے۔ کہ میں سوائے افتتاح کے رفع یدین نہیں پہچانتا۔ حالانکہ رفع یدین کی روایت وہی نقل

کررہے ہیں، نووی نے امام مالک کا مذہب ترک رفع یدین نقل کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا کہ ابن القیم نے ان تمام روایات کو کیسے موضوع قرار دیا ہم اسے سوائے تعصب کے کیا کہہ سکتے ہیں؟

فَصْلٌ

وَمِنْ ذٰلِكَ حَدِيْثُ اَنَّ النَّاسَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ يُدْعَوْنَ بِاُمَّهَاتِهِمْ لَا بِآبَائِهِمْ هُوَ بَاطِلٌ قُلْتُ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ كَعْبٍ بِاِمَامِهِمْ بَدَلَ بِاُمَّهَاتِهِمْ وَقِيْلَ وَفِيْهِ ثَلٰثَةُ اَوْجُهٍ مِنَ الْحِكَمِ اَحَدُهَا لِاَجْلِ عِيْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالثَّانِيْ لِشَرَفِ الْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ الثَّالِثُ لِئَلَّا يَفْتَضِحَ اَوْلَادُ الزِّنٰى ذَكَرَهُ الْبَغَوِيُّ فِيْ تَفْسِيْرِهِ مَعَالِمِ التَّنْزِيْلِ قَالَ وَالْاَحَادِيْثُ الصَّحِيْحَةُ بِخِلَافِهِ قَالَ الْبُخَارِيُّ فِيْ صَحِيْحِهِ بَابُ يُدْعَى النَّاسُ

اور اسی قسم کی روایات میں سے یہ روایت بھی ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنی ماؤں کا نام لے کر پکارے جائیں گے اور یہ باطل ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں، محمد بن کعب نے امہات کی بجائے امام کا لفظ روایت کیا ہے اور اس کی تین وجوہات ہیں اول تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے ثانیاً حضرت حسن و حسین کے شرف کی بنا پر تیسرے یہ کہ اولاد زنا رسوا نہ ہو جیسا کہ بغوی نے اپنی تفسیر معالم التنزیل میں روایت کیا ہے۔ لیکن احادیث صحیحہ اس کے خلاف ہیں بخاری نے اپنی صحیح میں ایک باب باندھا ہے کہ لوگ قیامت کے روز اپنے باپوں کا نام لے کر پکارے جائیں گے

يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِأَبِيهِمْ ثُمَّ ذَكَرَ حَدِيثَ يُنْصَبُ لِكُلِّ غَادِرٍ لِوَاءٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِقَدْرِ غَدْرَتِهِ الْجَمْعِ يُقَالُ هٰذِهِ غَدْرَةُ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ وَفِي الْبَابِ أَحَادِيثُ غَيْرُ ذٰلِكَ قُلْتُ وَيُمْكِنُ الْجَمْعُ بِاخْتِلَافِ الْمَوَاقِفِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ أَعْلَمُ۔

پھر حدیث ذکر کی جس کا مقصد یہ ہے کہ ہر غدار کے لئے قیامت کے روز اس کے غدر کے مطابق جھنڈا گاڑا جائے گا اور کہا جائے گا۔ یہ فلاں بن فلاں کے غدر کی بنا پر ہے اور اس مضمون میں دیگر احادیث بھی موجود ہیں۔ ملا علیؒ قاری فرماتے ہیں ہو سکتا ہے کہ حالات مختلف ہوں۔

فصل

وَمِنْ ذٰلِكَ حَضَرَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِمَاعًا وَرَقَصَ حَتّٰى شَقَّ قَمِيصَهُ فَلَعَنَ اللّٰهُ وَاضِعَهُ مَا أَجْرَأَهُ عَلَى الْكَذِبِ وَحَدِيثُ لَوْ أَحْسَنَ أَحَدُكُمْ ظَنَّهُ بِحَجَرٍ لَنَفَعَهُ هُوَ مِنْ وَضْعِ الْمُشْرِكِينَ عُبَّادِ الْأَوْثَانِ انْتَهٰى وَقَدْ تَقَدَّمَ حَدِيثُ لِتَخِذَا

اسی قسم کی روایت یہ بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سماع و رقص میں حاضر ہوئے حتی کہ آپ نے اپنا کرتہ پھاڑ لیا۔ اللہ تعالےٰ اس کے وضع کرنے والے پر لعنت کرے کہ وہ جھوٹ بولنے پر کتنا جری ہے۔ اسی طرح یہ روایت کہ اگر تم میں سے کوئی اپنا خیال پتھر کے ساتھ بھی اچھا پیدا کرلے گا۔ تو وہ بھی اسے نفع پہنچائیگا یہ مشرکین اور بت پرستوں کا طریقہ ہے

مَعَ الْفُقَرَاءِ وَالْاَيَادِيْ فَاِنَّ لَهُمْ دَوْلَةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ لَيْسَ كَذَالِكَ كَمَا تَقَدَّمَ وَحَدِيْثُ مَنْ عَشِقَ فَعَفَّ وَكَتَمَ وَمَاتَ فَهُوَ شَهِيْدٌ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ لَيْسَ كَذَالِكَ كَمَا سَبَقَ وَحَدِيْثُ مَنْ اَكَلَ مَعَ مَغْفُوْرٍ لَهٗ غُفِرَ لَهٗ مَوْضُوْعٌ قُلْتُ وَهُوَ كَذَالِكَ كَمَا تَقَدَّمَ قَالَ وَغَايَةُ مَا رُوِيَ فِيْهِ اَنَّهٗ مَنَامٌ رَاٰهُ بَعْضُ النَّاسِ قُلْتُ رُؤْيَا الْمَنَامِ لَا عِبْرَةَ بِهَا فِيْ اِثْبَاتِ الْحَدِيْثِ عَنْهُ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ وَحَدِيْثُ مَنْ قَصَّ اَظْفَارَهٗ مُخَالِفًا لَمْ يَرَ فِيْ عَيْنَيْهِ رَمَدًا مِنْ اَقْبَحِ الْمَوْضُوْعَاتِ قُلْتُ قَدْ تَقَدَّمَ وَحَدِيْثُ اِذَا دَعَتْ اَحَدَكُمْ اُمُّهٗ وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ فَلْيُجِبْ وَاِذَا دَعَاهُ

اور یہ پہلے گذر چکی۔ اور یہ روایت فقراء کے ساتھ دوستی پیدا کرو۔ کیونکہ وہ قیامت کے روز مالدار ہوں گے یہ موضوع ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ گذر چکا۔ اور یہ روایت جس نے عشق کیا پاکدامن رہا۔ عشق کو چھپایا۔ اور اسی حالت میں مرگیا۔ تو وہ شہید ہے۔ یہ بھی موضوع ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں یہ موضوع نہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا۔ اور یہ روایت کہ جو مغفور کے ساتھ کھائے اس کی بھی مغفرت کردی جائیگی یہ بھی موضوع ہے۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں ایسا نہیں ہے جیسا کہ پہلے گذر چکا ابن القیم فرماتے ہیں اور اس بارے میں انتہا یہ ہے کہ لوگ خواب بیان کرتے ہیں۔ ملا علی قاری فرماتے ہیں خواب میں دیکھنا حدیث ثابت کرنے کے لئے دلیل نہیں بن سکتا اور یہ روایت کہ جس نے ناخون مخالف طور پر کاٹے تو اس کی کبھی آنکھیں دکھنے نہ آئیں گی۔

اَبُوْهُ فَلَا يُجِبْ يَرُدِيه
عَبْدُ الْعَزِيْزِ بْنُ اَبَانِ الْقُرَشِيُّ
الْاُمَوِيُّ قَالَ الْبُخَارِيُّ تَرَكُوْهُ
وَقَالَ ابْنُ مُعِيْنٍ وَغَيْرُهُ
كَذَّابٌ رَوَى اَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةً
وَحَدِيْثُ جَابِرٍ فِي التَّشَهُّدِ
وَفِيْ اَوَّلِهِ بِسْمِ اللّٰهِ اَلتَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ يَرْوِيْهِ حُمَيْدُ بْنُ الرَّبِيْعِ
عَنْ اَبِيْ عَاصِمٍ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ
عَنْ اَبِي الزُّبَيْرِ عَنْهُ قَالَ
ابْنُ مَعِيْنٍ حُمَيْدٌ هٰذَا كَذَّابٌ
وَقَالَ النَّسَائِيُّ لَيْسَ بِشَيْءٍ قُلْتُ
هٰذَا يَقْتَضِيْ ضُعْفَهُ لَا وَضْعَهُ
كَيْفَ وَقَدْ رَوَاهُ الطَّبْرَانِيُّ
فِي الْكَبِيْرِ وَالْاَوْسَطِ عَنِ ابْنِ
الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ
مَرْفُوْعًا بِسْمِ اللّٰهِ وَبِاللّٰهِ
خَيْرِ الْاَسْمَاءِ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ
الْحَدِيْثَ ذَكَرَهُ الْعَلَّامَةُ

یہ بھی موضوع ہے۔ یہ بھی پہلے گزر چکی۔
اور یہ روایت جب تم میں سے کسی کو نماز
پڑھتے ہوئے اس کی ماں بلائے تو اسے
جواب دے اور جب باپ بلائے تو جواب
نہ دے اسے عبدالعزیز بن ابان القرشی
الاموی نے روایت کیا ہے۔ بخاری کہتے
ہیں اسے چھوڑ دو۔ ابن معین وغیرہ کہتے
ہیں کذاب ہے موضوع احادیث وغیرہ کہتا
اور جابر کی التحیات کے بارے میں وہ
روایت جس کے شروع میں بسم اللہ
التحیات للہ۔ جسے حمید بن ربیع نے عن
ابی عاصم عن ابی جریج عن ابی الزبیر کی
سند سے روایت کیا ہے۔ تو اس حمید کے
بارے میں ابن معین فرماتے ہیں یہ کذاب
ہے۔ نسائی کہتے ہیں کچھ نہیں۔ ملا علی قاری
فرماتے ہیں اس سے ضعف ثابت ہوا نہ کہ
وضع کیونکہ طبرانی نے کبیر اور اوسط میں ابن
الزبیر سے مرفوعاً روایت کیا بسم اللہ التحیات
للہ۔ علامہ جزری نے اسے حصن میں نقل کیا ہے

اَلْجَزَرِیُّ فِی الْحِصْنِ مَعَ اِلْتِزَامِ اَنْ یَکُوْنَ جَمِیْعُ مَا فِیْہِ صَحِیْحًا۔ اور انہوں نے یہ التزام کر رکھا ہے کہ اس میں صرف صحیح روایات نقل کریں گے،

فائدہ ۔ ملا علی قاری کا یہ قول کہ اس سے ضعف ثابت ہوا نہ کہ وضع۔ تو راوی کے کذاب ہونے سے روایت کا وضع ثابت ہوتا ہے، نہ کہ ضعف لیکن شواہد کی بنا پر یہ حدیث موضوع ضعیف تو کجا بلکہ صحیح ہے۔ ایک شواہد تو ابن الزبیر کی روایت ہے۔ دوسرے امام مالک نے موطا میں نافع کے ذریعہ ابن عمر رض سے التحیات کے شروع میں بسم اللہ کے الفاظ نقل کئے ہیں۔ اور جابر کی روایت جس میں بسم اللہ کے الفاظ ہیں۔ ابن ماجہ نے دو سندوں سے روایت کی ہے۔ اور اس میں یہ حمید کذاب موجود نہیں۔ ابن ماجہ کی سندات یہ ہیں محمد بن زیاد معتمر بن سلیمان ۔ ایمن بن نابل ۔ ابو الزبیر بجابر رض ۔ دوسری سند یحیی بن حکیم محمد بن بکر۔ ایمن بن نابل ۔ ابو الزبیر رض۔

حلوہ 411 * رقم

حیاتِ خضر کے منکر قاد

← باپ دادا اکبر پیا دا اصغر والی روایت موضوع 222 * علم غیب پر بحث 525-533

← صحابہ کو گالی 230 * عاشورہ پر نہ خوشی نہ غم 561

← آدم مٹی اور پانی کے بیچ میں نبی تھا 297 * روایاتِ موضوع علیؓ اور معاویہؓ 565

← نبی پاک کی خاتم اور ابراہیمؑ اور عمرؓ 319

← دیوار کے پیچھے کیا ہے میں نہیں جانتا 330

← علماء کی سیاہی شہید کے خون سے افضل 344

← مسح اور [illegible] بچو کی گردن بچی عیسیٰ 347

← امام شافعی کا قول عشرہ اور گدھا 367

← گلاب کا پھول اور نبی پاک کا پسینہ 426

← انبیاءِ حدیث عمرؓ کہ وہ نبی تھے یا نہیں میں نہیں جانتا 430

← پیاز کی حدیث 447

← وفاتِ نبی اور علیؓ کا کا عمر میں لکھنا 447

← نبی کا نور 462 * بلالؓ کی اذان اور مدینہ کا واقعہ 473

← علیؓ اور سورج کا طلوع ~~137 506~~ 224 477 ← نام محمد اور یہودیت تماع 505

← ابلیس کی نماز 523 ← قیامت کا علم اور نبی پاک 525-527

← نبی کے والدین کا زندہ ہونا 98 * علی علم کا دروازہ 134 خیبر کا دروازہ اور علیؓ 203

مسلکِ قادریہ کی توعود [illegible]